

سید غوث علیہ السلام کی شان میں صریح توحید و نبوت کی وصل اولاً چہاد کی عام فہم اور اسان دینی

مَقَامِ غَوْرِ اعْظَمِ

اعلیٰ حضرت کی نظر میں

تالیف
اسحاق القاری مولانا غلام حسن قادری
مفتی دارالعلوم حزب الافک لاہور

نیز غوثیہ کی شان میں صریح توحید کی وصل اول تہجد کی عام فہم اور اسان دوش

مقام غوثیہ

اعلیٰ حضرت کی نظر میں

از: الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری
مفتی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور

ناشر
مشتاف بک کارنر
الکریم مارکیٹ ، اردو بازار، لاہور

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	☆.....	مقام غوث اعظم رضی اللہ عنہ
مرتب	☆.....	اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی نظر میں
ناشر	☆.....	مفتی غلام حسن قادری
اہتمام	☆.....	مشتاق احمد
پروف خوانی	☆.....	سلمان خالد
پرنٹرز	☆.....	حافظ رضاء الحسن قادری
کمپوزنگ	☆.....	اسلم عصمت پرنٹرز، لاہور
قیمت	☆.....	گل گرافکس
		150 روپے

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان	
7	انتساب	◎
8	منقبت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ	◎
11	پیش لفظ	◎
14	اعتماد	◎
15	حمد باری تعالیٰ (۱)	◎
19	حمد باری تعالیٰ (۲)	◎
21	وصل اوّل: نعت شریف	◎
51	وصل دوم: در منقبت حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ	◎
52	حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے حالات	◎
52	نام و پیدائش	◎
53	آپ (رضی اللہ عنہ) کا سلسلہ نسب	◎
54	سلسلہ واقعات	◎
67	آپ (رضی اللہ عنہ) کے والد ماجد	◎
72	صلوٰۃ غوثیہ کا طریقہ	◎

90	◎ وصل سوم: در حسن مفاخرت از سرکار قادریّت
104	◎ ایک حقیقت واقعہ
106	◎ واقعات سے متعلق ضروری وضاحت
123	◎ وصل چہارم: در منافحت اعداء واستعانت از آقا
146	◎ درجات اولیاء کی بارہ اقسام
152	◎ لفظ ”شہنشاہ“ کے متعلق اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ
179	◎ شرائط مرشد
181	◎ تصوف کیا ہے؟
191	◎ غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ اور نانا جان رحمۃ اللہ علیہما
193	◎ آپ (رضی اللہ عنہ) کی تعلیم و تربیت
196	◎ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی ازدواجی زندگی
196	◎ آپ (رضی اللہ عنہ) کی ازواج اور اولاد اطہار
198	◎ آپ (رضی اللہ عنہ) کا وصال شریف
198	◎ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے الہامات (سوالات و جوابات)
208	◎ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے اقوال وارشادات
218	◎ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا سراپائے نور
222	◎ کرامات غوث اعظم رضی اللہ عنہ
255	◎ غوث پاک رضی اللہ عنہ کے ایک شعر کی تشریح مجدد پاک کے قلم سے
259	◎ غوث پاک رضی اللہ عنہ کے حنبلی المذہب ہونے کی وجہ
261	◎ کرامت کے متعلق ایک تحقیقی مقالہ
270	◎ منکرین خوارق

270	معجزہ کی تعریف	◎
271	قدرت اور عادت میں فرق	◎
271	اقسام عادت	◎
273	معجزہ، کرامت اور استدراج میں فرق	◎
274	اہل مجاہدہ کے دس خصائل	◎
276	ترتیب اشغال	◎
280	غوث پاک رضی اللہ عنہ کا ایک عظیم فرمان (قدمی ہذہ.....)	◎
281	اولیائے وقت اور رجال الغیب	◎
282	تاج غوثیت اور ابدال کا تعارف	◎
283	کیا آپ (رضی اللہ عنہ) کا فرمان (قدمی ہذہ.....) بامرالہی تھا؟	◎
285	(قدمی ہذہ.....) کا صحیح مفہوم	◎
286	قَدَمُ کے معنی	◎
287	چہل کاف کیا ہے؟	◎
294	چہل کاف پڑھنے کا طریقہ	◎
287	شرح چہل کاف (وزن عروضی، تقطیع، ترکیب صرفی و نحوی مع اردو و فارسی ترجمہ)	◎
300	آپ (رحمۃ اللہ علیہ) کا فارسی کلام (۳ حمدیں) مع اردو ترجمہ	◎
304	حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے عربی قصائد (۹ قصائد) مع اردو ترجمہ	◎
306	قصیدہ غوثیہ (اردو و فارسی منظوم ترجمہ کے ساتھ)	◎
354	غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی وصیتیں اور آخری کلمات	◎
358	سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی گیارہویں شریف	◎

359	ایصالِ ثواب قرآنی آیات کی روشنی میں	◎
368	دہابیہ کے چند عقائد	◎
372	چند قرآنی آیات سے غلط استدلال کا تفصیلی جواب	◎
402	چند اعتراضات اور ان کے جوابات	◎
409	ایصالِ ثواب کے جواز پر چند حوالہ جات	◎
414	گیارہویں شریف حالات و واقعات کی روشنی میں	◎
414	بلسلہء گیارہویں شریف ایک دلچسپ مکالمہ (منظوم)	◎
415	وہ عظیم واقعات جو دن دسواں اور رات گیارہویں کو وقوع پذیر ہوئے	◎
418	دن دسواں تے رات یارہویں (پنجابی منظوم)	◎
422	سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی الہامی دُعا	◎
424	ماخذ و مراجع	◎



انتساب

گم رضائش در رضائے مصطفیٰ زیں سبب شد نام او احمد رضا

عالم ربّانی، فاضل لاثانی، کاشفِ اسرارِ پنهانی، عارفِ سبحانی۔ جامع ہر علم و فن،
دافع شرور و فتن، امام اہل سنن۔ ماہر معقول و منقول، کشتہ عشقِ رسول، حاوی فروع و
اصول۔ فقیہ بے ہمتا، مفتی بے مثال و یکتا۔ امام اہل سنت، مجدد دین و ملت، عظیم
المرتب، رفیع الدرجت، جلیل العظمت، کثیر البرکت۔ شیخ الاسلام و المسلمین، عمدۃ
المحققین، تاج المدققین، قدوة السالکین، زبدۃ العارفين، سند الحمدین، سلطان الواصلین،
وصاف سید المرسلین، مدّاح حبیب رب السماء والارضین، محبوب و نائب غوث العالمین۔

سمو المکانة والمکان

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان

(محمدی، حنفی، مصطفوی، قادری) بریلوی، علیہ رحمۃ اللہ القوی

ہم نے کیا ”احمد رضا“ دیکھا تھے سر ذاتِ مصطفیٰ دیکھا تھے
حق تعالیٰ کی قسم ”احمد رضا“ نائب غوث الوریٰ دیکھا تھے

گدائے درِ غوث و رضا

غلام حسن قادری

منقبتِ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ

ہم نے کیا احمد رضا دیکھا تجھے	سر ذات مصطفیٰ دیکھا تجھے
آیت فضل خدا دیکھا تجھے	رحمت رب وریٰ دیکھا تجھے
زبدۂ اہل تقا دیکھا تجھے	عمدۂ اہل صفا دیکھا تجھے
کیا بتاؤں میں نے کیا دیکھا تجھے	جو لکھوں اس سے سوا دیکھا تجھے
حق تعالیٰ کی قسم احمد رضا	نائب خیر الوری دیکھا تجھے
شمعِ احیائے سنن پر روز و شب	مثل پروانہ فدا دیکھا تجھے
زہد و تقویٰ میں بسر کی زندگی	مہر چرخِ اصطفیٰ دیکھا تجھے
تجھ سے دین پاک نے پائی ضیا	مشعلِ ضوءِ ہدے دیکھا تجھے
جان جب تک جسم میں باقی رہی	ہم نے شیدا دین کا دیکھا تجھے
خلق میں جاری ترا بحر فیوض	منبع لطف و عطا دیکھا تجھے
اہل بطلان کو دکھا دی راہ حق	فی الحقیقت رہنما دیکھا تجھے
بھاگتے تھے تجھ سے اعدائے سنن	پر تو شیر خدا دیکھا تجھے
ہیبت حق تیرے چہرے سے عیاں	قدرت رب العلیٰ دیکھا تجھے
مقتدا آکر ہوں تیرے مقتدی	ہم نے ایسا پیشوا دیکھا تجھے
جان و دل سے ہو گیا تجھ پر فدا	جس نے اے نوری ہدیٰ دیکھا تجھے
نجدیوں کے حق میں تھا تیر شہاب	قاتل کل اشقیا دیکھا تجھے
اہل سنت کو بہت کچھ دیدیا	گوہر بحر سخا دیکھا تجھے

ناصر دیں دائما دیکھا	خدمت مذہب میں کائی عمر سب
سیف مسلول خدا دیکھا	بدعت و باطل کی گردن کاٹ دی
واقعی بدرالدنہ دیکھا	شرک کی ظلمت کو تو نے کھودیا
استقامت سے بھرا دیکھا	اس زمان پر فتن میں اے رضا
بلبل باغ ہدیٰ دیکھا	گلشن مذہب کیا آراستہ
دین حق کا شیفنا دیکھا	کردیا ملت پہ قربان مال و جاں
شاہد دیں پر فدا دیکھا	کھودیا ہستی کو تو نے بہر حق
عالموں کا مقتدا دیکھا	ہو امام اہل سنت بالیقین
مفتیوں کا پیشوا دیکھا	مفتی اکناف عالم تیری ذات
صابر ظلم و جفا دیکھا	خدمت دینی ترا پیشہ رہا
گو ہر بحر ہدیٰ دیکھا	مرحبا اے میرے مولا مرحبا
اے رضا! مشکل کشا دیکھا	مشکلوں کو تو نے آساں کردیا
عارف رب الوریٰ دیکھا	جام عرفانی پلا دیجے مجھے
دار وئے دردِ عنا دیکھا	دردِ فرقت کی دوا کردیجیے
دافع کرب و بلا دیکھا	المدد اے شاہ اقلیم کرم
بیکسوں کا ملتجی دیکھا	ملتجی کیونکر نہ ہو تجھ سے گدا
اہل حق نے ناخدا دیکھا	کشتی رنج و مصیبت کا شہا

بندۂ محمود جاں نے اے رضا
مظہر ذات خدا دیکھا تجھے

(مولانا محمود جان رضوی جو دھ پوری رحمۃ اللہ علیہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیش لفظ

ہاتھ جب اٹھیں دعا کے لیے یاد رکھنا ہمیں خدا کے لیے

مکرم و محترم جناب مشتاق احمد (مشتاق بک کارز، لاہور) کی خواہش پر اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہل سنت مجدد دین و ملت مولانا شاہ محمد احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ کے مشہور زمانہ نعتیہ کلام ”حداائق بخشش“ جو بلاشبہ کلام الامام امام الکلام کا مصداق ہے کی شرح لکھنی شروع کی، اگرچہ پروگرام یہ تھا کہ چونکہ اس وقت تک حداائق بخشش کی صرف دو شروحات ملتی ہیں جن میں سے ایک حضرت مولانا صوفی محمد اول شاہ صاحب رضوی مدظلہ نے لکھی جو انتہائی مختصر (اجلد میں) ہے اور دوسری شیخ القرآن محسن اہل سنت حضرت مولانا فیض احمد اویسی صاحب دامت برکاتہ نے کی ہے جو بہت ہی مفصل (۲۵ جلدوں میں) ہے لہذا ان دونوں کے بین بین بلکہ اول الذکر سے کچھ زائد ہو جائے اور زیادہ تر انہی سے استفادہ بھی کیا جائے۔ چنانچہ اس ارادہ سے جب لکھنا شروع کیا تو وصل چہارم تک سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی شان میں ایک عظیم الشان گلدستہ تیار ہو گیا۔ مجبوراً یہ طے پایا کہ اس مجموعہ کا نام ”مقام غوث اعظم رضی اللہ عنہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں“ رکھ کر علیحدہ شائع کر دیا جائے۔ انشاء اللہ! حداائق بخشش میں حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی شان میں دیگر اشعار کی شرح اسی نام سے حصہ

دوم کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی توفیق، حضور علیہ السلام کی نگاہ کرم اور حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ اور دیگر اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی نظر عنایت سے عنقریب ترتیب دی جائے گی تو گویا حدائق بخشش سے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے مرتبہ و مقام پر دو جلدوں کا گلدستہ معرض وجود میں آجائے گا۔

۱۔ میرے محبوب کے چہ چہ ہیں مہ پاروں کی دنیا میں
وصل اول چونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت پر مشتمل ہے جس کے مقطع میں سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں وسیلہ اور شفیع بنایا گیا ہے، اور آپ کی غوثیت اور ابن رسول علیہ السلام ہونے کا سہارا لیا گیا ہے۔ اس لیے کتاب کے شروع میں نعت شریف بمعہ ترجمہ و تشریح لکھنا مناسب سمجھا گیا تاکہ حدائق بخشش کی ترتیب بھی برقرار رہے اور حضرت غوث اعظم علیہ الرحمۃ کی عظمت و شان میں لکھی جانے والی کتاب کا آغاز نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ہو جائے گا۔ اس کتاب میں آپ کو دیگر مضامین کے علاوہ جہاں حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی زندگی کے ہر گوشے پر روشنی نظر آئے گی وہاں آپ کی کرامات و تصرفات، مجاہدات، تحصیل علم، تبلیغ دین، اشاعت اسلام اور جذبہ ایمانی کے ساتھ ساتھ دیگر اولیائے کرام کے حالات و واقعات، ان کی نگاہوں میں عظمت غوث پاک رضی اللہ عنہ اور بالخصوص ایصال ثواب اور گیارہویں شریف و ختم پاک کا مسئلہ کتاب کے آخر میں بڑی شرح و بسط کے ساتھ احاطہ تحریر میں لایا گیا ہے۔ نیز سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے چند نادر قصائد آپ کے اوراد و ادعیہ اور اقوال و فرمودات سے بھی کتاب کو زینت بخشی گئی ہے۔

۲۔ گرچہ من ناپاک ہستم دل بہ پاکان بستہ ام
انشاء اللہ زیر نظر کتاب عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور عقیدت مندانِ غوث اعظم و اولیائے کرام علیہم رحمۃ الرحمن کے لیے ہر لحاظ سے مفید اور بہتر ثابت ہوگی۔
۳۔ سنی ام من نعرہ تکبیر و رسالت می زخم

دم زبوبر و عمر، عثمان و حیدر می زخم
 قادریم نعرۂ یا غوث اعظم می زخم
 دم زشاہ احمد رضا خاں قطب عالم می زخم
 سروریم نعرۂ سلطان باہو می زخم
 دم زبو البرکات حضرت سید احمد زخم

طالب دعا

ذرۂ خاک راہ طیبہ و بغداد

غلام حسن قادری

اعتذار

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین و ملت مولانا شاہ محمد احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ کا کلام بلا شک و شبہ اس مقولہ پر سو فیصد پورا اترتا ہے کہ ”بادشاہوں کا کلام، کلاموں کا بادشاہ ہوتا ہے“۔ اور ظاہر بات ہے کہ بادشاہ کا کلام سمجھنے میں مجھ جیسے گدا سے غلطی بھی ہو سکتی ہے میں اپنے ترجمے اور تشریح کو حرف آخر سمجھتا ہوں اور نہ ہی یہ کہنے کی جسارت کر سکتا ہوں کہ میں کما حقہ اپنے اندر آپ کے کلام کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہوں، فوق کل ذی علم علیم ایک حقیقت مسلمہ ہے اور عقل کل ہونے کا دعویدار بھی نہیں ہوں غلطی اور خطا جیسے ہر انسان کا لازمہ ہے میں بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہوں، اہل علم حضرات سے توقع ہے کہ معنوی، تشریحی، ترکیبی و ادبی اغلاط پر فراخ دلی سے اصلاح فرما کر میدان تحریر کے ایک نو وارد طالب علم کی حوصلہ افزائی فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہوں کہ وہ ذات میری اس حقیر سی کوشش کو قبول و منظور فرما کر میرے لیے، میرے والدین کے لیے اور جملہ مومنین کے لیے بخشش کا سبب بنائے اور اہل اسلام، عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے مفید و نافع بنائے۔

ۛ ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

غلام حسن قادری

حمد باری تعالیٰ (۱)

(۱) الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْكَوْنِ وَالْبَشَرِ

حَمْدًا يَدُومُ دَوَامًا غَيْرَ مُنْحَصَرٍ

(۲) وَأَفْضَلُ الصَّلَوَاتِ الزَّائِكِيَّاتِ عَلَى

خَيْرِ الْبَرِيَّةِ مُنْجِي النَّاسِ مِنْ سَقَرِ

(۳) بِكَ الْعِيَاذُ إِلَهِي إِنْ أَشَاءَ حُكْمًا

سِوَاكَ يَا رَبَّنَا يَا مُنْزِلَ النَّذْرِ

مشکل الفاظ اور ان کے معانی و تشریح

حمد : ذاتی خوبی کی وجہ سے کسی کا قابل تعریف ہونا۔ اسی لیے حمد صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ہوتی ہے۔ مخلوق کی تعریف کے لیے مدح و نعت وغیرہ کے الفاظ بولے جاتے ہیں۔ کیونکہ اللہ کے علاوہ کسی کی کوئی خوبی و کمال اس کا اپنا ذاتی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ہی کا عطا کیا ہوا ہے۔ اہل علم نے حمد کی تعریف یوں کی ہے۔

هو الشاء باللسان على جميل الاختيارى سواء كان نعمة او غيره
کہ حمد اس تعریف کو کہتے ہیں جو کسی کی اختیاری خوبی پر زبان سے کی جائے
چاہے نعمت اس کے مقابلہ میں ہو یا نہ ہو۔ لہذا اللہ نعمت دے یا بندے کو
تکلیف میں رکھے۔ بندے کو ہر حال میں اللہ کی تعریف کرتے رہنا چاہیے۔

الحمد لله على كل حال ، جب کہ مدح کی تعریف یہ ہے کہ هو الشاء
باللسان على جميل الاختيارى او غيره۔ اختیاری و غیر اختیاری
کمال پر کسی کی تعریف کرنا جیسے کہا جاتا ہے مدحت اللؤلؤ علی صفائہا۔
میں نے موتی کی تعریف اس کی صفائی کی وجہ سے کی ہے۔ حمد و مدح کے ساتھ

ایک لفظ ”شکر“ بھی بولا جاتا ہے اس کی تعریف یوں فرمائی گئی۔ الشکر فعل یبني عن تعظیم المنعم لكونه منعمًا۔ شکر ایک ایسا فعل ہے جو کہ نعمت دینے والے کی تعظیم کے طور پر معرض وجود میں آتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حمد متعلق کے لحاظ سے تو عام ہے کہ ضروری نہیں نعمت ملے تب ہی حمد کی جائے۔ اور مورد کے لحاظ سے خاص ہے کیونکہ صرف زبان سے ہی ادا کی جا سکتی ہے۔ اور شکر کا متعلق خاص ہے کہ نعمت ملنے پر شکر کیا جاتا ہے اور مورد کے لحاظ سے عام ہے کہ جیسے زبان سے شکر ادا کیا جاتا ہے اسی طرح دیگر اعضاء سے بھی بلکہ حسن اعتقاد اور قلبی محبت سے بھی۔

علم منطق کے لحاظ سے حمد و شکر میں ”عموم خصوص من وجہ“ کی نسبت ہے کہ ایک مادہ اجتماعی اور دو افتراقی ہیں۔

اجتماعی مادہ (جہاں حمد بھی اور شکر بھی) کسی نے کسی کو کوئی شے دی تو جواب میں اس نے دینے والے کی زبان سے تعریف کی۔ اس میں حمد بھی ہے اور شکر بھی۔ مادۂ افتراقی (۱): نعمت ملنے پر منعم علیہ نے منعم کی زبان سے تعریف تو نہ کی لیکن کوئی ایسا کام کیا کہ جس کے ذریعے منعم کا شکر یہ ادا کر دیا۔ اس جگہ شکر تو ہے مگر حمد کوئی نہیں۔

مادۂ افتراقی (۲): زبان سے حمد کی لیکن کسی نعمت ملنے پر نہیں بلکہ بے نعمت ملے، اس میں حمد تو ہے مگر شکر مفقود ہے۔

رَبِّ: پالنے والا، بتدریج تربیت فرمانے والا اور ضرورت کے مطابق ہر ایک کو اس کی طلب کے مطابق عطا فرمانے والا۔

دیکھو! اگر اللہ تعالیٰ ہماری پیدائش کے ساتھ ہی پوری زندگی کی ضروریات ہمارے سپرد فرما دیتا کہ تجھے اتنا پانی، ہوا، روشنی، غذا وغیرہ چاہیے۔ یہ لے لے۔ تو ہمارا کیا حال ہو اور یہ نعمتیں ہم کہاں سنبھالتے پھرتے۔ اس نے کرم فرمایا ذخیرہ اپنے پاس ہی رکھا مگر ہمیں ہماری ضرورت کے مطابق ہر نعمت مہیا کرتا رہا۔

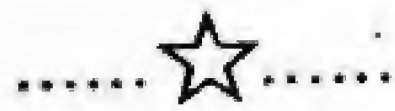
الکون :	کائنات، جہان، عالم موجودات
البشر :	انسان، آدم زاد اپنی کھال پر بال نہ رکھنے والا
یدوم :	ہمیشہ، ہر زمانے میں
منحصر :	محدود (متناہی)
غیر منحصر :	لامحدود و غیر متناہی
افضل :	سب سے بہتر و عمدہ
الصلوات :	اللہ تعالیٰ کی رحمتیں
الزاکیات :	حکمت و دانائی سے بھرپور، پاکیزہ
خیر البریۃ :	ساری مخلوق سے بہتر
منجی :	نجات دہندہ
الناس :	انسان
سقر :	دوزخ

قرآن مجید میں ہے کہ جنت والے دوزخیوں سے پوچھیں گے کہ ما سلكکم فی سقر ۝ تمہیں کونسی چیز جہنم میں لے گئی؟ تو وہ جواب دیں گے لم نک من المصلین ولم نک نطعم المسکین ۝ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے اور مسکینوں کو کھانا نہیں کھلاتے تھے۔ (المدثر ۴۲ تا ۴۴)

العیاذ :	پناہ
اشا :	جاری و ساری
حکما :	حکم کرنا
سواک :	تیرے علاوہ
مُنَزَّلَ النَّذَرُ :	ہر ایک کو اس کے حسب حال مرتبہ و مقام دینے والا

ترجمہ و مطلب اشعار

- (۱) تمام تعریفیں (تمام حامدین کی، تمام زمانوں میں) اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے اور اس کی تعریف ایسی ہے کہ جو نہ ختم ہونے والی ہے۔
- (۲) سب سے بہتر رحمت جو حکمت و دانائی سے پُر ہو، اس بابرکت ذات پر جو ساری مخلوق سے بہتر اور افضل و اعلیٰ ہیں اور لوگوں کو جہنم سے بچانے والے ہیں یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔
- (۳) میں تیری ہی پناہ کا طالب ہوں کیونکہ تیرے سوا کسی کا حکم نہیں چلتا، تو مجھے اس مقام پر پہنچا جس کا تو نے وعدہ فرمایا ہے۔
- الحمد لله : جملہ اسمیہ ہونے کی وجہ سے دوام اور استمرار پر دلالت کرتا ہے اور چونکہ کسی ایک حامد کا ذکر نہیں ہو رہا لہذا تمام حامدین لکھا گیا۔ اور الف لام چاہے جنسی ہو یا استغراقی بہر حال ہر قسم کی حمد اس میں آ جاتی ہے۔ مخلوق میں سے جس جس کی تعریف کی جاتی ہے وہ بھی بالواسطہ اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے۔
- لله میں پہلی لام نحوی قاعدے (اللام للاختصاص) کے مطابق حصر کا معنی پیدا کر رہی ہے یعنی اللہ ہی کے لیے۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حمد باری تعالیٰ (۲)

- (۱) الْحَمْدُ لِلَّهِ الْمُتَوَحِّدِ بِجَلَالِهِ الْمُتَفَرِّدِ
(۲) وَصَلَاتِهِ دَوَامًا عَلَى خَيْرِ الْأَنَامِ مُحَمَّدٍ
(۳) وَالْأُلِّ وَالْأَصْحَابِ هُمْ مَاوِي عِنْدَ شِدَائِدِي
فَالِي الْعَظِيمِ تَوْسُلِي بِكِتَابِهِ وَبِأَحْمَدِ

مشکل الفاظ اور ان کے معانی:

- المتوحد: وحدہ لا شریک لہ، تنہا
جلال: شان و عظمت
المتفرّد: بے مثل و بے مثال اور لا جواب و با کمال ذات (اللہ تعالیٰ)
الانام: کائنات، مخلوق
الال: اولاد، پیروکار، قبیعین
الاصحاب: ساتھی، ہم مجلس
ماوی: پناہ گاہ، ٹھکانہ
شدائدی: سختیاں، مشکلات، مصائب

ترجمہ و مطلب اشعار

- (۱) تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک ہی کے لیے ہیں جو اپنی عظمت و شان میں بے مثال ذات ہے۔
(۲) اس (اللہ تعالیٰ) کی رحمت ہمیشہ ہمیشہ اس کی مخلوق میں سے بہترین یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتی رہے۔

(۳) مشکلات و مصائب میں آپ ہی کی ال پاک اور صحابہ کرام ہمارے لیے جائے پناہ ہیں۔

(۴) مشکلات و مصائب میں اللہ کے محبوب علیہ السلام اور ان پر نازل ہونے والی کتاب (قرآن مجید) کو ہی میں بارگاہِ خداوندی میں اپنا وسیلہ بناتا ہوں۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



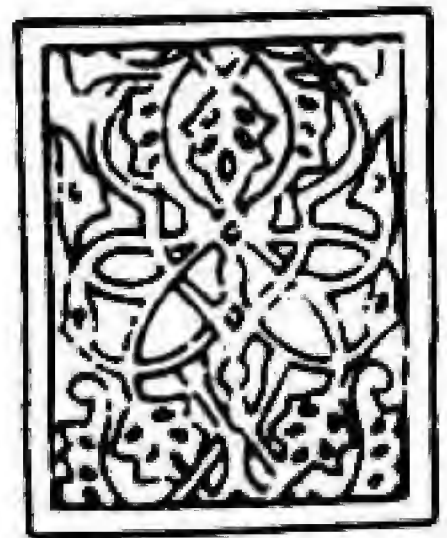
هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ

كَلِمَاتُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ

هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْمُسْتَبْرَبُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ



وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ



وصل اوّلنعت شریف

ذریعہ قادریہ ۱۳۰۵ھ

(1) واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

تشریح:

واہ: کلمہ تحسین و تعجب یعنی کیا بات ہے، یا کیا کہنا آپ کے جود و سخا کا۔ گویا یہاں

تعجب اظہار شان کے لئے ہے اور پھر اس پر داد تحسین ”نور علی نور“ ہے

جود و کرم: سخاوت و مہربانی

شہ: یہ لفظ شاہ کا مخفف ہے بمعنی بادشاہ، یہ مضاف ہے اور بطحا مضاف الیہ

بطحا: مکہ مکرمہ

دوسرے مصرعہ میں پہلا ”نہیں“ بمعنی لا ہے اور دوسرا فعل مضارع کی نفی کے لیے ہے۔ یعنی جو بھی آپ کے پاس سائل آیا اس نے آپ کی زبان سے ”لا“ نہیں ہے، نہ سنا

یہ شعر قرآنی آیت واما السائل فلا تنهر (الضحیٰ: ۱۰) اور سائل کو نہ جھڑکیے۔ اور حدیث نبوی جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کی طرف اشارہ کر رہا ہے، جو یہ ہے:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اجود الناس وکان وما رد سائلا قط اجود من الريح المرسلۃ وما سئل عن شی فقال لا

حضور علیہ السلام تمام لوگوں سے زیادہ نخی تھے۔ آپ کی سخاوت تیز آندھی سے بھی زیادہ جاری تھی (جیسے تیز ہوا ہر جگہ پہنچ جاتی ہے اس طرح آپ کی سخاوت سے بھی کوئی محروم نہ رہتا تھا) آپ نے کبھی کسی سوالی کو خالی واپس نہیں لوٹایا

یعنی ”لا“ نہیں فرمایا (سوائے اشہد ان لا الہ الا اللہ کے) کہ جاؤ میرے پاس نہیں ہے اگر موجود ہوتا تو دے دیتے ورنہ فرماتے میرا نام لے کر جو چاہے ادھار لے لو میں قیمت چکا دوں گا۔

نرفت لا بزبان مبارکش ہرگز
مگر در اشہد ان لا الہ الا اللہ

ایک ایسے ہی موقع پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، حضور! آپ کو اس بات کی تکلیف تو نہیں دی گئی (کہ پاس نہ ہو تو ادھار لے کر دیں) آپ نے اس بات کو پسند نہ فرمایا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، حضور! دیتے جائیے اور عرش والے (رب) سے تنگ دستی کا خوف نہ کیجئے، آپ یہ سن کر مسکرائے اور چہرہ مبارک کھل اٹھا۔ (شمال ترمذی)

الجود ما کان بغیر سؤال والکرم بسؤال
جود بے مانگے دینے کو کہتے ہیں اور کرم مانگنے پر عطا کرنے کو کہتے ہیں۔
ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں یہ دونوں صفات بطریق اتم موجود تھیں۔

منگتے خالی ہاتھ نہ لوٹیں کتنی ملی خیرات نہ پوچھو
ان کا کرم پھر ان کا کرم ہے ان کے کرم کی بات نہ پوچھو
آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اگر (احد) پہاڑ میرے لیے سونا بن جائے تو تین راتوں میں (ادائے قرض کے لیے رکھ کر باقی) سارا تقسیم کر دوں۔
ایک دن عصر کی نماز کا سلام پھیرتے ہی آپ گھر تشریف لے گئے اور جلدی ہی واپس تشریف لے آئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تعجب ہوا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے نماز میں صدقہ کا کچھ بچا ہوا سونا گھر میں رہ جانے کا خیال آیا تو میں نے اچھا نہ سمجھا کہ رات ہو جائے اور وہ سونا میرے گھر میں پڑا رہے اس لیے جا کر اس کو تقسیم کر دیا ہے۔

ان کے در سے کوئی خالی جائے ہو سکتا نہیں
ان کے دروازے کھلے ہیں ہر گدا کے واسطے

سخاوت کا ایک یہ انداز بھی تھا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اونٹ خریدا، رقم ادا کر دی اور بعد میں بطور عطیہ اونٹ بھی ان کو واپس کر دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اونٹ خریدا، رقم ادا کر کے اونٹ ان کے بیٹے کو ہبہ کر دیا۔

جھولی ہماری ہی تنگ ہے تیرے یہاں کمی نہیں

حدیث کی کتابوں میں ان گنت واقعات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت کے موجود ہیں جن کو طوالت کے خوف سے چھوڑ دیا گیا ہے۔ امام بوصیری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

فان من جودک الدنیا وضررتها
ومن علومک علم اللوح والقلم

منگتے تو ہیں منگتے کوئی شاہوں میں دکھا دو
جس کو میری سرکار سے ٹکڑا نہ ملا ہو

آتا ہے فقیروں سے انہیں پیار کچھ ایسا
خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتے کا بھلا ہوا

○

(2) دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا
تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرہ تیرا

حل لغات و تشریح:

دھارے: جمع دھار کی بمعنی آبشار، موج دریا، بلندی سے گرنے والا پانی
 ذرہ: باریک چیز جو کسی چیز سے سورج کی شعاع کے ساتھ دکھائی دیتا ہے یعنی آپ
 کی سخاوت کی آبشاروں کا ایک قطرہ موجزن دریا کی طرح ہے اور آپ کا عطا
 کیا ہوا ایک ذرہ چمک میں گویا سخاوت کے آسمان کا ستارہ ہے
 یہ شعر سورۃ الکوثر کی جیتی جاگتی تفسیر ہے جس کو دوسری جگہ اعلیٰ حضرت عظیم
 البرکت علیہ الرحمۃ نے یوں بیان فرمایا ہے

ان کے ہاتھ میں ہر کنجی ہے	مالک کل کہلاتے یہ ہیں
انا اعطینک الکوثر	ساری کثرت پاتے یہ ہیں
رب ہے معطی یہ ہیں قاسم	رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں



(3) فیض ہے یاشیہ تسنیم نزالا تیرا
 آپ پیاسوں کے بحس میں ہے دریا تیرا

حل لغات و تشریح:

تسنیم: جنت کی نہر جس کا ذکر قرآن مجید میں بھی آیا ہے۔

و مزاجہ من تسنیم عینا یشرّب بها المقربون ○ (المطففین)
 اور اس کی ملوئی تسنیم سے ہے یہ وہ چشمہ ہے جس سے مقربان بارگاہ پیتے ہیں۔
 حدیث شریف میں ہے تسنیم جنت کی ایک نہر ہے جس کی لبائی ایک مہینے کا
 فاصلہ ہے، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے، برف
 سے زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے زیادہ خوشبودار ہے، اس کے کناروں پر آسمان

کے ستاروں سے زیادہ کٹورے رکھے ہوئے ہیں جو ستاروں ہی کی طرح چمکدار ہیں، جو شخص اس نہر سے ایک بار پی لے گا اس کو کبھی پیاس نہ لگے گی۔ اور اس کا جام اس کو نصیب ہوگا جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بالخصوص خلفائے راشدین سے محبت رکھنے والا ہوگا۔

تو شعر کا مفہوم یہ ہوا کہ:

اے جنت کی نہر تسنیم کے مالک! آپ کی عطا بھی بڑی نرالی ہے کہ جس کا سمندر بے پیدا کنار خود پیاسوں کو تلاش کر کے ان کو سیراب کر رہا ہے یعنی ہوتا تو یہ ہے کہ پیاسا پانی کو تلاش کرتا ہے لیکن آپ کا دریائے فیض پیاسوں کو تلاش کر کر کے ان کو نوازتا ہے۔

۔ جتنا دیا سرکار نے مجھ کو اتنی میری اوقات نہیں ہے
یہ تو کرم ہے ان کا ورنہ مجھ میں تو ایسی بات نہیں ہے



(4) اغنیاء پلتے ہیں در سے وہ ہے باڑا تیرا
اصفیاء چلتے ہیں سر سے وہ ہے رستہ تیرا

حل لغات و تشریح:

اغنیاء: جمع غنی کی بمعنی مالدار

باڑا: ہندی لفظ ہے بمعنی احاطہ و چار دیواری یا خیرات بانٹنے کا مقام کہ جہاں سے ہر

ایک کی جھولی بھری جاتی ہو اور کسی کو محروم نہ لوٹایا جائے

اصفیاء: جمع صفی کی بمعنی صاف دل والا، پرہیزگار

رستہ: اردو لفظ راستہ کا مخفف کبھی ہا کی جگہ الف لکھا اور بولا جاتا ہے۔ شعر کا مفہوم یہ

ہے کہ یا رسول اللہ!

آپ کے در سے صرف فقیروں کو ہی نہیں مالداروں کو بھی نوازا جاتا ہے اور

بادشاہوں کو بھی تاج شاہی پہنایا جاتا ہے اور آپ کی گزرگاہ ایسا راستہ ہے جہاں اللہ کے مقبول بندے سر کے بل چلنا اپنے لیے سعادت سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امام مالک علیہ الرحمۃ نے ساری زندگی مدینہ شریف میں رہ کر جوتا نہیں پہنا کہ کہیں سرکار کے پائے انور کی جگہ میرا جوتا نہ آجائے، اور امام اعظم علیہ الرحمۃ نے مدینہ شریف میں قیام کے دوران گیارہ دن تک بول و براز اور ہوا کا اخراج نہ فرمایا جب بھی ضرورت پڑی مدینہ شریف سے باہر آ کر قضائے حاجت فرمائی۔

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

حدیث کی کتب صحابہ کرام کے ادب و احترام کے واقعات سے بھرپور ہیں جس کا انکار کوئی ضدی اور ہٹ دھرم ہی کر سکتا ہے جس کو خلاصۂ یوں بیان کیا جاسکتا ہے۔

ادب گاہست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا



(5) فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پر اڑتا ہے پھریرا تیرا

حل لغات و تشریح:

فرش والے: زمین والے

شوکت: رعب و دبدبہ

خسروا: (عظمت و شوکت، یہاں یہی مراد ہے) یا خسرو! ایک بادشاہ کا نام اگرچہ یہاں مطلقاً بادشاہ کے لیے بولا گیا ہے جب کہ الف بندا کا ہے یعنی اے خدا کی خدائی کے بادشاہ

پھر یرا: جھنڈا، علم

یا رسول اللہ! آپ کی عظمت کے جھنڈے تو عرش پہ لہرا رہے ہیں، ان فرش والوں کو کیا پتہ آپ کی عظمت و شان کیا ہے۔

قرآنی آیت ورفعلنا لک ذکرک ۵ (الانشراح: ۴)

ہم نے آپ کی خاطر آپ کے ذکر کو بلند فرما دیا۔ اور حدیث قدسی اذا ذکرک ذکرک معی۔ جہاں اور جب میرا ذکر ہوگا وہاں تیرا ذکر ہوگا، کو سامنے رکھیں اور پھر سرکارِ دو عالم علیہ السلام کی ولادت باسعادت کے وقت بروایت مواہب لدنیہ اللہ تعالیٰ نے ایک نور کا جھنڈا بدست جبریل امین علیہ السلام کعبہ کی چھت پر لگوا دیا، ایک مشرق میں ایک مغرب میں یا بروایت دیگر ایک بیت المقدس پر ایک زمین و آسمان کے درمیان، ایک حضرت آمنہ کے گھر پر اور ایک آسمانوں کے اوپر بیت المعمور پر جو خانہ کعبہ کی بالکل سیدھ پر ہے اور خانہ کعبہ جیسی ہی عمارت ہے۔

اب جھوم کر پڑھیں

۔ خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھر یرا تیرا

○

(6) آسماں خوان، زمین خوان، زمانہ مہمان
صاحب خانہ لقب کس کا ہے؟ تیرا تیرا

حل لغات و تشریح:

خوان: دسترخوان جس پر کھانا رکھ کر کھایا جاتا ہے

زمانہ: وقت، جہان، یہاں مراد کل کائنات ہے

لقب: وصفی نام

صاحب خانہ: گھر والا، میزبان

یا رسول اللہ! یہ آسمان اور یہ زمین آپ کے دستِ خوان ہیں جن پر سارے جہانوں کو باعزت روزی مل رہی ہے اور میزبان آپ کی ذاتِ بابرکات ہے، گویا کائنات کو جو کچھ مل رہا ہے آپ ہی کے دستِ کرم کی عطا ہے

۔ لا ورب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا

بُنتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ما اتکم الرسول فخذوه (الحشر: ۷)

میرا رسول جو کچھ بھی تمہیں دے، لے لیا کرو۔

حضور علیہ السلام ہی کے دربار سے کسی کو جنت مل رہی ہے کسی کو ایمان، کسی کو ہدایت، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کو آنکھ اور حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ کو جنت بھی اور پھر جنت میں حضور علیہ السلام کا قرب بھی۔ آپ نے فرمایا مجھے ساری زمین کے خزانوں کی چابیاں دے دی گئیں۔ مجھے دینا اللہ ہی سے مگر تقسیم میں ہی فرماتا ہوں۔ نیز فرمایا اگر میں چاہوں تو پہاڑ سونا بن کر میرے ساتھ چلیں۔

۔ اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

حضور علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نائبِ اعظم اور خلیفہ اکبر ہیں خصائصِ کبریٰ صفحہ ۱۹۸ جلد ۲ یہ ہے۔ ان اکرم خلیفۃ اللہ ابو القاسم۔ صلی اللہ علیہ وسلم کہ بیشک حضور علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے سب سے بڑے خلیفہ ہیں۔ اور خلیفہ کا کام ہی یہ ہے کہ اصل شہنشاہ کی دولت و نعمت کو رعایا تک پہنچاتا ہے۔ جب حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ نے اپنے بچوں کی یتیمی کا حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں رونا روایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! فکر نہ کر انا ولیہم فی الدنیا والاخرۃ۔ دنیا کیا آخرت میں ہی میں بھی ان کو سنبھالنے والا ہوں

مالک کو نین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

○

(7) میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محبت میں نہیں میرا تیرا

حل لغات و تشریح:

یہ شعر فصاحت و بلاغت کی جان ہے اور امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی قادر الکلامی
پر بطریق اتم دال ہے کہ اس میں قرآن مجید والا اسلوب اپنایا گیا ہے وہ اس
طرح کہ ایک دعویٰ پر دلیل لائی گئی پھر اس دلیل کو دعویٰ بنا کر آگے اس دعویٰ
کی دلیل لائی گئی جس طرح الحمد للہ دعویٰ ہے اور رب العالمین اس کی دلیل
ہے پھر یہ پورا جملہ دعویٰ ہے اور اس سے اگلا جملہ اس کی دلیل ہے۔ اسی طرح
”میں تو مالک ہی کہوں گا“ دعویٰ ہے اور ”مالک کے حبیب“ اس کی دلیل ہے
پھر یہ پورا مصرعہ دعویٰ اور دوسرا مصرعہ اس کی دلیل ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قل اللهم مالک الملك تؤتی الملك من تشاء (ال عمران: ۲۶)
اے حبیب ﷺ! آپ یوں عرض کیا کریں اے اللہ! تو ہی ملکوں کا مالک ہے،
جس کو تو چاہے اپنا ملک عطا فرما دے۔

جب حضور علیہ السلام نے فتح مکہ کے (یا غزوہ خندق کے موقع پر) اپنی امت
کو ملک فارس و شام ملنے کا وعدہ کیا تو منافقین و یہود نے اس کو بڑا عجیب جانا
اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (خزائن العرفان فی تفسیر القرآن)

اور پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں حضور علیہ السلام کے غلاموں
کی ان ملکوں پر حکومت ہوئی، اور تورات میں اللہ تعالیٰ نے جو غیب کی خبر دی تھی
وہ پوری ہوئی، و ملکہ بالشام (مشکوٰۃ) کہ میرے حبیب کی حکومت شام

میں بھی ہو گئی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اعطيت الكنزين الاحمر والابيض (مشکوٰۃ المصابیح، صفحہ ۵۱۲) مجھے سرخ و سفید (ساری دنیا) کا مالک بنا دیا گیا۔ ایک مقام پر فرمایا او تبت مفاتيح کل مشی (حضان کبریٰ، صفحہ ۱۹۵، جلد ۱)

مجھے ہر شے یعنی ہر نعمت کے خزانے کی کنجی دی گئی۔

نہ صرف ساری دنیا کا بلکہ فرمایا: والكرامة والمفاتيح يومئذ بیدی

ولواء الحمد يومئذ بیدی (مشکوٰۃ المصابیح، صفحہ ۵۱۲) قیامت کے دن بھی

ساری عزتیں ساری چابیاں اور حمد کا جھنڈا میرے ہی ہاتھ میں ہوگا۔

”حبیب اللہ“ کا بابرکت جملہ خود حضور علیہ السلام نے اپنے لیے ارشاد فرمایا

الا وانا حبیب الله ولا فخر (مشکوٰۃ المصابیح) حضور علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ

کے لیے عاشق و معشوق کا لفظ نہیں بولنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہر شے کا مالک حقیقی

ہے اور ہمارے آقا اللہ کے محبوب ہو کر ہر شے کے مالک مجازی ٹھہرے،

کیونکہ

محبوب و محبت میں نہیں میرا تیرا

(8) تیرے قدموں میں جو ہیں غیر کا منہ کیا دیکھیں

کون نظروں پہ چڑھے دیکھ کے تلو تیرا

حل لغات و تشریح:

قدموں میں ہونا: صحبت و خدمت میں رہنا ہے

غیر کا منہ دیکھنا: آپ کے غلاموں کی شان استغناء بیان فرمائی گئی

نظروں پر چڑھنا: پسند آ جانا

چڑھے: سچے، سچے

تکوا: پاؤں کے نیچے کا حصہ یا پنجہ اور ایڑی کی درمیانی جگہ
یا رسول اللہ! جو خوش نصیب آپ کی بارگاہ کا لنگر کھانے والے ہیں وہ تو دنیا کے
بادشاہوں کو بھی خاطر میں نہیں لاتے، ان کو دیکھنا پسند نہیں کرتے کیونکہ جس
نے آپ کا قدم مبارک دیکھ لیا بھلا وہ پھر کسی حسین سے حسین کا پرکشش چہرہ
دیکھنا بھی کب قبول کرے گا۔

ان کا منگتا پاؤں سے ٹھکرا دے وہ دنیا کا تاج
جس کی خاطر مر گئے منعم رگڑ کر ایڑیاں
اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ السلام کو ایسی بابرکت صفات عطا فرمائیں کہ
جو شخص ایک بار آپ کی غلامی میں آجاتا آپ کی بارگاہ سے اس کو وہ پیار ملتا کہ
وہ ماں کی مامتا اور باپ کی شفقت کو بھی بھول جاتا۔

کتب احادیث میں اس قسم کے بے شمار واقعات ہیں سے حضرت زید بن
حارثہ رضی اللہ عنہ کا وجد آفرین واقعہ اس کے ثبوت کے لیے کافی ودانی ہے
جنہوں نے کھلے لفظوں میں اپنے چچا اور باپ کو فرما دیا کہ

کہ اب میری نگاہوں میں چچا نہیں کوئی
جیسے میرے سرکار ہیں ویسا نہیں کوئی

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فبما رحمة من الله لنت لهم ولو كنت فظا غليظ القلب لا
انفضوا من حولك. (ال عمران: ۱۵۹)

اے محبوب (ﷺ)! یہ تیرے رب کریم کی رحمت ہی تو ہے کہ آپ کو اس نے
نرم دل بنایا ہے اور اگر آپ سخت دل ہوتے تو (آپ کے غلاموں کا ہجوم
آپ کے پاس نہ ہوتا بلکہ) یہ آپ سے دور بھاگتے۔

تخت سکندری پر وہ تھوکتے نہیں ہیں
بستر بچھا ہوا ہے جن کا تیری گلی میں



(9) بحر سائل کا ہوں ساگل نہ کنوئیں کا پیاسا
خود بجھا جائے کلیجا میرا چھینٹا تیرا

حل لغات و تشریح:

بحر: دریا و سمندر

سائل (اول): سیلان سے ہے بمعنی بہنے والا، جاری و ساری مراد آقا کریم علیہ السلام ہیں

سائل (دوم): سوال سے ہے بمعنی منگتا، مراد غلام مصطفیٰ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ

کلیجا: دل اور جگر

بجھانا: تسلی دینا، سیراب کرنا اور حاجت پوری کرنا

چھینٹا: چلو بھر پانی یا چند قطرات

یا رسول اللہ! میں اپنی پیاس بجھانے کسی سمندر یا دریا کے پاس کیوں جاؤں کیا

آپ کی رحمت کے دریا کا چھینٹا میری پیاس بجھانے کے لیے کافی نہیں ہے؟

جب حضور علیہ السلام رحمۃ للعالمین ہیں اور رحمت مصدر بمعنی اسم فاعل راحم

ہے یعنی رحم فرمانے والا۔ تو زندہ ہوں گے تو رحم فرمائیں گے۔ با اختیار ہوں

گے تو رحم فرمائیں گے۔ ایک ایک امتی کے حالات سے باخبر ہوں گے (کہ

کس کو میرے رحمت کی ضرورت ہے) تو رحم فرمائیں گے اور ہر ایک کے

پاس آسکتے (حاضر و ناظر) ہوں گے تو رحم فرمائیں گے۔ اور جب رحمۃ

للعالمین ہیں نص قطعی ہے تو حاضر ناظر ہونا۔ غیب کا جاننا (اللہ کی عطا سے) با

اختیار یا مختار کل ہونا اور حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ تمام عقائد خود بخود ہی

ثابت ہو گئے۔ جس کا انکار پہلے لوگوں میں سے تو کسی کو بھی نہ تھا اس دور میں

نام نہاد تو حید کے ٹھیکیداروں کے یہ پسندیدہ موضوعات ہیں۔ ان سے پوچھو اگر کوئی شخص تم پر رحم کرنا چاہے مگر تم سے دور ہے اس کو پتہ ہی نہیں کہ تمہیں اس کی رحمت کی ضرورت ہے تو کیا خاک رحم کرے گا اور اگر پتہ تو ہے مگر آپ کے پاس پہنچ نہیں سکتا، پہنچ بھی سکتا ہو مگر مجبور ہے کچھ کر نہیں سکتا یا ویسے ہی مر کے مٹی ہو گیا تو تم پر کیسے رحم کرے گا۔ لہذا یہ عقیدہ غلط ہے کہ جس کا نام محمد و علی ہو وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں ہو سکتا؟ (تقویۃ الایمان از اسماعیل دہلوی)

محبوب خدا کا کوئی ہم پایا نہیں ہے
اس شان کا مرسل تو کوئی آیا نہیں ہے
بے مثل نے محبوب کو بے مثل بنایا ہے
واں جسم نہیں تو یہاں سایہ نہیں ہے



(10) چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یاں اس کے خلاف
تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا

حل لغات و تشریح:

چور: چوری کرنے والا مجرم چور کہلاتا ہے جس کا کام لوگوں کی نظروں سے چھپنا ہوتا ہے

یاں: یہاں کا مخفف ہے، انوکھا، نرالا

ساری دنیا میں یہی دستور ہے کہ ”چور“ افسروں اور پولیس والوں سے چھپنے کی کوشش میں ہوتے ہیں مگر بارگاہ رسالت کا معاملہ اس کے خلاف ہے اللہ تعالیٰ مجرموں کو خود اپنے حبیب کی بارگاہ میں بھیج رہا ہے۔

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك (النساء: ۶۳)

جب اپنی جانوں پر ظلم کر لیں تو (بخشش کے لیے) تیری بارگاہ میں آجائیں۔

(اللہ معاف بھی فرمائے گا رحمت بھی عطا کرے گا)
گو یا مجرموں کو بھی اگر پناہ ملتی ہے تو دامن رحمۃ للعالمین میں ملتی ہے۔

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی
میرے جرمہائے سیاہ کو تیرے عضو بندہ نواز میں

تفسیر قرطبی و مدارک میں ہے کہ حضور علیہ السلام کی وفات کے تین دن بعد ایک اعرابی مسجد نبوی میں آیا اور جب اس کو معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کا وصال ہو گیا ہے تو فرط جذبات میں قبر انور پہ لیٹ گیا اور سر میں مٹی ڈال کر قرآن مجید کی مذکورہ آیت پڑھتا اور ساتھ عرض کرتا یا رسول اللہ! میں نے اپنی جان پہ ظلم کیا ہے اور اللہ کے حکم کو پڑھ کر آپ کی بارگاہ میں آ گیا ہوں تاکہ میری بخشش ہو جائے، حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ (جو اس حدیث کے راوی ہیں) فرماتے ہیں فنودی من المرقد غفر لک۔
قبر انور سے آواز آئی جا تیری بخشش ہو گئی۔

حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے شفاعتی لا ہل الکبائر من امتی۔ میری شفاعت بڑے بڑے پاپوں کے لیے ہے۔

زلفاں تیریاں روز قیامت ایسی عظمت پاؤں
اک اک والوں لکھ لکھ عاصی جنت اندر جاؤں

آپ کی عطا کے انداز بھی عجیب ہیں ایک دیوانہ بیس سال سے بلا اجازت مدینہ پاک میں رہ رہا تھا ایک دن نجدیوں نے پکڑ لیا اور پوچھا تیرا کفیل کون ہے؟ تو اس نے کہا آؤ تمہیں اپنا کفیل بتاؤں، روضہ پاک کے پاس جا کر کہتا ہے ہذا کفیلی یہ ہے میرا کفیل، انہوں نے پاگل سمجھ کر چھوڑ دیا۔

(11) آنکھیں ٹھنڈی ہوں جگرتازے ہوں جانیں سیراب
سچے سورج وہ دل آرا ہے اُجالا تیرا

حل لغات و تشریح:

آنکھیں ٹھنڈی ہونا: پریشانی دور ہواطمینان قلب حاصل ہو
جگرتازہ ہونا: دل باغ باغ ہونا
جانیں سیراب ہونا: روحانی سکون ملنا
سچے سورج: حقیقی اور اصلی آفتاب (آسمان نبوت کے نیرتاباں)
دل آرا: دل کو آراستہ اور روشن کرنے والا
اُجالا: روشنی

یا رسول اللہ! آپ وہ حقیقی آفتاب نبوت و رسالت ہیں کہ آپ کے نور سے
آنکھوں کو نور اور دل کو سرور نصیب ہوتا ہے، روح کو سکون ملتا ہے اور جگر
ٹھنڈا ہوتا ہے۔

جہاں حضور علیہ السلام کو قرآن مجید میں ”سرا جامنیرا“ فرمایا گیا یعنی روشن و
منور کرنے والا سورج۔ وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ”ذکر
رسول“ فرما کر سراپا ذکر بھی قرار دیا ہے اور حدیث شریف میں فرمایا گیا
بذکر اللہ ای بدکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم و اصحابہ
رضی اللہ عنہم اجمعین۔ کہ آپ کی ذات گرامی اور آپ کے صحابہ کرام
کا ذکر اللہ ہی کا ذکر ہے اور اللہ کے ذکر سے دلوں کو سکون ملنا خود قرآن مجید
کے اندر مذکور ہے فرمایا:

الا بذکر اللہ تطمئن القلوب ○

خبردار! اللہ کے ذکر سے دلوں کو سکون و اطمینان ملتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے خود
ارشاد فرمایا انا امنۃ لاصحابی میں اپنے ساتھیوں کے لیے باعث سکون اور سبب اطمینان
ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ اہل ایمان کے لیے آپ کا ذکر خیر اگر چین و سکون ہے تو سارے

عالم میں اجالا بھی آپ ہی کے دم قدم سے ہے۔

ہے انہی کے دم قدم سے باغ عالم میں بہار
وہ نہ تھے عالم نہ تھا گر وہ نہ ہوں عالم نہ ہو

○

(12) دل عبث خوف سے پتا سا اڑا جاتا ہے
پلہ ہلکا سہی بھاری ہے بھروسا تیرا

حل لغات و تشریح:

عبث: بے فائدہ، بے کار

خوف: آنے والے حالات کی پریشانی

پتا: درخت کا پات (پتہ)

سا: (حرف تشبیہ) مثل، طرح

اڑا جاتا: پریشان و پراگندہ ہونا

پلہ: ترازو کا ایک پلڑا

بھروسا: آسرا

یا رسول اللہ! اگرچہ میرا دل قیامت کے دن اعمال تو لے جانے کے خوف
سے پتے کی طرح اڑ رہا ہے (پریشان ہو رہا ہے) مگر اس کا اس قدر ڈرنا
فضول ہے کیونکہ اگرچہ میرے اعمال کا پلہ ہلکا ہی سہی مگر آپ کی شفاعت کا
آسرا تو ہلکا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَسَوْفَ يَعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ ۝ (الضحیٰ: ۵)

آپ کا رب آپ کو اتنا نوازے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ اور سرکار علیہ
الصلوة والسلام کا فرمان ہے:

لا ارضی وواحد من امتی فی النار. (تفاسیر)
میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گا جب تک میرا ایک امتی بھی جہنم میں ہوگا۔

○

(13) ایک میں کیا؟ میرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارا تیرا

حل لغات و تشریح:

عصیاں: گناہ، نافرمانیاں

حقیقت: اصلیت

کتنی: کس قدر، کیا حیثیت

سولا کھ: ایک کروڑ۔ مراد ہے بے حساب، لاتعداد، بے شمار

کافی ہے اشارہ تیرا: آپ کا اشارہ ہی کافی ہے

یا رسول اللہ! میرے گناہ جتنے بھی سہی (آپ کی شفاعت کے سامنے) ان کی
حیثیت ہی کیا ہے، اور نہ صرف میں بلکہ میرے جیسے کروڑوں گنہگاروں کے
لیے تو آپ (کی شفاعت) کا ایک اشارہ بھی کافی ہے۔

لاتعداد احادیث مبارکہ جو ہم جیسے پاپیوں کو شفاعت کا مژدہ جانفراہ سنا رہی
ہیں وہ ہمارے لیے سرمایہ و حیات و مایہ نجات ہیں۔

کسی کو ناز ہو گا بس اطاعت کا عبادت کا

ہمیں تو بس سہارا ہے محمد کی شفاعت کا

○

(14) مفت پالا تھا کبھی کام کی عادت نہ پڑی
اب عمل پوچھتے ہیں، ہائے نکمہ تیرا

حل لغات و تشریح:

مفت: بلا قیمت (فارسی)

ہائے: افسوس کا کلمہ

نکما: بے کار

یا رسول اللہ! آپ نے بغیر عمل کے اللہ کی نعمتیں عطا فرمائیں جس سے مجھے مفت کھانے کی عادت پڑ گئی اور اب مرنے کے بعد فرشتے مجھ ناکارہ سے اعمال صالحہ کا تقاضا کر رہے ہیں۔ ہائے میں کیا کروں؟

یعنی میرے پلے تو سوائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کی امید کے کچھ بھی نہیں اپنی بے کار زندگی پر افسوس ہے اب آپ ہی آخرت میں مجھ ناکارہ کی مدد فرمائیں تاکہ آخرت کی زندگی آپ کی شفاعت کی برکت سے رسوائی سے بچ جائے۔

قرآن مجید میں جہاں یہ فرمایا گیا کہ کوئی کسی کی شفاعت نہیں کرے گا وہاں ”کوئی“ سے مراد بت ہیں اور ”کسی“ سے مراد کافر ہیں کہ بت کافروں کی شفاعت نہیں کر سکیں گے کیونکہ کافر بھی جہنم کا ایندھن ہیں اور ان کے معبودان باطلہ بت بھی۔ ورنہ اہل ایمان جتنے بھی گنہگار ہوں گے اللہ کے محبوب کی شفاعت کے ساتھ آخر کار جنت میں جائیں گے بلکہ علماء، حفاظ، قرآء، شہداء، صالحین، قرآن اور رمضان بھی شفاعت کریں گے۔



(15) تیرے ٹکڑوں پہ پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

حل لغات و تشریح:

ٹکڑوں پہ پلنا: کسی کی عطاؤں پہ عیش کرنا

غیر: بیگانہ

ٹھوکر: پاؤں سے مارنا۔ مراد ہے ذلت و رسوائی

نہ ڈال: سپرد نہ کر، دوسروں کا محتاج نہ کر

جھڑکیاں: ڈانٹ ڈپٹ اور ملامت

صدقہ: خیرات و بخشش

یا رسول اللہ! ہم تو آپ کے ٹکڑوں پر پلنے والے ہیں، ہمیں اپنے قدموں سے ہٹا کر دوسروں کے دروازوں پر ٹھوکریں کھانے کی ذلت سے بچالیں۔ اپنے دربار سے ہٹا کر غیروں کی ڈانٹ ڈپٹ کے حوالے نہ کیجئے۔

اس شعر سے قرآن مجید کی متعدد آیات اور بے شمار احادیث مبارکہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جن میں حضور علیہ السلام کا اپنے غلاموں کو نوازا اور ان کی جھولیاں بھرنا مذکور ہے اور حضور علیہ السلام کا در چھوڑنے والوں کی ذلت و رسوائی بیان کی گئی ہے۔ مثلاً

ان اغنهم اللہ رسولہ من فضلہ (القرآن)

اللہ اور اس کے رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

وہ جو اس در سے پھرا اللہ اس سے پھر گیا

وہ جو اس در کا ہوا اللہ اس کا ہو گیا

O

(16) خوار و بیمار خطاوار گنہگار ہوں میں

رافع و نافع و شافع لقب آقا تیرا

حل لغات و تشریح:

خوار: ذلیل و رسوا

خطاوار: مجرم و بدکار

رافع: بلند کرنے والا
 نافع: نفع پہنچانے والا، مفید
 شافع: سفارش و شفاعت کرنے والا
 لقب: وصفی نام جو اچھائی کی وجہ سے کسی کا پڑ جائے
 آقا: مالک و حاکم (فارسی)

یا رسول اللہ! اگرچہ میں گنہگار و سیاہ کار سہی مگر آپ تو گرتوں کو اٹھانے والے، بیماروں کو اپنی نگاہ کرم سے اچھا کرنے والے، فیض رساں اور گنہگاروں کی شفاعت فرمانے والے (جیسے) بابرکت نام رکھتے ہیں۔

حضرت ابو بکر کو صدیق اکبر کس نے بنایا؟ عمر کو فاروق اعظم کس نے بنایا؟
 عثمان غنی کو ذوالنورین کس نے بنایا؟ علی المرتضیٰ کو شیر خدا و حیدر کرار کس نے
 بنایا؟ بے زر کو بوزر کس نے بنایا اور حبش کے بلال کو رشک قمر کس نے بنایا؟
 صرف و صرف آپ کی ذات نے۔ اس لیے

اب میری نگاہوں میں چتا نہیں کوئی
 جیسے میری سرکار ہیں ایسا نہیں کوئی

○

(17) میری تقدیر بُری ہو تو بھلی کر دے کہ ہے
 محو اثبات کے دفتر پہ کڑوڑا تیرا

حل لغات و تشریح:

تقدیر: قسمت، نصیب
 بھلی: بہتر، اچھی
 محو: مٹا دینا
 اثبات: ثابت کرنا

دفتر: رجسٹر، مراد ہے لوح محفوظ

کڑوڑا: قبضہ و اختیار

یا رسول اللہ! میری قسمت اگر خراب ہے تو آپ بگڑی بنانے والے ہیں اور قضا و قدر پہ آپ کا قبضہ ہے، میری بُری قسمت کو اچھی کر دینا آپ کے بائیں ہاتھ کا کام ہے۔

جیسے اللہ تعالیٰ دُعا سے تقدیر بدل دیتا ہے الدعاء یرد القضاء (مشکوٰۃ المصابیح) دعا سے تقدیر بدل جاتی ہے، اپنے نیک بندے کی درخواست پر عطا فرما دیتا ہے لئن سألنی لا عطینہ و لئن استغاذنی لا عیذہ (بخاری شریف) اگر میرا بندہ مجھ سے (اپنے لیے یا کسی کے لیے) مانگے تو میں ضرور دیتا ہوں اور اگر مجھ سے پناہ طلب کرے تو پناہ بھی عطا کرتا ہوں۔ ایک حدیث شریف میں ہے:

رب اشعث اغبر مدفوع بالابواب لو اقسام علی اللہ لا برہ (مساحۃ) میرے کئی بندے ایسے بھی ہیں کہ جن کے بال بکھرے اور غبار آلود ہوتے ہیں، دروازے پہ بھی کوئی نہیں کھڑا ہونے دیتا لیکن اگر اللہ کے نام کی کسی بات پر قسم اٹھالیں تو اللہ ان کی قسم کو پورا فرما دیتا ہے۔ کیونکہ اگر اللہ لکھ سکتا ہے تو مٹا بھی سکتا ہے۔

بمحو اللہ ما یشاء و یثبت (الرعد: ۳۹) اللہ جس کو چاہتا ہے مٹاتا ہے جس کو چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے۔

تقدیر بمبرم تو نہیں ٹلتی نہ ہی اس کو ٹالنے کی کوئی نبی یا ولی دعا کرتا ہے اگر کوئی کرنا چاہے تو اللہ اس کو روک دیتا ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام کو قوم لوط پہ عذاب ٹلنے کی دعا سے روکا گیا یا ابراہیم اعرض عن هذا۔ تقدیر معلق کائل جانا دعا یا کسی اور وجہ سے متفق علیہ ہے جب کہ تقدیر معلق شبیبہ بالمبرم۔ ایک وہ ہے جس پر فرشتوں کو اطلاع دی گئی اور اس کو لوح محفوظ میں ظاہر کر دیا گیا اور دوسری وہ جس پر فرشتوں کو مطلع نہیں کیا گیا، اس میں بھی تبدیلی کا احتمال ہے

اور اس کے بارے میں بقول حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں اگر چاہوں تو اس میں تبدیلی کا حق رکھتا ہوں (تفصیل کے لیے دیکھئے مکتوبات شریف، صفحہ ۳۱۷)



(18) تو جو چاہے تو ابھی میل مرے دل کے دھلیں
کہ خدا دل نہیں کرتا کبھی میلا تیرا

حل لغات و تشریح:

میل: مٹی جو بدن پر لگ کر جسم کو میلا کچلا کر دیتی ہے یہاں گناہوں کی سیاہی اور
حجابات مراد ہیں
دھلیں: صفائی ہو جائے

یا رسول اللہ! آپ کی مہربانی سے میرا دل گناہوں کی آلودگیوں سے صاف ہو
سکتا ہے، کیونکہ آپ کے تو گناہ قریب بھی نہیں آسکتا کیونکہ آپ سید
المعصومین ہیں پھر آپ کا دل بھلا کیسے میلا ہو سکتا ہے۔

آپ کی چاہت سے قبلہ تبدیل ہو جاتا ہے فلتو لینک قبلہ ترضہا (القرآن)
آپ اگر چاہیں تو پتھر کے پہاڑ سونا بن کر آپ کے ساتھ چلیں (بخاری) اللہ
تعالیٰ آپ کی خواہش پوری کرنے میں بہت جلد فرماتا ہے (حضرت عائشہ کا
فرمان صحاح ستہ میں) ان ربک لیسارع فی ہواک، لوشنت
لسارت معی جبال الذهب (او کما قالت رضی اللہ عنہا) جیسے آپ
کی رضا ویسے اللہ تعالیٰ کی رضا ہے واللہ ورسولہ احق ان یرضوہ آپ
کی بیعت خدا کی بیعت ہے۔ ان الذین یبا یعونک انما یبا یعون اللہ
آپ کی اطاعت اللہ ہی کی اطاعت ہے۔ من یطع الرسول فقد اطاع
اللہ اسی طرح آپ کی چاہت سے ہم گنہگاروں کا ہر کام آسان ہو سکتا ہے۔

کعبہ بنتا ہے اس طرف ہی ریاض
جس طرف رُخ وہ موڑ دیتے ہیں
جس طرف وہ نظر نہیں آتے
ہم وہ رستہ ہی چھوڑ دیتے ہیں



(19) کس کا منہ تکتے، کہاں جائیے، کس سے کہیے
تیرے ہی قدموں یہ مٹ جائے یہ پالا تیرا

حل لغات و تشریح:

تکنا: دیکھنا، حسرت و مایوسی کے عالم میں کسی کی طرف امید بھری نگاہوں سے دیکھنا
پالا: پرورش کیا ہوا

یا رسول اللہ! آپ جیسے بندہ پرور کو چھوڑ کر کس کی طرف لپجائی ہوئی نگاہوں
سے دیکھوں اور اپنے دکھڑے سنانے کے لیے کس کے در پہ جاؤں کیونکہ
سوائے مایوسی کے مجھے کسی سے اور کیا مل سکتا ہے؟ آپ کا یہ ناکارہ غلام جو
آپ ہی کے ٹکڑوں پر پلا ہوا ہے ان حالات میں آپ کے قدموں میں مرتو
سکتا ہے مگر آپ کا در چھوڑ کر غیر کے در جائے یہ غداری مجھ سے نہیں ہو سکتی۔
اللہ تعالیٰ نے خود اپنے نبی کے غلاموں کو اپنے دکھڑے سنانے کے لیے اپنے
محبوب علیہ السلام کے در اقدس کی طرف راہنمائی فرمائی ہے۔

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك الخ (النساء: ۶۴)

مجرم بلائے آئے ہیں جَاءُوك ہے گواہ
پھر رد ہو کیا یہ شان کریموں کے در کی ہے



(20) تو نے اسلام دیا تو نے جماعت میں لیا
تو کریم اب کوئی پھرتا ہے عطیہ تیرا

حل لغات و تشریح:

جماعت: گروہ۔ مراد ہے سوادِ اعظم اہل سنت و جماعت

پھرتا ہے: واپس ہوتا ہے

عطیہ: انعام و بخشش

یا رسول اللہ! یہ آپ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ آپ نے مجھے (جنتی جماعت) اہل سنت میں قبول فرمایا ہوا ہے، جو آپ کا بہت بڑا انعام ہے اور کریم و نخی دیا ہوا انعام واپس نہیں لیتے۔

مفسرین نے یوم تبیض وجوہ و تسود وجوہ (ال عمران: ۱۰۶) کے تحت لکھا ہے کہ جن لوگوں کے چہرے قیامت کے دن چمکتے ہوں گے وہ اہل سنت و جماعت کے عقائد کے حامل لوگ ہوں گے جن کے بارے میں حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام کے پوچھنے پہ فرمایا انا علیہ واصحابی صراط مستقیم والے (جنتی) وہ ہیں جو کہ میرے اور میرے صحابہ کے طریقے پر ہوں گے۔

۔ اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

0

(21) موت سنتا ہوں تلخ ہے زہرِ لبہ ناب
کون لا دے مجھے تلووں کا غسالہ تیرا

حل لغات :

تلخ: کڑوی (فارسی) مراد ہے بہت بڑی آفت و مصیبت

زہرابہ: مرکب ہے زہر اور آب سے بمعنی زہر والا پانی، آخر پہ ہا مختفی ہے جو اپنے ما قبل پہ حرکت کو ظاہر کرنے کے لیے لگائی جاتی ہے جیسے قرآن پاک میں ہا سکتہ ہے،

تاب: خالص، اصلی، زہرابہ تاب کا معنی ہوا خالص زہر آلود پانی

تکوؤں: پاؤں

غسالہ: دھون یعنی وہ پانی جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قدموں کو دھویا، اس پانی

کو ایک جگہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے آب حیات لکھا ہے

جس کے قدموں کا دھوون ہے آب حیات

یا رسول اللہ! میں نے سنا ہے کہ موت بہت بڑی آفت اور خالص زہر ملے پانی کی طرح ہے لیکن اس کی کڑواہٹ کو اگر کوئی شے مٹھاس میں بدل سکتی ہے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں سے اترنے والا پانی ہے، کاش! مجھے کوئی حضور علیہ السلام کے قدموں کا دھون لا دے تاکہ قبر میں موت کے وقت پئے جانے والے زہریلے اور کڑوے پانی کا زہریلا پن اور کڑواہٹ دور ہو جائے۔ اس لیے صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور علیہ السلام کے وضو کے مستعمل پانی کو زمین پر نہیں گرنے دیتے تھے (بخاری شریف) اور حضور علیہ السلام کے تبرکات کو سنبھال کر رکھتے اور بعد از وفات قبر میں اپنے ساتھ دفن کرنے کی وصیت فرماتے کیونکہ ان سے موت کی تلخی ختم ہو جاتی ہے اور موت ریحانة الجنة جنت کا پھول بن جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کی موت کا وقت آیا تو گھر والے رو رہے ہیں اور آپ مسکرا رہے ہیں کہ آج میں حضور کی بارگاہ میں جانے والا ہوں۔

نشان مرد مومن باتو گویم
چوں مرگ آید تبسم برب اوست

○

(22) دور کیا جائے بدکار پہ کیسی گزرے
تیرے ہی در پہ مرے بیکس و تنہا تیرا

حل لغات و تشریح:

کیا جائے: کیا معلوم
کیسی گزرے: کیسی مصیبت آجائے

دور: دروازہ
بیکس و تنہا: بے یار و مددگار

یا رسول اللہ! کیا معلوم آپ کے ذرا قدس سے دور جاؤں تو کن مصیبتوں میں
پھنس جاؤں لہذا آپ کا گنہگار اور بے یار و مددگار امتی آپ کے ہی در پر پڑا
پڑا کیوں نہ مرے تاکہ قبر و حشر کی ہلاکتوں سے بچ کر ہمیشہ کا سکون پالے؟
اس شعر میں مدینہ شریف کی موت کی آرزو کی گئی ہے جس کی ترغیب اللہ کے
محبوب علیہ السلام نے خود دی۔

من مات بالمدينة كنت له شفيعا يوم القيمة (خلاصة الوفاء)
مدینہ میں مرنے والے کی میں آپ شفاعت کروں گا۔
ایک حدیث میں فرمایا:

من استطاع ان يموت بالمدينة فليمت بها فاني اشفع من
يموت بها: (مشکوۃ المصابيح)

جس سے ہو سکے کہ وہ مدینہ میں مرے تو وہ مدینہ شریف میں ہی مرے کیونکہ
مدینہ میں آکر مرنا تمہارا کام ہے اور تمہاری شفاعت کر کے تمہیں اللہ سے

بخشوالینا میرا کام ہے۔

ایک جگہ فرمایا: جو مدینہ میں مرے گا میں اس کے ایمان کی گواہی دوں گا۔
(عقیدہ درست ہونا ہر فضیلت کے لیے شرطِ اولین ہے)۔

مدینے کے خطے خدا تجھ کو رکھے
غریبوں فقیروں کے ٹھہرانے والے

(مدینہ شریف کے فضائل احقر کی کتاب ”شانِ مصطفیٰ ﷺ بزبانِ مصطفیٰ ﷺ“
بلفظِ آنا“ میں تفصیلاً پڑھیں)

جب مدینے کی بات ہوتی ہے
وجد میں کائنات ہوتی ہے
لیلۃ القدر کو جو شرما دے
وہ مدینے کی رات ہوتی ہے

O

(23) تیرے صدقے مجھے اک بوند بہت ہے تیری
جس دن اچھوں کو ملے جام چھلکتا تیرا

حل لغات و تشریح:

تیرے صدقے: آپ پہ قربان یا آپ کے طفیل

اک: ایک کا مخفف

بوند: قطرہ

اچھوں: اچھے لوگ

جام: پیالا

چھلکتا: لبریز، بھرا ہوا

یا رسول اللہ! میں آپ پہ قربان ہو جاؤں یا جس دن آپ کے طفیل نیک لوگوں کو آپ اپنے ہاتھوں سے جام کوثر بھر بھر کر پلا رہے ہوں گے میرا کام تو آپ کے ہاتھوں سے کوثر و سلسبیل کی ایک بوند ہی بنادے گی۔
جس کی دو بوند ہیں کوثر و سلسبیل

ہے وہ رحمت کا دریا ہمارا نبی ﷺ

ایک مرتبہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا! یا رسول اللہ ﷺ! قیامت کے دن ہم آپ کو کہاں تلاش کریں؟ فرمایا میں ان تین مقامات میں سے کسی مقام پہ تمہیں مل جاؤں گا

(۱) پل صراط پہ (اپنی امت کو وہاں سے پار کرا کے جنت میں لے جانے کے لیے)۔

رضا پل سے اب وجد کرتے گزرے

کہ ہے رب سلم صدائے محمد ﷺ

(۲) میزان پہ (جہاں امت کے اعمال ٹل رہے ہوں گے اور میں نگرانی کر رہا ہوں گا کہ جس کا سودا تولا جائے وہ وہاں موجود ہوتا ہے)۔

(۳) حوض کرثر پہ (اپنی امت کو جام بھر بھر کے پلا رہا ہوں گا)۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے ایک بوند جب آپ عطا فرمائیں گے تو آپ کی توجہ میری طرف ہوگئی تو بس توجہ سے ہی کام ہو جائے گا کیونکہ آپ کی توجہ جدھر ہوگی خدا کی توجہ بھی ادھر ہی ہوگی اس لیے کسی نے کہا۔

تیری نظر سے میری سلامت ہے زندگی

تیری نظر نہ ہو تو قیامت ہے زندگی



حرم و طیبہ و بغداد جدھر کیجئے نگاہ

جوت پڑتی ہے تیری نور ہے چھٹتا تیرا

(24)

حل لغات و تشریح:

حرم: مکہ شریف

طیبہ: مدینہ شریف

بغداد: باغ دادا کا، مخفف ہے (انصاف کا باغ، عراق میں ایک باغ تھا جہاں نوشیرواں اپنی کچہری لگا کر عدل و انصاف کرتا تھا) بغداد شریف شہر مراد ہے

جدھر: جس طرف

جوت: نور، اجالا، شعاع

چمک: چھٹنا، ظاہر ہونا

یا رسول اللہ! مکہ ہو یا مدینہ یا بغداد (یا کوئی بھی مقدس مقام) جدھر بھی نگاہ اٹھا کر دیکھا جائے آپ ہی کے نور کے جلوے نظر آ رہے ہیں۔

داتا، ہجوری، لاثانی، مہر علی خواجہ ہند ولی، میراں غوث جلی
کیسے کیسے دیئے میرے محبوب نے یہ نگینے ہمیں روشنی کے لیے
حضور علیہ السلام خدا کے محبوب ہیں اور غوث اعظم رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام
کے محبوب ہیں۔ حضور نبی الثقیلین ہیں، غوث پاک ولی الثقلین ہیں، ہماری جان محمد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رسول الکونین ہیں اور ہمارے آقا غوث اعظم رضی اللہ عنہ غوث
الکونین ہیں۔ محبوب خدا علیہ السلام رسول الجن والانس ہیں اور محبوب مصطفیٰ سرکار غوث
اعظم رضی اللہ عنہ غوث الجن والانس اور شیخ الجن والانس ہیں، وہ چودہ طبق کے رسول و نبی
یہ سارے جہان کے غوث و ولی، ان کا نبوت و رسالت میں ثانی نہیں ان کا ولایت و
غوثیت میں ثانی نہیں، ہیں وہ بھی لا جواب ہیں یہ بھی بے مثال وہ خیر الوریٰ ہیں، یہ غوث
الوریٰ ہیں، اُن کی شان کا منکر بھی بد بخت، ان کی عظمت کا منکر بھی بد نصیب۔ نبی اُن کی
مہر سے بنتے ہیں ولی ان کی مہر سے بنتے ہیں۔

غوث اعظم درمیان اولیاء چوں محمد درمیان انبیاء

(25) تیری سرکار میں لاتا ہے رضا اس کی شفیع
جو مرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

حل لغات و تشریح:

سرکار: دربار، بارگاہ (فارسی)

لاتا ہے: پیش کرتا ہے

رضا: امام اہل سنت اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت علیہ الرحمۃ کا تخلص بھی ہے اور آپ کے نام کا ایک جو بھی پورا اسم گرامی ”احمد رضا“ ہے

شفیع: سفارش کرنے والا (عربی)

غوث: فریادرس

لاڈلا: پیارا بلکہ بہت ہے پیارا، محبوب

یا رسول اللہ! آپ کے در کا گدا، جس کا نام ہے احمد رضا، آپ کی بارگاہ میں ایک سفارشی لے کر حاضر ہوا ہے، اور ایسا سفارشی کہ جس کی سفارش کو آپ بھلا رد کیوں فرمائیں گے کیونکہ وہ سفارشی میرا آقا و فریادرس ہے اور آپ کا بڑا ہی پیارا و محبوب بیٹا ہے۔ (یعنی شہنشاہ بغداد پیر پیراں، میر میراں، دستگیر بے کساں، محبوب سبحانی، قطب ربانی، غوث صمدانی، شیر یزدانی، شہباز لامکانی، قندیل نورانی، حضرت الشیخ السید ابو محمد عبدالقادر البیلانی الحسینی، والہسینی، المعروف غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ)۔

خلق خدا کا ہاتھ ہے اولیاء کے ہاتھ میں

اولیاء کا ہاتھ ہے غوث الوریٰ کے ہاتھ میں

غوث الوریٰ کا ہاتھ ہے شیر خدا کے ہاتھ میں

شیر خدا کا ہاتھ ہے مصطفیٰ کے ہاتھ میں

مصطفیٰ کا ہاتھ ہے رب العالیٰ کے ہاتھ میں

(جل جلالہ، صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین)

وصل دوم

در منقبت آقائے اکرم حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ
(حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی شان میں)

(1) واہ! کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

حل ولغات و تشریح:

واہ: کلمہ تحسین ہے بمعنی کیا بات ہے، کیا کہنا، سبحان اللہ، بگے بگے

مرتبہ: مقام و مرتبہ

غوث: فریادرس، مددگار، ولایت کا ایک نہایت بلند درجہ، سیدنا عبدالقادر جیلانی

علیہ الرحمۃ کا لقب

بالا: اونچا، بلند

اونچے اونچوں: بڑے بڑوں

قدم: پاؤں

اعلیٰ: بہت بلند

اے غوث اعظم: واہ واہ! کس قدر بلند ہے آپ کا مرتبہ و مقام؟ کہ بڑے
بڑے اولیاء کے سروں سے تو آپ کا قدم مبارک ہی بہت اونچا ہے پھر آپ
کی سرفرازی کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔

اس سے دیگر اولیاء اللہ کی توہین مقصود نہیں بلکہ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی
رفعت شان کا اظہار مطلوب ہے۔ ویسے بھی شب معراج جب سیدنا غوث

اعظم رضی اللہ عنہ کی روح پر فتوح کو حضور علیہ السلام کی سواری بننے کی سعادت حاصل ہوئی (تفریح الخاطر) تو اس وقت عالم ارواح میں ہی آپ کا قدم مبارک اونچے اونچوں کے سروں سے اونچا ہو گیا۔ جس کا ظہور عالم اجساد میں اس وقت ہوا جب آپ نے یہ اعلان فرمایا: قدمی هذه على رقبۃ كل ولي الله۔ کہ میرا یہ قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر ہے اور تمام اولیاء نے گردنیں جھکا کر آپ کی اس عظمت و شان کو تسلیم کیا۔ بلکہ بعض نے تو آپ کے قدم مبارک کو اسی وقت پکڑا کر اپنے سر پر رکھ لیا۔ (ہجۃ الاسرار، سفینۃ الاولیاء)

حضرت غوث اعظم (رضی اللہ عنہ) کے حالات

نام و پیدائش:

آپ کا اسم گرامی عبدالقادر، کنیت ابو محمد اور بے شمار القابات میں سے محی الدین محبوب سبحانی، غوث الثقلین، غوث الاعظم ہیں، آپ کی ولادت ۴۷۰ھ قصبہ گیلان (جیلان) نزد بغداد میں ہوئی اور وفات ۵۶۱ھ میں ہوئی ایک عربی شاعر نے آپ کی کل عمر شریف، سن پیدائش و وفات کو بڑے عجیب طریقے سے ایک شعر میں بیان کیا ہے

إِنَّ بَازَ اللَّهِ سُلْطَانُ الرَّجَالِ

جَاءَ فِي عِشْقِ تَوْفَى فِي كَمَالِ

۹۱

۴۷۰

بے شک اللہ کا شہباز، لوگوں کا سردار عشق میں آیا، کمال میں فوت ہوا۔ کمال کے عدد کے برابر آپ کی کل عمر ۹۱ سال ہے اور ۹۱ کو ۴۷۰ (جو کہ آپ کا سن پیدائش ہے) میں جمع کرو تو ۵۶۱ھ آپ کا سن وصال ہے۔

(2) سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلو تیرا

حل لغات و تشریح:

بھلا: کلمہ تعجب ہے بمعنی کسی کو کیا معلوم کہ آپ کی عظمت کیا ہے؟

کیسا: کن صفات کا حامل

ملنا: چھونا، مس کرنا، رگڑنا

تلوا: نیچے اور اڑھی کی درمیانی جگہ

اے غوث پاک! بھلا کسی کو کیا معلوم آپ کے سرِ انور کی شان کیا ہے آپ کے
تو قدموں کا مرتبہ یہ ہے کہ اولیاء کرام علیہم رحمۃ الرحمن آپ کے قدموں کے
نیچے والے حصے پر اپنی آنکھیں ملتے ہیں۔

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ باپ کی طرف سے حسنی اور ماں کی طرف سے
حسینی سید ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب اس طرح ہے:

آپ (رضی اللہ عنہ) کا سلسلہ نسب:

والد کی طرف سے سلسلہ:

عبدالقادر بن ابوصالح موسیٰ جنگی دوست بن عبداللہ بن یحییٰ بن داؤد بن موسیٰ ثانی
بن عبداللہ بن موسیٰ جون بن عبداللہ محض بن حسن ثنی بن امام حسن بن علی المرتضیٰ رضی اللہ
عنہم اجمعین۔

والدہ کی طرف سے سلسلہ:

عبدالقادر بن لمة الجبار بنت عبداللہ صومعی بن ابو جمال الدین محمد بن جواد بن
امام علی رضا بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن
امام حسین بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ اس لیے آپ کو احسینی، الجعفری کہا جاتا
ہے۔

آپ کا پورا خاندان ہی اولیاء اللہ کا تھا، والد، والدہ، نانا، پھوپھی، بھائی اور تمام صاحبزادے اولیاء اللہ اور صاحب کرامت تھے اسی لیے آپ کے خاندان کو خاندان اشرف کہتے ہیں۔

سید و عالی نسب در اولیاء است
نور چشم مصطفیٰ و مرتضیٰ است

آپ کے نانا حضرت عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر فرست ایمانی اور نور بصیرت عطا فرمایا ہوا تھا کہ شیخ عبداللہ محمد قزوینی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

کان ینخبرنا بالامر قبل وقوعہ فیقع کما ینخبر

(سفینۃ الاولیاء، بحۃ الاسرار)

واقعات رونما ہونے سے پہلے ہی آپ ہمیں بتا دیتے تھے اور جیسے فرماتے ویسے ہی ہو جاتا تھا۔

آپ کی پھوپھی جان ام محمد سیدہ عائشہ کے بارے میں (زہدۃ الخاطر صفحہ ۲۴ پر) ہے کہ بغداد میں خشک سالی کی وجہ سے قحط پڑ گیا لوگ دعا کے لیے حاضر ہوئے تو آپ نے اپنے مکان کے صحن میں جھاڑو دیا اور عرض کیا یَا رَبِّ اَنَا کُنْتُ فَرَشٍ انت۔ یا اللہ! جھاڑو میں نے دے دیا ہے چھڑکاؤ تو کر دے۔ بس اتنا کہنے کی دیر تھی کہ موسلا دھار بارش شروع ہو گئی اور لوگ بارش میں بھگتے ہوئے واپس آئے۔

سلسلہ واقعات:

ان شاء اللہ! اس منقبت کے ہر شعر کے تحت آپ رضی اللہ عنہ کے کچھ نہ کچھ حالات و واقعات قارئین کرام کے لیے لکھے جائیں گے۔



(3) کیا دے جس پہ حمایت کا ہو پنچہ تیرا
شیر کو خطرے میں لاتا نہیں کتا تیرا

حل لغات و تشریح:

کیا دبے: کیسے شکست کھائے؟

حمایت: طرفداری

پنجہ: ہاتھ

خطرے میں نہ لانا: یعنی پرواہ نہ کرنا، خاطر میں نہ لانا

اے غوث اعظم! کوئی جتنا بھی کمزور کیوں نہ سہی، اگر آپ اس کے طرفدار ہو جائیں گے تو وہ کبھی شکست نہ کھائے گا کیونکہ آپ کے در کا کتا شیروں کی پرواہ نہیں کرتا بلکہ اس سے مقابلہ کر کے نہ صرف جیت جاتا ہے بلکہ اس کو چیر پھاڑ دیتا ہے تو پھر میری پشت پر جب آپ کا ہاتھ ہوگا تو مجھے دشمنوں کی کیا پرواہ۔ آپ کی حمایت سے جو بھی دین کا دشمن میرے مقابلے میں آئے گا پاش پاش ہو جائے گا۔

یا شاہ جیلاں تیرے در کی قسم تیرے نام سے جی بہلاتے ہیں
 سب غوث قطب ابدال ولی تیرے نام کا صدقہ کھاتے ہیں
 حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا فرمان عظمت شان ہے ”میں نور محمدی میں چھپا ہوا تھا“ جس کا معنی یہ ہوا کہ حضور علیہ السلام کی نبوت کا عکس جمیل ولایت غوث ہے، حضور نبی ہیں آپ ولی ہیں، حضور نے دنیا میں آتے ہی سجدہ کیا، آپ نے پیدا ہوتے ہی روزہ رکھا، حضور کو پیدا ہوتے ہی اپنی نبوت کا علم تھا، آپ کو پیدائش کے وقت ہی اپنی ولایت کا علم تھا، حضور بھی پیدائشی عارف، آپ بھی پیدائشی عارف، حضور علیہ السلام کے بھی ننانوے نام، آپ کے بھی ننانوے نام، حضور کی نبوت کا سورج تا قیامت بلکہ بعد از قیامت بھی نہ ڈوبے گا، آپ کی ولایت کا آفتاب بھی ہمیشہ چمکتا رہے گا۔

افلت شمس الاولین و شمسنا

ابداعلیٰ افق العلی لا تغرب

حضور علیہ السلام کی آمد کی بشارت نبیوں نے دی۔ آپ کی بشارت خود حضور

نے سنائی۔ حضور حسنین کے نانا ہیں اور حسنین کریمین آپ کے دادا اور نانا ہیں۔ حضور علیہ السلام نے خدائی طاقت سے مردہ زندہ کیا تو یہ آپ کا معجزہ تھا، غوث پاک نے بھی خدائی طاقت سے مردہ زندہ کیا تو یہ آپ کی کرامت تھی۔ حضور کی طاقت کا مقابلہ بھی خدا کا مقابلہ ہے، غوث پاک کی کرامت کا انکار بھی خدا کی طاقت کا انکار ہے۔

آج بھی جس کی حمایت میں والی بغداد، ولیوں کے سردار کھڑے ہو جائیں مد مقابل کیوں نہ تباہ ہوگا کیونکہ بقول شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے آپ ان چار اولیاء میں سے ایک ہیں جو اپنے مزارات میں اللہ کے اذن سے تصرف فرماتے ہیں۔ آپ کا اپنا ارشاد ہے

مریدی لا تخف اللہ ربی

عطانی رفعة نلت المنال

اے میرے مرید صادق! ڈر نہیں کیونکہ اللہ میرا رب ہے جس نے مجھے بلندی عطا کی اور میں اپنے تمام مقاصد و بلندیاں پا چکا ہوں۔

نیز آپ نے فرمایا! قیامت تک میرے مریدین میں سے جو کوئی بھی ٹھوکر کھائے گا میں اس کو سہارا دوں گا اور رب کی عزت کی قسم ہے میرا ہاتھ میرے مریدوں پر ایسا ہے جیسے آسمان زمین پر۔ اذلم یکن مریدی جید فانا جید۔ کوئی بات نہیں اگر میرا مرید ناقص ہے تو میں تو کامل ہوں۔

ایک بزرگ (شیخ احمد زندہ رحمۃ اللہ علیہ) شیر پر سواری کرتے اور جہاں جاتے میزبان شیر کے لیے ایک گائے پیش کرتا، ایک دن بغداد شریف آئے اور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے مہمان بنے تو حضرت غوث اعظم نے شیر کے لیے گائے مہیا کرنے کا حکم دیا جب مریدین گائے لارہے تھے تو گائے کے پیچھے پیچھے ایک چھوٹا سا کتا آ رہا تھا جس نے آتے ہی شیر پر حملہ کر کے شیر کو چیر پھاڑ دیا۔ یہ منظر دیکھ کر شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور توبہ کی۔ (تفریح الخاطر)

حضرت شاہ سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ ۛ کہ برپیراں شرف دارد سگ
درگاہ جیلانی، مصرعے کے بارے میں فرمایا کرتے کہ غوث اعظم کا کتا
شیروں پر ہی شرف نہیں رکھتا پیروں پر بھی فضیلت رکھتا ہے۔
ۛ مدد کو آؤ تمہیں دستگیر کہتے ہیں
کہ پیر بھی تمہیں پیران پیر کہتے ہیں

○

(4) تو حسینی حسنی کیوں نہ محی الدین ہو
اے خضر! مجمع بحرین ہے چشمہ تیرا

حل لغات و تشریح:

حسینی حسنی: والد کی طرف سے حسنی، والدہ کی طرف سے حسینی جیسا کہ پیچھے آپ کے شجرہ
نسب میں بیان ہو چکا ہے

محی الدین: دین کو زندہ کرنے والا۔ (صیغہ اسم فاعل از باب افعال) اس میں نئی روح
پھونکنے والا یہ آپ کا مشہور لقب ہے

خضر: مشہور شخصیت جن کی ملاقات کو موسیٰ علیہ السلام بمع یوشع بن نون تشریف لے
گئے اور مردہ مچھلی زندہ ہوئی، کشتی کا توڑنا بچے کو مارنا اور گرتی دیوار کو سیدھا کرنا
واقعات رونما ہوئے جن کا تفصیلی ذکر سورہ کہف میں ہے۔ حضرت خضر علیہ
السلام کے بارے میں کئی طرح کا اختلاف ہے مثلاً نبی ہیں یا ولی یا کہ فرشتہ،
اب بھی زندہ ہیں یا فوت ہو چکے ہیں وغیرہ۔ تفصیل کے لیے دیگر کتب کا
مطالعہ فرمائیں۔

مجمع البحرین: سنگم، جہاں دو دریاؤں کا ملاپ ہو رہا ہو

اے غوث اعظم! آپ تو امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی اولاد سے ہیں
جنہوں نے اپنی جانیں دے کر اسلام کو زندہ رکھا تو پھر آپ کا لقب محی الدین

(دین کو زندہ کرنے والا) کیوں نہ ہو۔ (رافضیوں کے علاوہ تمام فرقے آپ کو نجیب الطرفین سید مانتے ہیں)

اپنے لقب محی الدین کے بارے میں آپ خود فرماتے ہیں کہ ۵۱۱ھ میں ننگہ پاؤں میں بغداد شریف کی طرف آ رہا تھا کہ راستے میں ایک کمزور و ناتواں شخص مجھے ملا، اس نے میرا نام لے کر مجھے سلام کیا اور قریب آ کر مجھے سہارا دینے کو کہا میں نے اس کو سہارا دیا تو دیکھتے ہی دیکھتے وہ تندرست و توانا ہو گیا پھر اس نے مجھ سے پوچھا کہ کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ میں نے کہا نہیں۔ تو وہ کہنے لگا انا الدین میں دین ہوں، میں قریب المرگ تھا فاحیانی اللہ بک بعد موتی۔ اللہ تعالیٰ مجھے تیرے ذریعے نئی زندگی دی ہے۔ پھر میں جامع مسجد گیا تو ہر شخص میری تعظیم میں پیش پیش تھا اور یاسیدی محی الدین کے نعرے لگا رہا تھا پھر نماز سے فارغ ہوا تو لوگوں نے آ کر میرے ہاتھ چومنے شروع کر دیئے اور مجھے محی الدین کے لقب سے پکارنے لگے۔ (بہجۃ الاسرار)

قصیدہ غوثیہ میں آپ فرماتے ہیں

اَنَا الْجَبَلِيُّ مُحْيِي الدِّينِ اِسْمِي

وَ اَعْلَامِي عَلَى رَاسِ الْجِبَالِ

”میں جبیلانی ہوا اور میرا نام (لقب) دین کو زندہ کرنے والا ہے اور میری

عظمت کے جھنڈے پہاڑوں کی چوٹیوں پر لہرا رہے ہیں۔“

اس دور کی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ واقعی اسلام اور مسلمانوں

کی حالت بڑی کمزور تھی، اگرچہ اسلامی حکومتوں کا دور اقتدار اندلس سے ہندوستان تک

پھیلا ہوا تھا مگر سیاسی انحطاط، مذہبی انتشار، فسق و فجور کا دور دورہ تھا۔ اندلس میں امیر

عبدالرحمن اموی کی حکومت کی مرکزیت ختم ہو چکی تھی، بیت المقدس میں عیسائیوں کا قبضہ

ہو جانے کے بعد اب یہ لوگ عراق و حجاز پر حملے کی تیاریاں کر رہے تھے۔ مشرق وسطیٰ میں

دولت عباسیہ کا وجود برائے نام رہ گیا، سلجوقی اور دیگر ماتحت سلاطین خانہ جنگیوں میں

مصروف تھے جس سلطان کی جس جگہ طاقت بڑھ جاتی اس کا خطبہ شروع ہو جاتا۔
افغانستان و ہندوستان میں سلطان محمود غزنوی کے جانشینوں کا زوال شروع ہو گیا، ہندو
راجے اپنی شکستوں کا انتقام لینے کے مشورے کرنے لگے۔

مصر میں سلطنت باطنیہ عبید یہ جیسے بقول امام سیوطی علیہ الرحمۃ دولت خبیثہ کے
دلدادہ الحاد و بے دینی کے نظریات پھیلانے لگے۔ امراء عیش پرستی میں مبتلا ہو گئے مشرق
وسطی کے اوسط درجے کے ایک رئیس بن مروان کے گھر صرف گانے والیوں کی تعداد
پانچ سو تھی اور امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ قرطبہ کے ایک امیر معتمد نامی کے گھر
میں ایسی ہی آٹھ سو عورتیں تھیں۔ مذہبی منافرت کی وجہ سے لاکھوں لوگوں کو تہ تیغ کر دیا
گیا۔ امام غزالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں کہ شیعہ سنی، حنبلی و اشعری مناظروں میں
مصروف اور گالی گلوچ کو اپنا وطیرہ بنائے ہوئے تھے، توبت قتل و غارت تک آ جاتی۔

ان حالات میں غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا دنیا کے نقشے پر ظاہر ہونا اور پھر آپ
کی تعلیمات و فیوض و برکات سے اولیاء کرام کا دنیا کے مختلف علاقوں میں جا کر انہی عیش
پرست حکمرانوں کی اولاد کو اپنی طرف راغب کرنا اور بقول اقبال
پا سبان مل گئے کعبے کو صنم خانے سے
غوث پاک ہی کے احیاء دین کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔

○

(۵) قسمیں دے دے کر کھلاتا ہے پلاتا ہے تجھے

پیارا اللہ تیرا چاہنے والا تیرا

حل لغات و تشریح:

مندرجہ بالا شعر سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ایک فرمان پر مشتمل ہے جس
میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا:

یا عبد القادر بحقی علیک کل و بحقی علیک اشرب۔

اے عبدالقادر! تمہیں قسم ہے میرے حق کی جو تجھ پر ہے کھا اور پی۔
آپ کی کرامات کی طرح آپ کے مجاہدات کا سلسلہ بھی بہت طویل ہے۔ کئی
کئی روز تک بھوکے پیاسے رہنا پڑتا، گری پڑی چیز کھا کر اللہ کا شکر ادا کرتے۔

فرماتے ہیں ایک دن مجھے بھوک نے بہت ستایا تو میں دریائے دجلہ کی
طرف چلا گیا کہ شاید کوئی سبزی، ترکاری یا گھاس وغیرہ کے پتے کھانے کو مل جائیں
جب میں ادھر کو نکلا تو ہر طرف لوگ موجود ہیں جو انہی چیزوں کو تلاش کر رہے ہیں۔
چنانچہ میں واپس آ کر بغداد کی مشہور منڈی سوق الریحانین کی مسجد کے ایک کونے میں
بیٹھ گیا۔ (قلائد الجواہر صفحہ ۹)

آپ فرماتے ہیں میں نے ریاضت و مجاہدہ کا کوئی طریقہ بھی اپنے نفس پر
آزمائے بغیر نہیں چھوڑا اور پھر اس پر قائم بھی رہا۔ بڑی مدت تک شہر کے دیران اور بے
آباد مقامات پر زندگی گزارتے رہے۔ پچیس برس تک عراق کے جنگلوں میں تنہا مجاہدات
کے سلسلہ میں پھرتے رہے۔ ایک سال پورا ساگ، گھاس اور افتادہ اشیاء پر گزارہ رہا اور
پانی بھی نہ پیا، پھر ایک سال تک ساتھ پانی بھی پیتے رہے پھر تیسرے سال صرف پانی پر
گزارا کیا کھایا کچھ نہیں پھر پورا ایک سال نہ کھایا نہ پیا نہ سوئے۔

(طبقات کبریٰ صفحہ ۱۲۹، جامع کرامات اولیاء ج ۲ صفحہ ۲۰۲)

اس طرح آپ فرماتے ہیں جتنی سختیاں میں نے جھیلیں اگر پہاڑ پہ آئیں تو وہ
بھی پھٹ جاتا۔ (طبقات الکبریٰ صفحہ ۱۲۶)

آپ ہر روز ایک ہزار رکعت نفل ادا فرماتے۔ (تفریح الحاطر صفحہ ۲۶)

حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں سویا تو غیب
سے آواز آئی کہ ہم نے تجھے سونے کے لیے پیدا نہیں کیا۔ ان مجاہدات پہ آپ کو اللہ کی
طرف سے انعام یہ ملا کہ آپ فرماتے ہیں کہ ہر رات اور ہر دن میں مجھے اللہ تعالیٰ ستر
بار فرماتا ہے ان اختر تک میں نے تجھے پسند کیا۔ اور میں نے اس وقت تک کچھ
کھایا نہ پیا جب تک مجھے اللہ نے کھانے پینے کا حکم نہ دیا۔ سبحان اللہ!

(6) مصطفیٰ کے تن بے سایہ کا سایہ دیکھا
جس نے دیکھا میری جاں جلوہ زیبا تیرا

حل لغات و تشریح:

تن بے سایہ: بے سایہ جسم

جلوہ: نظارہ

زیبا: خوبصورت

اے غوث اعظم! جس نے آپ کی نورانی شکل کو دیکھا گویا کہ اس نے آپ کے نانا جاں امام الانبیاء علیہ السلام کے بے سایہ جسم کا آپ کی شکل میں سایہ دیکھ لیا۔ کیونکہ آپ کی ذات عادات و اطوار میں سیرت نبوی کا مکمل نمونہ ہے۔ آپ کی کرامات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ کے جسم اقدس سے مشک کی سی خوشبو آتی اور مکھی آپ کے جسم پر نہ بیٹھتی اس موقع پر آپ وجد میں آکر فرماتے:

هذا وجود جدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم لا وجود
عبد القادر .

کہ یہ وجود عبد القادر کا تو نہیں ہے بلکہ اس کے نانا محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے۔

قصیدہ غوثیہ میں آپ فرماتے ہیں:

وَكُلُّ وَلِيٍّ لَهُ قَدَمٌ وَإِنِّي

عَلَى قَدَمِ النَّبِيِّ بَدْرُ الْكَمَالِ

ہر ولی کے لیے ایک قدم یعنی مرتبہ ہے اور میں سرکارِ دو عالم علیہ السلام کے قدم مبارک پر ہوں جو آسمان کمال کے بدر کمال ہیں۔

محذات مصطفائی ہو گئی

مظہر شانِ خدائی ہو گئی

مل گئے ذات رسول اللہ میں

دور سب رنگ جدائی ہو گئی

اس عظمت کے باوجود عاجزی و خوف خدا اس درجہ کا تھا کہ فرماتے ہیں (روضہ نبوی پر یہ حاضری کے وقت یہ اشعار کہے)

ذنوبی کموج البحر بل ہی اکبر

کمثل الجبال الشم بل ہی اکبر

ولکن عندالکریم اذا عفا

جناح من البعوض بل ہی اصغر

میرے گناہ سمندر کی جھاگ سے زائد اور پہاڑوں سے بڑے ہیں لیکن اللہ کریم اگر معاف فرمادے تو چھڑکے پر سے بھی کم حیثیت رکھتے ہیں (بس پھر کیا تھا روضۃ اقدس سے ید اللہ والا ہاتھ ظاہر ہوا اور آپ نے دست اقدس کا بوسہ لیا)۔

○

(7) ابن زہرا کو مبارک ہو عروس قدرت

قادری پائیں تصدق میرے دولہا تیرا

حل لغات و تشریح:

زہراء: حسن و جمال والی، جنت کی کلی، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا لقب، ابن زہراء سے سیدنا غوث اعظم مراد ہیں

عروس: دولہا، دلہن

قادری: حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی سے نسبت طریقت رکھنے والا اور آپ کے سلسلہ

میں بیعت ہونے والا، آپ کے طریقے پہ چلنے والا

اے بنت رسول اللہ کے مبارک فرزند! آپ کو قدرت کی دلہن (یعنی با اختیار

بیایا جانا) مبارک ہو اور اے میرے آقا آپ کے سلسلہ والوں (قادیوں) کو بھی آپ کا صدقہ حاصل ہو۔

آپ کے فیض یافتہ لوگ صرف روحانیت کے بادشاہ ہی نہیں ہوئے بلکہ ظاہری حکومتوں کے میدان میں بھی انہوں نے خدمات سرانجام دے کر دنیا میں اپنا سکھ منوایا ہے۔ حضرت شیخ احمد الرفاعی علیہ الرحمۃ کے ارشاد کے مطابق ایک عیسائی کے مطالبے پر مردے کو آپ نے زندہ فرمایا تھا اور یہ کرامت دیکھ کر عیسائی مسلمان ہو گیا عراق کی گرد قوم غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی اسی کرامت کو دیکھ کر مسلمان ہونے والے کی اولاد میں سے ہیں انہی میں پھر بعد میں فاتح بیت المقدس سلطان صلاح الدین ایوبی پیدا ہوا جس کا باپ غوث اعظم علیہ الرحمۃ کا مرید تھا اور اس وقت صلاح الدین کی عمر دس سال تھی جب اس کا باپ اس کو لے کر غوث پاک علیہ الرحمۃ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور آپ سے دعا کی درخواست کی، آپ نے صلاح الدین کے سر پہ ہاتھ پھیرا اور فرمایا یہ بچہ انشاء اللہ اسلام کا عظیم مجاہد بنے گا۔ پھر اس نے بیت المقدس کو عیسائیوں کے قبضے سے آزاد کرایا اور آج بھی اس کا نام سن کر دنیا بھر کے عیسائیوں پہ کپکپی طاری ہو جاتی ہے۔

غوث پاک کے فیض کے در ہیں کھلے ہوئے
ہیں قادری فقیروں کے جھنڈے گڑھے ہوئے



(۸) کیوں نہ قاسم ہو کہ تو ابن ابی القاسم ہے
کیوں نہ قادر ہو کہ مختار ہے بابا تیرا

حل لغات و تشریح:

ابوالقاسم: حضور علیہ السلام کی کنیت ہے آپ کے بیٹے حضرت قاسم کے نام پہ، ابن

ابوالقاسم سے مراد حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ ہیں۔

مختار: صاحب اختیار

بابا: باپ دادا کو کہا جاتا ہے

اے غوثِ اعظم! آپ کیوں نہ روحانیت و ولایت کے دریا بہائیں؟ آخر آپ بیٹے کس کے ہیں؟ جن کی شان ہی القاسم ہے اور جن کو مختار کل بنا کر بھیجا گیا ہے۔ الولد سر لا بیہ

سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ سے ولایت کا سلسلہ و منصب چل کر گیارہ ائمہ اہل بیت کرام کے پاس رہا اور امام حسن عسکری کے بعد سیدنا غوثِ اعظم کی روح سے متعلق ہو گیا اور ظہور امام مہدی تک آپ ہی کے پاس رہے گا، امام مہدی ظاہر ہوں گے تو یہ منصب ان کی طرف منتقل ہو جائے گا۔

(قاضی ثناء اللہ پانی پتی، شاگرد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، خلیفہ حضرت مظہر جانجانا علیہ الرحمۃ)



(9) نبوی مینہ، علوی فصل، بتولی گلشن
حسنی پھول، حسینی ہے مہکنا تیرا

حل لغات و تشریح:

نبوی حضور علیہ السلام سے نسبت فرزندگی رکھنے والا

مینہ بارش

علوی حضرت علی المرتضیٰ سے فرزندگی کی نسبت رکھنے والا

فصل موسم یا موسم بہار

بتولی حضرت فاطمہ الزہراء کا فرزند ارجمند۔ بتول بھی حضرت فاطمہ کا لقب ہے

جس کا معنی تمام لوگوں سے کٹ کر اللہ کی طرف متوجہ ہونا۔

گلشن باغ

حسینی: حضرت امام حسن بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کا لخت جگر

حسینی: سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما کا نور نظر

مہکتا: خوشبودینا

اے غوث اعظم! آپ تو امام الانبیاء کے لطف و کرم کی بارش، امام الاولیاء کا موسم بہار، فاطمۃ الزہراء کا باغ، امام الاصفیاء حسن مجتبیٰ کے پھول اور سید الشہداء، شہید کربلا کی مہک رکھتے ہیں۔

سروں پر جسے لیتے ہیں تاج والے

تمہارا قدم ہے وہ یا غوث اعظم

مشائخ جہاں آئیں بہر گدائی

ہے تیری وہ دولت سرا غوث اعظم

جسے خلق کہتی ہے پیارا خدا کا

اسی کا تو ہے لاڈلا غوث اعظم

فضائل نبوی کی جھلک غوث اعظم کی ذات میں کس قدر جلوہ گر ہے کہ حضور علیہ السلام سلطان الانبیاء ہیں، غوث اعظم سلطان الاولیاء ہیں۔ وہ رسول اعظم یہ غوث اعظم۔ ان کی آمد پہ سارا سال بچے پیدا ہوئے ان کی آمد پہ اس رات گیلان شہر میں جس کے ہاں بھی پیدا ہوا بیٹا ہی پیدا ہوا۔ ان کا قدم غوث اعظم کی گردن پر، غوث اعظم کا قدم ہر ولی کی گردن پر۔ ان کی مہر سے نبی بنیں، ان کی مہر سے ولی بنیں ان کی آمد ربیع الاول (پہلی بہار) ان کا مہینہ ربیع الثانی (دوسری بہار) پہلی بہار نانے کی دوسری دوہتے کی۔ نبیوں میں جتنا حضور علیہ السلام کے بارے میں لکھا گیا کسی کے بارے میں نہ لکھا گیا اور ولیوں میں جتنا غوث پاک کے بارے میں لکھا گیا کسی کے بارے میں نہ لکھا گیا۔ رسالت کے بعد ولایت ہے، حضور علیہ السلام کے بعد اولیاء میں غوث اعظم ہیں۔ حضور علیہ السلام کی اس کائنات میں جلوہ گری سے پہلے آپ کی

والدہ ماجدہ کو اللہ کے نبی مبارک و خوشخبری دینے آئے اور غوثِ پاک کی ولادت سے پہلے خود حضور علیہ السلام بمعہ صحابہ کرام و اولیاء عظام غوثِ پاک کی والدہ ماجدہ کو ان الفاظ میں خوشخبری و مبارک دینے تشریف لائے۔

یا ابا صالح اعطاک اللہ ابنا و هو ولی و محبوبی و محبوب
اللہ و سیکون له شان فی الاولیاء و الاقطاب کشانی بین
الانبیاء و الرسل۔

اے ابو صالح (غوثِ اعظم کے والد ماجد کی کنیت)! تجھے مبارک ہو کہ اللہ
تجھے ایسا بیٹا عطا فرمانے والا ہے جو میرا ولی، محبوب اور اللہ کا بھی محبوب ہوگا
اور اس کی شان و لیوں قطبوں میں ایسی ہوگئی جیسے میری شان نبیوں اور
رسولوں میں ہے۔

غوثِ اعظم درمیانِ اولیاء
چوں محمد درمیانِ انبیاء



(10) نبوی ظِلّ ، علوی بُرج ، بتولی منزل
حسّی چاند ، حسینی ہے اجالا تیرا

حل لغات و تشریح:

ظِلّ: سایہ، چھاؤں
بُرج: محل، سرائے
منزل: اترنے کی جگہ

اے غوثِ اعظم! آپ امام الانبیاء کا سایہ، علی المرتضیٰ کا قلعہ، اور فاطمہ الزہراء
(کے بابرکت دودھ کے اثر) کی منزل، امام حسن کے چاند ہیں، جس میں
اجالا و روشنی امام حسین کی ہے۔

آپ (رضی اللہ عنہ) کے والد ماجد:

آپ جیلان شریف کے اکابر اولیاء کرام میں سے ہوئے ہیں آپ کا نام سید موسیٰ کنیت ابو صالح اور لقب جنگی دوست تھا۔

اس لقب کے پس منظر میں ایک بڑا حسین واقعہ ہے، ملاحظہ فرمائیں: ایک مرتبہ آپ مسجد میں تشریف لے جا رہے تھے اچانک آپ کی نظر کچھ لوگوں پر پڑی جو شراب کے مٹکے سروں پر اٹھا کر لے جا رہے ہیں یہ شراب دراصل بادشاہ کے حکم سے اس کے دربار میں جا رہی تھی آپ کی غیرت ایمانی نے جوش مارا اور آپ نے تمام مشکوں کو توڑ کر شراب زمین پر بہادی۔ یہ لوگ بادشاہ کے پاس گئے اور ماجرا سنایا اور بادشاہ کو خوب غصہ چڑھایا، بادشاہ نے آپ کو دربار میں طلب کیا اور نہایت غصے میں کہنے لگا:

تم نے میرے ملازمین کی محنت کو کیوں ضائع کیا؟

آپ نے فرمایا! میں محتسب ہوں اور اپنا فرض منصبی ادا کیا ہے۔

بادشاہ نے کہا! آپ کو کس نے محتسب مقرر کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: جس نے تجھے خلیفہ بنایا ہے اسی اللہ نے مجھے محتسب بنایا ہے۔

یہ سن کر بادشاہ پر ایسی رقت طاری ہوئی کہ لرزہ بر اندام ہو گیا اور لہجہ بدل کر

عرض کرنے لگا!

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لیے کیا صرف زبان سے کہنا کافی نہ تھا؟

مشکوں کو توڑنے میں کیا حکمت تھی؟

آپ نے فرمایا! تجھے دنیا و آخرت کی ذلت سے بچانے کے لیے ایسا کیا ہے

بادشاہ نے عرض کیا! آج سے آپ کو میں محتسب مقرر کرتا ہوں۔

آپ نے بڑی بے نیازی سے فرمایا! جب اللہ مجھے یہ عہدہ دے چکا ہے تو

تیری طرف سے مجھے اس عہدے کی ضرورت نہیں ہے۔

اس دن سے آپ جنگی دوست کے لقب سے مشہور ہو گئے۔

(سیرت غوث الثقلین)

(11) نبوی خور، علوی کوہ، بتولی معدن
حسنى لعل، حسینی ہے تجلّا تیرا

حل لغات و تشریح:

خور: خورشید کا مخفف ہے بمعنی سورج

معدن: سونے چاندی کی کان

لعل: سرخ رنگ کا ایک خاص قیمتی پتھر

تجلّا: اُجالا، روشنی

اے غوثِ اعظم! آپ ہدایت میں امام الانبیاء علیہ السلام کی امت کے لیے آفتاب ہیں، علی المرتضیٰ کی استقامت و شجاعت کے پہاڑ ہیں، حضرت فاطمہ الزہراء کے فیضان کی کان ہیں، امام حسن کے لعل ہیں اور حسینی جلوہ رکھتے ہیں۔ گویا آپ پنچتن پاک کے کمالات کا چمکتا ہوا نمونہ ہیں۔

جیسے حضور علیہ السلام کی اس کائنات میں جلوہ گری سے سارا جہان روشن ہو گیا اور آپ کے چہرہ مبارک کی چمک سے درود یوار چمکنے لگے۔ حضور غوثِ اعظم نے خود فرمایا انا نائب رسول اللہ و وارثہ فی الارض (ہجۃ الاسرار ص ۲۲)

میں اپنے جد امجد امام الانبیاء علیہ السلام کا نائب ہوں اور روئے زمین پہ آپ کا وارث ہوں۔ حضورؑ السلام کے معجزات کی حد نہیں اور غوثِ اعظم کی کرامات کا شمار نہیں حضرت ابوسعید بن ابی بکر الحریمی فرماتے ہیں کہ آپ کی کرامات گویا ایک گراں ہار ہے جس میں جواہرات بے کراں یکے بعد دیگرے پردے ہوئے ہیں۔

سلطان الہند، غریب نواز، عطائے رسول، ہند الولی حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمۃ جن کی نگاہ کیمیا اثر سے بقول انگریز مفکر کے ننانوے لاکھ کافر مشرف باسلام ہوئے (سلطان آف ہند) غوثِ پاک کی بارگاہ میں یوں عرض کرتے ہیں

۔ یا غوث معظم نور ہدیٰ ، مختار نبی مختار خدا
 سلطان دو عالم قطب علا حیران زجلالت ارض و سما
 چوں پائے نبی شد تاج سرت ، تاج ہمہ عالم شد قدمت
 اقطاب جہاں در پیش درت ، افتادہ چوں پیش شاہ گدا
 معین کہ غلام نام تو شد ، دریوزہ گرا کرام تو شد
 شد خواجه ازاں کہ غلام تو شد ، دارد طلب تسلیم و رضا
 اور جب حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قدمی ہذہ علی رقبۃ
 کل ولی اللہ کا اعلان فرمایا تو حضرت خواجه معین الدین چشتی اجمیری علیہ
 الرحمۃ جو اس وقت خراسان کی پہاڑیوں میں مصروف ریاضت و مجاہدہ تھے ،
 اپنی ولایت کے کانوں سے غوث پاک کا اعلان سن لیا اور وہیں سر جھکا کر عرض
 کیا بل علی راسی ۔ آپ کا قدم صرف میری گردن پر ہی نہیں میرے سر پر
 بھی ہے ۔ سچ کہا کسی نے

۔ ولی را ولی می شناسد



(12) بحر و بر ، شہر و قریٰ ، سہل و خوں ، دشت و چمن
 کون سے چک پہ پہنچتا نہیں دعویٰ تیرا

حل لغات و تشریح:

بحر و بر: خشکی و تری

قریٰ: گاؤں

سہل: ہموار زمین

حزن: سخت پہاڑ

دشت: جنگل

چمن: باغ

چک: زمین کا کوئی بھی حصہ (سنسکرت)

دعویٰ: اپنی ملکیت کی بات کرنا

اے غوث اعظم! خشکی ہو یا تری، گاؤں ہو یا شہر، نرم زمین ہو یا پہاڑ، جنگل ہو یا باغ الغرض زمین کا کوئی حصہ ایسا نہیں جو آپ کے تصرف ملکیت سے باہر ہو۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان الارض يرثها عبادي الصالحون O (الانبياء: ۱۰۵)

بے شک زمین کے وارث میرے نیک بندے ہیں۔ زمین کا مالک حقیقی اللہ ہے مگر اللہ کے محبوب اللہ کی عطا سے زمین کے مالک و مختار ہیں۔

واعلموا انما الارض لله ورسوله (بخاری شریف)

جان لو کہ زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے۔ جب کہ حضور علیہ السلام کی نیابت میں اولیاء اللہ نہ صرف زمین کے بلکہ جنت کے بھی وارث ہیں۔

تلك الجنة التي نورث من عبادنا من كان تقيا O (القرآن)

ہم اپنی جنت کا بھی پرہیزگاروں کو وارث بتاتے ہیں۔ لہذا اللہ نبی وارث کہو یا داتا کی نگری، غوث پاک کی نگری کہو کوئی حرج نہیں۔

حضرت خواجہ خواجگان قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ غوث اعظم کی بارگاہ میں یوں عرض کناں ہیں

۔ قبلہ اہل صفا حضرت غوث الثقلین
دستگیر ہمہ جا حضرت غوث الثقلین

یک نظر از تو بود در دو جہاں مارا
 نظرے جانب ما حضرت غوث الثقلین
 خاکپائے تو بود روشنی اہل نظر
 دیدہ رانجش ضیاء حضرت غوث الثقلین
 قطب مسکین بعلامی درت منسوب است
 داغ مہرش بفرما حضرت غوث الثقلین



(13) حسن نیت ہو خطا پھر کبھی کرتا ہی نہیں
 آزمایا ہے ، یگانہ ہے ، دوگانہ تیرا

حل لغات و تشریح:

حسن نیت: اچھا ارادہ، نیک نیتی

خطا: غلطی

یگانہ: بے مثال و لا جواب و با کمال

دوگانہ: دو رکعت والی نماز

اے غوث اعظم! اگر نیت میں خرابی نہ ہو تو میں نے کئی بار آزمایا ہے اگر دو
 رکعت نماز غوثیہ کے نفل پڑھ کو آپ کی خدمت میں ثواب بھیجا جائے تو اس کا
 اجر و ثواب بے شمار اور ہر مقصد میں کامیابی یقینی ہے۔

بعض لوگ دیگر کئی مسائل اعتقادیہ کی طرح اس نماز کو بھی شرک سمجھتے ہیں۔

حالانکہ بڑے بڑے علماء و اولیاء نے اس کا ذکر اپنی تصانیف میں فرمایا ہے مثلاً
 امام ابوالحسن نورالدین علی، ملا علی قادری، شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہم الرحمۃ۔

اس نماز کا طریقہ بہار شریعت صفحہ ۳۱ جلد ۴ اور اخبار الاخیار شریف میں یوں لکھا گیا ہے۔

صلوۃ غوثیہ کا طریقہ:

نماز مغرب کے فرض ادا کر کے دو سنتوں کے بعد دو رکعت نماز نفل پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ الحمد شریف (سورۃ فاتحہ) کے بعد ہر رکعت میں گیارہ بار قل شریف (سورۃ اخلاص) پڑھے، سلام کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرے پھر گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور اس کے بعد گیارہ بار یوں کہے:

یا رسول اللہ یا نبی اللہ واغثنی و امددنی فی قضاء حاجاتی یا قاضی الحاجات .

پھر عراق کی طرف گیارہ قدم چل کر یوں کہے۔ یا غوث الثقلین و یا کریم الطرفین اغثنی و امددنی فی قضاء حاجاتی یا قاضی الحاجات . اس کو صلوۃ الاسرار بھی کہتے ہیں اور یہ ہمارے اسلاف کے معمولات میں شامل رہی اور قضاے حاجات کے لیے تریاق ہے۔ اس کے ساتھ اگر حضرت سلطان العارفین سلطان باہو علیہ الرحمۃ کے فرمان کے مطابق وظیفہ قادر یہ بھی شامل کر لیا جائے تو حصول مقاصد کے لیے تیر بہدف ہے۔ جو کہ یہ ہے۔ تین بار درود شریف اور تین بار کلمہ طیبہ کی قلب پر ضرب لگا کر درمیان میں ایک سو مرتبہ ”یا شیخ عبدالقادر جیلانی شب اللہ حاضر شو“ پڑھے۔ صلوۃ غوثیہ کے متعلق ازالہ اوہام کے لیے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے رسالہ ”انہار الانوار“ کا مطالعہ کیا جائے۔

(14) عرض احوال کی پیاسوں میں کہاں تاب مگر
آنکھیں اے ابر کرم تکتی ہیں رستہ تیرا

حل لغات و تشریح:

عرض احوال: اپنے حالات بیان کرنا

تاب: برداشت، طاقت

تکنا: دیکھنا

اے غوث اعظم! آپ کے دیدار کے پیاسوں میں اپنا مافی الضمیر بیان کرنے کی طاقت کہاں؟ آپ اللہ کی مہربانی و توفیق سے سب جانتے ہیں، ہم تو آپ کی راہ میں آنکھیں لگائے بیٹھے ہیں، تشریف لا کر ہماری پیاس بجھا جائیں۔
آپ کی دستگیری اور فریادری کے ہزاروں عجیب و غریب واقعات کتابوں کے اندر موجود ہیں اگر نیت اچھی ہو عقائد و اعمال درست ہوں تو ان کی طرف سے کرم کرنے میں اب بھی دیر نہیں لگتی۔ حدیث شریف میں ہے کہ اگر تم جنگل میں کسی مشکل کے اندر مبتلا ہو جاؤ تو یوں پکارو:

اعینونی یا عباد اللہ (حصن حصین)

اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔

غوث اعظم علیہ الرحمۃ خود ارشاد فرماتے ہیں

انا لمریدی حافظ ما یخافہ و احرسہ من کل شر و فتنۃ۔

میں اپنے مرید کی حفاظت کرتا ہوں ہر خوف والی شے سے اور ہر فتنہ و شر سے۔

مریدی اذا ما کان شرقا و مغربا

اغشہ اذا ما سار فی ای بلدۃ

میرا مرید مشرق و مغرب کے کسی شہر میں ہو میں اس کی مدد کرتا ہوں۔

(تمہ فتوح الغیب بر حاشیہ بہ الاسرار)

ولو انکشف عورة مریدی بالمشرق وانا بالمغرب استرتها۔

(بجۃ الاسرار صفحہ ۹۹)

میرا مرید اگر مشرق میں بے پردہ ہو جائے تو میں مغرب میں رہ کر اس کی پردہ پوشی کرتا ہوں۔

شہنشاہ نقشبند حضرت خواجہ بہاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ آپ کی شان میں یوں عرض کرتے ہیں

بادشاہ ہر دو عالم شاہ عبدالقادر است
سرور اولاد آدم شاہ عبدالقادر است
آفتاب و ماہتاب و عرش و کرسی و قلم
نور قلب از نور اعظم عبدالقادر است



(15) موت نزدیک گناہوں کے تہیں میل کہ خول
آبرس جا کہ نہاد دھولے یہ پیاسا تیرا

حل لغات و تشریح:

تہیں: تہہ کی جمع ہے تہہ در تہہ۔

خول: غلاف

کہ: تاکہ کا مخفف

اے غوث اعظم! زندگی دن بدن ختم ہوتی جا رہی ہے موت سر پر کھڑی ہے اور گناہوں کی میل نے دل سیاہ کر دیا ہے آپ تشریف لا کر اپنے کرم کی بارش برسائیں تاکہ آپ کا چاہنے والا اپنے گناہوں کی سیاہی دھو کر اپنے آپ کو صاف اور اُجلا بنا لے اور دیدار کی پیاس بھی بجھالے۔

آپ کے القابات میں سے غوث الثقلین (جنوں اور انسانوں کا مددگار) بھی

ایک لقب ہے اور وہ اس لیے کہ آپ کی بارگاہ میں جن بھی حاضر ہوتے اور آپ ان کی راہنمائی فرماتے اور اگر کبھی کوئی جن کسی پر آ کر اس کو تنگ کرتا تو اس کے کان میں آپ کا نام لیا جاتا تو جن بھاگ جاتا۔ (اس طرح کے کئی واقعات ہجۃ الاسرار، زہدۃ الخاطر، قلائد الجواہر، سفینۃ الاولیاء وغیرہا کتب کے اندر موجود ہیں)

آج بھی اگر جن کسی کو تنگ کرتا ہو تو اس گھر کے ہر کونے میں آہستہ سی آواز سے کہا جائے کہ ہمیں نہ ستاؤ ہم شیخ عبدالقادر جیلانی پیران پیر، گیاہویں شریف والے پیر کے مرید ہیں اگر ہمیں تنگ کرو گے تو ہم تمہاری شکایت غوث پاک کے سامنے کریں گے، انشاء اللہ جن ایسے بھاگے گا جیسے شیطان لاحول سے اور دھابی گیارہویں شریف سے بھاگتا ہے۔

مذکورہ شعر میں بھی غوث پاک کی بارگاہ میں استغاثہ کیا گیا ہے جو ہمارے مشائخ کے معمولات کا حصہ ہے اور ہر فرقے کے بزرگوں کی کتابوں کے اندر اس کے جواز کے دلائل مل جاتے ہیں جن کو درج کرنے کی چنداں ضرورت نہیں اسی طرح اولیاء کرام کا مدد کرنا بھی ظاہر و باہر ہے دور نہ جائیں کرامات اہل حدیث اور جمال الاولیاء ہی دیکھ لیں۔ مولانا حسن رضا عرض کرتے ہیں

۔ اسیروں کے مشکل کشا غوث اعظم
فقروں کے حاجت روا غوث اعظم
مریدوں کو خطرہ نہیں بحر غم سے
کہ بیڑے کے ہیں نا خدا غوث اعظم
جسے خلق کہتی ہے پیارا خدا کا
اسی کا تو ہے لاڈلا غوث اعظم
تمہیں وصل بے فصل ہے شاہ دیں سے
دیا حق نے یہ مرتبہ غوث اعظم

مشائخ جہاں آئیں بہر گدائی
وہ ہے تیری دولت سرا غوث اعظم
میری مشکلوں کو بھی آسان کیجئے
کہ ہیں آپ مشکل کشا غوث اعظم
کہے کس سے جا کر حسن اپنے دل کی
سنے کون تیرے سوا غوث اعظم



(16) آب آمد وہ کہے اور میں تیمم برخاست
مشت خاک اپنی ہو اور نور کا اہلا تیرا

حل لغات و تشریح:

آب آمد: پانی آیا

تیمم برخاست: تیمم گیا، فارسی کا مقولہ ہے ”آب آمد تیمم برخاست۔ پانی آیا تیمم گیا
پانی ہو اور بندہ اس کے استعمال پر بھی قادر ہو تو تیمم جائز نہیں کیونکہ
اصل پانی ہے اور تیمم کی حکمرانی اصل کے نہ ہونے پر ہی ہے
وہ کہے: وہ فرمائیں، اس کا تعلق آب آمد سے ہے۔ اور میں! اس کا تعلق تیمم
برخاست سے ہے کہ میں عرض کروں

مشت خاک: مٹی کی مٹھی، مراد ہے انسان

اہلا: سیلاب، نور کا اہلا یعنی نور کا سیلاب یا دافر نور

اے غوث اعظم! آپ فرمائیں پانی آیا اور میں عرض کروں۔ پھر تیمم گیا: میری
ایک مختصر سی جان کے لیے آپ کے نور کا سیلاب بہت ہے۔

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا اپنے چاہنے والوں پر مہربانی کر کے ان کو مقام

و مرتبہ عطا کرنا بہت ہی مشہور و زبان زد عام ہے ایک واقعہ مولوی اشرف علی تھانوی نے بھی غوث اعظم کے دھوبی کا لکھا ہے کہ جب وہ مر گیا تو قبر میں فرشتوں کے ہر سوال پہ کہنا کہ میں تو غوث پاک کا دھوبی ہوں بس اس بات پر نجات ہو گئی کہ خدا نے فرمایا فرشتہ واپس آ جاؤ جو غوث پاک کو جانتا ہے مجھے کیوں نہ جانتا ہوگا۔

(ملفوظات فیوض الرحمن، الافاضات الیومیہ۔ ملخصاً)

آپ کا اپنا ارشاد ہے ایما مسلم عبر علی باب مدرستی فان عذاب یوم القمۃ یخفف عنہ۔ (طبقات کبریٰ، ہیجۃ الاسرار)
میرے مدرسہ کے دروازے سے گزر جانے والے پر بھی عذاب کی تحفیف کر دی جائے گی۔

نذرانہ عقیدت بدرگاہ غوثیت، از خواجہ بہاء الدین زکریا ملتان علیہ الرحمۃ

بیکساں را اگر جوئی تو در دنیا و دیں
ہست محی الدین سید تاج سرداراں یقیں
قطب اقطاب زمان و شہباز لا مکاں
مہربان بے کساں نائب شفیع المذنبین
ثمرہ شجر بنی و میوہ باغ علی
سروستان حسن آں سرور دنیا و دیں
نور گلزار حسین آں جوہار رحمتش
پیر پیراں، پیر من، محبوب رب العالمین
ہر کسے نازد بہ کس الا بہاؤ الحق زدل
مے فروشدا زرہت از صدق دل ایماں و دیں

(17) جان تو جاتے ہی جا نیکی قیامت یہ ہے
کہ یہاں مرنے پہ ٹھہرا ہے نظارا ترا

حل لغات و تشریح:

قیامت: قیامت سے یہاں مراد مصیبت ہے

نظارا: دیدار، جلوہ اعلیٰ حضرت آپ کے دیدار کی حسرت سے مجبور ہو کر عرض کرتے ہیں
اے غوث اعظم! موت تو اپنے وقت پہ آئے گی اور اس کے بعد آپ کا دیدار
بھی ہوگا لیکن اس وقت میں اپنے دل کی بے قراری کو کہاں لے جاؤں جو
میرے سینے میں آپ کی زیارت کے لیے مچل رہا ہے کاش اس کو قیامت
سے پہلے ہی زیارت کرا دیں۔ اس طرح کی تڑپ ہر اس سینے میں انگڑائیاں
لے رہی ہے۔ جو غوث پاک کی عظمت و نسبت کو جانتا بھی ہے اور مانتا بھی
ہے ورنہ

دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے
شیخ ابوالمعالی علیہ الرحمۃ اپنی اس تڑپ کو یوں ظاہر فرماتے ہیں

گر کسے واللہ بعالم از مئے عرفانی است
از طفیل شاہ عبدالقادر گیلانی است

ہست ہر دم جلوہ گر از چہرہ اش حُسنِ حُسن
ز انجمالش مصطفیٰ را راحت و ریحانی است



(18) تجھ سے دَر دَر سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا

حل لغات و تشریح:

در: دروازہ، چوکھٹ

سگ: سگ

نسبت: تعلق

دورا: دھاگہ

اے غوث اعظم جس کتے کو آپ کی چوکھٹ پہ بیٹھنے کی سعادت نصیب ہوئی اس کتے سے مجھ کو نسبت و تعلق ہے اس طرح میں بھی آپ کے در سے غلامی کی نسبت رکھتا ہوں اور میں بھی آپ کا غلام ہوں، تو اس طرح میری گردن میں بھی اگرچہ زمانہ دور ہونے کی وجہ سے آپ کی غلامی کا پٹہ ہے مگر پھر بھی آپ کی غلامی پہ ناز ہے۔

قرآن مجید میں اہل ایمان کو اولیاء اللہ سے تعلق و نسبت قائم کرنے کا حکم دیا گیا اور فرمایا کونوا مع الصّٰدِقِیْنَ ۝ حضور علیہ السلام کے قدموں سے نعلین شریفین کو نسبت ہوئی تو جبریل امین بھی معراج کی رات نیچے اور نعلین پاک اوپر۔ جو کپڑے آپ کے جسم اقدس سے لگے ہوئے تھے رفرف اور براق نیچے، وہ کپڑے اوپر۔ کاغذ کپڑا ایک ہی ہوتا ہے مگر ایک گلیوں میں پڑا ہوا ہے جس کی کوئی قدر نہیں دوسرا قرآن کا صفحہ و غلاف بن کر چوما جا رہا ہے۔

وہی بلال حبشی جس کو ہر کوئی غلام کہتا تھا جب حضور علیہ السلام کی نسبت غلامی نصیب ہوئی تو عمر فاروق جیسے سیدنا بلال کہنے لگے اور ایک وقت آیا کہ بلال کعبے کی چھت پہ کھڑا ہو کر آذان پڑھ رہا ہے۔ سب نے عرض کیا اے بلال پہلے تو ہمارا غلام تھا اب سرکار کی نسبت غلامی نے ہمیں تیرا غلام اور تمہیں ہمارا آقا بنا دیا ہے۔

محمد کی نسبت بڑی چیز ہے خدا دے یہ نعمت بڑی چیز ہے
تو بلال حبشی نے جھوم کر عرض کیا ہوگا

۔ تیری دوستی سے پہلے مجھے کون جانتا تھا؟

تیرے عشق نے بنایا میری زندگی فسانہ

جس گتے کو غوث پاک کے در سے نسبت نصیب ہوئی وہ کتا ہو کر شیروں پر
غالب آ رہا ہے۔ قیامت کے دن اصحاب کہف کا کتا ان کی نسبت سے جنت
جا رہا ہوگا اور کئی عبادت گزار حاجی نمازی ہو کر نسبت کے منکر ہونے کی وجہ
سے دوزخ کا ایندھن بن رہے ہوں گا۔ اگر نسبت کی کوئی اہمیت نہ ہوتی تو ہر
جگہ اصحاب کہف کے ساتھ کتے کا ذکر کرنے کی کیا ضرورت تھی، ایک آیت
میں تین جگہ کلبہم ہے۔ کہ معمولی کتا نہیں ”ان کا کتا ہے“



(19) اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے

حشر تک میرے گلے میں رہے پٹا تیرا

حل لغات و تشریح:

علامت: نشانی، پہچان

گلے: گردن

پٹا: چمڑے کا گلو بند جو کتے کی گردن میں ڈالا جاتا ہے تاکہ معلوم ہو کہ یہ لادارث

نہیں، اگر کسی کا نقصان کر دے تو اس کو مارنے کی بجائے مالک کو کہا جاتا ہے

اور مالک اس نقصان کو پورا کرتا ہے۔

اے غوث اعظم! جس گتے کے گلے میں پٹا ہو لوگ اس کو کچھ نہیں کہتے تو پھر

میرے گلے میں آپ کی غلامی کا پٹہ ہے بس اسی نسبت کو اگر آپ نے قیامت

تک عطا کیے رکھا تو مجھے کیا غم۔

مدد کے لیے ان کو جب بھی پکارا
خدا کی قسم بن گئے کام سارے
غرورِ عمل زاہدوں کو مبارک
ہمیں ناز یہ ہے کہ ہم ہیں تمہارے

○

(20) میری قسمت کی قسم کھائیں سگانِ بغداد
ہند میں بھی ہوں تو دیتا رہوں پہرا تیرا

حل لغات و تشریح:

قسمت: تقدیر

سگانِ بغداد: بغداد کے کتے

ہند: ہندوستان (اعلیٰ حضرت کا دیں)

پہرا دینا: چوکیداری کرنا

اے غوثِ اعظم! اگرچہ میں بغداد شریف سے دور دراز ہندوستان میں رہتا
ہوں مگر آپ کے مشن کو جاری رکھے ہوئے ہوں، اور آپ کے دشمنوں کا ناطقہ
بند کیے ہوئے ہوں، یہ میری ایسی خوش قسمتی ہے کہ جس پر بغداد شریف کے
کتے قسمیں کھا کر گواہی دیں گے۔ خدا کرے اپنے مشن پہ قائم رہوں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی اسی غلامی پر نازاں ہو کر عرض کرتے ہیں

غوثِ اعظم دلیلِ راہ یقین	یقین رہبرِ اکابر دیں
اوست در جملہ اولیاء ممتاز	چوں پیغمبر در انبیاء ممتاز
من کہ پروردہ نوالِ ویم	عاجز از مدحتِ کمالِ ویم
دردو عالمِ بادست امیدم	ہست باوے امید جاویدیم

○

(21) تیری عزت کے ثار اے مرے غیرت والے!
آہ صد آہ کہ یوں خوار ہو بردا تیرا

حل لغات و تشریح

تیری عزت پہ ثار: تیری عظمت پہ قربان جاؤں
آہ صد آہ: صد افسوس

خوار: ذلیل

بردا:

دراصل، بردہ ہے ضرورت شعری کی وجہ سے ہا کی بجائے الف
لکھا گیا ہے، اس کا معنی غلام یا قیدی ہے۔

اے غوث اعظم! میں آپ کی عزت و غیرت پر قربان ہو جاؤں۔ بڑا افسوس ہو
گا اگر میں آپ کا گدا ہو کر ذلیل و خوار ہوں گا۔

اعلیٰ حضرت کے اس شعر کی مقبولیت پہ غور کریں آپ کے مخالفین نے آپ کو
بدنام کرنے کی کتنی کوششیں کی ہیں، شاید ہی کسی کی مخالفت میں اتنا لڑپچر ہو
جتنا کہ آپ کے خلاف ہے مگر غوث پاک کی نگاہ کرم ہی تو ہے کہ اعلیٰ حضرت
کی زندگی میں اگر صرف ہندوستان والے آپ کو جانتے تھے تو آج پوری دنیا
میں آپ کے نام کی دھوم مچی ہوئی ہے اور جہاں بھی عشق رسول کا ذکر چھڑتا
ہے تو آپ کا نام سرفہرست آتا ہے۔ دیار غیر میں بھی۔ مصطفیٰ جانِ رحمت پر
لاکھوں سلام۔ کا ترانہ گونج رہا ہے۔ آپ کی تصانیف کی تعداد دن بدن بڑھتی
چلی جا رہی ہے اور اعلیٰ سے اعلیٰ ایڈیشن شائع ہو کر اپنوں اور غیروں سے بھی
داد تحسین وصول کر رہے ہیں، یہ سب کچھ عزت و غیرت والے غوث پاک
رضی اللہ عنہ کی غلامی کا صدقہ نہیں تو اور کیا ہے؟

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا:

سکندر می کند دعویٰ کہ ہستم چاکرِ آں شاہ
فلاطون پیش علم تو مقرر آمد بنادانی

گلاہ دارانِ ایں عالم گدایانِ گدائے تو
 ترا زبید ترا زبید کلاہ داری و سلطانی
 گدا سازی اگر خواہی بیکدم پادشاہاں را
 گدایاں را دھی شاہی بیک لحظہ باسانی
 گدائے در گہت خاقان غلام حضرت قیصر
 چہ عالی شان سلطانی آلا یا غوث ربانی
 حقیقت از تو روشن شد طریقت از تو گلشن شد
 سیر شرع راما ہی زہے خورشید نورانی
 دلا گشتی مرید او بہیں لطف مزید او
 چہ اوصاف حمید او کہ و بیگاہ ہی خوانی
 زباں راشست و شوباید باب جنت و کوثر
 وزاں پس نام محی الدین پیاکی برزباں رانی



(22) بد سہی چور سہی مجرم ناکارہ سہی
 اے وہ کیسا ہی سہی ہے تو کریم تیرا

حل لغات و تشریح:

بد:	برا
سہی:	مان لیا، فرض کیا، بالفرض
ناکارہ:	نکما، مجرم ناکارہ: اضافت توصیفی ہے بمعنی نکما مجرم
کیسا ہی سہی:	جیسا بھی ہے، جتنا بھی برا سہی
کریم:	اے کرم کرنے والے، کریم میں الف ندائیہ ہے

اے غوث اعظم! میں نے مانا میں چور بھی ہوں نکما بھی ہوں اور مجرم ہونے کے ساتھ ناکارہ اور نکما بھی ہوں لیکن جیسا بھی ہوں آپ کا ہی تو ہوں۔ آپ تو نیکوں کو کام کا اور چوروں کو قطب بنانے والے ہیں۔

اس شعر میں ان بیسوں واقعات کی طرف اشارہ ہے کہ جس میں غوث اعظم کے دامن سے وابستہ ہو کر چور قطب بن رہے ہیں، چور ڈاکو تو بہ کر رہے ہیں اور گمراہوں کو ہدایت نصیب ہو رہی ہے۔ اگر تفصیلاً یہ واقعات پڑھنے کا شوق ہو تو آپ کی سوانح حیات پہ لکھی جانے والی کسی کتاب کا بھی مطالعہ کیا جاسکتا ہے یہاں صرف ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیں تاکہ آپ کو اندازہ ہو کہ کس کثرت کے ساتھ لوگ آپ سے فیض یاب ہوتے تھے اور ہو رہے ہیں۔

(تفریح الخاطر صفحہ ۴۱ پہ ہے کہ) ایک دن آپ کو حکم ہوا کہ سات سومردوں اور سات سو عورتوں کو واصل باللہ کر دو چنانچہ آپ نے ایک طرف سات سومرد اور دوسری طرف سات سو عورتوں کو بٹھا کر نگاہ ولایت سے ان کے دلوں کو صاف کر کے سب کو ولی اللہ بنا دیا۔

۔ نہ کتابوں سے نہ کالج کے در سے پیدا

دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

مشہور واقعہ ہے کہ جب آپ بچپن میں قافلے کے ساتھ جیلان سے بغداد تعلیم کے سلسلہ میں جا رہے تھے تو ساٹھ ڈاکو حملہ آور ہوئے اور قافلے کو لوٹ لیا آخر آپ کی سچائی سے متاثر ہو کر تائب ہوئے اور لوٹا ہوا مال واپس کر کے صف اولیاء میں شامل ہو گئے۔ (فلائد الجواہر، نجات الانس، سفینۃ الاولیاء، نزہۃ الخاطر)

آیا جو در پہ تیرے پہنچا وہ عرش پر
پایۂ عالی ہے پایا جس نے پایا آپ کو

ایسے رُتے کا کہو پھر کون شایاں ہو سکے
کہتا ہے محبوب اپنا حق تعالیٰ آپ کو

○

(23) مجھ کو رسوا بھی اگر کوئی کہے گا تو، یوہیں
کہ وہی ناں؟ وہ رضا بندہ رسوا تیرا

حل لغات و تشریح:

رسوا: بدنام

یوہیں: ایسے ہی، اسی طرح

وہی ناں: وہی (احمد رضا جو غوث اعظم کا اپنے آپ کو غلام کہلاتا تھا)

اے غوث پاک: اگر کوئی مجھے ذلیل و رسوا کرنے کی کوشش کرے گا تو لوگ
کہیں گے یہ وہ شخص تو نہیں ہے جو کہتا تھا میں غوث پاک کا غلام ہوں؟ لہذا
میری لاج آپ کے ہاتھ میں ہے اور میری رسوائی سے آپ کی عزت و بچالی
پر بھی حرف آئے گا۔

اعلیٰ حضرت کے اس محبوبانہ انداز میں غلامی کا وہ رنگ جھلکتا ہے کہ جو ناقابل
بیان اور احاطہ تحریر سے وراء الوراء ہے۔ اسی غلامانہ خلوص کی برکت تھی کہ آپ
کے سر پر ہمیشہ سایہ غوثیت ماب جلوہ فگن رہا۔ بقول شیخ نور اللہ سورتی علیہ الرحمۃ

گر نہ بنی در نبوت مصطفیٰ را ہمقریں
شیخ محی الدین ندارد ثانی خود نیز ہم
کز کمالات تصرفها کہ خاصہ شان دوست
گر کسے خوابد بیاں کردن نگرود بیش و کم

○

(24) ہیں رضا! یوں نہ پلک تو نہیں جید تو نہ ہو
سید جید ہر دھر ہے مولا تیرا

حل لغات و تشریح:

ہیں: تعجب کا کلمہ ہے

یوں: اس طرح یا ایسے ہی

پلک: رونا، کہا جاتا ہے ”پلک پلک کے رونا“، یعنی مسلسل دکھ کے ساتھ روتے رہنا

جید: باکمال، بے مثال، لا جواب

سید: آقا و مولا

دھر: زمانہ و اہل زمانہ

مولا: مالک

اے احمد رضا! تو اس طرح پلک پلک کے اپنے ناکارہ و نکما ہونے پر کیوں روتا ہے کوئی بات نہیں اگر تیرے اندر کوئی کمال نہیں تو تیرا آقا و مولا (غوث اعظم) تو سارے جہان کے کمال والوں کا سردار ہے۔

یہ شعر حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے مشہور فرمان (ان لم یکن مریدی جید فانا جید۔ اگر میرا مرید باکمال نہیں تو میں تو باکمال ہوں) کا خلاصہ ہے۔ غوث پاک کس قدر باکمال ہیں اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگائیں کہ قلائد الجواہر صفحہ ۲۳ پہ ہے آپ خود فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں بغداد شریف میں تخت پر بیٹھا ہوا تھا کہ حضور علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوا، آپ کے ساتھ سواری پر موسیٰ علیہ السلام بھی تھے، حضور علیہ السلام نے میری طرف اشارہ کر کے موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا یا موسیٰ افسی امتک رجل ھکذا۔ اے موسیٰ (علیہ السلام)! کیا آپ کی امت میں کوئی اس شان کا بندہ ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا! لا نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اور

پھر حضور علیہ السلام نے مجھے خلعت سے نوازا۔
وہ لوگ جو غوث پاک کی عظمت کے منکر ہیں وہ آپ کی ذات کو ان حوالوں
سے پہنچانیں کیونکہ بقول حضرت مجدد الف ثانی ”یہ لوگ اللہ کے ہم نشین ہیں
جس نے انہیں پہچان لیا اس نے رب کو پہچان لیا۔“ (مکتوبات دفتر دوم صفحہ ۵۳)
جنہوں نے پہچان لیا وہی تو ہمیں بتا گئے۔

بغداد شہر دی کی اے نشانی کوئی اچیاں لسیاں چیراں ہو
تن من میرا پرزے پرزے جیوں درزی دیاں لیراں ہو
لہ نہاں لیراں دی کل کفنی پا کے رلساں سنگ فقیراں ہو
بغداد شہر دے ٹکڑے منکساں کرساں میراں میراں ہو
(ولی راوی می شناسد)



(25) فخر آقا میں رضا اور بھی اک نظم رفیع
چل لکھا لائیں ثناء خوانوں میں چہرا تیرا

حل لغات و تشریح:

فخر: بزرگی، بڑائی
لظم: نشر کا مقابل، شعر و قصیدہ، منظوم، کلام
رفیع: بلند
شنا خواں: تعریف کرنے والا

اے احمد رضا! اپنے آقا و مولا سیدنا غوث اعظم علیہ الرحمۃ کی عظمت و شان
کے سلسلہ میں ایک اور منقبت بھی لکھ دے اور ان کی بارگاہ میں پیش کر کے اپنا
نام ان کے مداحوں میں لکھا لے تاکہ ان کے کرم کی بارش تیرے اوپر برسی
رہے کیونکہ۔

وہ عبدالقادرِ قدرت نما ہیں
 وہ محبوب حبیب کبریا ہیں
 وہ ہیں نورِ نگاہِ شاہِ طیبہ
 وہ دل بند جنابِ مرتضیٰ ہیں
 نہیں ان سا کوئی واللہ باللہ
 امام اولیاء واصفیاء ہیں

آپ کے کرم کا کون کونسا واقعہ بیان کیا جائے ایک شخص روتا ہوا آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی، میرا باپ فوت ہو گیا ہے اور عذاب میں مبتلا ہے مجھے اس نے خواب میں کہا ہے کہ جا کر غوثِ پاک سے میرے لیے دعا کراؤ۔ آپ نے فرمایا تیرا باپ کبھی زندگی میں میرے مدرسہ کے دروازے کے پاس سے گزرا تھا؟ اس نے اثبات میں جواب دیا تو آپ خاموش ہو گئے دوسرے دن پھر حاضر ہوا اور خوشی سے عرض کیا کہ میرا والد آج پھر مجھے خواب میں ملا ہے سبز لباس پہنے مسکرا رہا ہے اور مجھے کہہ رہا ہے۔

قد رفع عني العذاب ببركة الشيخ عبدالقادر
 شیخ عبدالقادر جیلانی کی برکت سے میرا عذاب ٹل گیا ہے اور تو ان کی خدمت میں حاضری دیتا رہا کر۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا:

ان ربی عزوجل قد وعدنی ان ینخف العذاب عن کل من
 عبر علی باب المدرسۃ من المسلمین۔

اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ وعدہ فرمایا ہے کہ مسلمانوں میں سے جو تیرے مدرسہ کے دروازے کے پاس سے بھی گزر جائے گا اس پر عذاب میں تخفیف کر دوں گا۔ (ہجۃ الاسرار، قلائد الجواہر، سفیۃ الاولیاء)

اس سے معلوم ہوا کہ غوثِ اعظم کا مشن جاری رکھنے والے مدارس پر کس قدر اللہ کی رحمت ہوتی ہے۔ لیکن

گر خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پا کاں کند
جب خدا کسی کو ذلیل کرتا ہے تو اس کے دل میں ولیوں کا بغض پیدا کر دیا جاتا
ہے اس لیے اولیاء کرام کے گستاخوں کے مدار اس رحمت سے محروم ہیں۔



وصل سوم

درُحُسنِ مفاخرت از سرکارِ قادریتِ رضی اللہ عنہ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی منقبت نمبر ۳

(1) تو ہے وہ غوث کہ ہر غوث ہے شیدا تیرا
تو ہے وہ غیث کہ ہر غیث ہے پیاسا تیرا

حل لغات و تشریح:

شیدا: عاشق

غیث: بارش، سیراب کرنے والا پانی

پیاسا: چاہنے والا

اے محبوب سبحانی! آپ ایسے فریادرس ہیں کہ تمام اولیاء کاملین (جو اپنے اپنے مریدین کو فیض دیکر! ان کی دستگیری فرماتے ہیں) آپ پر شیدا و قربان ہو رہے ہیں اور دوسروں کو فیض دینے کے لیے آپ سے فیض حاصل کرنے کے متمنی ہیں۔

غوث کا معنی لغت کے اعتبار سے فریادرس ہے (غیاث اللغات)

اور یہ آپ کا لقب من جانب اللہ ہے۔ جیسا کہ تفریح الخاطر میں ہے:

کلما ذکر الغوث فالمراد به هو رضی اللہ عنہ لانه مخاطب من الحق به۔

جب بھی غوث کا لفظ بولا جائے گا آپ ہی مراد ہوں گے کیونکہ اللہ کی طرف سے آپ کو اسی لفظ کے ساتھ مخاطب کیا گیا ہے۔

جن لوگوں کو اس دور میں ہر بات کے اندر شرک نظر آتا ہے وہ لفظ غوث پر بھی معترض ہیں اور پھر غوث اعظم کا لفظ تو انہوں اللہ کے لیے ایسا مختص کر لیا ہے کہ غوث اعظم کا نفرنس کے نام سے اشتہار چھاپ کر بتاتے ہیں کہ غوث اعظم اللہ ہے اور کوئی نہیں۔ عجیب مت ماری گئی ان لوگوں کی بتاؤ کہاں لکھا ہے کہ غوث اعظم اللہ ہے؟ بندے کو خدا خود بناتے ہیں اور مشرک ہمیں کہتے ہیں۔ حالانکہ اللہ کے تو قیفی ناموں میں غوث اعظم کوئی نام نہیں اور انہی ناموں میں سمیع۔ بصیر۔ رؤف۔ رحیم۔ مومن۔ علی۔ غنی۔ اکبر وغیرہ ہیں جو مخلوق پر بولتے ہیں تو شرک کا فتویٰ یاد نہیں آتا اور غوث اعظم۔ گنج بخش غریب نواز۔ مشکل کشا جو اللہ کے نام ہی نہیں وہ مخلوق یہ بولنا شرک کہتے ہیں عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے

(حالانکہ خود ان کے بزرگوں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کو غوث اعظم کہا ہے۔)

(دیکھئے صراط مستقیم فارسی صفحہ ۵۶، ۱۳۲، ۱۴۷ مصنفہ اسماعیل دہلوی۔ فتاویٰ نذیریہ، مصنفہ مولوی نذیر احمد دہلوی فتاویٰ اشرفیہ صفحہ ۲ جلد ۳۔ التذکیر صفحہ ۱۰۴ جلد ۳۔ دعوات عبدیت صفحہ ۷۱ جلد ۵۔ تصانیف اشرف علی تھانوی۔ عیون زمزم مصنفہ مولوی عنایت اللہ گجراتی۔ اگر ضد اور بغض نہیں تو شاید یہ لوگ حقیقت مجاز کے معانی سے بھی واقف نہیں)

○

(2) سورج اگلوں کے چمکتے تھے چمک کر ڈوبے
افق نور پہ ہے مہر ہمیشہ تیرا

حل لغات و تشریح:

افق: آسمان کا کنارہ کہ جہاں پہ دیکھنے والوں کو زمین آسمان ملتے نظر آتے ہیں مراد

مجازاً آسمان ہے۔

سورج

مہر:

اے قطب ربانی! تمام اولیاء کرام کے فیض کے سورج اپنے اپنے وقت میں لوگوں کو فیض عطا کرتے رہے اور پھر نظروں سے غائب ہو گئے لیکن آپ کے فیض کا سورج کبھی غروب نہ ہوگا کیونکہ آپ علی قدم البنی بدر الکمال ہیں۔

اس شعر میں قصیدہ غوثیہ شریف کے ایک شعر کی طرف تلمیح ہے

غربت شمس الاولین و شمسنا

ابدا علی افق العلی لا تغرب

پہلوں کے سورج غروب ہو گئے اور ہمارا سورج ہمیشہ آسمان کی بلندی پر چمکتا رہے گا اور کبھی غروب نہ ہوگا۔

صوفیاء کرام کی تصریحات کے مطابق ہر دور میں کسی نہ کسی شخصیت کے پاس غوثیت کا منصب موجود رہا کیونکہ اس کے بغیر زمین قائم نہیں رہ سکتی۔ بلکہ ہر غوث کے دو وزیر ہوتے ہیں غوث کا لقب عبد اور وزراء کے القاب عبد الرب اور عبد الملک ہیں غوث اکبر اور غوث ہر غوث حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور آپ کے وزیر صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما ہیں۔ پھر صدیق اکبر مقام غوثیت پر فائز ہوئے اور وزارت فاروق و عثمان کو عطا ہوئی۔ ان کے بعد فاروق اعظم مقام غوثیت پر فائز ہوئے اور وزارت غنی و علی کو نصیب ہوئی پھر عثمان غنی غوث ہوئے تو علی و حسن و زبیر۔ حضرت علی غوث ہوئے تو حسین و زبیر بنے، پھر یہ سلسلہ ائمہ اہل بیت میں بترتیب مشہور جاری ہوا تو امام حسن عسکری تک پہنچا اور اس کے بعد یہ منصب شیخ عبد القادر جیلانی کے پاس آیا، آپ غوث اعظم بھی ہیں اور سید الافراد بھی اور آپ کے بعد امام مہدی تک جتنے بھی غوث ہوں گے سب آپ کے نائب ہوں گے پھر یہ غوثیت کبریٰ امام مہدی کو منتقل

ہو جائے گی۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت صفحہ ۱۲۳ جلد ۱)

شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو وہ قوت عطا فرمائی ہے کہ آپ دور و نزدیک ہر جگہ یکساں تصرف فرماتے ہیں اور آپ کے بعد آنے والے تمام اولیاء کے کمالات آپ کے طفیل ہیں۔ (ہمعات)

(تفریح الخاطر صفحہ ۳۸، ۳۹ پہ ہے کہ) جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسی کو ولایت کے مقام پر فائز کرنا چاہتا ہے تو حکم فرماتا ہے۔ ان یاخذوا بخصور المصطفیٰ۔ کہ اس کو میرے محبوب کی بارگاہ میں لے جاؤ۔ اور حضور علیہ السلام فرماتے ہیں خذوه الی ولدی السید عبدالقادر یبری لیاقتہ واستحقاقہ بمنصب الولاية۔ اسے میرے بیٹے سید عبدالقادر کے پاس لے جاؤ وہ دیکھیں اس میں ولایت کا کتنا استحقاق و لیاقت ہے۔ حضرت غوث اعظم جب اس کو منصب ولایت کے قابل سمجھتے ہیں تو اس کا نام رجسٹر محمدی میں لکھ کر مہر لگا دیتے ہیں اور پھر اس کو اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم، غوث اعظم علیہ الرحمۃ کے ہاتھوں خلعت ولایت عطا فرماتے ہیں۔

فہذہ العہدۃ متعلقۃ بحضرت الغوث الی یوم القیمۃ۔

یہ عہدہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس قیامت تک رہے گا اور اس مقام میں کوئی ولی آپ کے مماثل نہیں ہے۔ ہر زمانے کے اولیاء و اقطاب آپ کی ذات سے مستفیض ہوتے رہیں گے۔



(3) مرغ سب بولتے ہیں بول کے چپ رہتے ہیں
ہاں! اصیل ایک نواسخ رہے گا تیرا

حل لغات و تشریح:

اصیل: اچھی نسل والا

نواسخ: نغمہ گانے والا

اے شیر یزدانی! دنیا بھر کے مرغ ایک خاص وقت میں بول کر خاموش ہو جاتے ہیں مگر آپ کا نسلی اور طاقتور مرغ ہمیشہ بولتا رہے گا۔

مندرجہ بالا شعر سیدنا ابوالوفارحمۃ اللہ علیہ کے شان غوثیت ماب میں ایک قول کی طرف اشارہ ہے جس میں انہوں نے فرمایا:

کل دیک یصح ویسکت الا دیکک فانہ یصح الی ان تقوم
القیامۃ .

(سب کی عظمت و شان) کا پرندہ مخصوص اوقات میں چہچہاتا رہا مگر آپ (کی عظمت) کا مرغ ہمیشہ (آپ کی شان میں) بانگیں دیتا رہے گا کیونکہ آپ کا ارشاد گرامی ہے۔

الانس لہم مشائخ والجن لہم مشائخ والملائکہ لہم مشائخ
وانا شیخ الكل .

انسانوں، جنوں اور فرشتوں میں مشائخ ہوتے ہیں اور میں سب کا شیخ (شیخ الكل) ہوں۔ جو اس حقیقت کو تسلیم کرنے سے انکار کرے آپ اس کو یوں لٹکارتے ہیں۔

ونحن لمن قد سانا سم قاتل

فمن لم یصدق فلیجرب ویعتدی

(قلائد الجواہر صفحہ ۱۳۴)

جو ہماری برائی کرے ہم اس کے لیے زہر قاتل ہیں اور جو نہ مانے وہ ہمیں آزمائے پھر شان قدرت دیکھے۔

تابہ محشر شنود نعرۂ مستانہ ما
ہمارے نعرے کے منکر کو کہہ دو کہ تو نے ہمارے ساتھ جنگ کی ہے تیرے
ہاتھ کچھ نہیں آئے گا اور ہمارا نعرہ تا قیامت گونجتا رہے گا۔
اسیروں کے مشکل کشا غوث اعظم
فقیروں کے حاجت روا غوث اعظم
گھرا ہے بلاؤں میں بندہ تمہارا
مدد کے لیے جلد آ غوث اعظم
تیرا نام لے کر جو نعرہ لگایا
تو مشکل ہوئی ہے فنا غوث اعظم
نعرہ غوثیہ یا غوث اعظم



(4) جو وی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے
سب ادب رکھتے ہیں دل میں میرے آقا تیرا

حل لغات و تشریح:

ولی: دوست، پیارا، قریبی (ولی اللہ)

قبل: پہلے (از اسمائے جہات ستہ)

بعد: پیچھے، تا قیامت (از اسمائے جہات ستہ)

اے شہباز لامکانی! کائنات میں جتنے اولیاء اللہ آپ سے پہلے ہو گزرے یا
آپ کے دور میں ہوئے یا قیامت تک ہوں گے، اے میرے آقا غوث

اعظم! ان سب کے دلوں میں آپ کے لیے ادب و احترام کے سمندر ٹھاٹھیں مار رہے ہیں۔

حضرت خضر علیہ السلام کا فرمان ہے:

اتخذ الله وليا كان او يكون الا وهو متادب معه الى يوم القيمة.
اللہ تعالیٰ نے جس کو بھی ولی بنایا یا قیامت تک یا بنائے گا وہ سب آپ
کا (غوث اعظم کا) احترام کرتے ہیں۔

ایک دن حضرت غوث اعظم وعظ فرما رہے تھے اور منبر سے اُٹھے، چند یوم چل
کر فرمایا یا اسرائیلی قف فاسمع کلام المحمدی۔ اے اسرائیلی!
رک جا اور محمدی کا کلام سن کے جا۔

جب آپ سے پوچھا گیا کہ کیا ماجرا تھا؟ تو آپ نے فرمایا کہ حضرت علیہ
السلام جا رہے تھے تو میں نے ان کو روکا کہ میرا کلام سن کے جائیں تو وہ رُک
گئے۔

(مکتوبات شریف جلد ۲ صفحہ ۵۵، اخبار الاخبار فارسی صفحہ ۱۹)

کتاب ”روضۃ النواظر و نزہۃ الخواطر“ میں ان مشائخ کا ذکر فرمایا گیا ہے
جنہوں نے حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے مرتبہ و مقام کی شہادت دی ان
میں حضرت امام حسن بصری علیہ الرحمۃ کا بھی ذکر ہے اور یہ تصریح بھی ہے کہ
آپ کے بعد والے اولیاء اور آپ سے پہلے دنیا میں آنے والے اولیائے
کرام سارے کے سارے آپ کے مرتبے اور مقام کو مانتے ہیں اور کوئی بھی
آپ کی شان کا منکر نہیں ہوا۔

لیکھاں اُٹے پھیرے لیکاں نالے بدل دیوے تقدیراں
اس دے درتے آون والیاں بن گیاں جلیوں ہیراں
لکھ دیوے مریداں تائیں جنت دیاں تحریراں
ایویں تے نہیں سلطان باہو جئے کر دے میراں میراں

(5) بقسم کہتے ہیں شاہانِ صریقین و حریم
کہ ہوا ہے نہ ولی ہو کوئی ہمتا تیرا

حل لغات و تشریح:

بقسم کہتے ہیں: قسم کھا کر کہتے ہیں
شاہان: شاہ کی جمع بمعنی بادشاہ
صریقین اور حریم: دو جگہوں کے نام ہیں
ہمتا: مثل

اے قندیل نورانی! صریقین اور حریم مقامات کے ولیوں کے سردار آپ کے
ہمعصر اولیاء کرام، قسم اٹھا کر اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ ولیوں میں آپ
جیسا کوئی نہیں ہے۔

دو مقامات کے اولیاء کا ذکر بطور برکت و تمثیل فرمایا گیا ورنہ تمام اولیاء اللہ کا
یہی حال ہے بلکہ گلدستہ کرامات میں ہے کہ ایک مرتبہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ
وسلم اپنی بیٹی حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے اور
حسین کریمین رضی اللہ عنہما سے پیار فرمانے لگے لیکن امام حسن رضی اللہ عنہ
سے کچھ زیادہ ہی پیار فرمایا۔ ابھی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اس کا سبب
پوچھنے ہی والی تھیں کہ آپ نے خود ہی فرمایا! اے بیٹی! ابھی جبرئیل علیہ السلام
نے حاضر ہو کر مجھے بتایا ہے کہ حسین کی نسل سے ائمہ کرام پیدا ہوں گے اور
حسن کی نسل سے ایسا ولی پیدا ہوگا جس کا قدم تمام اولیاء کی گردنوں پہ ہوگا اس
پر حضرت فاطمہ خوش ہو گئیں۔ (صفحہ ۶۱) سیرت غوث اعظم صفحہ ۱۱۱ پہ ہے کہ شیخ موسیٰ
سہروردی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب مکاشفات اولیاء میں لکھا ہے کہ حضرت
جنید بغدادی علیہ الرحمۃ نے ایک دن مرقبہ سے سر اٹھایا اور فرمایا قدمہ علی
دقبتسی۔ اس کا قدم میری گردن پر۔ پھر مراقبہ میں چلے گئے۔ جب فارغ

ہوئے تو مریدین نے اس کا سبب پوچھا! تو آپ نے فرمایا! آج سے دو سو سال بعد اس سرزمین پر ایک ولی اللہ، اللہ کے حکم سے اعلان کرے گا کہ ”اس کا قدم تمام ولیوں کی گردنوں پر ہے“ تو میں نے سوچا کیوں نہ ایسے پیاری شان والے کا قدم میری بھی گردن پر ہو، اسی خیال سے میں نے کہا قدمہ علی رقبתי (کہ صرف بعد والوں کی گردنوں پر ہی نہیں پہلوں کی گردنوں پر بھی)

حضرت شیخ خلیفۃ الاکبر نے حضور علیہ السلام سے خواب میں غوث پاک کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا صدق الشیخ عبدالقادر فکیف لا وهو القطب وانا ارعاه۔ شیخ عبدالقادر نے سچ کہا ہے اور کیوں نہ ہو وہ قطب زمانہ ہیں اور میری نگرانی میں ہیں۔

(ہجۃ الاسرار صفحہ ۱۰، قلائد الجواہر صفحہ ۲۵)

امام حسن عسکری نے ایک جبہ اپنے ایک معتبر مرید کو دیکر فرمایا یہ جبہ عبدالقادر جیلانی کو بحفاظت پہنچانا ہے چنانچہ نسل در نسل چلتا ہوا پانچویں صدی میں غوث اعظم کو ملا۔



(6) تجھ سے اور دھر کے اقطاب سے نسبت کیسی

قطب خود کون ہے خادم تیرا چیلّا تیرا

حل لغات و تشریح:

دھر: زمانہ

اقطاب: قطب کی جمع، ولایت کا درجہ، جس میں ولی اللہ کو اللہ کی طرف سے ملک کا

انتظام سپرد ہوتا ہے

چیلّا: خادم یا شاگرد جیسے پہلوانوں کی اصطلاح میں ہٹھ بولتے ہیں

اے غوث صمدانی! زمانے بھر کے اقطاب کا آپ سے کیا مقابلہ؟ وہ تو سارے
کے سارے آپ کے خادم اور فیض یافتہ ہیں پھر شاگرد کا استاد سے کیسے مقابلہ
کیا جاسکتا ہے۔

شیخ و مخدوم و مولانا عبدالقادر جیلانی
سلطان و غوث و سیدنا عبدالقادر جیلانی
تم ہو مقبول ربانی تم ہو غوث سبحانی
تم ہو مظہر ذات یزدانی عبدالقادر جیلانی
تیرا بڑا بلند ستارہ قدموں میں تیرے عالم سارا
ہر سمت بجتا تیرا نقارہ عبدالقادر جیلانی
تو ہر خادم کا ہدم ہے محفوظ تیرا ہر خادم ہے
ورد سے اسم اعظم ہے عبدالقادر جیلانی

○

(۷) سارے اقطاب جہاں کرتے ہیں کعبے کا طواف
کعبہ کرتا ہے طواف درِ والا تیرا

حل لغات و تشریح:

سارے: تمام، سب کے سب

جہاں: دنیا

اقطاب: جمع قطب کی (ولایت کا درجہ)

طواف: بیت اللہ کے گرد چکر لگانا

در: دروازہ

والا: بلند و بالا

اے مقبول ربانی! دنیا بھر کے اقطاب (اولیاء اللہ) تو خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں لیکن آپ کا دربار عالی وہ ہے کہ بحکم الہی خود کعبہ اس کے گرد چکر کاٹتا ہے۔ بظاہر یہ بات بڑی عجیب لگتی ہے کہ کعبہ جس کا ساری دنیا طواف کرتی ہے وہ خود کسی کا طواف کرے بلکہ بعض لوگوں کو ہو سکتا ہے فتویٰ شرک بھی یاد آ جائے لیکن حقیقت میں نگاہیں اور انصاف پسند مسلمان جو ولایت کے مقام کو سمجھتے ہیں ان کے لیے اس میں اچھے والی کوئی بات نہیں ہے کیونکہ یہ بات حدیث کی روشنی میں مسلم ہے کہ ولی اللہ، کعبۃ اللہ سے افضل ہے۔ ترمذی صفحہ ۲۷۲ اور ابن ماجہ شریف کی حدیث ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ایک مرتبہ طواف کعبہ کرتے ہوئے کعبۃ اللہ کو دیکھ کر ارشاد فرمایا:

ما اعظمک وما اعظم حرمتک والمومن اعظم حرمة عند اللہ منک
اے کعبہ! تیری بڑی عظمت و شان ہے مگر مرد مومن کی شان اللہ کے نزدیک تجھ سے کہیں زیادہ ہے۔ کیونکہ اگر کعبۃ اللہ، اللہ کے انوار و تجلیات کا مرکز ہے تو مرد مومن کا دل عرش اللہ ہے۔ مولائے روم فرماتے ہیں

دل بدست آور کہ حج اکبر است
از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است
کعبہ بنیاد خلیل آزر است
دل گزرگاہ جلیل اکبر است

مفسرین و فقہاء کے ہاں اس مسئلہ کی تصریح ملتی ہے کہ کعبۃ اللہ کا کسی ولی اللہ کے استقبال کو چل کر جانا ممکن ہے اور اس کو ولی اللہ کی کرامت سمجھا جائے گا۔ (روح البیان، ج ۱، صفحہ ۸۹۹، فتاویٰ دیوبند) جس طرح کہ حضور علیہ السلام کے لیے معجزہ معراج سے واپسی پر قریش مکہ کے مطالبے پر بیت المقدس کو آپ کے سامنے لایا گیا۔ نبی کا معجزہ ولی کی کرامت ہوتی ہے، طاقت وہاں بھی خدا کی ہوتی ہے یہاں بھی مگر اس کا

اظہار نبی کے ہاتھوں ہوتا ہے۔ اس کا ولی کے ہاتھوں۔

پھر کعبہ تو فضا کا نام ہے نہ کہ مکان کا، اسی لیے کعبے کی چھت پہ نماز جائز ہے اسی طرح اگر کوئی جبل ابو قیس پہ نماز ادا کرے تو اگرچہ کعبہ کی عمارت سے اونچا ہے مگر نماز ہو جائے گی اور اگر خدا نخواستہ کعبہ اللہ کی عمارت نہ رہے تو تب بھی اس جہت کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھی جائیں گی اور اگر اس مکان کو کہیں دوسری جگہ منتقل کر دیں اور پھر اس کی طرف نماز پڑھنی شروع کر دیں تو جائز نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ اس شعر میں کوئی محال لازم نہیں آتا۔



(8) اور پروانے ہیں جو ہوتے ہیں کعبے پہ نثار
شمع اک تو ہے کہ پروانہ ہے کعبہ تیرا

حل لغات و تشریح:

پروانے: روشنی پر آ کر جان دینے والی تتلیاں، پتنگے

نثار: قربان، نچھاور

شمع: موم بتی، فانوس

اے مظہر ذات یزدانی! سارے جہان کے اولیاء پروانہ وار کعبۃ اللہ پہ قربان ہو ہو جاتے ہیں لیکن آپ ایسی شمع ہیں کہ کعبہ آپ پر پروانہ وار نثار ہو رہا ہے۔ علماء امت کی تصریحات سے روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ یہ صرف تخیل شاعرانہ نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ اہل اللہ کے استقبال کے لیے کعبہ خود چل کر آتا ہے۔

ومنہ زیارة الکعبۃ ببعض الاولیاء (روح البیان ص ۴۷۶ ج ۴)

اور اسی سے ہے کعبۃ اللہ کا ولی اللہ کی زیارت کو جانا۔

بحر الرائق شرح کنز الاقائق میں علامہ امام ابن نجیم لکھتے ہیں:

الكعبة اذا رفعت عن مكانها لزيارة اصحاب الكرامة ففي تلك الحالة جازت الصلوة الى ارضها.

اگر کعبہ شریف اپنی جگہ سے اولیاء کرام کی زیارت کے لیے اٹھالیا جائے تو ایسی صورت میں کعبہ کی زمین (فضا) کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی جائے گی۔ بعینہ یہی حوالہ انہی الفاظ کے ساتھ ردالمحتار (فتاویٰ شامی جلد ۱ صفحہ ۳۱۲) میں دیکھا جاسکتا ہے۔

اور ایک مقام یہ امام ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

والانصاف ما ذكره الامام النسفي حين سئل عما يحكي ان الكعبة كانت تزور واحد امن الاولياء هل يجوز القول به فقال نقضا للعادة على سبيل الكرامة لا هل الولاية جائز عند اهل السنة.

انصاف کی بات وہی ہے جو امام نسفی علیہ الرحمۃ نے فرمائی جب ان سے پوچھا گیا کہ کیا ایسا کہنا جائز ہے کہ کعبۃ اللہ، ولی اللہ کی زیارت کو جاتا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا! ہاں کرامت کے طور پر اہل سنت کے نزدیک ایسا جائز ہے۔

نزمۃ البساطین ترجمہ روض الریاحین صفحہ ۳۷ مصدقہ اشرف علی تھانوی میں ہے کہ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ کے پیچھے ایک ایسی نماز ادا کی کہ جب ہم عالم استغراق سے باہر آئے تو کعبۃ اللہ کو اپنے سامنے دیکھا۔

خود مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب بوادر النوار میں اس مسئلہ کے اثبات میں سات احادیث لکھی ہیں۔

غوث اعظم جان من جانان من
غوث اعظم جان جانان پنج تن

(9) شجر و سرو سہی، کس کے اوگائے تیرے
معرفت پھول سہی کس کا کھلایا؟ تیرا

حل لغات و تشریح:

شجر: درخت

سرو سہی: سرو کا بالکل سیدھا درخت جس سے شعراء اپنے محبوب کے قد کو شبیہہ دیتے ہیں
کس کے: سوال کے لیے یعنی کس شخص کے؟

اوگائے: اُگاتا ہے

معرفت: پہچان

کھلایا: شگفتہ کیا

اے ذوالبیا تین! طریقت و روحانیت کے سیدھے درخت آپ نے ہی تو
بوئے ہیں اور معرفت و تصوف کے غنچوں کو شگفتہ کر کے آپ نے ہی تو پھولوں
کی شکل دی ہے جن کی خوشبو سے ساری دنیا آج تک معطر ہے۔

تاریخ روحانیت و تصوف میں کئی ادوار ایسے بھی آئے ہیں کہ اولیائے کرام
کے خلاف نفرت پیدا کرنے کی ناپاک کوشش کی گئی لیکن سیدنا غوث اعظم رضی
اللہ عنہ نے جب احیاء دین کا جھنڈا اٹھایا تو سلاسل طریقت میں نئی جان ڈال
دی اور ان سلاسل کو دبانے کے تمام فتنے اپنی موت آپ مر گئے اس لیے تمام
سلاسل طریقت پر آپ کا یہ احسان ہے جو ہر دور کے اولیاء کرام نے تسلیم کیا
اس سے دیگر سلاسل کی توہین مقصود نہیں بلکہ سلسلہ قادریہ کی تفصیل کی طرف
اشارہ ہے۔

از شراب غوث اعظم گلشن و گلزار مست

شاخ مست و میوہ مست و برگ مست و بار مست

رو سوئے بغداد تابینی در و دیوار مست

شہر مست و خانہ مست و کوچہ و بازار مست
در لباس شاہ جیلانی بہیں مستی تمام
جامہ مست و خرقہ مست و جبہ و دستار مست

○

(10) تو ہے نوشاہ براتی ہے یہ سارا گلزار
لائی ہے فصل سمن گوندھ کے سہرا تیرا

حل لغات و تشریح:

نوشاہ: دولہا

گلزار: باغ، مجازاً دنیا مراد ہے

فصل: موسم (بہار)

سمن: چنبیلی کا سفید و پیلا پھول

گوندھ کے: پرو کے یعنی دھاگے میں پرو کر لڑی بٹا کر ہار یا سہرا بنانا

اے کریم الجدین والطفین! آپ ہی دولہا ہیں اور سارا جہان آپ کا براتی
ہے، موسم بہار نے چنبیلی کے سفید و پیلے پھولوں کا سہرا پرو کر آپ کی خدمت
میں پیش کیا ہے۔ ہر دور کے اولیاء کرام کا غوث پاک کی بارگاہ میں خراج
تحسین پیش کرنا مندرجہ بالا شعر کی وضاحت و صداقت کے لیے کافی ہے۔

ایک حقیقت واقعہ:

حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا! آپ کو کب اور کیسے معلوم ہوا
کہ انک ولی اللہ؟ آپ اللہ کے ولی ہیں۔

آپ نے فرمایا! میں بارہ سال کی عمر میں اپنے شہر کے مدرسہ میں پڑھنے جایا
کرتے تھا فاری الملائکۃ تمشی حولی۔ میں دیکھتا کہ میرے ارد گرد فرشتے چلتے ہیں۔

فاذا وصلت الى المكتب سمعت الملائكة يقولون افسحوا
لولی اللہ حتی یجلس۔

اور جب میں مدرسہ پہنچتا تو فرشتے اعلان کرتے، جس کو میں سنتا کہ ہٹ جاؤ
اللہ کے ولی کو بیٹھنے کی جگہ دو۔

(اخبار الاخیار فارسی صفحہ ۲۲، سفینۃ الاولیاء صفحہ ۶۳، بیجہ الاسرار صفحہ ۲۱)

فلائد الجواہر صفحہ ۱۳۵ پہ ہے کہ آپ نے فرمایا! بچپن میں جب میں مدرسہ جاتا
تو روزانہ انسانی شکل میں ایک فرشتہ میرے پاس آتا اور مجھے مدرسہ لے جاتا، میں پڑھتا
رہتا اور وہ میرے پاس بیٹھا رہتا مگر مجھے پتہ نہ چلا یہ کون ہے ایک دن میں نے اس سے
پوچھ لیا کہ آپ کون ہیں؟ تو اس نے بتایا:

انا من الملائكة ارسلنی اللہ تعالیٰ اکون معک ما دمت
فی المكتب۔

میں فرشتوں میں سے ہوں اللہ تعالیٰ کے حکم سے آتا ہوں کہ مدرسہ میں آپ
کے ساتھ رہوں۔

فرماتے ہیں ایک دن میرے قریب سے ایک شخص گزرا جس کو میں نہیں جانتا
تھا اس نے جب فرشتوں کا یہ اعلان سنا، ہٹ جاؤ تا کہ اللہ کا ولی بیٹھ جائے تو اس نے
فرشتوں سے پوچھا ما هذا الصبی؟ یہ بچہ کون ہے؟ تو فرشتوں نے جواب دیا۔ هذا من
بیت الاشراف یہ سادات کے گھرانے سے ہے اور عنقریب یہ بڑی شان والا ہوگا۔

(بیجہ الاسرار)



(11) ڈالیاں جھومتی ہیں رقص خوشی جوش پہ ہے
بلبلیں جھولتی ہیں گاتی ہیں سہرا تیرا

حل لغات و تشریح:

ڈالیاں: ڈالی کی جمع یعنی درخت کی ٹہنیاں

جھومتی ہیں: مست ہو کر لہرا رہی ہیں

رقص: ناچ، اچھلنا کودنا

بلبل: باغ میں رہنے والا مشہور پرندہ

جھولتی ہیں: وجد میں آ کر آپ کا سہرا پڑھتی ہیں

اے صاحب البرحانین و السلطانین! صرف انسان ہی آپ سے محبت نہیں کرتے بلکہ درختوں کی ٹہنیاں بھی آپ کے دولہا بننے پر ناچ رہی ہیں اور وجد و خوشی میں جھوم رہی ہیں جب کہ بلبلیں مستی میں شاخوں پہ بیٹھ کر آپ کا سہرا گارہی ہیں۔

ہجۃ الاسرار میں ہے کہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ جس درخت، پتھر یا دیوار کے پاس سے گزرتے اور ہاتھ سے اشارہ کرتے تو وہ چاند کی طرح روشن ہو جاتا ایک کی روشنی ختم ہوتی تو دوسرے میں منتقل ہو جاتی۔

واقعات سے متعلق ضروری وضاحت:

ہجۃ الاسرار، فلائد الجواہر وغیرہ آپ کے فضائل پہ مشتمل کتابیں ہیں اگر ان میں سو فیصد درست واقعات نہ بھی ہوں تاہم مناقب بھی چونکہ عقائد سے نہیں ہیں جن کے لیے نصوص قطعیہ درکار ہوں لہذا فضائل کے باب میں مذکورہ کتب سے نقل کافی ہے کیونکہ انہی کتابوں کو اسلاف نے غوث پاک کے فضائل و برکات کے سلسلہ میں مستند تسلیم کیا ہے۔

اور پھر بھی فضائل اس ہستی کے کہ جس نے بچپن میں جب کبھی بچوں کے ساتھ کھیلنے کا ارادہ کیا تو کہا گیا الی یا مبارک۔ اے برکت والے! ادھر آ جا، ہم نے تجھے کھیلنے کے لیے نہیں پیدا کیا۔

اور جب جوانی میں کبھی نیند کا غلبہ ہوتا تو کانوں میں آواز پڑتی، اے عبدالقادر!

ہم نے تجھے سونے کے لیے تو نہیں پیدا کیا۔ (سفینۃ الاولیاء)
 پھر فضائل و کرامات کا وہ کونسا باب ہوگا جو دوسرے اولیاء کرام کے لیے تو ممکن
 ہو اور غوث اعظم کے لیے ناممکن کہا جائے۔



(12) گیت کلیوں کی چنگ غزلیں ہزاروں کی چہک
 باغ کے سازوں میں بجتا ہے ترانہ تیرا

حل لغات و تشریح:

گیت: گانا
 کلیوں: کلی کی جمع غنی یعنی بن کھلا پھول
 چنگ: کلی کے کھلنے کی آواز
 غزل: منظوم کلام کی ایک خاص قسم
 چہک: خوشی سے کھل جانا یا خوش الحانی میں بولنا
 ساز: باجا، آلات غنا
 ترانہ: ایک خاص قسم کا نغمہ

اے امام الفرقین و الطرفین! گلشن ہستی میں کلیوں کے کھلنے آواز ہو یا بلبلوں کا
 چہچہانا ہو، باغ کے یہ دونوں ساز ہیں جو آپ کی عظمت شان کا ترانہ گارہے ہیں۔
 اگر کوئی سمجھے کہ مذکورہ اشعار میں مبالغہ سے کام لیا گیا ہے تو یہ اس کی حماقت و کم
 فہمی اور علماء حق اور اولیاء اللہ کے مقام سے بے خبری ہے۔ صحیح حدیث میں آیا
 ہے کہ زمین و آسمان کی ہر چیز یہاں تک کہ مچھلی پانی میں اور چیونٹی اپنے
 سوراخ میں معلم خیر کے لیے دعائے خیر کرتی ہیں۔ مذکورہ اشعار میں باغات
 کے لوازمات اور مناسبات کو اگر انہی معنوں میں لے لیا جائے تو کیا محال
 لازم آتا ہے۔ مزید براں شجر و حجر کی تسبیح اور اس پر ولکن لا تفقہون

نسبِ حہم کی گواہی ہے۔ اسن حنانہ کی آہ و بکا (بحوالہ شفا شریف) حضور علیہ السلام کی اونٹنی کا باغ سے گزرتے وقت ٹہنیوں کا جھکنا اور بحوالہ وفاء الوفا حضور علیہ السلام ایک باغ سے گزرے تو کھجور نے بول کر کہا الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ۔ کیا یہ نظائر عموث اعظم رضی اللہ عنہ کے لیے مذکورہ، عزت افزائی کے ثبوت کو کافی نہیں؟

جب کہ آپ کی علمی شان یہ ہے کہ یتکلم فی ثلثہ عشر علما۔ آپ تیرہ علوم میں گفتگو فرماتے۔ اور سارا دن فقہ و تفسیر و احادیث و علم کلام پڑھانے میں گزارتے، سو سو فقہاء جب آپ کا امتحان لینے کی غرض سے حاضر ہوئے تو ان کا علم سلب کر کے ان کو لا جواب کر دیتے۔ محدث ابن جوزی جیسے آپ کی ایک آیت کی فرمائی ہوئی گیارہ تفسیروں کو جاننے اور اس کے بعد اسی آیت کی مزید چالیس تفسیروں میں سے ایک کو بھی نہ جاننے کا اقرار کرتے۔ ان تمام اشارات کے اصل اور تفصیلی واقعات پڑھنے کے لیے دیکھئے۔

(طبقات کبریٰ، قلائد الجواہر، نزہۃ الخاطر، تحفہ قادریہ، تفریح الخاطر، اخبار الاخیار وغیرہا)



(13) صف ہر شجرہ میں ہوتی ہے سلامی تیری
شاخیں جھک جھک کے بجالاتی ہیں مجرا تیرا

حل لغات و تشریح:

صف: قطار، سطر، لائن

سلامی: جھک کر تعظیم کرنا

مجرا: آداب بجالانا

اے صاحب السراجین و المنہاجین! ہر ہر درخت صف بستہ کھڑا ہو کر آپ کی تعظیم بجالا رہا ہے اور درخت کی ہر شاخ جھک جھک کر آپ کی بارگاہ کے

آداب بجالاتی ہے۔

اللہ کے حکم سے ابراہیم علیہ السلام کی تعظیم کے لیے آگ ٹھنڈی اور سلامتی والی ہوگئی۔ (الانبیاء)

جس دسترخوان سے حضور علیہ السلام نے ہاتھ صاف فرمائے اس کو آگ نہ جلا سکی۔ (مشوی)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی دلجوئی کے لیے حضور علیہ السلام نے تنور میں روٹی لگائی تو آگ اس روٹی کو جلاتو کیا سکتی پکا بھی نہ سکی۔ اور بقول شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فتح مکہ کے دن حضور علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں سے بت گرانے کی بجائے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ڈیوٹی لگائی کیونکہ حضور علیہ السلام کے ہاتھ لگ جائے تو قیامت کے دن ان بتوں کو آگ نہ جلا سکتی۔ (مدارج النبوت صفحہ ۲۸۶ صفحہ ۲)

درگاہ حضرت بل میں آگ لگی تو سب کچھ جل گیا مگر سرکار کا موئے مبارک محفوظ رہا۔ (نوائے وقت لاہور یکم جنوری ۱۹۶۴)

جب یہ ساری باتیں حقیقت ہیں اور معجزے کے زمرے میں آسکتی ہیں تو غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی عظمت و شان کے لیے درخت کی ہر شاخ کا سلامی دنیا بطور کرامت کیوں بعید از قیاس ہے؟

غوث الوری غیث الندی نور الہدیٰ
بدر الدجی شمس الضحیٰ بل انوار
ولہ الفضائل المکارم والندی
ولہ المناقب فی المحافل تنشر
ما فی علاہ مقالة لمخالف
فمسائل الاجماع فیہ تسطر

(عارف باللہ شیخ نور الدین ابوالحسن بن یوسف شطنوفی علیہ الرحمۃ)

(14) کس گلستان کو نہیں فصل بہاری سے نیاز
کون سے سلسلہ میں فیض نہیں آیا تیرا

حل لغات و تشریح:

گلستان: پھولوں کی جگہ، باغ

فصل بہاری: موسم بہار لانے والا

نیاز: حاجت

سلسلہ: زنجیر، خاندانی سلسلہ

اے شہنشاہ بغداد! دنیا میں کوئی ایسا گلستان نہیں جس کو فصل بہار کی ضرورت نہ ہو اور جتنے بھی سلسلے ہیں ان میں کوئی بھی ایسا نہیں ہے جس کو آپ کا فیض نہ پہنچ رہا ہو۔

چودھویں صدی کے چند متعصب اور جاہل صوفیوں اور پیروں کے علاوہ ہر زمانے کے اولیاء کرام نے غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے فیض کو ہر سلسلہ میں تسلیم کیا ہے۔

حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے کہ خواجہ بہاء الدین علیہ الرحمۃ نے تو یوں کہا ہے

۔ کہ بر شیراں شرف دارد سگ در گاہ جیلانی

کہ غوث پاک کا کتا شیروں پر فضیلت رکھتا ہے۔ مگر میں عرض کرتا ہوں

۔ کہ بر پیراں شرف دارد سگ در گاہ جیلانی۔ کہ غوث پاک کا کتا پیروں پر بھی

بزرگی رکھتا ہے۔ (مہر منیر صفحہ ۳۰۶)



(15) نہیں کس چاند کی منزل میں تیرا جلوہ نور
نہیں کس آئینہ کے گھر میں اجالا تیرا

حل لغات و تشریح:

نہیں: استفہام اقراری کے لیے

منزل: درجہ، مقام

جلوہ: دیدار، نظارہ، روشنی

آئینہ: شیشہ اور آئینہ کا گھر، شیش محل

اے غوث الثقلین! کوئی بھی روشن چاند (ولی اللہ) ایسا نہیں ہے جس میں آپ کے نور کے جلوے جلوہ گر نہ ہوں اور کوئی بھی آئینہ (ولی اللہ کا روشن سینہ) ایسا نہیں ہے جس میں آپ کا اجالا نہ ہو یعنی ہر روشن سینے میں آپ ہی کی روشنی ہے اور ہر ولی اللہ کا دل آپ ہی کے نور سے منور ہے۔

پنجاب میں کسی نے اس نور کی جھلک دیکھنی ہو تو سلطان العارفین حضرت سلطان باہو علیہ الرحمۃ کے مزار انوار پہ حاضر ہو جائے یہ وہ صاحب مزار ہے کہ جس کی نگاہ غیر مسلم پر پڑے تو مسلمان کر دے اور مٹی پہ پڑے تو سونا بنا دے جیسا کہ آپ کی مشہور کرامات ہیں آپ فرماتے ہیں

فقیر را برداشتم نظر از بنی (صلی اللہ علیہ وسلم)

ہر کہ بیند روئے من گردد ولی (رحمۃ اللہ علیہ)

○

(16) راج کس شہر میں کرتے نہیں تیرے خدام
 باج کس نہر سے لیتا نہیں دریا تیرا

حل لغات و تشریح:

راج: حکومت

خدام: خادم کی جمع خدمت گزار، نوکر، مرید

باج: خراج، محصول، جنگی

نہر: دریا سے نکالی ہوئی شاخ مراد ہے شاگرد

دریا: جس سے نہریں نکلیں مجازاً استاد کامل مراد ہے

اے غوث الثقلین! دنیا میں کوئی شہر ایسا نہیں ہے جہاں تیرے خدمت گار
 (اولیاء کرام) کی (روحانی) حکومت نہ ہو اور کوئی ایسی (فیض کی) نہر نہیں
 جس سے آپ کا دریاۓ معرفت محصول نہ لیتا ہو۔

نظام کائنات کو اللہ تعالیٰ نے تین طرح سے چلایا ہے (۱) اہل معرفت (اولیاء
 کرام) (۲) اہل شریعت (علماء کرام) (۳) اہل حکومت (شاہان اسلام)
 سے اور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں یہ تینوں طبقات فیض کی بھیک
 مانگتے نظر آتے ہیں اولیاء اپنی گردنیں جھکا کر غوث پاک کے قدم مبارک کو
 اپنی گردنوں پہ تسلیم کیے بیٹھے ہیں، علماء کرام کے دلوں پر غوث پاک رضی اللہ
 عنہ کے علم کی دھاک مسلم ہے اور شاہان وقت بھی غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے
 در کے خوشہ چین نظر آتے ہیں۔ کوئی بادشاہ اگر کسی ظالم کو منصب قضا پر فائز
 کرتا تو آپ بادشاہ کو حکماً فرماتے کہ ظالم شخص کو اللہ کی مخلوق کی گردنوں پہ
 مسلط کر کے قیامت کے دن مہربان رب کو کیا جواب دو گے، خلیفہ یہ سن کانپ
 اٹھتا اور ظالم قاضی کو معزول کر دیتا۔

(قلائد الجواہر صفحہ ۶)

خلیفہ مستنجد باللہ آپ کی بارگاہ میں لوگوں کے سامنے دس تھیلیاں اشرفیوں سے بھری ہوئی پیش کرتا ہے، آپ انکار فرمادیتے ہیں خلیفہ نے اصرار کیا تو آپ نے دو تھیلیوں کو پکڑ کر نچوڑا تو ان سے خون بہنے لگا۔ فرمایا لوگوں کا خون نچوڑ کر میرے پاس لائے ہو، اگر مجھے خلیفہ کے ال رسول ہونے کا لحاظ نہ ہوتا تو اس خون سے اس کے محلات کو بہا دیتا (جاؤ جن کا مال ہے ان کو واپس کرو)۔

(سفینۃ الاولیاء)

خلیفہ وقت حاضر مجلس ہو کر آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دیتا اور ادب سے دستہ بستہ سامنے کھڑا ہو جاتا۔ آپ خلیفہ وقت کو تحریر لکھتے تو فرماتے! عبدالقادر تھے حکم دیتا ہے ایسا کرو، وہ آپ کی تحریر کو چوم کر آنکھوں سے لگاتا، سر پر رکھتا اور تعمیل حکم کرتا۔ (ہجۃ الاسرار۔ سفینۃ الاولیاء)



(17) مزرع چشت و بخارا و عراق و اجمیر
کون سے کشت یہ برسا نہیں جھالا تیرا

حل لغات و تشریح:

مزرع: کھیتی

چشت: ایک جگہ کا نام ہے جہاں سے سلسلہ چشت اہل بہشت کی ابتداء ہوئی

بخارا: ترکستان کا مشہور شہر جہاں صحیح بخاری کے مولف امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ رہتے تھے اور اس شہر میں سلسلہ نقشبندیہ کے بانی خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ رہتے تھے، یہاں یہی موخر الذکر بزرگ مراد ہیں۔

عراق: سلسلہ سہروردیہ کے بانی حضرت خواجہ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ مراد ہیں

اجمیر: ہندوستان کا مشہور شہر ہے جو ہندالولی، عطاءئے رسول، غریب نواز، خواجہ معین

الدین حسن اجمیری علیہ الرحمۃ کا مدفن ہے

جھالا: موسلا دھار بارش

اے غوث اعظم! کھیت چاہے چشت و بخارا کا ہو یا عراق و اجمیر کا سب کو آپ ہی کے فیض کی موسلا دھار بارش سیراب کر رہی ہے یعنی تمام سلسلے آپ ہی کے فیض کے مرہون منت ہیں۔

شیخ صنعان کا مشہور واقعہ جس نے غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا قدم اپنی گردن پہ ماننے سے انکار کیا تھا اس کی ولایت چھن گئی، ایمان خطرے میں پڑ گیا، بعد ازاں توبہ کرنے پر غوث پاک کی توجہ خاص نے راہنمائی فرمائی، ایمان بھی بچ گیا اور منصب بھی بحال ہو گیا مذکور شعر میں مرتبہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی صداقت کے لیے یہی ایک واقعہ ہی کافی ہے۔



(۱۸) اور محبوب ہیں ہاں پر، سبھی یکساں تو نہیں
یوں تو محبوب ہے ہر چاہنے والا تیرا

تشریح:

اور: دوسرے اولیاء اللہ علیہم الرحمۃ (حروف عطف)

ہاں پر: ٹھیک ہے لیکن

یکساں: برابر، ایک جیسے

اے غوث پاک! بے شک سارے اولیاء کرام اللہ تعالیٰ کے پیارے ہیں لیکن سب برابر تو نہیں ہیں، آپ کی شان محبوبیت تو یہ ہے کہ جو آپ سے محبت رکھے وہ خدا کا محبوب ہو جائے۔

کسی نے محبوب الہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ کے محبوب الہی لقب کی وجہ سے کہا کہ آپ کی شان غوث پاک سے زیادہ ہے اعلیٰ حضرت

رحمۃ اللہ علیہ نے مذکور شعر میں ایسے ہی غالی کی تردید فرمائی ہے۔
 سیدنا غوث اعظم علیہ الرحمۃ کی محبوبیت کے ڈنکے صرف فرش پہ نہیں عرش پہ بھی
 بج رہے ہیں تبھی تو بچپن میں ہی آپ کے ساتھ فرشتے چلتے اور لوگوں کو آپ
 کی محبوبیت کی اطلاع دیتے اسی طرح ہر ولی اللہ بھی آپ کو محبوب رکھتا ہے، جو
 لوگ غوث پاک کے مقابلے میں کسی بھی ولی اللہ کو کھڑا کرنے کی کوشش میں
 ہیں وہ کسی بھی ولی اللہ کے منظور نظر نہیں ہو سکتے بلکہ غوث پاک کی بارگاہ میں
 مردود ہو کر تمام ولیوں کی بارگاہ سے دھتکار دیئے جاتے ہیں۔

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
 میلش اندر طعنہ پا کاں کند



(19) اس کو سو فرد سراپا بفراغت اوڑھیں
 تنگ ہو کر جو اترنے کو ہو نیما تیرا

حل لغات و تشریح:

سو: ایک سو، مراد ہے بے شمار (اسم عدد)

فرد: لوگ اس کی جمع افراد ہے

بفراغت: آسانی سے

اوڑھیں: پہنیں

نیما: استعمال شدہ چھوٹا جامہ (کپڑا)

اے شیخ الجن والانس والملائکہ! آپ کا استعمال شدہ کپڑا جو چھوٹا ہو جانے کی
 وجہ سے آپ نے اتار دیا وہ سینکڑوں دیگر اولیاء کرام کو اپنے دامن میں آسانی
 سے لے سکتا ہے یعنی جو مقام آپ نیچے چھوڑ کر آگے پرواز کر گئے ہیں اس
 مقام پہ بھی سینکڑوں اولیاء اللہ رہ کر اپنی ولایت کے ڈنکے بجارہے ہیں۔

غوث اعظم محمد کا محبوب ہے غوث اعظم زمانے کا سلطان ہے
 غوث اعظم کی ہر جاچی دھوم ہے غوث اعظم کا گھر گھر میں فیضان ہے
 غوث اعظم کا مقام پوچھنا ہے تو کسی کو چوان یا رکشہ چلانے والے سے مت
 پوچھو! ہمارے ہاں یہ عام بیماری ہے کہ اولیاء کرام کے منکرین علماء اہل سنت کے پاس تو
 آنے کی ہمت نہیں رکھتے کو چوان سے پوچھیں گے میلاد کیسے جائز ہے جب کہ صحابہ نے
 نہیں منایا تھا؟ گیارہویں کیا قرآن میں ہے؟ ارے ان بیچاروں کو کیا پتہ ان مسائل کا،
 یہاں تو ایف اے، بی اے اور ایم اے کرنے والے دین کی الف ب بھی نہیں جانتے
 ابھی کل ہی ٹی وی پر ایک پروفیسر صاحب نے جو ایف اے کے لڑکوں کا امتحان لے
 رہے تھے پوچھا سونے کا نصاب کیا ہے (یعنی کتنا سونا ہو تو زکوٰۃ فرض ہو جاتی ہے) ایک
 ہونہار طالب علم نے جواب دیا! سونے کا نصاب یہ ہے کہ دائیں کروٹ سویا جائے اور
 سونے سے پہلے کچھ تلاوت کر لی جائے۔

ایک دوسرے سے پوچھا کسی دو عجمی صحابیوں کے نام بتاؤ تو اس نے کہا ابو جہل
 اور ابولہب (استغفر اللہ)

ایک سے بیوی کے حقوق پوچھے تو اس نے کہا بالکل وہی ہیں جو بہن کے
 ہوتے ہیں (معاذ اللہ) تو عوام الناس تو کالا نعام ہوتے ہیں ان سے ایسے
 سوال کر کے مزید گمراہی میں نہ دھکیلو! ان کو غوث اعظم کے مقام کا کیا پتہ جو
 خدا کے مقام کو نہیں جانتے۔ غوث پاک کا مقام ولیوں سے پوچھو! قطبوں
 سے پوچھو! ابدالوں سے پوچھو! اعلیٰ حضرت امام اہل سنت سے پوچھو!



(20) گردنیں جھک گئیں سر بچھ گئے دل ٹوٹ گئے
 کشف ساق آج کہاں؟ یہ تو قدم تھا تیرا

حل لغات و تشریح:

جھکنا: کسی کی تعظیم کے لیے عاجزی کرنا

سر بچھ جانا: سر زمین پر رکھنا

دل ٹوٹ گئے: ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے

کشف ساق: پنڈلی کھلنا مراد تجلی الہی کا ظہور

اے غوث اعظم! آپ کے قدم انور کی جلوہ سامانیاں دیکھ کر کتنے ہی اولیاء اللہ کو قیامت کے دن کشف ساق کا منظر یاد آ گیا اور سمجھے کہ تجلی الہی ہے چنانچہ گردنیں جھک گئیں، سر زمین پہ رکھ دیئے گئے اور دل سینوں میں پھٹے جا رہے ہیں۔ حالانکہ ابھی وہ منظر کہاں آیا ہے یہ تو آپ کے قدم پاک کا کرشمہ ہے۔

اگرچہ یوم یکشف عن ساق قرآنی آیت متشابہات میں سے ہے جس کی مراد اللہ ہی جانتا ہے۔ اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خیال ظاہر کیا ہے تاہم اعتراض کرنے والے بہانہ تلاش کرتے ہیں ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ مذکور شعر کو اس حدیث قدسی کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کریں۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان اللہ تعالیٰ قال من عادى لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب وما تقرب الی عبدی بشئ احب الی مما افترضت علیہ وما یزال عبدی یتقرب الی بالنواقل حتی احببتہ فاذا احببتہ فکنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یربہ ویدہ الذی یبطش بہا ورجلہ الذی یمشی بہا وان سألنی لا اعطینہ ولئن استعاذنی لا عیدنہ وما تردت عن شیء انا فاعلہ ترددی عن نفس المؤمن یکرہ الموت وانا اکرہ مساءتہ ولا بد لہ منہ (بخاری شریف، مشکوٰۃ ص ۱۹۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس نے میرے ولی سے دشمنی کی میرا اس کو اعلان جنگ ہے اور سب سے زیادہ

فرضی عبادت کے ذریعے بندے میرے قریب ہوتا ہے اور بندہ ہمیشہ نفلی عبادت کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میرا محبوب بن جاتا ہے پھر میں اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے، اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ چھوتا ہے اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے، مجھ سے جو مانگے میں ضرور دیتا ہوں..... الیٰ اخر الحدیث، کان، آنکھ، ہاتھ، پاؤں سے مراد جو بھی لیا جائے کم از کم شعر سمجھنے میں آسانی ضرور ہو جائے گی لیکن

۔ بنا عشق بنی کے جو پڑھتے ہیں بخاری
آتا ہے بخار ان کو نہیں آتی بخاری



(21) تاج فرق عرفاء کس کے قدم کو کہیے
سر جسے باج دیں وہ پاؤں ہے کس کا تیرا

حل لغات و تشریح:

تاج: شاہی ٹوپی

فرق: سر کی مانگ

عرفاء: عارف کی جمع اللہ کی معرفت والے لوگ

باج: خراج، جرمانہ، محصول

اے شیخ الاولیاء! آپ کا قدم مبارک تو اولیاء اللہ کے سروں کا تاج ہے اور آپ کا پاؤں مبارک وہ ہے کہ اولیاء کے سر بھی اس کے آگے خم ہو کر ٹیکس ادا کرتے ہیں کیونکہ آپ کے قدم سے ان کی ولایت چل رہی ہے۔

ہجۃ الاسرار میں ہے کہ جب آپ نے قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ کا اعلان فرمایا تو قالت الملائکۃ صدقت یا عبد اللہ۔ فرشتوں نے

کہا اے اللہ کے بندے تو نے سچ کہا۔

زاد اللہ تعالیٰ جمع الاولیاء نوراً فی قلوبہم وبرکۃ فی علومہم
وعلو فی احوالہم ببرکۃ وضعہم رؤسہم (فلاندا الجواہر)
اللہ تعالیٰ نے تعمیل کرنے والے اولیاء کرام کے دلوں کو نور سے منور فرمادیا، ان
کے علوم و احوال میں برکت عطا فرمادی۔



(22) سُکر کے جوش میں جو ہیں وہ تجھے کیا جانیں
خضر کے ہوش سے پوچھے کوئی رتبہ تیرا

حل لغات و تشریح:

سُکر: نشہ، تصوف کی اصطلاح میں صحو کے مقابل کی حالت، حالت جذب
خضر: مشہور شخصیت جن کا ذکر قرآن مجید کی سورۃ کہف میں ہے۔

اے قطب الاقطاب! جن کے اپنے ہوش ہی ٹھکانے نہیں ہیں وہ آپ کا مرتبہ
کیا جانیں آپ کا مقام تو کوئی حضرت خضر سے پوچھے جن پر کبھی سُکر کی حالت
طاری نہیں ہوتی۔

امام ابن جوزی ابتداء میں ایک عرصہ تک حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے
بعض ارشادات کو خلاف شرع سمجھتے رہے اور غوث پاک کے ساتھ ساتھ امام
غزالی اور دیگر اہل اللہ کے خلاف بھی لکھتے رہے لیکن جب اپنی غلطی کا احساس
ہوا اور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے مرتبہ علمی کی سمجھ آئی تو ان الفاظ سے رجوع
فرمایا کہ ہم قال کو چھوڑ کر حال کی طرف رجوع کرتے ہیں پھر یہی ابن جوزی
فرمایا کرتے:

لا مریداً للشیخ اسعد من مرید الغوث۔

کسی بھی شیخ کا مرید غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے مرید سے زیادہ نیک بخت نہیں

لہذا امام ابن جوزی کی رجوع سے پہلے کی عبارات کو جو شخص اولیاء کرام کی کسر
شان میں پیش کرے گا وہ دھوکہ باز ہوگا کیونکہ انہوں نے رجوع فرمالیا تھا۔

○

(23) آدمی اپنے ہی احوال پہ کرتا ہے قیاس
نشے والوں نے بھلا سُکر نکالا تیرا

حل لغات و تشریح:

احوال: حال کی جمع بمعنی حالات

قیاس: دوسرے کو اپنے جیسا سمجھنا عربی میں کہتے ہیں المرء یقیس علی نفسہ،
نشے والے یعنی ظاہری علوم کے نشے میں اکڑنے والے

بھلا: اچھایا عجیب و غریب، طنز کے طور پر بھی بولا جاتا ہے
سُکر: نشہ، مدہوشی

اے میرے آقا! جو اپنے ظاہری علم و فن کے نشے میں دھت ہے اس نے آپ
کے ارشادات کو بھی سُکر پر محمول کر کے آپ کو اپنے اوپر قیاس کر لیا ہے، بھلا یہ
لوگ آپ کے مرتبہ و مقام کو کیا جانیں۔ بعض منکرین نے آپ کے فرمان
قدمی هذه علی رقبۃ کل ولی اللہ کو حالت سُکر پر محمول کیا ہے جن
کے رد میں یہ شعر کہا گیا۔

سیدنا محی الدین ابن عربی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ میں سے ہر
زمانے میں ایک ولی ایسا ہوتا ہے جس کو ماسویٰ اللہ پر حکومت ہوتی ہے اور وہ
سب کا سردار ہوتا ہے وہ حق کے سوا کچھ نہیں کہتا۔

وکان صاحب هذا المقام امام وشیخنا عبدالقادر الجیلی
البغدادی كانت له الصولة والاستطالة بحق علی الخلق کان
کبیر الشان و اخباره مشہورة (فتوحات مکیہ)

اور اس مرتبہ و مقام کا مالک ہمارا آقا اور ہمارا پیشوا شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی ہے جس کی عظمت و شوکت مخلوق پر حق کے ساتھ ہے اور اس کے بلندی درجات کے واقعات مشہور ہیں۔

ایک مقام پر ابن عربی فرماتے ہیں:

فالظاهر من حاله انه كان مامورا بالتصرف (فتوحات مکیہ)
آپ کے ظاہری احوال سے یہ ہے کہ آپ مامور بالتصرف تھے۔

○

(24) وہ تو چھوٹا ہی کہا چاہیں کہ ہیں زیر حنیض
اور ہر اونچ سے اونچا ہے ستارا تیرا

حل لغات و تشریح:

کہا چاہیں: کہنا چاہیں گے
کہ: تعلیلہ بمعنی کیونکہ

زیر: نیچے
حنیض: پستی

اونچ: بلندی
ستارا: بلند نصیبہ

اے شہنشاہ اولیاء! یہ حاسدین و منکرین آپ کے مخالف تو آپ کا درجہ گھٹانا ہی چاہیں گے کیونکہ یہ خود پستی کے غار میں پڑے ہیں اور آپ کی قسمت کا ستارہ تو ہر بلند ترین مقام سے بھی کہیں بلند ہے اور قاعدہ ہے کہ بہت نیچے والے کو بہت اونچائی والی شے نظر نہیں آتی۔

غوث اعظم کی ذات وہ ہے کہ جس کو ہم عصر اولیاء اللہ کے بیان کے مطابق خود امام الانبیاء علیہ السلام نے عالم خواب میں اپنی گود میں بٹھایا، پیشانی پر بوسہ دیا

اور اپنے جسم اقدس والا لباس عطا فرمایا۔

هذه خلعة الغوثية على الاقطاب و الابدال والاوتاد .
یہ خلعت غوثیہ ہے جو آپ کو تمام اقطاب و ابدال و اوتاد پر (سرداری کے طور پر) عطا کی گئی ہے۔

○

(25) دلِ اعداء کو رضا تیز نمک کی دھن ہے
اک ذرا اور چھڑکتا رہے خامہ تیرا

حل لغات و تشریح:

اعداء: جمع عدو کی بمعنی دشمن
دھن: ضرورت، عادت، ضد
خامہ: قلم

اے احمد رضا (مداح غوث الوری)! غوثِ اعظم کی شان کے منکروں کو تیز نمک کی ضرورت و عادت ہے کیونکہ ان کے دل عداوت غوثِ اعظم میں زخمی ہو چکے ہیں اور ایسوں کے دلوں پر مزید نمک چھڑک کر ان کے زخموں پہ نمک پاشی کرنی چاہیے لہذا ایک منقبت غوثِ پاک کی شان میں اور لکھ اور بارشاد الہی قل موتوا بغيظکم تو کہہ دے مر جاؤ اپنے غصے میں۔ غوثِ اعظم کے منکروں کو بیاں گ دھل کہہ دے تم جل جل کر مرتے رہو، میرے آقا غوثِ اعظم کی عظمت و شان دن بدن بڑھتی ہی چلی جائے گی۔

خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا
دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے
مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی جہ چا تیرا

وصل چہارم

در منافحت اعداء واستعانت از آقا
منقبت نمبر ۴ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی (روحانی)
مدد سے دشمنوں کے ساتھ مقابلہ کے بیان میں

(۱) الاماں قہر ہے اے غوث وہ تیکھا تیرا
مر کے بھی چین سے سوتا نہیں مارا تیرا

حل لغات و تشریح:

الاماں: اللہ کی پناہ، خدا بچائے

قہر: غلبہ، غصہ، ناراضگی

غوث: فریادرس (آپ کا صفاتی نام)

تیکھا: تیز، موثر

اے غوث اعظم! آپ کے غیظ و غضب سے خدا کی پناہ! کہ آپ جس پہ
ناراض ہو جائیں اس کو تو مرنے کے بعد بھی سکون نصیب نہ ہوگا۔

آپ جلال خداوندی کا مظہر ہیں، ابتداء میں ایک وقت آپ کے جلال کی یہ
کیفیت بھی تھی کہ جو شخص بے وضو آپ کا نام لے لیتا وہ فوراً اللہ کی پکڑ میں
آجاتا بعد ازاں اس میں تخفیف ہوگئی۔

آپ کی کرامات میں ہے کہ دوران وعظ ایک دن بارش شروع ہوئی اور مجمع
کثیر تھا جو کہ منتشر ہونے لگا آپ نے آسمان کی طرف انگلی کا اشارہ کر کے
بادل کو فرمایا! میں لوگوں کو اکٹھا کرتا ہوں تو جدا کر دیتا ہے؟ فوراً بارش رک گئی۔

آپ کے گھر میں ایک مرتبہ بچھونکل آیا، آپ نے فرمایا! اے موذی مر جا! وہ فوراً مر گیا۔ اس پر آپ خود ہی ڈر گئے اور آبدیدہ ہو کر خادم کو اپنا پیرا ہن دیا اور فرمایا کہ اس کو بیچ کر صدقہ کر دو اور بڑی دیر تک استغفار کرتے رہے۔

کسی نے ولی اللہ کی تعریف پوچھی تو فرمایا! ولی اللہ وہ ہے جو کہے مر جا، بس اتنا کہا تو اوپر سے چیل اڑ کر جا رہی تھی وہ آپ کے قدموں میں گری اور مر گئی، آپ نے فرمایا میں نے تجھے تو نہیں کہا تھا اور فرمایا! ولی اللہ اگر کہے زندہ ہو جا! تو چیل زندہ ہو کر اڑ گئی۔ ایک دفعہ دوران وعظ چیل اوپر آ کر چیخنے لگی، اہل مجلس ہمہ تن گوش تھے، ہوا تیز چل رہی تھی، چیل کے شور سے حاضرین پریشان ہو گئے آپ کی زبان سے نکلا یارب خذی راس هذه الحداة۔ اے ہوا! اس چیل کا سر پکڑ لے۔ چنانچہ چیل کا سر تن سے جدا ہو گیا اور نیچے گر گئی آپ نے ممبر سے اتر کر سر کو تن سے ملا کر بسم اللہ شریف پڑھی اپنا ہاتھ اس پر پھیرا۔

فحیت باذن اللہ تعالیٰ و طارت و الناس يشاهدون ذلك .
اللہ کے حکم سے لوگوں کی نگاہوں کے سامنے وہ مری ہوئی چیل زندہ ہو کر پھر اڑنے لگی۔

(حیوة الحیوان للدمیری صفحہ ۱۴۰ جلد ۱)

حوالہ جات: ہدیۃ المہدی میں علامہ وحید الزمان نے یہ حدیث حصن حصین کے حوالے سے لکھی ہے کہ جب جنگل میں تمہاری سواری گم ہو جائے تو یوں پکارو اعینونی یا عباد اللہ اے اللہ کے بندو! میری مدد فرماؤ۔ (صفحہ ۲۳ جلد ۱ مطبوعہ دہلی)

مولوی انور شاہ کشمیری نے فیض الباری شرح بخاری میں یا شیخ عبد القادر جیلانی ھینا اللہ کا وظیفہ جائز لکھا ہے۔ (صفحہ ۴۶۶ جلد ۴)

اسی طرح مولوی رشید احمد گنگوہی نے فتاویٰ رشیدیہ میں اور مولوی اشرف علی تھانوی نے امداد الفتاویٰ میں مذکورہ وظیفے کو جائز لکھا، بلکہ تھانوی صاحب تو گنگوہی صاحب سے استغاثہ کے بھی قائل تھے اور استغاثہ کرتے بھی تھے چنانچہ تذکرۃ الرشید صفحہ

۱۱۴ اور ۱۱۵ پہ ہے

یا سیدی للہ شیئا نہ انتم لی المجدی وانی جاری
اے میرے آقا (رشید احمد گنگوہی)! کچھ تو دیجئے آپ مجھے دینے والے ہیں
اور میں آپ کا سوالی ہوں۔

مزید لکھا ہے کہ بزرگوں کی توجہ سے انکار نہیں بے شک ان کی توجہ سے بہت
کچھ حاصل ہوتا ہے۔ (دعوات عبدیت صفحہ ۱۹، جلد ۴)

پیشوائے اہل حدیث نواب صدیق حسن خان بھوپالی نے اس امر کی تصدیق کی
ہے کہ حضرت شیخ (غوث پاک) رضی اللہ عنہ (کافیضان) بحکم قطبیت عظمیٰ
ظواہر و بواطن، انس و جن پر جاری و ساری ہے۔ (مقالات احسان صفحہ ۱۱۱)
مولوی اسماعیل دہلوی نے بھی آپ کے غوث الثقلین کے لقب کو صراط مستقیم (جو
سید احمد کے ایماء پر لکھی گئی) میں کئی جگہ تسلیم کیا ہے۔ اسی طرح فتاویٰ نذیریہ (اہل
حدیث) میں محبت میں آ کر یارسول اللہ یا غوث اعظم کہنا جائز لکھا گیا ہے۔

ان تمام تصریحات کے بعد بھی اگر کوئی نہ سمجھے تو اس کو خدا ہی سمجھائے۔ اور وہ
اپنے ہی بڑوں سے پوچھ لے کہ کسی کو غوث، غوث اعظم، غوث الثقلین کہنا کیسا
ہے؟ اور غوث اعظم کانفرنس کا اشتہار چھپا کر خدا کانفرنس مراد لینا کیسا ہے۔
بندوں کے القابات خدا پر تم چسپاں کر رہے ہو اور مشرک ہمیں کہہ رہے ہو۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

○

(2) بادلوں سے رکتی ہے کڑکتی بجلی؟
ڈھالیں چھنٹ جاتی ہیں اٹھتا ہے جو تیغا تیرا

حل لغات و تشریح:

کڑکتی بجلی: بجلی جس میں خوفناک اور سخت آواز ہو۔

ڈھال: جنگ میں تلوار کے وار سے بچاؤ کے لیے استعمال ہوتی ہے، توے کی طرح

گول ہوتی ہے اور اس پر چمڑے وغیرہ کو چڑھا دیتے ہیں

چھٹنا: کٹ جانا

تیغا: خنجر یا چھوٹے سائز کی تلوار

اے غوث اعظم! آپ کے مخالفین اور حاسدین تو گھٹاؤں کی طرح نہایت کمزور اور تاریک دل ہیں جب آپ کی چھوٹی سی تلوار حرکت میں آئے گی تو بھلا یہ گھٹائیں اس کا وارکب برداشت کر سکیں گی۔ ان کی کمزور ڈھالیں ٹوٹ جائیں گی (گویا وہ صرف گر جنے والے بادل ہیں اور آپ کی تلوار تو باقاعدہ برسنے والی ہے جب چھوٹی تلوار ایسی ہے تو بڑی تلوار کی کاٹ کیسی ہوگی؟

نظر کی جولانیاں نہ پوچھو نظر حقیقت میں وہ نظر ہے اٹھے تو بجلی پناہ مانگے گرے تو خانہ خراب کر دے

تفریح الخاطر صفحہ ۳۷ یہ علامہ عبدالقادر الاریلی لکھتے ہیں کہ ایک عورت حضرت غوث اعظم کی مریدہ تھی کسی حاجت کے لیے پہاڑ کی طرف گئی تو ایک فاسق شخص نے اس کی عصمت کو داغدار کرنے کا ارادہ کیا۔ اس عورت نے فوراً طرح آپ کی بارگاہ میں استغاثہ کیا:

الغیاث یا غوث الاعظم

الغیاث یا شیخ محی الدین

آپ اس وقت مدرسہ میں وضو فرما رہے تھے، آپ نے اپنی گھڑائیں اتار کر غار کی جانب پھینکیں:

وصل النعلان الی راسہ وصارایضربان راسہ حتی مات۔
آپ کی نعلین اس کے سر پر چالگیں اور اتنا برسیں کہ وہ شخص ہلاک ہو گیا یہ مطلب ہے۔

ڈھالیں چھنٹ جاتی ہیں اٹھتا ہے جو تیغا تیرا

(3) عکس کا دیکھ کے منہ اور بپھر جاتا ہے
چار آئینہ کے بل کا نہیں نیزا تیرا

حل لغات و تشریح:

عکس: سایہ، پرتو، مد مقابل

بپھرنا: غضبناک ہونا

چار آئینہ: ایک خاص قسم کی زرہ بکتر جو نبیان کی طرح ہوتی ہے جو بہادر لوگ میدان جنگ میں تلوار اور نیزے کے وار سے بچنے کے لیے پہنتے ہیں

بل: طاقت

اے غوث اعظم! آپ کا مد مقابل جب سامنے آتا ہے تو آپ کا نیزا غضبناک ہو کر ایسا وار کرتا ہے کہ مضبوط سے مضبوط زرہ بھی اس وار کی تاب نہ لا کر پاش پاش ہو جاتی ہے اور مد مقابل ابدی نیند سو جاتا ہے۔

بزرگان دین نے آپ کے اسم گرامی کے بڑے بڑے حیرت انگیز کمالات بیان فرمائے ہیں بالخصوص جن وغیرہ کے شر سے بچنے کے لیے آپ کا اسم گرامی اکسیر ہے۔ چنانچہ فلاند الجواہر میں ہے کہ ایک بزرگ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میرے والد نے بذریعہ عمل جنات کو بلایا تو انہوں نے حاضری میں بہت دیر کی اور جب حاضر ہوئے تو عرض کیا کہ جب ہم غوث الثقلین کی بارگاہ میں حاضر ہوں اس وقت ہمیں نہ بلایا کریں، انہوں نے حیران ہو کر پوچھا کیا تم بھی ان کی مجلس میں حاضر ہوتے ہو؟ تو جنوں نے جواب دیا:

ان ازدحامنا بمجلسه اشد من ازدحام الانس وان طوائف منا
کثیرۃ اسلمت و ثابت علی یدہ۔

ہم تو انسانوں سے زیادہ ان کی مجلس میں ہوتے ہیں اور بے شمار جنوں نے آپ کے ہاتھ پر توبہ بھی کی ہے۔

جن جنوں نے حضور علیہ السلام کی زبان اقدس سے وادئی نخلہ میں قرآن پاک سن کر اسلام قبول کیا جن کا ذکر سورۃ جن اور سورۃ احقاف میں ہے ان میں سے بھی ایک جن کی ملاقات حضرت غوث اعظم سے ثابت ہے۔

(قلائد الجواہر صفحہ ۴۱)

ایک مرتبہ ایک شخص کی جوان لڑکی چھت پر سوئی ہوئی تھی، تو اس کو جن اٹھا کر لے گئے۔ وہ شخص آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ نے اسی کے ہاتھ جنوں کے بادشاہ کو پیغام بھیجا کہ اس میرے مرید کی بچی واپس کرو اور ملزم کو سزا دو۔ چنانچہ جب آپ کا مرید وہاں پہنچا تو غوث اعظم کا نام سنتے ہی سارے جن بمعہ بادشاہ تعظیماً کھڑے ہو گئے بات چیت ہوئی تو معلوم ہوا کہ ملزم چین کے جنات میں سے ہے چنانچہ لڑکی واپس ہوئی اور ملازم جن کا سر قلم ہو گیا۔

(سفینۃ الاولیاء، خزینۃ الاصفیاء)

آپ خود فرماتے ہیں

انا لمریدی حافظ ما یخافہ

واحرصہ من کل شر وفتنة

○

(4) کوہ سر مکھ ہو تو اک وار میں دو پر کالے
ہاتھ پڑتا ہی نہیں ”بھول کے“ اوچھا تیرا

حل لغات و تشریح:

کوہ: پہاڑ، مراد ہے دیو پیکر بہادر

سر مکھ: ہندی میں ”بال کے برابر“ کے معنی میں بولا جاتا ہے

وار: ٹھوکر

دو پر کالے: دو دھے

بھول کے: غیر ارادی طور پر

اے غوث اعظم! آپ کے مقابلے میں کوئی پہاڑ جیسا دیو پیکر بہادر بھی آجائے تو ایک ہی وار میں اس کے دو ٹکڑے ہو جائیں (یا مطلب یہ ہے کہ پہاڑ کے اوپر بال کی نوک کے برابر شے بھی آپ کے حملہ سے دو ٹکڑے ہو جائے گی) کیونکہ جب غیر ارادی طور پر بھی آپ کا وار خطا نہیں جاتا تو ارادہ اپنے کسی مرید کے بدخواہ پر آپ کا وار کیسے خطا جاسکتا ہے۔

تفریح الخاطر میں ایک طویل واقعہ لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جنوں کے بادشاہ کا بیٹا بشکل سانپ شہر بغداد کے عالم کے ہاتھوں مر گیا۔ جن اس عالم کو بادشاہ کے پاس لے گئے۔ بادشاہ نے قتل کا حکم جاری کر دیا جلاد نے تلوار اٹھائی تو عالم نے اپنے مرشد شیخ عبدالقادر جیلانی کو دل ہی دل میں یاد کیا، اسی وقت ایک نورانی شکل نے ظاہر ہو کر جنوں کو ایسا کرنے سے یہ کہہ کر روک دیا کہ یہ محبوب سبحانی کا مرید ہے اگر تم نے اس کو قتل کر دیا تو وہ تم پر عتاب فرمائیں گے۔ چنانچہ غوث پاک کی تعظیم میں خون معاف کر دیا گیا بلکہ جنوں کے بادشاہ نے درخواست کی کہ میرے بیٹے کا آپ ہی جنازہ پڑھائیں اور دعائے مغفرت فرمائیں بعد ازاں اس عالم کو خوبصورت خلعت پہنا کر واپس کر دیا جو اس کے شاگردوں نے دیکھی اور واقعہ سن کر حیران بھی ہوئے۔



(5) اس پہ یہ قہر کہ اب چند مخالف تیرے
چاہتے ہیں کہ گھٹا دیں کہیں پایہ تیرا

حل لغات و تشریح:

قہر: ظلم
گھٹا دیں: کم کر دیں

پایہ: مرتبہ و مقام

اے غوث اعظم! جو لوگ آپ کے مرتبہ و مقام کو گھٹانے کی ناپاک کوشش کرتے ہیں (ان کی یہ ناپاک سعی انہی کے لیے ہی مصیبت بن جائے گی) اولیائے اللہ کو عظمت و شان اللہ ہی عطا فرماتا ہے تو اولیاء کرام کے دشمن پھر اللہ کے دیئے ہوئے مرتبے کو گھٹانے کی کوشش کر کے اللہ سے ہی جنگ چھیڑ لیتے ہیں اور پھر اللہ کی طرف سے اعلان ہوتا ہے۔

من عادی لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب (بخاری شریف)
جو میرے ولی سے عداوت رکھے میرا اس کو اعلان جنگ ہے
اگلا شعر اسی حدیث کے مفہوم کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔



(6) عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

حل لغات و تشریح:

لڑائی: جنگ

گھٹائیں: کم کریں

اسے: اللہ تعالیٰ کو

منظور: مقصود، پسند

بڑھانا: اونچا کرنا، زیادہ کرنا

اے غوث اعظم! اگر آپ کے دشمنوں میں ذرا بھی عقل نام کی کوئی چیز ہوتی تو آپ کے مرتبے و مقام کو گھٹانے کی کوشش کر کے اللہ تعالیٰ سے کبھی لڑائی نہ چھیڑتے کیونکہ یہ تو گھٹانا چاہیں اور اس اللہ کو بڑھانا منظور ہو تو ظاہر ہے خدا سے لڑائی تو ہو گئی۔

اس جنگ (مابین گستاخان اولیاء واللہ تعالیٰ) کی کچھ جھڑپیں اس گئے گزرے دو میں بھی اخبارات میں دیکھی جاتی ہیں کبھی کسی شہر میں کسی گستاخ اولیاء کی شکل بگڑ گئی ہے اور کبھی کسی جگہ کوئی شیخ القرآن صاحب، غوث اعظم کی دشمنی میں اپنی دونوں ٹانگوں سے محروم ہو گیا ہے اور ایک دوسرے فرقتے کا شیخ القرآن دہی میں غوث پاک کی دشمنی میں مر کر اپنا حلیہ تباہ کر بیٹھا، مرنے کے بعد میت پر قیمتی عطر چھڑکنے کے باوجود بھی بد بو آرہی تھی اور شکل بگڑ گئی ہے لوگ زیارت کو آتے ہیں تو

لوگ جب نزدیک آئے غیب سے آئی ندا
یہ ہے میت بے ادب کی اس کا منہ مت دیکھئے



(7) ورفعنا لک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر
بولا بالا ہے تیرا ذکر ہے اونچا تیرا

حل لغات و تشریح:

ورفعنا لک ذکرک (القرآن)

اور ہم نے آپ کا ذکر آپ کے لیے بلند کر دیا۔

سایہ: پرتو، عکس، پر چھائیں

بول بالا: اونچی بات

اے غوث اعظم! اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کا ذکر پاک بلند فرمایا اور آپ چونکہ حضور علیہ السلام ہی کے سایہ رحمت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش پا کو اپنانے کی وجہ سے ہیں لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے آپ کا ذکر بھی بلند ہی رہے گا۔

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے بنی اکرم علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر

عشق و محبت میں ڈوبے ہوئے چند اشعار پڑھے اور عرض کیا کہ پہلے میری روح سلامی کو حاضر ہوتی تھی آج خود حاضر ہوا ہوں، اپنا دایاں ہاتھ ظاہر فرمائیں تاکہ میں بوسہ لینے کی سعادت حاصل کروں۔ اسی وقت سرکارِ دو عالم علیہ السلام کا دستِ رحمت ظاہر ہوا، آپ نے مصافحہ فرمایا چوما اور سر پر رکھا۔ اور بھی کئی خوش نصیبوں کو روضہ انور سے جواب ملنے کی سعادت نصیب ہوئی جیسے سید احمد رفاعی، امام اعظم ابو حنیفہ، سیدنا جلال الدین بخاری، امام احمد رضا بریلوی وغیرہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

۔ ان کا کرم بس ان کا کرم ہے
ان کے کرم کی بات نہ پوچھو



(8) مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

حل لغات و تشریح:

مٹ جانا: ختم ہو جانا، نیست و نابود اور تباہ و برباد ہو جانا

اعداء: جمع عدو کی بمعنی دشمن، بدخواہ

چرچا: شہرت

اے میرے آقا غوث اعظم! آپ کے حاسد و بدخواہ ہر دور میں تباہ و برباد ہوتے رہے مگر آپ کی عظمت کا چرچا آفتاب بن کر آسمان ولایت پر ہمیشہ چمکتا رہے گا۔

اکثر نعت خواں بلکہ علماء و مقررین بھی غوث پاک کی شان میں لکھے گئے مذکورہ تین اشعار اور آئندہ آنے والا شعر بالخصوص، حضور علیہ السلام کی عظمت و شان میں نعت کے طور پر پڑھ دیتے ہیں اگرچہ اصلاً تو غوث پاک کی ہر عظمت و

شان حضور علیہ السلام ہی کا فیض ہے مگر حفظ مراتب کا خیال ضروری ہے کیونکہ لکھنے والے نے بہر حال سیدنا غوث اعظم کی شان میں لکھے ہیں

یہ شان ہے ان کے غلاموں کی سرکار کا عالم کیا ہوگا

حضرت غوث پاک فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں آقائے دو جہاں علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوا تو میرے آقائے مجھے فرمایا اے میرے بیٹے تم وعظ و نصیحت کیوں نہیں کرتے؟ میں نے عرض کیا! حضور! میں تو عجمی شخص ہوں بھلا فصحاء بغداد کے سامنے کس طرح تقریر کروں؟ سرکار نے میرے منہ میں سات مرتبہ تھکار کر اپنا لعاب دہن مبارک ڈالا اور فرمایا! اب جاؤ لوگوں کو رب کی راہ کی طرف بلاؤ۔ پھر اس دن ظہر کی نماز سے فارغ ہوا ہی تھا کہ سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم تشریف لائے اور انہوں نے مجھے منہ کھولنے کا حکم دیا اور چھ مرتبہ تھکار کر اپنا لعاب دہن میرے منہ میں ڈالا اور فرمایا جاؤ اب لوگوں کو وعظ و نصیحت کرو۔ میں نے عرض کیا کہ حضور علیہ السلام نے تو سات مرتبہ لعاب دہن عطا کیا ہے؟ آپ نے چھ مرتبہ کیوں کیا؟ حضرت علی المرتضیٰ نے فرمایا! ادبا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اے بیٹا حضور علیہ السلام کے ادب کی وجہ سے۔ پھر فرمایا یہ خلعت پہنو کیونکہ هذه خلعة ولا تیک مخصوصة بالقبطیة علی الاولیاء۔ یہ تمہاری ولایت کا جوڑا ہے جو خاص تیرے ہی لیے تمام ولیوں قطبوں پہ سرداری کا۔ بس پھر کیا تھا؟ میں نے اس فیض سے حقائق و معارف کو جان لیا، حلقہ ارادت وسیع ہوتا چلا گیا، مریدین اطاعت و عبادت کی طرف مائل ہوتے گئے اور لوگوں کے گھریا دالہی سے آباد ہوتے گئے (اخبار الاخیار فارسی) اس کے بعد آپ کی مجلس وعظ میں ستر ستر ہزار تک افراد جمع ہو جاتے جن میں عوام الناس بھی ہوتے وقت کا بادشاہ بھی ہوتا اور علماء و مشائخ کا ایک جم غفیر بھی ہوتا۔ (ہجۃ الاسرار، سفینۃ الاولیاء) آپ کے ہاتھ پر پانچ ہزار سے زیادہ یہود و

نصاری نے توبہ کی اور ایک لاکھ سے زیادہ فاسق و فاجر، ڈاکو، مفسد و بدعتی لوگوں نے توبہ کی (قلائد الجواہر، اخبار الاخیار فارسی صفحہ ۱۹) محدث ابن جوزی جیسے شخص کو آپ کی مجلس میں وجد ہو جاتا تھا (ہجۃ الاسرار)

منظہر شان خدا ہیں غوث اعظم دستگیر
 عکس حسن مصطفیٰ ہیں غوث اعظم دستگیر
 نائب خیر الوریٰ ہیں غوث اعظم دستگیر
 نور چشم مرتضیٰ ہیں غوث اعظم دستگیر
 تاجدار اصفیاء ہیں غوث اعظم دستگیر
 راہنمائے اتقیاء ہیں غوث اعظم دستگیر



(۹) • تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
 جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

حل لغات و تشریح:

گھٹنا: کم ہونا

بڑھنا: زیادہ ہونا

اے سرتاج الاولیاء! کوئی لاکھ کوشش کرتا پھرے آپ کے مرتبہ و مقام کو گھٹانے کی، مگر منہ کی کھائے گا اور آپ کا خدا آپ کے مرتبے کو دن بدن بڑھاتا ہی رہے گا۔ کیونکہ

ورفعنا لک ذکرک کا سایہ ہے تجھ پر

باقی سلسلوں کے بزرگ صرف اپنے سلسلہ والوں کے مرشد ہوئے ہیں مگر غوث پاک کا فیض ہر سلسلہ میں جاری و ساری ہے یہی وجہ ہے کہ ہر سلسلہ

والا، چاہے اپنے سلسلہ کے بانی کا ختم دلائے یا نہ دلائے مگر غوث پاک کی گیارہویں ضرور دلاتا ہے بلکہ جہاں بھی مسلمان رہتے ہیں وہاں غوث اعظم کی گیارہویں ہو رہی ہے امریکہ و برطانیہ میں بھی ہو رہی ہے اور مکہ و مدینہ میں بھی الغرض

بحر و بر، شہر و قری، سہل و حزن دشت و چمن
کون سے چک پہ پہنچتا نہیں دعویٰ تیرا

سلسلہ قادریہ:

قلائد الجواہر اور اخبار الاخیار میں ہے

ضمن الشيخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ لمريدیه

الی یوم القیمۃ ان لا یموت احد منهم الا علی توبۃ.

شیخ عبدالقادر جیلانی قیامت تک آنے والے اپنے مریدوں کے اس بات پر ضامن ہیں کہ ان میں سے بغیر توبہ کوئی نہ مرے گا۔ اور قلائد الجواہر میں شیخ علی بن ھبیب علیہ الرحمۃ کا قول ہے لا مریدین لشیخھم اسعد من مریدی الشیخ عبدالقادر علیہ الرحمۃ۔ کسی شیخ کا مرید بھی شیخ عبدالقادر جیلانی کے مرید کی طرح نہیں ہو سکتا۔ حضرت غوث اعظم خود فرماتے ہیں:

ان لكل من عشر مرکبہ من اصحابی و مریدی و محبی الی یوم القیمۃ اخذ بیدہ. (قلائد الجواہر)

قیامت تک میرے دوستوں، مریدوں اور محبوبوں میں سے کوئی بھی (کسی کا مرکب بھی) اگر ٹھوکر کھائے گا تو میں اس کا ہاتھ پکڑوں گا۔

۔ امیر دستگیر غوث اعظم قطب ربانی

حبیب سید عالم زہے محبوب سبحانی

بدہ دست یقیں اے دل بدست شاہ جیلانی

کہ دست اوبود اندر حقیقت دست یزدانی

(10) سم قاتل ہے خدا کی قسم ان کا انکار
منکر فضل حضور! آہ یہ لکھا تیرا

حل لغات و تشریح:

سم قاتل: جان لیوا زہر

انکار: نہ ماننا

منکر: انکار کرنے والا

فضل: فضیلت سے ہے

بزرگی: عظمت

حضور: ادب و احترام کا کلمہ

آہ: کلمہ تاسف، افسوس ہے

لکھا: قسمت و تقدیر

اے میرے آقا غوث اعظم! قسم بخدا آپ کے فضائل کا منکر اپنی جان کا ایسا دشمن ہے کہ گویا خود اپنے ہاتھوں سے زہر کھا رہا ہے، ہائے او منکر تیری بد قسمتی! تو انکار بھی کر رہا ہے تو کس کی شان کا جس کی شان کو بڑے بڑے مانتے آئے۔ جن میں (ابن جوزی، ابن حجر عسقلانی، شیخ یوسف نبھانی، تاج العارفین ابو الوفاء، مولانا جامی، ملا علی قاری جیسی نابغہ روزگار شخصیات بھی شامل ہے) آپ کی تعریف میں رطب اللسان چند بزرگان دین کے صرف نام لکھے جاتے ہیں اس سے اندازہ لگالیں کہ جب

یہ شان ہے خدمت گاروں کی

سردار کا عالم کیا ہو گا

صرف دس نام دیئے ہیں وگرنہ ہزاروں اولیاء کرام نے آپ کی عظمتوں کو بیان فرمایا ہے:

- (۱) حضرت شیخ الشیوخ حماد علیہ الرحمۃ (غوث اعظم کے استاذ)
 - (۲) شیخ احمد الرفاعی (آپ کے ہم عصر مشہور بزرگ جو مدینہ پاک حاضر ہوئے تو سینکڑوں اولیاء کرام جن میں شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ بھی تھے کی موجودگی میں حضور علیہ السلام کا دست رحمت قبر سے باہر آیا اور شیخ احمد رفاعی نے مصافحہ کیا اور بوسہ لیا)۔ (تبلیغی نصاب)
 - (۳) شیخ ابوالنجیب عبدالقادر سہروردی علیہ الرحمۃ (سلسلہ سہروردیہ کے بانی شیخ شہاب الدین سہروردی کے چچا)
 - (۴) شیخ ابو مدین بن شعیب المغزلی علیہ الرحمۃ (یکے از کبار اولیاء اللہ)
 - (۵) شیخ عقیف الدین ابو محمد عبداللہ الیافعی (آٹھویں صدی کے بہت بڑے ولی اللہ عالم باعمل آپ ہی کی کتاب روض الریاحین فی حکایات الصالحین ہے بقول مفتی محمد شفیع دیوبندی، اس کتاب کی حکایات پر اعتماد کیا جاسکتا ہے اور ہمارے حکیم الامت تھانوی صاحب اپنے مریدین کو اس کتاب کے مطالعہ کا مشورہ دیا کرتے تھے۔
 - (۶) امام حافظ ابو عبداللہ محمد بن یوسف البرزانی الاشلی علیہ الرحمۃ۔ (صاحب المشیۃ البغدادیہ)
 - (۷) شیخ عزاء بن متورع البطاکی رحمۃ اللہ علیہ
 - (۸) شیخ عقیل علیہ الرحمۃ
 - (۹) شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی (جن کی حضوری کو افاضات یومیہ میں مولوی اشرف علی تھانوی نے مانا اور جن کی عظمت کو اہل حدیث عالم ابراہیم میر سیالکوٹی نے سلام کیا۔ (تاریخ اہل حدیث)
 - (۱۰) حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- تلك عشرة كاملة

(11) میرے سیاف کے خنجر سے تجھے باک نہیں
چیر کر دیکھے کوئی ”آہ“ کلیجا تیرا

حل لغات و تشریح:

سیاف: تیغ زن، تلوار کا ذہنی

خنجر: بڑا تھرا

باک: خوف

چیر کر: چاک کر کے

کلیجا: دل

اے میرے غوث کے دشمن! ظاہر اتو تو یہ سمجھتا ہے کہ غوثِ اعظم کی مخالفت کا
تجھے کوئی خطرہ نہیں مگر کاش کوئی تیرا دل چیر کر دیکھے تو پتہ چلے کہ کتنا سیاہ اور
مارے دہشت کے پھٹا جا رہا ہے۔

یہ شعر غوثِ اعظم کے مشہور فرمان:

”انا سیاف انا قتال انا سلاب الاحوال“

کی طرف اشارہ ہے جس کا ترجمہ یہ ہے ”میں تیغ زن، بدخواہوں کو مارنے
والا اور احوال کو سلب کرنے والا ہوں۔“

ایک مرتبہ بغداد شریف کے سوفیہاء غوثِ اعظم کے علم کا امتحان لینے کے لیے
حاضر ہوئے، جب سارے آپ کے سامنے بیٹھ گئے تو آپ نے اپنی گردن
جھکائی تو سینہ مبارک سے نور کی کرن ظاہر ہوئی جو فقہاء کے سینوں کی طرف گئی
اور ان کا سارا علم سلب ہو گیا، چنچیں مار مار کر رونے لگے اپنی پگڑیاں اتار کر
پھینک دیں اور کپڑے پھاڑ لیے۔

ثم صعد الكرسي واجاب الجمع عما كان عندهم فاعترفوا بفضله
پھر آپ کرسی پر جلو گر ہوئے جتنے سوالات وہ سوچ کر آئے تھے بغیر پوچھے ان

سب کے جوابات دیئے یہاں تک کہ وہ آپ کی فضیلت کو مان گئے۔

(جامع کرامات الاولیاء للعلامہ المنہجانی، طبقات کبریٰ ج ۱ صفحہ ۱۲۸)

باطنی اور روحانی علوم کے ساتھ ظاہری علوم میں بھی آپ مہارت تاقہ رکھتے تھے امام شعرانی فرماتے ہیں کہ کانت فتواہ تعرض علی العلماء بالعراق فتعجبہم اشد الاعجاب فيقولون سبحان من انعم عليه۔ جب آپ کے فتاویٰ علماء عراق کے سامنے لائے جاتے تو وہ آپ کی علمی شان دیکھ کر سخت متعجب ہوتے اور کہتے پاک ہے وہ ذات جس نے آپ کو اس علم سے نوازا ہے۔ (طبقات کبریٰ عربی)

ایک دفعہ کسی شخص نے طلاق کی قسم اٹھائی کہ میں ایسی عبادت کروں گا کہ اس وقت اس طرح کی عبادت کوئی نہ کر رہا ہو ورنہ میری بیوی کو طلاق، تمام علماء عاجز آگئے آپ نے فرمایا خانہ کعبہ جا کر مطاف (جہاں طواف کیا جاتا ہے) کو لوگوں سے خالی کرا لے اور طواف کر لے تیری بیوی بچ جائے گا، قسم پوری ہو جائے گی (اخبار الاخیار فارسی) آپ نے تینتیس سال درس و تدریس اور فتاویٰ نویسی فرمائی (اخبار الاخیار، قلائد الجواہر)



(۱۲) ابن زہراء سے تیرے دل میں ہیں یہ زہر بھرے
بُن بے او منکر! بے باک یہ زُہرا تیرا

حل لغات و تشریح:

ابن: بیٹا

زہراء: حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا لقب۔ آپ

چونکہ حسنی حسینی سید ہیں اس لیے ابن زہراء کہا گیا۔

زہر: بغض، عداوت

بل ہے: کلہ استعجاب۔ واہرے یا گھمنڈ، غرور

او: حرف مذاہم اے تحقیر

مکر: انکار کرنے والا

بے باک: بے خوف، غر

زہرا: ہمت، حوصلہ، دلیری

اے میرے غوث کی عظمت کے مکر! تو نہیں جانتا کہ وہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے نور نظر ہیں اس کے باوجود بھی اے مغرور، بے حیا! تو ان کا بغض دل میں رکھتا ہے، بڑا ہی تیرا حوصلہ ہے۔ کفار و مشرکین مکہ نے حضور علیہ السلام کے کھلے معجزات دیکھ کر بھی نہ مانا اور اس حسنی حسینی لعل کی واضح کرامات کو دیکھ کر بھی جو آپ کی عظمت کو نہ مانے سوائے تعجب و افسوس کے کیا کیا جائے۔

وَأَثْبُنْ لِلْأَوْلِيَاءِ الْكِرَامَةَ

وَمَنْ نَفَاهَا فَاثْبُنْ كَلَامَهُ

اولیاء کرام کی کرامات حق ہیں جو نہ مانے اس کی بات ٹھکرا دے۔

(البرہان الموبد)

حضرت میاں محمد بخش عارف کھڑی علیہ الرحمۃ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں یوں عرض گزار ہیں۔

واہ و امیراں شاہ شہاں دا سیدو ہیں جہانی

غوث الاعظم پیر پیراں دا ہے محبوب ربانی

ناک دادک دلوں اچا، سچا حسوں نبوں

بنیاں نالوں گھٹ نہ رہیا ہر صفتوں، ہر وسیوں

سوائے وصف نبوت کے، آپ (رضی اللہ عنہ) کی عادات و خصائل کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ حضور علیہ السلام نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں فرمایا لو کان بعدی نبی لکان عمر (بقیہ ثبوت اگلے صفحہ پر ملاحظہ کریں)

آل نبی ، اولاد علی دی صورت شکل اُنہاندی
 نام لیاں لکھ پاپ نہ رہندے ، میل اندر دی جاندی
 نئے برساں دے موئے جوائے ، سُنکے نیرو گائے
 کھتے رُوح فرشتیاں ہتھوں ، لکھے لیکھ مٹائے
 غوثاں قطباں دے سر میراں قدم مبارک دھریا
 جو دربار اُنہاں دے آیا ، خالی بھانڈا بھریا
 لکھاں خیر تساڈے لیندے دین منگے ، دین لوڑے
 دین دُنی سبھو ہتھ تساندے کوئی نہ ٹھاکے ، ہوڑے
 چوراں ٹوں ٹوں قطب بنایا ، میں بھی چور اُچکاں
 جس درجاواں دھکے کھاواں ، ہک تیرا درتکاں
 عرض کراں شرمندہ تھیواں کہہ میں کراں لکارا
 منہ میرا کد عرضاں لائق ، ناقص عقل بے چارا
 مت کوئی سخن اُن بھانا نکلے ، عاجز مُفت مریواں
 دھرد قدم میرے سر حضرت ! سدا سُنکھا لا تھیواں
 میں بے جانا ، او گنہارا لائق نہیں جمالاں
 تینوں سبھ توفقیاں حضرت ! نیک کرو بد حالاں
 مت کوئی گل اوتی نکلے ، رد ہوویں اُس بابوں

(پچھلے فٹ نوٹ کا بقیہ حصہ)

بن الخطاب۔ اگر میرے بعد کسی نے نبی ہونا ہوتا تو عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوتے۔ مطلب یہی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ میں نبوت کے علاوہ تمام اوصاف موجود ہیں۔ اسی طرح حضور علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات پر فرمایا! کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا تو نبی ہوتا۔ یہی مطلب حضرت میاں صاحب کا ہے۔

بخشش منگ محمد بخشا بے پرواہ جنابوں

(حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ)

(13) باز اشھب کی غلامی سے یہ آنکھیں پھرنی
دیکھ اڑ جائے گا ایمان کا طوطا تیرا

حل لغات و تشریح:

باز اشھب: بھورے رنگ کا شہاب ثاقب کی طرح تیز دوڑنے والا مشہور شکاری پرندہ
یعنی شاہین، غوث پاک کا لقب ہے کہ آپ بھی مقامات الوہیت میں تیز پرواز
کرنے والے ہیں۔

آنکھیں پھرنی: آنکھیں پھیر لینا، بیزار ہونا
دیکھ: خبردار ہو جا، دھیان کر

ایمان کا طوطا اڑنا: بے ایمان ہو جانا، حواس باختہ ہونا، کہا جاتا ہے کہ فلاں کے طوطے اڑ گئے۔
مقامات الوہیت میں بلند پرواز کرنے والے غوث اعظم کی شان کے منکرو!
اگر تم نے ان کی شان سے بے زاری ظاہر کی تو اپنے ایمان کی خیر منانا
(کیونکہ ان کو یہ شانیں اللہ نے عطا کی ہیں اور جو اللہ کی دی ہوئی شانیں نہ
مانے اللہ اس کو جنگ کا چیلنج فرماتا ہے۔

من عادی لی ول یا فقد اذنتہ بالحرب (بخاری شریف)

جو میرے ولی سے بیزار ہو اس کی میرے ساتھ جنگ ہے۔

جنہوں نے اس راز کو پالیا وہ اونچے مقام پر فائز ہو کر بھی غوث اعظم رضی اللہ
عنہ کی شان میں رطب اللسان رہے۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

زبسم اللہ کنم آغاز مدح شاہ جیلانی
کہ برقدش درست آید لباس اعظم الشانی

توئی شاہ ہمہ شاہاں ، ہمہ شاہاں گدائے تو

گدایان جہاں از دست تو یابند سلطانی

دور حاضر کا مشہور سائنسدان آئن سٹائن لکھتا ہے کہ میں نے خاص دور بین کے ذریعے ایک ایسا کہکشاں تلاش کر لیا ہے جو زمین سے دو سو کروڑ نوری سال کی مسافت پہ ہے (روشنی کی رفتار فی سیکنڈ ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل ہے، ایک منٹ میں کتنا سفر طے کرے گی، ایک گھنٹے میں کتنا، پھر دن پھر مہینے، پھر سال پھر دو کروڑ سال کا حساب لگا لو یعنی دو کروڑ سال میں روشنی جتنا سفر سے کرتی ہے وہ کہکشاں زمین سے اتنی دور ہے) پھر وہ کہتا ہے کہ اگر مجھے ایک ملین (دس لاکھ) سال کی زندگی مل جائے اور تحقیقات کرتا ہوں تو کائنات کی آخری حد نہیں دیکھ سکوں گا۔

مگر غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

نظرت الی بلاد اللہ جمعا کن خرد لہ علی حکم اتصالی

میں اللہ کی ساری کائنات کو ایسے دیکھتا ہوں جیسے رائی کا دانہ۔ اگر چیونٹی کئی میل سے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لشکر کو دیکھ سکتی ہے (القرآن) تو غوث پاک کیوں نہیں دیکھ سکتے۔



شاخ پہ بیٹھ کے جڑ کاٹنے کی فکر میں ہے
کہیں نیچا نہ دکھا دے تجھے شجرا تیرا

(14)

تشریح:

شاخ: شہنی

فکر میں: سوچ میں، تدبیر کر رہا ہے

نیچا دکھانا: ذلیل کرنا، شرمندہ کرنا

شجرہ: اصل میں شجرہ ہے (رعایت جمع اور وزن شعری کی وجہ سے ہا کو الف لکھا ہے) بمعنی درخت، صوفیا کی اصطلاح میں سلسلہ طریقت میں آنے والا مشائخ عظام کے اسماء گرامی

اے منکر! تو سلسلہ بیعت کی ٹہنی پہ بیٹھ کر یعنی کسی پیر کا مرید ہو کر بھی اگر غوث اعظم کی عظمت کو تسلیم نہیں کرتا تو یہ تیری حرکت تجھے ذلیل کر دے گی۔ بعض لوگ اپنے آپ کو کسی نہ کسی سلسلہ میں شامل کر کے بھی حسد و بغض کی آگ میں جلتے رہتے ہیں اور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی عظمت کو گھٹانے کی فکر میں ہیں جیسے موجودہ دور میں ایک اسی طرح کے حاسد نے غوث اعظم کا قدم مبارک ہر دلی کی گردن پر ہونے سے انکار کیا ہے اور ایک کتاب لکھ ماری ہے لیکن کیا پدی کیا پدی کا شور با؟ یہاں تو حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی بھی عرض کر رہے ہیں

بہاؤ الدین ملتانی کندھرم ثنا خوانی
کہ تو محبوب سبحانی و محی الدین جیلانی

مزید فرماتے ہیں

اولیائے اولین و آخرین سرہائے خود
زیر پایش می نہند از حکم رب العالمین
نیست در ہر دو جہاں طجائے من جو در گہت
الکرم یا باز اشھب ، الکرم یا محی دین

جن اولیاء کرام نے اس قدر غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی تعریف فرمائی ہے یہ بھی صاحبان کرامات تھے مگر ان کو معلوم تھا کہ خالی کرامت کا مقام ولی کی نگاہ میں کیا ہے اور غوث اعظم کی شان محض کرامات کی وجہ سے نہیں ہے آپ نے خود فرمایا:

اصحاب الکرامات کلہم محجوبون والکرامۃ حیض

الاولیاء فالولی لم الف مقام اولہ باب الکرامات من جاوز
منہا ناول الباقی والافلا. (سر الاسرار فیما یتحتاج الیہ الامرار)
صرف کرامات والے پردے میں ہیں اور کرامت تو اولیاء کے لیے ایسے
ہے جیسے عورت کے لیے حیض کے دن، ولی کے ہزار درجے ہیں اور ان میں
سے پہلا باب کرامات کا ہے جو اس سے گزر گیا اس نے باقی بھی پالے ورنہ
محروم رہا۔



(15) حق سے بد ہو کے زمانہ کا بھلا بنتا ہے
ارے میں خوب سمجھتا ہوں مُعْتَمَا تیرا

حل لغات و تشریح:

حق: اللہ تعالیٰ

بد: بُرا

زمانہ کا بھلا: لوگوں کے سامنے اچھا بننا

ارے: نفرت کا لفظ

مُعْتَمَا: پہلی، چیتاں، پیچیدہ بات

اے میرے غوث کی عظمت کا انکار کرنے والے بد نصیب! تو اب لوگوں کی
نگاہوں میں اچھا بننا چاہتا ہے؟ حالانکہ اللہ کے محبوب بندے غوث پاک کی
عداوت کی وجہ سے تو برا بن چکا ہے اب زمانہ تجھے کبھی اچھا نہیں مان سکتا، تیرا
دین کا لبادہ اوڑھنا یہ تیری مکاری ہے جس کو میں خوب سمجھتا ہوں۔

امام عبد اللہ یا فعی علیہ الرحمۃ روض الریاحین میں فرماتے ہیں ”جس بد نصیب کو
کسی اللہ کے ولی سے بغض ہوگا تجربہ ہے کہ اس کا خاتمہ بالآخر نہیں ہوگا۔“

درجات اولیاء:

رجال اللہ ظاہرین و مستورین کی کل بارہ اقسام ہیں

(۱) اقطاب:

ہر زمانے میں ساری دنیا میں سب سے بڑا قطب ایک ہوتا ہے جس کو قطب عالم یا قطب کبریٰ، قطب ارشاد یا قطب مدار یا قطب الاقطاب اور قطب جہاں بھی کہا جاتا ہے۔

(۲) غوث:

بعض نے غوث و قطب ایک ہی منصب قرار دیا ہے اور بعض نے فرق کیا ہے مگر یہ دونوں منصب ایک بندے میں جمع ہو سکتے ہیں۔

(۳) امامان:

قطب الاقطاب کے دو وزیر ہوتے ہیں، دائیں ہاتھ والا عبد الملک اور بائیں والا عبد الرب ہے۔

(۴) اوتاد:

یہ کل چار ہوتے ہیں جو چاروں سمتوں میں اپنی اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں۔ مغربی سمت والا عبد الودود، مشرقی والا عبد الرحمن جنوب والا عبد الرحیم اور شمال والا عبد القدوس ہے، اوتاد جمع وتد کی ہے بمعنی میخ۔ قیام عالم کے لیے ان سے میخوں کا کام لیا جاتا ہے جیسے اللہ نے پہاڑوں کو زمین میں میخیں بنا کر ٹھونک دیا ہے۔ والجبال اوتادا۔

(۵) ابدال:

اولاً سات اقلیموں میں سات ہوتے ہیں یہ سات انبیاء کرام کے مشرب پر ہوتے ہیں، لوگوں کی روحانی مدد کرتے ہیں ان کے علاوہ تین سو پچاس ابدال

اور بھی ہوتے ہیں۔

(۶) اخیار:

تین سو پچاس ابدالوں میں سے یہ سات ہمیشہ سفر پر رہتے ہیں۔

(۷) ابرار:

ان میں سے چالیس ابدال کہلاتے ہیں۔

(۸) نقباء:

یہ کل تین سو ہیں ان سب کا نام علی ہے۔

(۹) نجباء:

یہ کل ستر ہوتے ہیں اور مصر میں رہتے ہیں ان سب کا نام حسن ہے

(۱۰) عمد:

چار ہیں، ان کا نام محمد ہے زمین کے اطراف میں رہتے ہیں۔

(۱۱) مکتومان:

چار ہزار ہیں، ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں مگر اپنے آپ کو نہیں پہچانتے۔

(۱۲) مفردان:

قطب ترقی کر کے فرد بنتا ہے، فرد کامل ہو جائے تو محبوبیت کا درجہ پالیتا ہے۔

پھر محبوبیت میں ترقی کرنے والا غوث اعظم بنتا ہے۔ (کتب تصوف)

حضرت کعبہ حاجات ہمہ خلق آنست

دیدار بخش ضیاء حضرت غوث الثقلین

(خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ)

(16) سگ در قہر سے دیکھے تو بکھرتا ہے ابھی
بند بند بدن اے روبہ دنیا تیرا

حل لغات و تشریح:

سگ در: دوازے کا کتا

بکھرتا: منتشر ہونا

بند بند بدن: جسم کا جوڑ جوڑ

روبیہ: لومڑی

اے عظمت غوث کے منکر! تیری اس مکاری و عیاری کو غوث اعظم کے در کا کتا
بھی ناراضگی سے دیکھ لے تو تو تاب نہ لاسکے اور تیرے جسم کا جوڑ جوڑ بکھر
کر منتشر ہو جائے۔

اس شعر میں شیخ صنعان (جس نے اپنی گردن پہ غوث پاک کا قدم ماننے سے
انکار کر دیا تھا) کے مشہور واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔
قلائد الجواہر میں ہے:

رایت الاولیاء فی المشرق والمغرب واضعین رؤسہم تواضعا
الا رجلا بارض العجم فانہ لم یفعل فتواری عنہ حالہ (ص ۲۵)
جب غوث اعظم نے قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ کا اعلان فرمایا
تو میں (شیخ لؤلؤ الدرمی علیہ الرحمۃ) نے دیکھا کہ مشرق و مغرب کے اولیاء
نے اپنے سر جھکا لیے (اور ان کے درجات بلند کر دیے گئے) سوائے ایک
شخص کے جو عجم کا رہنے والا تھا اس نے گردن نہ جھکائی تو اس کا حال دگرگوں
ہو گیا۔

سبحان اللہ! کیسی شان ہے کوئی بہاؤ الدین (دین کی روشنی) کوئی نظام الدین
(دین کا منتظم) کوئی معین الدین (دین کا مددگار) کوئی فرید الدین (دین کا

انمول موتی) مگر آپ محی الدین ہیں (دین کو زندگی دینے والا)
 شیخ خرقانی یکے از خرقہ پوشانِ دیست
 زان جہت اور القب در مرد ماں خرقانی است
 سہروردی نیز ملتانیت پیش در کھش
 گرچہ اور اصد ہزاراں بندہ ملتان است
 مسلمی رایا شہ گیلانی از لطف و کرم
 سوئے خود آوازہ کن و اماندہ از حیرانی است

(حضرت شاہ ابوالعالی علیہ الرحمۃ قادری لاہوری)

ولہ ایضاً

تشنہ لب گریاں بہ سوئے بحر عرفاں می روم
 سرزدہ چوں سیل اشک خود بہ افغاں می روم



(۱۷) غرض آقا سے کروں عرض کہ تیری ہے پناہ
 بندہ مجبور ہے خاطر پہ ہے قبضہ تیرا

حل لغات و تشریح:

غرض: حاصل کلام، الغرض

پناہ: مدد

خاطر: دل

قبضہ: حکومت

حاصل کلام یہ کہ نفس و شیطان نے دنیا میں جگہ جگہ گمراہی کے جال پھیلا رکھے
 ہیں مجھے آپ کی مدد درکار ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو لوگوں کے دلوں پر
 حکومت عطا کر رکھی ہے۔

بادشاہ تو ظاہر پر حکومت کرتے ہیں مگر اہل اللہ دلوں کے بادشاہ ہوتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ظاہری بادشاہ عارضی ہوتے ہیں اور یہ روحانی بادشاہ ہزاروں سال بعد بھی لوگوں کے دلوں پر حکومت کرتے رہتے ہیں۔ شاہ سنجر (شاہ نیمروز) نے حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس التجا بھیجی کہ آپ کی خدمت میں اپنی سلطنت کا کچھ حصہ پیش کرنا چاہتا ہوں، آپ نے جواب تحریر فرمایا۔

چوں چتر سنجرى رُخ بختم سیاہ باد
در دل اگر بود ہوں ملک سنجرم
زانکہ کہ یافتم خبر از ملک نیم شب
من ملک نیم روز بیک جوئی خرم

خلاصہ یہ ہے کہ اگر تیرے پاس ملک نیمروز ہے تو مجھے اللہ نے ملک نیم شب عطا فرمایا ہوا ہے۔ تیرے پورے ملک کو میں ایک جو کے برابر بھی نہیں سمجھتا (دعوات عبدیت حصہ نمبر ۴ وعظ ہفتم از اشرف علی تھانوی) اس کے بعد تھانوی صاحب لکھتے ہیں کہ کسی نے آپ کی خدمت میں ایک چین کا بنا ہوا نہایت قیمتی اور خوبصورت آئینہ پیش کیا، آپ نے خادم کو فرمایا کہ اس کو سنبھال لو جب میں طلب کروں مجھے دینا چاہئے ایک دن وہ آئینہ خادم کے ہاتھ سے گر کر ٹوٹ گیا، خادم نے حاضر ہو کر عرض کیا ۔ از قضا آئینہ چینی شکست۔ کہ شیشہ ٹوٹ گیا ہے آپ نے خوش ہو کر بے ساختہ فرمایا

خوب شد اسباب خود بنی شکست

اچھا ہوا خود بنی کے اسباب ٹوٹ گئے۔

نبی جی کا ہے تم پر پیار یا محبوب سبحانی
علی کے ہو دل اور دلدار یا محبوب سبحانی
چراغ دودمان اہل بیت مصطفیٰ تم ہو
منہر تم سے ہے گھر بار یا محبوب سبحانی

گل باغ علی ہو ثمرہ نخل حسینی ہو
 حسن کے تم ہو برخوردار یا محبوب سبحانی
 زمرد ہو حسن کے ، لعل ہو کانِ حسینی کے
 علی کے ہو دُر شہسوار یا محبوب سبحانی

○

(18) حکم نافذ ہے تیرا خامہ تیرا سیف تری
 دم میں جو چاہے کرے دور ہے شاہا تیرا

حل لغات و تشریح:

نافذ: جاری
 خامہ: قلم
 سیف: تلوار
 دم میں: فوراً
 دور: زمانہ

اے غوث پاک! آپ کا حکم جاری و ساری ہے قلم تقدیر اور تلوار الہی آپ کے ہاتھ میں ہے جب آپ اللہ کے ہیں تو (من کان للہ کان اللہ لہ) اللہ آپ کا ہوا اور جو کچھ اللہ کا ہے وہ سب آپ کا ہے لہذا آپ کو کسی کی بگڑی بناتے ہوئے کیا دیر لگے گی؟ ایک لمحہ میں سب کے کام ہو جائیں گے کیونکہ یہ دور (امام مہدی تک) آپ ہی کا دور ہے۔

اس شعر کے مصرعہ ثانیہ پہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ کی حیات ظاہری میں کچھ لوگوں نے اعتراض کیا کہ صحیح احادیث میں تو یہ ہے کہ دل اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہیں اور وہی ذات مقلب القلوب ہے جب کہ آپ نے غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا دل پہ قبضہ مان لیا ہے۔“

امام اہل سنت کے ایک عقیدت مند (سید محمد آصف) نے یہ اعتراض بصورت استفتاء آپ کی خدمت میں بھیجا تو آپ نے اس کا جو جواب عطا فرمایا وہ من و عن درج کرنے کی سعادت حاصل کی جا رہی ہے۔

لفظ ”شہنشاہ“ کے متعلق اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ:

(از کانپور۔ ۸ ذی الحجہ ۱۳۲۶ھ)

اللہ عزوجل ہی مقلب القلوب ہے۔ سب کے دلوں، نہ صرف دل بلکہ عالم کے ذرے ذرے پر حقیقی قبضہ اسی کا ہے۔ مگر نہ اس کی قدرت محدود نہ اس کی عطاء کا باب وسیع مسدود ہے

إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. (پ ۲ رکوع ۹)

بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَخْطُورًا. (پ ۱۵ رکوع ۲۳)

اور تیرے رب کی عطا پر روک نہیں۔ وہ علی الاطلاق فرماتا ہے۔

وَلَكِنَّ اللَّهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهُ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ.

اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو جس پر چاہے قبضہ و قابو دیتا ہے۔ اس کا اطلاق اجسام و ابصار، اسماع و قلوب سب کو شامل ہے۔ وہ اپنے محبوبوں کو جس کے چاہے دست و پا پر قدرت دے چاہے چشم و گوش پر، چاہے دل و ہوش پر، اس کی قدرت میں کمی نہ عطا میں تنگی، کیا ملائکہ دلوں میں القائے خیر نہیں کرتے، نیک ارادے نہیں ڈالتے، برے خطروں سے نہیں پھیرتے، ضرور یہ سب کچھ باذن اللہ تعالیٰ کرتے ہیں۔ پھر دلوں میں تصرف کے اور کیا معنی ہیں۔

قال الله تعالى

إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبَّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا.

(پ ۹ رکوع ۱۵)

جب وحی فرماتا ہے تیرا رب فرشتوں کو کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تو تم دل قائم

رکھو مسلمانوں کے۔

سیرت ابن اسحق و سیرت ابن ہشام میں ہے۔ بنی قریظہ کو جاتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راہ میں اپنے کچھ اصحاب پر گزرے۔ ان سے دریافت فرمایا، تم نے ادھر جاتے ہوئے کوئی شخص دیکھا؟ عرض کی دحیہ بن خلیفہ کو نقرہ خنگ پر سوار جاتے ہوئے دیکھا تو فرمایا!

ذَاكَ جَبْرِيلُ بُعِثَ اِلَىٰ بَنِي قُرَيْظَةَ يَزْلُزُلُ بِهِمْ حَصُونَهُمْ وَ يَقْدِفُ الرُّعْبَ فِي قُلُوبِهِمْ.

وہ جبریل تھا کہ بنی قریظہ کی طرف بھیجا گیا کہ ان کے قلعوں میں زلزلے اور ان کے دلوں میں رعب ڈالے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا جَلَسَ الْقَاضِي فِي مَجْلِسِهِ هَبَطَ عَلَيْهِ مَلَكَانِ يُسَدِّدَانِهِ وَيُوقِّفَانِهِ وَيُرْشِدَانِهِ مَا لَمْ يَجِرْ فَاِذَا جَارَ عَرَجَا وَتَرَكَاهُ.

جب قاضی مجلس حکم میں بیٹھتا ہے تو دو فرشتے اترتے ہیں کہ اس کی رائے کو درستی دیتے ہیں اور اسے ٹھیک بات سمجھنے کی توفیق دیتے ہیں۔ اور اسے نیک راستہ سمجھاتے ہیں جب تک حق سے میل نہ کرے، جہاں اس نے میل کیا۔ فرشتوں نے اسے چھوڑا اور آسمان پر اڑ گئے۔

دیلی مسند الفردوس میں صدیق اکبر و ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما، دونوں سے راوی ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں!

لَوْ لَمْ أُبْعَثْ فِيكُمْ لُبِعْثَ عُمَرُ اَيَّدَ اللّٰهُ عُمَرَ بِمَلَكََيْنِ يُوقِّفَانِهِ وَيُسَدِّدَانِهِ فَاِذَا اَخْطَا صَرَفَاهُ حَتّٰى يَكُوْنَ صَوَابًا.

اگر میں ابھی تم میں ظہور نہ فرماتا تو بے شک عمر نبی کیا جاتا۔ اللہ عز و جل نے دو فرشتوں سے تائید فرمائی ہے کہ وہ دونوں عمر کو توفیق دیتے اور ہر بات میں اسے ٹھیک راہ پر رکھتے۔ اگر عمر کی رائے لغزش کرنے کو ہوتی ہے وہ پھیر دیتے

ہیں یہاں تک کہ عمر سے حق ہی صادر ہوتا ہے۔

ملائکہ کی شان تو بلند ہے، شیاطین کو قلوبِ عوام میں تصرف دیا ہے جس سے فقط اپنے چٹے ہوئے بندوں کو مستثنیٰ کیا ہے کہ

إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ (پ ۱۵ رکوع ۷)

میرے خاص بندوں پر تیرا قابو نہیں

قال اللہ تعالیٰ

يُوسُوسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ .

شیطان جن اور لوگ، لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتے ہیں۔ (پ ۳۰ رکوع ۲۹)

وقال اللہ تعالیٰ

شَيْطَانُ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِي بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُورًا ۝ (پ ۸ رکوع ۱)

شیطان، آدمی اور جن ایک دوسرے کے دل میں ڈالتے ہیں بناوٹ کی بات دھوکے کی۔

بخاری، مسلم، ابوداؤد مثل امام احمد حضرت انس بن مالک اور مثل ابن ماجہ حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ الْإِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ.

بے شک شیطان انسان (آدمی) کی رگ رگ میں خون کی طرح ساری و جاری ہے۔

صحیحین وغیرہما میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

”جب اذان ہوتی ہے شیطان گوز زناں بھاگ جاتا ہے کہ اذان کی آواز نہ سنے۔ جب اذان ہو چکتی ہے پھر آتا ہے۔ جب تکبیر ہوتی ہے پھر بھاگ جاتا ہے جب تکبیر ہو چکتی ہے پھر آتا ہے۔“

حَتَّى يَخْطُوا بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ يَقُولُ اذْكُرْ كَذَا اذْكُرْ كَذَا لَمَّا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُهُ حَتَّى يَظُلَّ الرَّجُلُ مَا يَذُرِي كَمْ صَلَّى.

یہاں تک کہ آدمی اور اس کے دل کے اندر حائل ہو کر خطرے ڈالتا ہے۔ کہتا ہے کہ یہ بات یاد کرو وہ بات یاد کر ان باتوں کے لیے جو آدمی کے خیال میں بھی نہ تھیں، یہاں تک کہ انسان کو یہ بھی خبر نہیں رہتی کہ کتنی پڑھی۔“

امام ابو بکر بن ابی الدنیا کتاب مکائد الشیطان، اور امام اجل ترمذی نوادر الاصول میں بسند حسن، اور ابو یعلیٰ مسند اور ابن شاہین کتاب الترغیب اور بیہقی شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

اِنَّ الشَّيْطَانَ وَاَضَعَ خَطْمَهُ عَلٰی قَلْبِ ابْنِ اٰدَمَ فَاِنْ ذَكَرَ اللّٰهَ خَنَسَ وَاِنْ نَسِيَ التَّقَمَّ قَلْبُهُ فَاِذْلِكَ الْوَسْوَاسُ الْخَنَّاسُ.

بیشک شیطان اپنی چونچ آدمی کے دل پر رکھے ہوئے ہے۔ جب آدمی خدا تعالیٰ کو یاد کرتا ہے، شیطان دبک جاتا ہے اور جب آدمی (ذکر سے) غفلت کرتا ہے (بھول جاتا ہے) تو شیطان اس کا دل اپنے منہ میں لے لیتا ہے۔ تو یہ ہے۔ (شیطان خناس) وسوسہ ڈالنے والا، دبک جانے والا۔

لہ شیطان دلمہ ملکی دونوں مشہور اور حدیثوں میں مذکور ہیں۔ پھر اولیائے کرام کو قلوب میں تصرف کی قدرت عطا ہونی کیا محل انکار ہے؟ حضرت علامہ سلجاسی رحمۃ اللہ علیہ کتاب ابریز میں اپنے شیخ حضرت سیدی عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ عوام جو اپنی حاجات میں اولیائے کرام مثل حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استعانت کرتے ہیں نہ کہ اللہ عزوجل سے حضرات اولیاء نے ان کو قصد ادھر لگایا ہے کہ دعا میں مراد ملنی نہ ملنی دونوں پہلو میں عوام (مراد) نہ ملنے کی حکمتوں پر مطلع نہیں کیے جاتے۔ تو اگر بالکل خالص اللہ عزوجل ہی سے مانگتے پھر مراد ملتی نہ دیکھتے تو احتمال تھا کہ خدا کے وجود ہی سے منکر ہو جاتے۔ اس لیے اولیاء نے ان کے دلوں کو

اپنی طرف پھیر لیا کہ اب اگر (مراد) نے ملنے پر بے اعتقادی کا دوسرا آیا بھی تو اس ولی کی نسبت آئے گا جس سے مدد چاہی تھی۔ اس میں ایمان تو سلامت رہے گا۔

حدیث اول: مولانا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ الباری کتاب مستطاب نزہۃ الخاطر القاتر فی ترجمہ سیدی الشریف عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں فرماتے ہیں

روی الشيخ الجليل ابو صالح المغربي رحمه الله تعالى انه قال قال لي سیدی الشيخ شعيب ابو مدين قدس الله سره يا ابا صالح سافر الى بغداد وات الشيخ محي الدين عبدالقادر ليعلمك الفقر فسافرت الى بغداد فلما رايت رايت رجلا مارايت اكثر هيبه منه فساق الحديث الى اخره الى ان قال قلت يا سیدی اريد ان تمدني منك بهذا الوصف فنظر نظره فترقت عن قلبي جواذب الارادت كما يتفرق الظلام بهجوم النهار وانا الان انفق من تلك النظرة.

یعنی شیخ جلیل ابو صالح مغربی رحمہ اللہ تعالیٰ نے روایت کی، مجھ کو میرے شیخ حضرت ابو شعیب مدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ اے ابو صالح! سفر کر کے حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر کے حضور حاضر ہو کہ وہ تجھے کو فقر تعلیم فرمائیں۔ میں بغداد گیا جب حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا میں نے اس ہیبت و جلال کا کوئی بندہ خدا نہ دیکھا تھا۔ حضور نے مجھ کو ایک سو بیس دن یعنی تین چلے خلوت میں بٹھایا۔ پھر میرے پاس تشریف لائے اور قبلہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ اے ابو صالح! ادھر کو دیکھ تجھے کو کیا نظر آتا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ کعبہ معظمہ پھر مغرب کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ادھر کو دیکھ تجھے کیا نظر آتا ہے؟ میں نے عرض کی میرے پیر ابو مدین، فرمایا کدھر جانا چاہتا ہے؟ کعبہ کو یا اپنے پیر کے پاس؟ میں نے کہا اپنے پیر کے پاس، فرمایا ایک قدم میں جانا چاہتا ہے یا

جس طرح آیا تھا؟ میں نے عرض کیا بلکہ جس طرح آیا تھا۔ فرمایا یہ افضل ہے۔ پھر فرمایا۔ اے ابوصالح! اگر تو فقیر چاہے تو ہرگز بے زینہ اس تک نہ پہنچے گا۔ اور اس کا زینہ تو حید ہے۔ اور تو حید کا مدار یہ ہے کہ عین السر کے ساتھ دل سے ہر خطرہ مٹا دے۔ لوح دل بالکل پاک و صاف کر لے۔ میں نے عرض کی اے میرے آقا! میں چاہتا ہوں کہ حضور اپنی مدد سے یہ صفت مجھ کو عطا فرمائیں۔ یہ سن کر حضور نے ایک نگاہ کرم مجھ پر فرمائی کہ ارادوں کی تمام کششیں میرے دل سے ایسے کا فور ہو گئیں جیسے دن کے آنے سے رات کی اندھیری اور میں آج تک حضور کی اسی ایک نگاہ سے کام چلا رہا ہوں۔

امام اجل مصنف بیہجۃ الاسرار شریف کی جلالت شان اور اس کتاب جلیل کی صحت و عظمت: یہ حدیث جلیل حضرت امام اجل سید العلماء شیخ القراء عمدة العرفاء نور الملة والدین ابوالحسن علی بن یوسف بن جریر الحمی شطنوفی قدس سرہ العزیز نے کہ صرف دو واسطہ سے حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہیں۔ امام جلیل الشان، شیخ القراء ابوالخیر شمس الدین محمد بن الجزری رحمہ اللہ تعالیٰ مصنف حصن حصین شریف کے استاذ ہیں۔ امام ذہبی صاحب میزان الاعتدال ان کی مجلس مبارک میں حاضر ہوئے۔ اور طبقات القراء میں ان کی مدح و ستائش کی۔ اور ان کو اپنا امام یکتا لکھا۔

حَيْثُ قَالَ عَلِيُّ بْنُ يُوسُفَ بْنِ جَرِيرٍ اللَّحْمِيُّ الشَّطْنُوفِيُّ الْإِمَامُ الْأَوْحَدُ الْمُقَرَّرُ نُورُ الدِّينِ شَيْخُ الْقُرَاءِ بِالْأَمَارِ الْمِصْرِيَّةِ.
چنانچہ کہا کہ علی بن یوسف بن جریر نور الدین امام یکتا، مدرس قرأت اور بلاد مصر میں شیخ القراء ہیں۔

سید عبد اللہ بن اسعد یافعی شافعی یمنی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فی مرآة الجنان میں حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو ان مناقب جلیلہ سے یاد فرمایا۔

روی الشيخ الامام الفقيه العالم المقرئ ابو الحسن علي بن يوسف بن جرير بن معضاد الشافعي اللحمي في مناقب الشيخ عبد القادر رضي الله تعالى عنه بسنده الخ.

شیخ و امام، زبردست فقیہ، مدرس قرأت علی ابن یوسف بن جریر بن معصود شافعی
نخعی نے شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے۔
اور امام اجل شمس المملۃ والدین ابوالخیر ابن الجزری مصنف حصن حصین نے
نہایۃ الدراءات فی اسماء الرجال القراءات میں فرمایا

علی بن یوسف بن جریر بن فضل بن معصود نور الدین ابو
الحسن اللخمی الشطنوفی الشافعی الاستاذ المحقق البارع
شیخ الدیار المصریۃ ورد بالقاهرة سنة اربع واربعين
وستمائة وتصدر للاقراء بالجامع الازهر من القاهرة وتکاتر
علیه الناس لاجل الفوائد والتحقیق وبلغنی انه عمل علی
الشاطبیۃ شرحاً فلو کان ظهر لکان من اجود شروحها توفي
يوم السبت اوان الظهر ودفن يوم الاحد والعشرين من ذی
الحجة سنة ثلث عشرة وسبع مائة رحمة الله تعالیٰ.

یعنی علی بن یوسف نور الدین ابوالحسن شافعی استاد محقق ایسے کمال والے جو
عقلوں کو حیرن کر دے۔ بلاد مصر کے شیخ قاہرہ مصر میں ۶۴۲ھ میں پیدا ہوئے
اور مصر کی جامع ازہر میں صدر تعلیم پر جلوس فرمایا۔ ان کے فوائد و تحقیق کے
سبب خلافت کا ان پر ہجوم ہوا۔ میں نے سنا کہ شاطبیہ پر بھی اس جناب نے
شرح لکھی۔ یہ شرح اگر ظاہر ہوتی تو ان کی تمام شرحوں سے بہتر شروع میں
ہوتی۔ روز دوشنبہ بوقت ظہر وفات پائی اور بروز یک شنبہ ۲۰ ذی الحجہ ۷۱۳ھ
میں دفن ہوئے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

اور امام اجل جلال المملۃ والدین جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حسن
المحاضرة باخبار مصر والقاهرة میں فرمایا:

علی بن یوسف بن جریر اللخمی الشطنوفی الامام الاوحد
نور الدین ابوالحسن شیخ القراء بالديار المصرية تصدر
للاقراء بالجامع الازهر وتکاتر علیہ الطلبة.

یعنی علی بن یوسف ابوالحسن نورالدین امام یکتا ہیں۔ اور بلاد مصر میں شیخ القراء پھر ان کا مسند تعلیم پر جلوس اور طلبہ کا ہجوم، اور تاریخ ولادت و وفات اسی طرح ذکر فرمائی، نیز امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس جناب کا تذکرہ اپنی کتاب بغیۃ الوعاة میں لکھا۔ اور اس میں نقل فرمایا کہ:

لَهُ الْبَيْدُ الطُّوْلَى فِي عِلْمِ التَّفْسِيرِ.

علم تفسیر میں ان کو ید طولی تھا۔

اور حضرت شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے کتاب ”زبدۃ الاسرار“ میں حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے فضائل عالیہ یوں بیان فرمائے۔

بہجة الاسرار من تصنیف الشیخ الامام الاجل الفقیہ العالم المقرئ الاحد البارع نورالدین ابن الحسن علی بن یوسف الشامی اللخمی و بینہ و بین الشیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ واسطتان وهو داخل فی بشارۃ قوله رضی اللہ تعالیٰ عنہ طوبی لمن رانی ولمن رای من رانی ولمن رای من رانی.

یعنی امام اجل، فقیہ، عالم، مدرس قرأت، یکتا، عجب صاحب کمال، نورالدین ابوالحسن علی بن یوسف شافعی، نحوی، ان میں اور حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں صرف دو واسطے ہیں۔ اور وہ حضور پر نور سر کا غوثیت کی اس بشارت میں داخل ہیں کہ شادمانی ہے اسے جس نے مجھ کو دیکھا اور اسے جس نے میرے دیکھنے والوں کو دیکھا اور اسے جس نے میرے دیکھنے والے کے دیکھنے والوں کو دیکھا۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ایسے اکابر ائمہ جن کی امامت و عظمت و جلالت شان کے ایسے مداح ہوئے۔ اپنی کتاب مستطاب ہجۃ الاسرار و معدن الانوار شریف میں (کہ امام اجل یا فقی وغیرہ اکابر اس سے سند لیتے ہوئے امام اجل شمس المملۃ والدین ابوالخیر ابن الجزری مصنف حصن حصین نے یہ کتاب مستطاب حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر حنفی و سطوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ سے پڑھی۔ اور حدیث کی طرح اس کی

سند حاصل کی۔ اور علامہ عمر بن عبدالوہاب حلبی نے اس کی روایات معتمد ہونے کی تصریح کی۔ اور حضرت شیخ محقق محدث دہلوی نے زبدۃ الآثار شریف میں فرمایا

ایں کتاب ہجۃ الاسرار کتابے عظیم و شریف و مشہور است۔

یہ کتاب ہجۃ الاسرار ایک عظیم و شریف اور مشہور کتاب ہے۔

اور زبدۃ الاسرار شریف میں اس کی روایات صحیح و ثابت ہونے کی تصریح کی یوں۔ سند صحیح روایت فرمائی کہ:

حد ثنا الفقیہ ابو الحجاج یوسف بن عبدالرحیم بن حجاج بن یعلیٰ الفاسی المالکی المحدث بالقاهرة ۶۷۱ھ قال قال خبرنا جدی حجاج بفاس ۶۳۳ھ قال حججت مع الشیخ ابی محمد صالح بن ویرجان الدکالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۵۸۸ھ فلما کنا بعرفات والفینا بها الشیخ ابوالقاسم عمر بن مسعود المعروف بالبزاز فتسالما وجلسا یتذکران ایام الشیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال الشیخ ابو محمد قال بی سیدی الشیخ ابو مدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا صالح سافر الی بغداد الحدیث۔

یعنی فقیہ محدث ابوالحجاج نے ہم سے حدیث بیان کی کہ میرے جد امجد حجاج بن یعلیٰ بن عیسیٰ فاسی نے مجھے خبر دی کہ میں نے شیخ ابومحمد صالح کے ساتھ ۵۸۸ھ میں حج کیا۔ عرفات میں ہم کو حضرت شیخ ابوالقاسم عمر بزاز ملے۔ دونوں شیخ بعد سلام بیٹھ کر حضور پر نور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر فرمانے لگے۔ ابومحمد صالح نے فرمایا مجھ سے میرے شیخ حضرت شعیب ابو مدین نے فرمایا اے صالح! سفر کر کے بغداد حاضر ہو۔

تنبیہ: یہاں سے معلوم ہوا کہ ان شیخ کا نام گرامی صالح ہے اور کنیت ابومحمد، نزمۃ الخاطر میں ابو صالح واقع ہوا سہو قلم ہے۔

حدیث دوم: یہی حدیث جلیل الفتوح میں ہے کہ جب حضرت صالحؑ یہ روایت فرما چکے تو حضرت سید عمر بزاز قدس سرہ نے فرمایا۔

وانا ایضاً کنت جالساً بین یدیه فی خلوتہ فضرب بیدہ فی صدری فاشرق فی قلبی نور علی قدر دائرة الشمس ووجدت الحق من وقتی وانا الی الان فی زیادة من ذلک النور .

یعنی یوں ہی میں بھی ایک روز حضور پور نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے حضور خلوت میں حاضر تھا۔ حضور نے اپنے دست مبارک کو میرے سینے پر مارا۔ فوراً ایک نور قرص آفتاب کے برابر میرے دل میں چمک اٹھا۔ اور اسی وقت سے میں نے حق کو پایا۔ اور آج تک وہ نور ترقی کر رہا ہے۔

حدیث سوم: امام ممدوح اسی ہجۃ الاسرار شریف میں بایں سند راوی

حدثنا الشیخ ابو الفتوح محمد ابن الشیخ ابی المحاسن یوسف بن اسماعیل التیمی البکری البغدادی قال اخبرنا الشیخ الشریف ابو جعفر محمد بن ابی القاسم العلوی قال اخبرنا الشیخ العارف ابو الخیر بشر بن محفوظ ببغداد الحدیث .

یعنی ہم سے شیخ ابو الفتوح محمد صدیقی بغدادی نے حدیث بیان کی کہ ہم کو سید ابو جعفر محمد علوی نے خبر دی کہ ہم سے شیخ عارف باللہ ابو الخیر بشر بن محفوظ بغدادی نے اپنے دولت خانے پر بیان فرمایا کہ ایک روز میں اور بارہ صاحب اور (جن کے نام حدیث میں مفصل مذکور ہیں) خدمت اقدس حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حاضر تھے کہ حضور نے فرمایا
لِیَطْلُبَ کُلُّ مِنْکُمْ حَاجَةً أُعْطِیْهَا لَہٗ .

تم میں ہر ایک ایک ایک مراد مانگے، کہ ہم عطا فرمائیں (اس پردس صاحبوں نے دینی حاجتیں متعلق علم و معرفت اور تین شخصوں نے دنیوی عہدہ و منصب

کی مرادیں مانگیں جو تفصیل مذکور ہیں۔

حضور پر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

كُلًّا نَعْمِدُ هَؤُلَاءِ وَهَؤُلَاءِ مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ
مَحْظُورًا ۝

خدا کی قسم! جس نے جو مانگا تھا پایا میں نے یہ مراد چاہی تھی کہ ایسی معرفت مل جائے کہ وارداتِ قلبی میں مجھے تمیز ہو جائے کہ یہ وارد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور یہ نہیں۔ (اوروں کو ان کی مرادیں ملنے کی تفصیل بیان کر کے فرماتے ہیں)۔

واما انا فان الشيخ رضى الله تعالى عنه وضع يده على
صدرى وانا جالس بين يديه فى مجلس ذلك فوجدت فى
الوقت العاجل نوراً فى صدرى وانا الى الان افرق به بين
موارد الحق والباطل واميز به بين احوال الهدى والضلال
و كنت قبل ذلك شديد القلق لا لتباسها على.

اور میری یہ کیفیت ہوئی کہ میں حضور کے سامنے حاضر تھا۔ حضور نے اسی مجلس میں اپنا دست مبارک میرے سینے پر رکھا۔ فوراً ایک نور میرے سینے میں چمکا کہ آج تک بھی اسی نور سے تمیز کر لیتا ہوں کہ یہ وارد حق ہے اور یہ باطل، یہ حال ہدایت ہے اور یہ گمراہی، اور اس سے پہلے مجھے تمیز نہ ہو سکنے کے باعث سخت قلق رہا کرتا تھا۔

حدیث چہارم: امام ممدوح اسی کتاب جلیل الفتوح میں اس سند عالی سے راوی ہیں کہ

اخبرنا ابو محمد بن الحسن ابن ابى عمران القرشى و ابو
محمد سالم بن على الدمياطى قال اخبرنا الشيخ العالم
الربانى شهاب الدين عمر السهروردى الحديث.

یعنی ہمیں ابو محمد قرشی و ابو محمد دمیاطی نے خبر دی دونوں نے فرمایا کہ ہمیں حضرت
شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین عمر سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سردار سلسلہ

سہروردیہ نے خبر دی کہ مجھے علم کلام کا بہت شوق تھا۔ میرے عم مکرم پیر معظم حضرت سیدی نجیب الدین عبدالقادر سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ کو منع فرماتے تھے۔ اور میں باز نہ آتا تھا۔ ایک روز مجھے ساتھ لے کر بارگاہ غوثیت پناہ میں حاضر ہوئے۔ راہ میں مجھ سے فرمایا۔ اے عمر! ہم اس وقت اس کے حضور حاضر ہونے کو ہیں جس کا دل اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دیتا ہے۔ دیکھو ان کے سامنے باحتیاط حاضر ہونا، کہ ان کے دیدار سے برکت پاؤ۔

جب ہم حاضر بارگاہ ہوئے میرے پیر نے حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی اے میرے آقا! یہ میرا بھتیجا علم کلام میں آلود ہے میں منع کرتا ہوں، نہیں مانتا۔ حضور نے مجھے فرمایا۔ اے عمر! تم نے علم کلام میں کوئی کتاب حفظ کی ہے۔ میں نے عرض کی فلاں فلاں کتابیں۔

نامریدہ علی صدری فواللہ مانزعہا وانا احفظ من تلک الکتب لفظۃ و انسانی اللہ جمیع مسائلہا ولکن وفراللہ فی صدری العلم الدنی فی الوقت العاجل فقامت من بین یدیہ وانا انطق بالحکمة وقال لی یا عمر ان اخر المشہورین بالعراق قال وکان الشیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سلطان الطریق والتصرف فی الوجود علی التحقیق۔

حضور نے دست مبارک میرے سینے پر پھیرا، خدا تعالیٰ کی قسم! ہاتھ ہٹانے نہ پائے تھے کہ مجھے ان کتابوں سے ایک لفظ بھی یاد نہ رہا۔ اور ان کے تمام مطالب اللہ تعالیٰ نے مجھے بھلا دیئے۔ ہاں! اللہ تعالیٰ نے میرے سینے میں فوراً علم لدنی بھر دیا۔ تو میں حضور کے پاس سے علم الہی کا گویا ہو کر اٹھا۔ اور حضور نے مجھ سے فرمایا ملک عراق میں سب سے پچھلے نامور تم ہو گے۔ یعنی تمہارے بعد عراق بھر میں کوئی اس درجہ شہرت کو نہ پہنچے گا۔

اس کے بعد امام شیخ الشیوخ سہروردی فرماتے ہیں۔

حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بادشاہ طریق ہیں۔ اور تمام عالم میں

یقیناً تصرف فرمانے والے، رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

پھر امام مذکور بسند خود حضرت شیخ نجم الدین تفتلیسی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت فرماتے ہیں۔

میرے شیخ حضرت شیخ الشیوخ نے مجھے بغداد مقدس میں چلے میں بٹھایا تھا۔ چالیسویں روز میں واقعہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت شیخ الشیوخ ایک بلند پہاڑ پر تشریف فرما ہیں۔ اور ان کے پاس بکثرت جواہر ہیں۔ اور پہاڑ کے نیچے ابنوہ کثیر جمع ہے۔ حضرت شیخ پیمانے بھر بھر کر وہ جواہر خلق پر پھینکتے ہیں۔ اور لوگ لوٹ رہے ہیں۔ جب جواہر کی پر آتے ہیں خود بخود بڑھ جاتے ہیں۔ گویا چشمے سے ابل رہے ہیں۔

دن ختم کر کے میں خلوت سے باہر نکلا اور حضرت شیخ الشیوخ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ جو دیکھا تھا عرض کروں میں ابھی کہنے نہ پایا تھا کہ حضرت شیخ نے فرمایا۔ جو تم نے دیکھا وہ حق ہے۔ اور اس جیسے کتنے ہی، یعنی صرف اتنے ہی جواہر نہیں جو تم نے دیکھے، بلکہ اتنے اتنے اور بہت سے ہیں، یہ وہ جواہر ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علم کلام کے بدلے میرے سینے میں بھر دیئے ہیں، رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

اس سے بڑھ کر دلوں پر قابو اور کیا ہوگا کہ ایک ہاتھ مار کر تمام حفظ کی ہوئی کتابیں یکسر محو فرمادیں کہ نہ ان کا ایک لفظ یاد رہے اور نہ اس علم کا کوئی مسئلہ اور ساتھ ہی علم لدنی سے سینہ بھر دیں۔

حدیث پنجم: امام ممدوح اسی کتاب جلیل الفتوح میں اس سند عالی سے راوی

حدثنا الشيخ الصالح ابو عبد الله محمد بن كامل بن ابو المعالي الحسيني قال سمعت الشيخ العارف ابا محمد مفرج بن بن بنهان بن ركاف الشيباني.

یعنی ہم سے شیخ صالح ابو عبد اللہ محمد حسینی نے حدیث بیان کی کہ میں نے شیخ عارف ابو محمد مفرج کو فرماتے سنا کہ جب حضور پر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شہرہ

ہوا۔ فقہائے بغداد سے سوفیہ کہ فقاہت میں سب سے اعلیٰ اور ذہین تھے۔ اس بات پر متفق ہوئے کہ انواع علوم سے سو مختلف مسئلے حضور سے پوچھیں۔ ہر فقیہ اپنا جدا مسئلہ پیش کرے۔ تاکہ انہیں جواب سے بند کر دیں۔ یہ مشورہ گانٹھ کر سو مسئلے الگ الگ چھانٹ کر حضور اقدس کی مجلس وعظ میں آئے۔ حضرت شیخ مفرج فرماتے ہیں۔ میں اس وقت مجلس وعظ میں حاضر تھا۔ جب وہ فقہاء آ کر بیٹھ گئے تو حضور پر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سر مبارک جھکایا اور سینہ انور سے نور کی ایک بجلی چمکی جو کسی کو نظر نہ آئی، مگر جسے خدا تعالیٰ نے چاہا اس بجلی نے ان سب فقیہوں کے سینوں پر دورہ کیا، جس جس کے سینے پر گزرتی ہے وہ حیرت زدہ ہو کر تڑپنے لگتا ہے۔ پھر وہ سب فقہاء ایک ساتھ چلانے لگے اور اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے، اور سر ننگے ہو کر منبر اقدس پر گئے اور اپنے سر حضور پر نور کے قدموں پر رکھے۔ تمام مجلس سے ایک شورا اٹھا جس سے میں نے سمجھا کہ بغداد پھر ہل گیا۔ حضور پر نور ان فقیہوں کو ایک ایک کر کے اپنے سینہ مبارک سے لگاتے اور فرماتے تیرا سوال یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے۔ یونہی ان سب کے مسائل اور ان کے جواب ارشاد فرما دیئے۔ جب مجلس مبارک ختم ہوئی تو میں ان فقیہوں کے پاس گیا اور ان سے کہا یہ تمہارا حال کیا ہوا تھا؟ بولے:

لما جلسنا فقدنا جميع مانعرفه من العلم حتى كأنه نسخ منا فلم يمر بنا قط فلما ضمنا الى صدره رجع الى كل منا مانزع عنه من العلم ولقد ذكرنا مسائلنا التي هيانا هاله وذكر فيها اجوبته.

جب ہم وہاں بیٹھے جتنا آتا تھا، دفعۃً سب ہم سے گم ہو گیا، ایسا مٹ گیا کہ کبھی ہمارے پاس ہو کر نہ گزرا تھا۔ جب حضور نے ہمیں اپنے سینہ مبارک سے لگایا، ہر ایک کے پاس اس کا چھنا ہوا علم پلٹ آیا، ہمیں وہ اپنے مسئلے بھی یاد نہ رہے تھے جو حضور کے لیے تیار کر کے لے گئے تھے۔ حضور نے وہ مسائل

بھی ہمیں یاد دلائے اور ان کے وہ جواب ارشاد فرمائے جو ہمارے خیال میں بھی نہ تھے۔

اس سے زیادہ قلوب پر اور کیا قبضہ درکار ہے کہ ایک آن میں اکابر علماء کو تمام عمر کا پڑھنا لکھنا سب بھلا دیں اور پھر ایک آن میں عطا فرمائیں۔

حدیث ششم: اخبرنا الشيخ ابو الحسن علي بن عبد الله البهري و ابو محمد سالم الدمياطي الصوفي قالا سمعنا الشيخ شهاب الدين السهروردي الحديث.

یعنی ہمیں شیخ ابوالحسن ابہری و ابو محمد سالم الدمیاطی الصوفی نے خبر دی، دونوں نے فرمایا کہ ہم نے حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی کو فرماتے سنا کہ میں ۶۰ھ میں اپنے شیخ معظم و عم مکرم حضرت سیدی نجیب الدین عبدالقادر سہروردی کے ہمراہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور حاضر ہوا۔ میرے شیخ نے حضور کے ساتھ عظیم ادب برتا۔ اور حضور کے ساتھ ہمہ تن گوش بے زبان ہو کر بیٹھے۔ جب ہم مدرسہ نظامیہ کو واپس آئے میں نے اس ادب کا حال پوچھا۔ فرمایا۔

كيف لا اتادب مع من صرفه مالكي في قلبي وحالي وقلوب الاولياء واحوالهم ان شاء امسكها وان شاء ارسلها.

میں کیوں کر ان کا ادب نہ کروں، جن کو میرے مالک نے دل اور میرے حال اور تمام اولیاء کے قلوب و احوال پر تصرف بخشا ہے، چاہیں روک لیں چاہیں چھوڑ دیں کہتے قلوب پر کیسا عظیم قبضہ ہے۔

حدیث ہفتم: امام ممدوح قدس سرہ اسی کتاب عالی نصاب میں اسی سند صحیح سے روایت فرماتے ہیں کہ

حدثنا الشيخ ابو محمد القاسم بن احمد الهاشمي والحرمي الخيلي قال اخبرنا الشيخ ابو الحسن علي الخباز قال اخبرنا الشيخ ابو القاسم عمر بن مسعود البزار . الحديث.

یعنی شیخ ابو محمد ہاشمی ساکن حرم محترم نے ہم سے حدیث بیان کی کہ انہیں عارف باللہ حضرت ابوالحسن علی خباز نے خبر دی کہ انہیں امام اجل عارف اکمل سیدی عمر بزار نے خبر دی کہ میں پندرہ جمادی الآخر ۵۵۶ھ روز جمعہ کو حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ مسجد جامع کو جاتا تھا۔ راہ میں کسی شخص نے حضور کو سلام نہ کیا۔ میں نے اپنے جی میں کہا۔ سخت تعجب ہے۔ ہر جمعہ کو تو خلائق کا حضور پر وہ ازدحام ہوتا تھا کہ ہم مسجد تک بمشکل پہنچ پاتے تھے۔ آج کیا واقعہ ہے کہ کوئی سلام تک نہیں کرتا۔ یہ بات ابھی میرے دل میں پوری آنے بھی نہ پائی تھی کہ حضور پر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تبسم فرماتے ہوئے میری طرف دیکھا اور معا لوگ تسلیم و مجرا کے لیے چاروں طرف سے دوڑ پڑے، یہاں تک کہ میرے اور حضور کے بیچ میں حائل ہو گئے۔ میں اس ہجوم میں حضور سے دور رہ گیا۔ میں نے اپنے جی میں کہا کہ اس حالت سے تو وہی پہلا حال اچھا تھا۔ یعنی دولت قرب تو نصیب تھی۔ یہ خطرہ میرے دل میں آتے ہی معا حضور نے میری طرف پھر کر دیکھا اور تبسم فرمایا۔ اور ارشاد کیا اے عمر! تم ہی نے تو اس کی خواہش کی تھی۔

او ما عملت ان قلوب الناس بیدی ان شئت صرفتها عنی
وان شئت اقلبت بها الی۔

یعنی کیا تمہیں معلوم نہیں کہ لوگوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں چاہوں تو اپنی طرف سے پھیر دوں اور چاہوں تو اپنی طرف متوجہ کر لوں۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمنہ وجعلناہ وبہ الیہ ولم یقطعنا
بجاء لیدیہ امین۔

یہ حدیث کریم (مذکورہ بالا) بعینہ انہیں الفاظ سے مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الباری نے نزہۃ الخاطر الفاتر شریف میں ذکر کی۔ عارف باللہ سیدی نور الملک والدین جامی قدس سرہ السامی فحاشات الانس شریف میں اس حدیث کو لا کر ارشاد قدس کا ترجمہ یوں تحریر فرماتے ہیں

ندانستہ کہ دلہائے مردم بدست من است اگر خواہم دلہائے ایساں را از خود گردانم، و اگر خواہم روئے در خود کنم۔

تو نہیں جانتا کہ لوگوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں اگر چاہوں تو ان لوگوں کے قلوب از خود پھیر دوں اور اگر چاہوں تو اپنی طرف متوجہ کر لوں۔ یہی تو اس سگ کوئے قادری غفرلہ بمولانا نے عرض کیا تھا۔

بندہ مجبور ہے خاطر پہ ہے قبضہ تیرا

اور دو شعر بعد عرض کیا تھا

کنجیاں دل کی خدا نے تجھے دیں ایسی کر

کہ یہ سینہ ہو محبت کا خزینہ تیرا

اس قصیدہ مبارک کے وصل چہارم میں ان اشقیاء کا رد تھا جو حضور پر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تنقیص شان کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان کے ناپاک کلموں سے غلامان بارگاہ کے قلب پر کیا کچھ صدمہ نہیں پہنچتا۔ اپنے اور اپنے خواجہ تاشوں کی تسکین کو وہ مصرع تھا جس طرح دوسری جگہ عرض کیا ہے

رنج اعداء کا رضا چارہ ہی کیا ہے جب انہیں

آپ گستاخ رکھے حلم و شکیبائی دوست

اور یہ اس آیہ کریمہ کا اتباع ہے کہ:

لَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدَىٰ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْجَاهِلِينَ .

اللہ چاہتا تو سبھی کو ہدایت پر جمع فرمادیتا تو نادان نہ بن۔

اب اس کلام کو ایک حدیث مفید مسلمین و محافظ ایمان و دین پر ختم کریں امام ممدوح قدس سرہ فرماتے ہیں

حدثنا الشيخ الفقيه ابو الحسن علي بن الشيخ ابو العباس

احمد بن المبارك البغدادي الحریمی۔ قال اخبرنا الفقيه

ابو محمد عبد القادر بن عثمان التیمی الحنبلی قال اخبرنا

الشیخ محمد بن عبداللطیف الترمسی البغدادی الصوفی
قال كان شيخنا الشيخ محي الدين عبدالقادر رضي الله
تعالى عنه اذا تكلم بالكلام العظيم بقول عقيبہ باللہ قولوا
صدقنا وانا اتكلم عن يقين لا شك فيه انما انطق فانطق
اعطى فافرق و او مرفا فعل والعهدۃ على من امرنى فالدية
على العاقلة تكذيبكم لى سم سامة لاديانكم وسبب لذهاب
ديناكم واخرنكم اناسيا فانا قتال ويحذر كم الله نفسه لو لا
لجام الشريعة على لسانى لاخبرتكم بما تاكلون وما تدخرون
فى بيوتكم انتم بين يدى كالقوارير نرى ما فى بطونكم
وطواهركم لولا لجام الحكم على لسانى لنطق صاع يوسف
بما فيه لكن العلم مستجير بذيل العالم كيلا يبدى مكنونه.

یعنی حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کوئی عظیم بات فرماتے
تو اس کے بعد ارشاد فرماتے تم پر اللہ عز و جل کا عہد ہے کہ کہو حضور نے سچ کہا
میں اس یقین سے کلام فرماتا ہوں جس میں اصلاً کوئی شک نہیں میں کہلوا یا
جاتا ہوں تو کہتا ہوں۔ اور مجھے عطا کرتے ہیں تو تقسیم فرماتا ہوں۔ اور مجھے حکم
ہوتا ہے تو میں کام کرتا ہوں۔ اور ذمہ داری اس پر ہے جس نے مجھے حکم دیا۔
اور خون بہا مددگاروں پر، تمہارا میری بات کو جھٹلانا تمہارے دین کے حق میں
زہر ہلاہل ہے جو اسی ساعت ہلاک کر دے اور اس میں تمہاری دنیا و آخرت
کی بربادی ہے۔ میں تیغ زن ہوں، میں سخت کش ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ تمہیں
اپنے غضب سے ڈراتا ہے۔ اگر شریعت کی روک میری زبان پر نہ ہوتی تو
میں تمہیں بتا دیتا جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع رکھتے ہو۔ تم سب
میرے سامنے شیشے کی طرح ہو۔ تمہارا فقط ظاہر ہی نہیں بلکہ جو کچھ تمہارے
دلوں کے اندر ہے وہ سب ہمارے پیش نظر ہے۔ اگر حکم الہی کی روک میری
زبان پر نہ ہوتی تو یوسف کا پیمانہ خود بول اٹھتا کہ اس میں کیا ہے۔ مگر ہے یہ کہ

علم عالم کے دامن سے لپٹا ہوا پناہ مانگ رہا ہے کہ راز کی باتیں فاش نہ فرمائیے۔

صدقۃ یا سیدی واللہ انت الصادق المصدوق من عند اللہ
وجلّی لسان رسول للہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیک
وبارک وسلم وشرف ومجد وعظم وکرم۔

اے میرے آقا! آپ نے سچ فرمایا۔ قسم خدا کی اللہ عزوجل کے نزدیک اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق آپ بڑے سچے ہیں۔
آپ پر بھی اللہ کی رحمت و برکت اور سلام۔

یہ مختصر عجالہ بصور رسالہ ظاہر ہوا۔ اور اس میں دو مسئلوں پر کلام تھا۔ ایک لفظ
”شہنشاہ“ (جو شرح حدائق بخشش ”شرح کلام رضانی نعت المصطفیٰ“ میں آپ
اعلیٰ حضرت ہی کے قلم حقیقت رقم سے ہے۔ حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو کے
تحت پڑھیں گے۔ ان شاء اللہ العزیز الکریم الجلیل) دوسرے یہ کہ قلوب پر سید
اکرم و مولائے ائم حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قبضہ و تصرف ہے
لہذا مناسب کہ اس کا تاریخی نام۔ فقہ شہنشاہ وان القلوب بید
المحبوب بعطاء اللہ رکھا جائے۔

والحمد لله رب العالمین و افضل الصلوٰۃ والسلام علی
افضل المرسلین والہ و صبحہ وابنہ و حزبہ اجمعین۔ امین۔

واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ اتم و احکم
کتبہ عبد المذنب احمد رضا بریلوی عفی عنہ بحمد المصطفیٰ علیہ افضل التحیۃ والثناء
سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

من استغاث بی فی کربۃ کشفتم عنہ و من نادى باسمی فی
شدۃ فرجت عنہ و من توسل الی اللہ بی قضیت حاجتہ

(اخبار الاخیار، سفینۃ الاولیاء)

میں مصیبت کے وقت اپنے پکارنے والے کی مدد کرتا ہوں اور جو میرے

ویسے سے دعا کرے اللہ اس کی حاجت پوری فرماتا ہے
 جو دکھ بھر رہا ہوں جو غم سہہ رہا ہوں
 کہوں کس سے تیرے سوا غوث اعظم
 کمر بستہ بر خون من نفس قاتل
 انٹنی برائے خدا غوث اعظم

ایک مرتبہ آپ نے نفلی نماز کے بعد با آواز بلند کچھ کہا اور اپنی ایک کھڑاؤں کو اٹھا کر ہوا میں زور سے پھینکا پھر دوسری کو بھی۔ کھڑائیں غیب ہو گئیں۔ تین دن بعد ایک قافلہ دونوں کھڑائیں لے کر آیا تو آپ کی بارگاہ میں نذر پیش کی۔ جب واپس جانے لگا تو مریدین نے قافلہ والوں سے پوچھا! کھڑائیں کہاں سے لائے ہو اور یہ نذر کیسی؟ انہوں نے کہا! تین صفر کو ہم جنگل میں جا رہے تھے کہ عرب کے ڈاکوؤں نے ہمیں لوٹ لیا اور ہمارے بہت سارے افراد کو مار دیا، ہم نے مجبور ہو کر غوث اعظم کو پکارا کہ اگر ہماری دستگیری ہو جائے تو ہم حاضر ہو کر نذر پیش کریں گے ابھی ہم یہ کہہ ہی رہے تھے کہ ایک آواز گونجی جس سے سارا جنگل گونج اٹھا وہ ڈاکو ڈر گئے اور انہوں نے ہمارا سارا مال واپس کر دیا ہم نے دیکھا تو ان کے دوسرے دارمرے پڑے تھے اور ان کے پاس پانی سے تر یہ کھڑائیں پڑی تھیں (جو غوث پاک نے وضو کرنے کے بعد پھینکی تھیں)۔ (سفینۃ الاولیاء، قلائد الجواہر)

ساقی بغداد گجھ ہووے عطا بغداد دی

ان سَقَائِي الْحُبِّ دے خُم وِچوں پلا بغدادی

خیرتے ہے کیوں نہ ہووے ساری محفل تُوں سُردور

دور گاساتِ الوصال دا، گھٹا بغدادی

گو نجدی رہندی اے ہر تھاں شینا لہ دی صدا

وگدی ہر دم رہندی اے جوئے سخا بغدادی

پہنچے ہوئے نہیں چوہاں گوٹاں تے چارے سلسلے
 وگدی ہر دم رہندی اے جوئے سخا بغدادی
 پہنچے ہوئے نہیں چوہاں گوٹاں تے چارے سلسلے
 مہمیلدی رہندی اے ہر پاسے ضیا بغدادی
 چوراں دے وچ پیدا ہو جاندی اے ابدالوں دی شان
 سوہنا اے ماحول، سوہنی اے فضا بغدادی
 فضل نالو نال ای آجائے گا لہ کرم
 تیرے دل آؤنی اے جس ویلے ہوا بغدادی



(19) جس کو للکار دو آتا ہو تو الٹا پھر جائے
 جس کو چکار لے ہر پھر کے وہ تیرا تیرا

حل لغات و تشریح:

للکار: جھڑک

چکار: پیار

ہر پھر کے: ہر طرف سے مجبور ہو کر

اے غوث اعظم! مقابلہ میں آنے والے کو اگر آپ للکاریں تو اس کی کیا مجال
 کہ اٹے پاؤں واپس نہ بھاگ جائے۔ اور جب آپ کسی کو دلا سہ دے دیں تو
 وہ آپ کا حلقہ بگوش غلام ہو جائے۔

بلکہ آپ کی چکار سے تو مردوں کو زندگی مل جاتی ہے چنانچہ ایک دفعہ ایک
 عورت اپنا بچہ لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا! میرے اس
 بچے کو آپ سے بہت محبت ہے اور آپ کے مدرسہ میں داخل ہونا چاہتا ہے،

میں اس کو اپنے حقوق معاف کرتی ہوں آپ اس کو قبول فرمائیں، آپ نے اس کو داخل کر کے منازل سلوک طے کرانی شروع کر دیں۔ ایک دن وہ عورت اپنے بیٹے کو ملنے آئی، کیا دیکھتی ہے کہ بچہ بہت کمزور اور رنگ اس کا پیلا پڑ گیا ہے اور خود حضرت شیخ مرغی کا سالن تناول فرما رہے ہیں، عرض گزار ہوئی کہ خود تو مرغی کھاتے ہیں اور میرے بچے کو جو کی روٹی کھلاتے ہیں؟

انت تاكل الدجاج وولدى ياكل خبز الشعير فوضع الشيخ يده على تلك العظام وقال قومي باذن الله الذى يحيى العظام وهى رميم .

آپ نے مرغی کی ہڈیوں پہ ہاتھ رکھ کر کہا زندہ ہو جا! اس اللہ کے حکم سے جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ فرماتا ہے۔ مرغی کڑکڑ کرتی ہوئی زندہ ہو گئی۔ آپ نے فرمایا! جب تیرا بچہ اس مقام پہ پہنچے گا تو جو چاہے سو کھائے، ابھی ابتدائی منازل میں ہے۔

(کتاب التذکیر حصہ سوم صفحہ ۱۱۸، ۱۱۹، اناضات یومیہ جلد ۱ صفحہ ۲۲۳ از اشرف علی تھانوی)

اسی طرح ایک عیسائی سے آپ کی مڈ بھڑ ہو گئی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں کو زندہ کرنے کا معجزہ بیان کر کے مسلمانوں کو درغلار ہاتھ آپ نے فرمایا! میں نبی تو نہیں بلکہ امام الانبیاء کا غلام ہوں یہ کام تو میں بھی کر سکتا ہوں، آپ اس کو قبرستان لے گئے اور فرمایا قبروں پر ہاتھ تو رکھتا جا زندہ میں کرتا جاتا ہوں چنانچہ اس نے ایک پرانی اور بوسیدہ قبر پر ہاتھ رکھا فرمایا یہ گویا تھا اگر کہو تو گاتا ہوا اُٹھے؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا! حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب مردہ زندہ کرتے تھے تو کیا پڑھتے تھے عرض کیا! قسم باذن اللہ آپ نے قبر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا قسم باذنسی افانشق المقبر و اقام المیت حیامغنیاً۔ قبر پھٹ گئی اور مردہ گاتا ہوا اُٹھ کھڑا ہوا اور عرض کیا! کیا قیامت ہے؟ فرمایا نہیں ولی کی کرامت ہے چنانچہ عیسائی غوث پاک کے ہاتھ پہ مسلمان ہو گیا۔ (تفریح الخاطر صفحہ ۱۶)

اسیروں کے مشکل کشا غوث اعظم
 فقیروں کے حاجت روا غوث اعظم
 گھرا ہے بلاؤں میں بندہ تمہارا
 مدد کے لیے آؤ یا غوث اعظم
 ترا نام لے کے جو نعرہ لگایا
 مہم سر ہوئی جا بجا غوث اعظم
 مریدوں کو خطرہ نہیں بحر غم سے
 کہ بیڑے کے ہیں ناخدا غوث اعظم



(20) کنجیاں دل کی خدا نے تجھے دیں ایسے کر
 کہ یہ سینہ ہو محبت کا خزانہ تیرا

حل لغات و تشریح:

کنجیاں: چابیاں

خزینہ: خزانہ، ذخیرہ

اے میرے غوث اعظم! رب العالمین نے دلوں کی چابیاں آپ کو عنایت فرمادی
 ہیں، تو اب مہربانی فرمائیے ناں! کہ میرے سینے کو اپنی محبت کا گنجینہ بنا دیجئے۔

رباعی

آں شاہ سرفراز غوث الثقلین است
 دراصل صحیح النسبین از طرفین است
 از سوئے پدر تا بحسن سلسلہ او

وز جانب مادر دُر دریائے حسین است

(مولانا جامی علیہ الرحمۃ)

شیطان اگر بیماری ہے تو ولی اللہ اس بیماری کا علاج ہوتے ہیں۔ اگر شیطان دلوں میں وسوسے ڈال کر اس پر قبضہ جمالے تو اس کے قبضے کو چھڑانے کے لیے اولیاء کرام کی طرف رجوع لازمی ہے کیونکہ اس بات کا شیطان نے خود اقرار کیا تھا کہ میں سب لوگوں کو گمراہ کر دوں گا۔ الا عبادک منهم المخلصین (القرآن) مگر تیرے مخلص بندوں پر میرا زور نہ چل سکے گا۔

حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں جنگلوں میں رہتا تھا تو شیطاں مسلح ہو کر ہیبت ناک صورتوں میں میرے سامنے آتے، مجھ پر آگ پھینکتے مگر میں اپنے دل میں بہت طاقت محسوس کرتا اور مجھے غیب سے کوئی پکارتا کہ اے عبدالقادر اٹھو! ان کی طرف بڑھو!، ان کا مقابلہ کرو! ہم تمہاری مدد کریں گے، چنانچہ میں ان کی طرف بڑھتا کبھی کسی ایک کو طمانچہ بھی مارتا، لا حول پڑھتا تو وہ جل کر خاک ہو جاتا۔ (ہجۃ الاسرار، قلائد الجواہر)

آپ کی اس ثابت قدمی پر جن بھی حیران تھے چنانچہ ایک مرتبہ آپ اپنے مدرسہ میں بہت سارے علماء و فقراء کے سامنے قضا و قدر کے مسئلہ پر بیان فرما رہے تھے کہ ایک بہت بڑا سانپ چھت سے آپ پر گرا سب حاضرین بھاگ گئے مگر آپ پر سکون ہو کر بیٹھے رہے اور ذرا بھی جنبش نہ کی، سانپ آپ کے کپڑوں میں گھس گیا، سارے بدن سے گھوم پھر کر گردن سے لپٹ گیا پھر زمین پر گر کر کھڑا ہو گیا اور پھنکار مار کر آپ سے باتیں کرنے لگا، اس کے چلے جانے کے بعد لوگوں نے پوچھا کہ کیا باتیں کر رہا تھا؟ آپ نے فرمایا یہ کہتا تھا: لقد اختبرت کثیرا من الاولیاء فلم ارمثل شانک۔

میں نے بہت سارے اولیاء کو آزمایا مگر آپ جیسا کسی کو نہ پایا۔ میں نے کہا! میں تو قضا و قدر پہ بات کر رہا تھا اس لیے تو جب میرے اوپر گرا تو قضا و قدر

نے ہی تجھ جیسے کیڑے کو حرکت دی اور میں نے جنبش تک نہ کی تاکہ میرا قول و فعل برابر ہو جائیں۔ (طبقات کبریٰ، نزہۃ الخاطر، ہیجۃ الاسرار)

آپ کے صاحبزادے سیدنا عبدالرزاق علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ایک مرتبہ میں جامع منصوری میں نماز پڑھ رہا تھا کہ اثنائے نماز میں ایک سانپ منہ کھول کر میری سجدہ گاہ پر بیٹھ گیا جب میں نے سجدہ کیا تو اپنے ہاتھوں سے اس کو ہٹا دیا، وہ میری گردن سے لپٹ گیا ایک آستین سے داخل ہوا دوسری سے نکل گیا۔ جب میں نماز سے فارغ ہوا تو یہ غائب ہو گیا۔ دوسرے دن جب میں اسی مسجد کے ایک ویران حصے میں گیا تو ایک شخص کو دیکھا جس کی آنکھیں لمبائی میں پھٹی ہوئی تھیں، میں سمجھ گیا یہ کوئی جن ہے تو اس نے کہا:

انا الحیۃ النی رایتھا الباریۃ ولقد اختبرت کثیرا من الاولیاء
بما اختبرتک بہ فلم یثبت احد منهم لی کشانک۔

میں وہی سانپ ہوں جس کو آپ نے کل دیکھا تھا، میں نے بڑے بڑے اولیاء کرام کو آزمایا مگر آپ کی شان کا کوئی نہ پایا۔ بعض اولیاء کے باطن کو مضطرب مگر ظاہر کو ثابت قدم پایا اور بعض کا ظاہر و باطن مضطرب پایا مگر آپ کا نہ ظاہر مضطرب ہوا نہ باطن، پھر اس نے چاہا کہ میرے ہاتھ پر توبہ کر لے تو میں نے اس کو توبہ کرادی (طبقات کبریٰ)۔

آپ کے ایک دوسرے صاحبزادے شیخ موسیٰ علیہ الرحمۃ سے روایت ہے کہ ایک بار آپ جنگل میں تشریف لے جا رہے تھے جہاں کھانے پینے کو کچھ نہ تھا، کئی روز آپ وہاں رہے، جب سخت پیاس لگی تو سر پر بادل کا ٹکڑا آگیا جس سے پانی ٹپکا، آپ نے پیاس بجھائی پھر ایک نور دیکھا جس سے آسمان کے کنارے روشن ہو گئے پھر آواز آئی اے عبدالقادر! میں تمہارا رب ہوں میں نے تم پر تمام حرام چیزیں حلال کر دی ہیں آپ نے فوراً عود باللہ پڑھی تو وہ کیفیت ختم ہو گئی اور دھوئیں کی صورت دکھائی دی اور پھر آواز آئی یا عبدالقادر نجوت منی بعلمک وبجکم ربک وفقہک۔ اے عبدالقادر! تو نے اپنے علم و سمجھ اور رب کے حکم سے اپنے آپ کو مجھ سے بچا لیا ورنہ میں ستر اولیاء کو اس سے پہلے گمراہ کر چکا ہوں آپ نے فوراً فرمایا میرے علم نے مجھے نہیں

بچا (علم بچانا ہوتا تو تجھے بھی رجم ہونے سے بچالیتا) میرے رب کے فضل نے مجھے بچایا ہے۔ پھر آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کو کیسے پتہ چلا یہ شیطان ہے؟ فرمایا! اس کے اس قول سے کہ ”میں نے محرمات کو تجھ پر حلال کر دیا ہے“ حالانکہ اللہ تو فرماتا ہے ان اللہ لا یامر بالفحشاء والمنکر۔

(طبقات کبریٰ، قلائد الجواہر)

نرالی ہے جہاں میں شان و شوکت غوثِ اعظم کی
 انوکھی بردباری اور قناعت غوثِ اعظم کی
 ملی ہے نسبتِ شبیر و شہر ان کو ورثے میں
 مسلم دونوں جانب سے نجات غوثِ اعظم کی
 امامِ عسکری نے جبہ چھوڑا آپ کی خاطر
 جدید با صفائے دی بشارت غوثِ اعظم کی
 سبھی رہزن ہوئے تائب، ولایت مل گئی سب کو
 جو دیکھی عہدِ طفلی میں صداقت غوثِ اعظم کی
 بنایا چور کو ابدال، روکا سیلِ دجلہ کو
 ہوئی کس کس طرح ظاہر فضیلت غوثِ اعظم کی
 قدم سرکار کا ہے گردنِ اقطابِ عالم پر
 رہے گی تا ابد جاری ولایت غوثِ اعظم کی
 کیا ہے دینِ حق زندہ، لقب پایا ہے محیِ لذیں
 ہے سیمائے ابد پر نقش، عظمت غوثِ اعظم کی
 مواعظ آپ کے شمشیرِ بڑاں کفر کے حق میں
 نہ رکھتی تھی جواب اپنا خطابت غوثِ اعظم کی
 مَرِیْدِی لَا تَخَفُ کس نے کہا ہے؟ شاہِ جیلاں نے
 کلیدِ بخشش و رحمت ہے نسبت غوثِ اعظم کی
 رہا بیداری شب کا مبارک سلسلہ برسوں

مثال روزِ روشن ہے ریاضت غوث اعظم کی
تنِ اُمت میں پھونکی رُوحِ ایماں، رُوحِ اسلامی
یہی کیا کم ہے اے تائب! کرامت غوثِ اعظم کی

(حفظ تائب)



(21) دل پہ کندہ ہو ترا نام کہ وہ دُزِ درجیم
اُلٹے ہی پاؤں پھرے دیکھ کے طغرا تیرا

حل لغات و تشریح:

کندہ: گھدا ہوا

کہ: تاکہ

دُز: چور

درجیم: راندہ ہوا، لعنتی

طغریٰ: شاہی مہر (ایک خاص قسم کا خط)

اے غوثِ اعظم! کاش کہ آپ کا اسم گرامی میرے دل پہ نقش ہو جائے تاکہ
شیطان لعین جب آپ کے نام کی شاہی مہر کو دیکھے تو ناکام ہو کر واپس ہو
جائے اور میں اس کے شر سے محفوظ ہو جاؤں۔

کامل ولی اللہ کا دامن ہی انسان کو شیطان کے شر سے بچا سکتا ہے کیونکہ شیطان
نے خود اولیاء اللہ (مخلصین) پہ اپنا داؤ نہ چلنا تسلیم کیا ہے۔ (الاعبادک
منہم المخلصین) اگر شیطان بیماری ہے تو اولیاء اللہ اس بیماری کا علاج
ہیں اور علاج تبھی کارگر ہوگا جب کہ بیماری سے زیادہ طاقتور ہوگا بھلا ڈسپرین
کی گولی کینسر کے مریض کو کیا فائدہ پہنچائے گی۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

من یضل فلن تجد له ولیا مرشدا۔

گمراہوں کا کوئی مرشد نہیں (الکہف)

بعض مشائخ کا قول ہے:

من لا شیخ له فشیخه الشیطان۔

بے مرشد کا مرشد شیطان ہے۔

شرائط مرشد:

تاہم جیسے مرشد کی تلاش ضروری ہے اسی طرح مرشد کا کامل ہونا بھی ضروری ہے ورنہ بقول سعدی ”آنکہ خود گمراہ است کرار بہری کند“ جو خود گمراہ ہے وہ دوسروں کی خاک رہبری کرے گا؟

موجودہ دور انحطاط و قحط الرجال میں بقول مولائے روم علیہ الرحمۃ

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست

پس بہر دست نباید داد دست

لباس خضر میں ہزاروں راہزن بھی پھرتے ہیں

اگر دنیا میں رہنا ہے تو کچھ پہچان پیدا کر

اصل سے نقل آگے جا رہی ہے لہذا حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی

تعلیمات میں سے مرشد کامل کی شرائط لکھی جاتی ہیں۔ تاکہ ان بہروپیوں، مسخروں اور دین کے ڈاکوؤں سے بچا جاسکے۔

(۱) شیخ کا سلسلہ حضور علیہ السلام تک متصل ہو درمیان میں کہیں انقطاع نہ ہو۔

(۲) شیخ صحیح سنی العقیدہ ہو ورنہ ہم تو ڈوبے ہیں صنم تمہیں بھی لے ڈوبیں گے۔

والا معاملہ ہوگا کیونکہ اس دور میں لوگوں کی سادگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے

روحانیت کے منکروں نے بھی بیعت کرنا شروع کر دی ہے۔

(۳) شیخ عالم دین ہو کیونکہ بے علم نتواں خدا را شناخت۔

(۴) فاسق معلن نہ ہو۔

اسی طرح سجادہ نشین بننے کے لیے بھی صرف کسی پیر کی فقط اولاد ہونا کافی نہیں ہے اور ”پدر ما سلطان بوڈ“ کا ڈھنڈورا پیٹنے والوں کو اقبال نے کیا ہی اچھا کہا ہے۔
تھے تو آباء ہی تمہارے مگر تم کیا ہو
ہاتھ پہ ہاتھ دھرے منتظر فردا ہو
اور ایسے ناخلفوں کے لیے ہی کہا

زاغوں کے تصرف میں ہیں عقابوں کے نشیمن
حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی تعلیمات میں سجادہ نشین کے لیے مندرجہ
ذیل بارہ خصلتوں کا ہونا ضروری ہے۔

دو اللہ تعالیٰ کی: عیب پوشی اور رحم دلی
دو حضور علیہ السلام کی: شفقت و رفاقت
دو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی: سچائی اور راستگوئی
دو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر
دو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی: لوگوں کو کھانا کھلانا اور شب بیداری
دو سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی: علم و شجاعت

اس طرح آپ (غوثِ پاک رضی اللہ عنہ) نے اتباعِ سنت، صوم و صلوٰۃ، زہد و تقویٰ (جس کی دس شرائط ہیں۔ زبان قابو میں رکھنا، غیبت سے بچنا، کسی کو حقیر نہ جاننا اور اس کا مذاق نہ اڑانا، محارم پہ نگاہ نہ ڈالنا، سچائی اپنانا، شکر نعمت اپنانا اور کفرانِ نعمت سے بچنا، تکبر و غرور اور نفسانی خواہشات سے بچنا، انفاق فی سبیل پہ کار بند رہنا، صرف اپنے ہی لیے بہتری نہ چاہنا بلکہ پوری امت مسلمہ کے لیے بھلائی کا خواہش مند ہونا، اجماعِ امت پہ قائم رہنا، علم و عمل اور گوشہ نشینی، رضائے الہی کا طالب رہنے پر زور دیا ہے۔ اس دور میں دیگر احکامات کے علاوہ کئی پیر بغیر داڑھی کے بھی اپنا گزارا چلا رہے ہیں حضرت غوثِ اعظم نے ایک مشت داڑھی رکھنے کے متعلق احادیث نقل فرمائی ہیں۔ غنیۃ الطالبین صفحہ ۳۳ پہ ہے۔ کان (ابو ہریرۃ) یقبض علی لحیتہ فما فضل عن

لحیتہ جزہ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی داڑھی کو مٹھی میں پکڑتے جو بال مٹھی سے زائد ہوتے وہ کاٹ دیتے۔ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے خلو ماتحت القبضة مشیت سے زیادہ داڑھی کے بال کاٹ دو۔ جو شیخ کہلائے اور اپنے اندر یہ صفات پیدا نہ کرے اس سے کوسوں دور بھاگو وہ مرشد نہیں، ابلیس کا دایاں بازو ہے۔

تصوف کیا ہے؟

دل کو تمام کدورتوں سے صاف کرنے کا نام تصوف ہے اور اس کی بنیاد آٹھ صفات پر ہے۔

سخاوت ابراہیم، رضائے اسحاق، صبر ایوب، مناجات زکریا، تضرع یحییٰ، صوفِ موسیٰ سیاحت عیسیٰ، اور فقرِ مصطفیٰ علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام۔

مزید تفصیلات کے لیے حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی مندرجہ ذیل کتب کا مطالعہ فرمائیں، سرورِ اطمینان بھی حاصل کریں اور دقائق، حقائق و معارف کی پہچان بھی۔

غنیۃ الطالبین، فتوح الغیب، الفتح الربانی والفیض الرحمانی، یواقیت الحکم، جلاء الخاطر فی الباطن والظاہر، سر الاسرار فی ما یتحتاج الیہ الابرار، دیوان غوث الاعظم رضی اللہ عنہ۔

غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی تعلیمات پیش نظر رہیں تو آپ کا اسم گرامی دل پہ کندہ ہو کر شیطان لعین کے شر سے ہمیں محفوظ رکھے گا مذکورہ شعر سے اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی مراد یہی ہے ورنہ خالی دعوؤں اور نعروں سے کچھ نہ ہوگا۔

پیر وارث شاہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

بناں عمل دے نہیں نجات تیری

ماریا جائیں گا قطب دیا بیٹیا اوئے

شاہ نصیر الدین نصیر گولڑوی کا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں

نذرانہ عقیدت بزبان فارسی بمعہ ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

نورِ نظرِ حیدر و شاہِ زمینی محبوبِ تاجدارِ مکی مدنی
لختِ جگرِ فاطمہ اے حضرتِ غوث! سروِ چمنستانِ حسین و حسنی
اے غوثِ پاک! آپ مکی مدنی تاجدار کے محبوب، حضرت علی کرم اللہ وجہہ
کے نورِ نظر، سیدہ زہرا سلام اللہ علیہا کے لختِ جگر، گلزارِ حسنین علیہما الرضوان کے
سردار و شاہِ زمن ہیں۔

در کسوتِ خسروی فقیرہ آمدہ ای سرخیلِ مشائخ کبیر آمدہ ای
عبدالقادر! بحقِ جدِّ الحسین دسم برگیر! دستگیر آمدہ ای
اے غوثِ پاک! آپ مشائخِ عظام کے سردار اور لباسِ شاہی میں پیشوائے فقر
ہیں، جدِّ حسنین کے صدقے میری دستگیری فرمائیں کہ آپ کا لقب دستگیر ہے۔

پُوں موجِ قبولِ ازلی می آید سداک، بہ درِ غوثِ جلی می آید
آں تاجورِ فقر و امیرِ بغداد از گلشنِ او یوئے علی می آید
جب ازلی قبولیت کی لہر موافقت میں اٹھتی ہے تو (اس وقت خوش نصیب)
سال کو حضرت غوثِ اعظم قدس سرہ کی بارگاہ میں رسائی میسر آ جاتی ہے۔ آپ
فقر کے تاجدار اور شہنشاہِ بغداد ہیں، آپ کے گل کدہ سے یوئے علی آتی ہے۔

ہستم سبِ آستانِ عبدالقادر قسمتِ رسدَم ز خوانِ عبدالقادر
گفتا قدّم بہ گردنِ اقطاب است سبحان اللہ! شانِ عبدالقادر
میں آستانِ غوثِ پاک کا سگ اور آپ کے خوانِ کرم کا زلّہ خوار (بچا گھچا
کھانے والا) ہوں۔ سبحان اللہ! زہے شان و شوکت، آپ کا ارشاد مبارک
ہے کہ میرا قدم تمام اقطابِ زمانہ کی گردن پر ہے۔

(پہان شب از سید نصیر الدین نصیر گیلانی، گولڑہ شریف)



(22) نزع میں گور میں میزان پہ سر پل پہ کہیں
نہ جھٹے ہاتھ سے دامنِ معلیٰ تیرا

حل لغات و تشریح:

نزع: روح نکلنے کا وقت، جان کنی

گور: قبر

پل: پل صراط، بال سے باریک تلوار سے تیز وہ پل جو جہنم کے اوپر بچھایا جائے گا، ہر نیک و بد کو اس کے اوپر سے گزرنا ہوگا۔

معلیٰ: بلند و بالا

اے میرے آقا غوث اعظم! موت کے وقت، قبر میں، بروز قیامت، میزانِ عمل اور پل صراط پر سے گزرتے وقت ہر جگہ آپ کا دامن ہمارے ہاتھ میں رہے۔ جب آپ کے مدرسہ کے دروازے کے پاس سے گزرنے والے پر بعد از مرگ عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے اور یہ اللہ کا وعدہ ہے۔

ان ربی عزوجل قد وعدنی ان یخفف العذاب عن کل من عبر علی باب مدرستی من المسلمین۔ (ہجۃ الاسرار، سفینۃ الاولیاء)
اور اکثر مشائخ عراق کی حالت یہ ہے کہ اذا وصلوا الی باب المدرسۃ ورباطہ قبلو العتبۃ (ہجۃ الاسرار)

جب آپ کی خانقاہ و مدرسہ کے دروازے کے پاس سے گزرتے تو چوکھٹ کو چوم کر آگے جاتے۔

اولیاء زمانہ آپ کے مدرسہ میں حاضر ہو کر جھاڑو دیتے۔ (ہجۃ الاسرار، تحفہ قادریہ)
طاعون کا مرض پھیل گیا تو آپ نے مدرسہ کے ارد گرد کی گھاس جسم پر ملنے اور کھانے کا حکم دیا اور فرمایا من شرب من ماء مدرستہ قطرة یشفیہ اللہ۔ جو ہمارے مدرسہ کا پانی پئے گا وہ شفاء پا جائے گا چنانچہ فوجد و اشفاء کا ملا۔

(جتنے لوگوں نے آپ کے مدرسہ کا پانی پیا) ان سب کو مکمل شفا ہو گئی اور ایسی کہ
فما وقع فی عہدہ الطاعون فی بغداد ثانیاً۔ اس کے بعد بغداد میں آپ
کے عہد کے اندر کبھی طاعون نہ آئی۔ (تفریح الخاطر صفحہ ۳۲، ۳۵)

ایک ابدال سے خطا ہو گئی جس کی وجہ سے وہ مقام ابدالیت سے معزول ہو
گئے، آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر ملتمس ہوئے اور اپنی پیشانی مدرسہ کی
چوکھٹ پر رگڑی، اسی وقت غیبت سے ندا آئی کہ جا معاف کیا اور عبدالقادر کی
برکت سے پہلے سے اونچا مقام عطا کیا۔

واشکر اللہ علیٰ ہذہ العطیۃ العظمیٰ فی حضورہ۔

جا کر اس نعمت کو ملنے پر عبدالقادر کا شکر یہ ادا کر۔ (تفریح الخاطر صفحہ ۳۳)

جب آپ کے مدرسہ کی برکات یہ ہیں تو آپ کے ”دامان معلیٰ“ کی عظمتیں
کیا ہوں گی۔ اور اگر آپ کا دامن معلیٰ قیامت کو مشکل کشائی نہ فرماتا ہوتا تو
حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسا اولوالعزم رسول سنان نامی عیسائی پادری کو نہ فرماتا
کہ غوث اعظم کی مجلس میں جا کر سلام عرض کر اور اجتماع میں کھڑے ہو کر کہہ
کہ میں یمن کا رہنے والا ہوں، میں نے تمنا کی کہ اسلام قبول کر لوں مگر خواہش
تھی کہ سب سے افضل شخص کے ہاتھ پر اسلام قبول کروں گا، میں اسی سوچ
میں تھا کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے مجھے خواب میں زیارت کرائی اور فرمایا:

یا سنان اذهب الی بغداد واسلم علی ید الشیخ عبدالقادر فانہ
خیر اهل الارض فی ہذا الوقت (فلان الجواہر، ہجۃ الاسرار، سفینۃ الاولیاء)
اے سنان! بغداد جا کر شیخ عبدالقادر جیلانی کے ہاتھ پر بیعت کر اس وقت وہ
روئے زمین کے تمام لوگوں سے افضل و اعلیٰ ہیں۔

اسی طرح شیخ عمر الکیمائی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ تیرہ اشخاص نے حاضر ہو کر
عرض کیا ہم عرب کے عیسائی ہیں ہمارا ارادہ ہوا کہ اسلام قبول کر لیں تو ہاتھ
غیب نے آواز دی، بغداد جاؤ اور شیخ عبدالقادر جیلانی کے دست حق پرست پہ
اسلام قبول کرو۔

فانه يوضع في قلوبكم من الايمان عنده ببر كنهه ما لم يوضع فيها عند غيره من سائر الناس في هذا الوقت.

(قلائد الجواہر، ہیئت الاسرار)

ایمان کا نور جو وہ عطا فرمائیں گے کسی اور سے تمہیں نہ ملے گا۔

خدا کے فضل سے ہم پر ہے سایہ غوث اعظم کا

ہمیں دونوں جہاں میں ہے سہارا غوث اعظم کا

خُذْ يَدِي لَا تَخَفْ کہہ کر تسلی دی غلاموں کو

قیامت تک رہے بے خوف بندہ غوث اعظم

ہماری لاج کس کے ہاتھ ہے بغداد والے کے

مصیبت ٹال دینا کام کس کا غوث اعظم کا

فرشتے مدرسہ تک ساتھ پہنچانے کو جاتے تھے

یہ دربار الہی میں ہے رتبہ غوث اعظم کا

لُعَاب اپنا چٹایا احمد مختار نے ان کو

تو پھر کیسے نہ ہوتا بول بالا غوث اعظم کا

فرشتہ روکتے ہو کیوں مجھے جنت میں جانے سے

یہ دیکھو ہاتھ میں دامن ہے کس کا؟ غوث اعظم کا

جناب غوث دولہا اور براتی اولیاء ہوں گے

مزرہ دکھلائے گا محشر میں سہرا غوث اعظم کا

یہ کیسی روشنی پھیلی ہے میدان قیامت میں

نقاب اٹھا ہوا ہے آج کس کا غوث اعظم کا

مخالف کیا کرے میرا کہ ہے بجد کرم مجھ پر

خدا کا رحمۃ للعالمین کا اور غوث اعظم کا

جمیل قادری سوجاں سے ہو قربان مرشد پر
بنایا جس نے تجھ جیسے کو بندہ غوث اعظم کا

○

(23) دھوپ محشر کی وہ جاں سوز قیامت ہے مگر
مطمئن ہوں کہ مرے سر پہ ہے پلا تیرا

حل لغات و تشریح:

محشر: قیامت

جاں سوز: جان کو جلانے والی

پلا: دامن

اے غوث اعظم! اس میں شک نہیں کہ میدان محشر میں دھوپ اور گرمی جان لیوا
ہوگی، مگر حوصلہ اس بات کا ہے کہ میرے سر پر آپ کے دامن کرم کا سایہ
عاطفت ہوگا۔

قرآن مجید میں اہل اللہ کی دوستی کا قیامت کے دن بھی قائم ہونا بیان فرمایا گیا ہے
الاخلاء يومئذ بعضهم لبعض عدو الا المتقين (الدخان)
دوست اس دن دشمن ہو جائیں گے مگر پرہیزگار۔
حدیث شریف میں ہے:

لو ان عبدین تحاببا فی اللہ واحد فی المشرق و آخر فی
المغرب لجمع اللہ بینہما یوم القیمة و یقول هذا للذی کنت
تحبه فی. (مشکوۃ المصابیح)

جب دو بندے اللہ کی رضا کے لیے ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرتے ہوں
گے اگرچہ ایک مشرق میں رہتا ہو گا دوسرا مغرب میں (بعد زمانی ہو یا مکانی کہ
ایک ہزار سال پہلے ہو گزرا دوسرا ہزار سال بعد میں آیا) تو اللہ تعالیٰ قیامت

کے دن دونوں کو جمع فرمادے گا اور فرمائے گا دنیا میں میری وجہ سے جو تم ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرتے تھے اس محبت نے تم دونوں کو جمع کر دیا ہے تو جو گنہگار غوث اعظم سے محبت کرتا ہو گا وہ غوث اعظم کے قدموں میں کھڑا ہو گا اور زبان حال سے کہے گا۔

یہ کہاں نصیب میرے کہ میں ان کے ساتھ ہوتا

کوئی جذبہ محبت میرے کام آگیا ہے

بخاری شریف میں ہے المرء مع من احب۔ قیامت کو ہر کوئی اپنے محبوب کے ساتھ ہو گا۔ حدیث شریف کے مطابق جب کسی عام مومن کو پانی کا گھونٹ پلانے والا اور وضو کرانے والا محروم نہیں ہو گا تو غوث اعظم کے دامن کرم میں آنے والا کیسے محروم رہ سکتا ہے۔ بے شک غوث اعظم کو یہ مرتبہ اللہ نے ہی عطا فرمایا ہے جس کا شکر ادا کرتے ہوئے آپ حمد الہی میں یوں رطب اللسان ہیں۔

تا ابد یا رب ز تو من لطفہا دارم امید از تو گر امید برم از کجا دارم امید
اے میرے رب کریم میں تجھ سے ہمیشہ لطف و کرم کی امید رکھتا ہوں اگر تجھ سے امید نہ رکھوں تو پھر کس سے امید رکھوں۔

ہم فقیرم ہم غریبم بیکس و بیمار و زار یک قدح ز اں شربت دار الشفا دارم امید
میں فقیر ہوں میں غریب ہوں بیکس اور بیمار و ناتواں ہوں میں تیرے شفا بخش شربت کے ایک جام کی امید رکھتا ہوں۔

تا امیدم از خود و ز جملہ خلق جہاں از ہمہ نو میدم اما از تو می دارم امید
میں تا امید ہوں اپنی ذات سے اور جملہ مخلوقات سے، لیکن تجھ سے امید رکھتا ہوں۔

ہم بدم بدگفتہ ام بدماندہ ام بدکردہ ام باوجود ایں خطا ہا من عطا دارم امید
میں برا ہوں، بری باتیں کرتا ہوں، برے انداز میں رہتا ہوں، برے کام کرتا

ہوں باوجود ان خطاؤں کے تیری بخشش کی امید رکھتا ہوں۔

منہمائے کار تو دائم کہ آمر زیدن است زانکہ من از رحمت بے منہجا دارم امید
اے مولا! بالاخر تو نے بخشا ہے، تو اس وجہ سے میں بے انتہا رحمت کی امید
رکھتا ہوں۔

ہر کسے امید دارد از خدا و جز خدا لیک عمری شد کہ از تو من ترا دارم امید
ہر کوئی خدا سے خدا کے سوا کی امید رکھتا ہے لیکن عمر گزری کہ میں تجھ سے تیری
ہی (ذات کی) امید رکھتا ہوں۔

روشنی چشم از گریہ کم شد اے حبیب ایں زماں از خاک کویت تو تیا دارم امید
اے حبیب رونے کی وجہ سے آنکھ کی روشنی کم ہو گئی اس وقت تیری گلی کی خاک
کے سرے کی امید رکھتا ہوں۔

مچی میگوید کہ خون من حبیب من بر یخت بعد ازیں کشتن از من لطفہا دارم امید
مچی کہتا ہے کہ میرا خون میرے حبیب نے بہایا ہے۔ اس قتل کے بعد بھی اسی
کے لطف و کرم کی امید رکھتا ہوں۔

○

(24) بہجت اس سر کی ہے جو بہجۃ الاسرار میں ہے

کہ فلک وار مریدوں پہ ہے سایہ تیرا

حل لغات و تشریح:

بہجۃ: خوشی و مسرت

سر: بھید، راز

فلک وار: آسمان کی طرح

بہجۃ الاسرار: (رازوں کی مسرت) آپ کی سوانح پر مشتمل انتہائی قابل اعتماد کتاب ہے
جس کے مصنف تجوید و قرأت کی مشہور کتاب المقدمۃ الجزریہ اور حصن حصین

کے مصنف امام محمد بن جزری کے استاذ محترم سید العلماء شیخ القراء امام العرفاء نور المملۃ والدین ابوالحسن بن یوسف بن جریر اللخمی شطونی علیہ الرحمۃ ہیں۔ جن کی تعریف میں امام ذہبی جیسا متعدد و ناقد میزان الاعتدال میں یوں رطب اللسان ہے علی بن یوسف بن جریر اللخمی شطونی فی الامام الاوحد المقری نور الدین شیخ القراء بالدیار المصریۃ کہ آپ یکتا، امام، استاذ القراء اور دیار مصر میں شیخ القراء ہیں۔

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے لکھا کہ علم تفسیر میں آپ یدطونی رکھتے تھے (لہ الید الطولی فی علم التفسیر، بغیۃ الوعاة)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے اپنی تصنیف زبدۃ الاسرار میں آپ کو امام اجل، فقیہ، عالم اور مدرس لکھا۔

حیرت ہے ایسے امام زمانہ کے شاگرد امام جزری کی کتابیں تو معتبر ہوں اور غوث پاک کے حالات و کرامات لکھنے والے اس امام زمانہ کی کتاب غیر معتبر ہو جائے یہ غوث پاک کی دشمنی نہیں تو کیا ہے من عادی لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب (بخاری شریف)

اے میرے آقا غوث پاک! آپ کا فرمان بجا ہے کہ ”ان یدی علی مریدی کالماء علی الارض“ میرا ہاتھ میرے مریدوں پہ ایسے ہے جیسے آسمان زمین پر بے شک بھجے الاسرار میں ایسے ہی لکھا ہے۔

ان کے در سے کوئی خالی جائے؟ ہو سکتا نہیں
ان کے دروازے گھلے ہیں ہر گدا کے واسطے



اے رضا! چیت غم ار جملہ جہاں دشمن تُست
کردہ ام ما من خود! قبلہ حاتے را

(25)

حل لغات و تشریح:

یہ مقطع ہے اس میں اعلیٰ حضرت کی شاعری کا کمال دیکھئے کہ ساری منقبت اردو میں ہے اور مقطع فارسی میں۔ پھر پوری منقبت کے ہر شعر کا آخری لفظ چونکہ ”تیرا“ ہے اور یہ فارسی میں تو استعمال ہو نہیں سکتا اور اگر مقطع کے آخر میں ”تیرا“ نہ ہو تو ساری منقبت خراب ہو جائے لہذا آپ نے کس الہامی شان سے ”جا جاتے“ کی ”تے“ کو اور آخر میں ”را“ کو ملا کر ”تیرا“ بنا دیا ہے واقعی

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم

جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

اے احمد رضا! اگر ساری دنیا بھی تیری دشمن ہو جائے تو غم نہیں ہے کیونکہ میں

نے اپنی جائے پناہ قبلہ حاجات (محبوب سبحانی) کو بنا لیا ہے اور

اس نشانی کے جو سنگ ہیں نہیں مارے جاتے

حشر تک میرے گلے میں رہے پٹا تیرا

اہل اللہ سے استمداد بزرگان دین کا طریقہ رہا ہے چنانچہ امام بخاری علیہ

الرحمۃ نے الادب المفرد میں یہ روایت درج فرمائی ہے کہ حضرت عبداللہ بن

عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں مبارک سو گیا، تو کسی نے عرض کیا! لوگوں میں سے جو

آپ کو سب سے پیارا ہے اس کو پکاریں فصاح یا محمد اہ فانتشرت

انہوں نے با آواز بلند پکارا یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پاؤں فوراً

ٹھیک ہو گیا۔ امام خفاجی نسیم الریاض شرح شفا میں فرماتے ہیں ہذا مما

تعاهده اہل مصیبة۔ اہل اللہ سے استمداد ہمیشہ (اہل اسلام) مصیبت

زدوں کا معمول رہا ہے۔ امام غزالی علیہ الرحمۃ لمعات علی شرح مشکوٰۃ میں

فرماتے ہیں من یستمد فی حیاته یستمد بعد مماتہ۔ جس کی زندگی

میں اس سے مدد لی جاسکے بعد الوفات بھی اس سے مدد لی جاسکتی ہے۔

سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے مناقب کے اختتام پر میں نے مناسب سمجھا کہ جو تشنگی رہ گئی ہے اختصار کے ساتھ اس کو دور کر لیا جائے چنانچہ آپ کے بارے میں مزید معلومات آپ کے ارشادات و کرامات کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ اور نانا جان رحمۃ اللہ علیہما:

پیران پیر سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ سیدہ فاطمہ ام الخیر رحمۃ اللہ علیہا نہایت پاک باز، عابدہ، زاہدہ اور خدا رسیدہ خاتون تھیں۔ ان کی شادی سید ابوصالح جنگلی دوست سے ہوئی تھی، وہ بھی بڑے متقی اور خدا رسیدہ بزرگ تھے۔ ان کا عقد سیدہ فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا سے جن حالات میں ہوا ان کو پڑھ کر ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔ روایت ہے کہ عنفوان شباب میں ہی ابوصالح اکثر ریاضات و مجاہدات میں مشغول رہتے تھے۔ ایک دفعہ دریا کے کنارے عبادت کر رہے تھے۔ کھانا کھائے ہوئے تین دن گزر چکے تھے۔ اچانک ایک سیب دریا میں بہتا ہوا دکھائی دیا۔ بسم اللہ کہہ کر اسے پکڑ لیا اور کھا گئے۔ پھر دل میں خیال پیدا ہوا کہ معلوم نہیں اس سیب کا مالک کون ہے، پھر دل میں سوچا کہ میں نے بغیر اجازت کھا کر امانت میں خیانت کی ہے۔ یہ خیال آتے ہیں اٹھ کھڑے ہوئے اور دریا کے کنارے کنارے پانی کے بہاؤ کی مخالف سمت سیب کے مالک کی تلاش میں چل پڑے۔ خاصا فاصلہ طے کرنے کے بعد ان کو لب دریا ایک وسیع باغ نظر آیا۔ اس میں سیب کا ایک تناور درخت تھا جس کی شاخوں سے پکے ہوئے سیب پانی میں گر رہے تھے۔ سید ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں سے اس باغ کے مالک کا پتا دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اس کے مالک جیلان کے ایک رئیس سید عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ فوراً ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سارا ماجرا بیان کیا اور بصد ادب بلا اجازت سیب کھالینے کے لیے معافی چاہی۔

سید عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ خاصان خدا میں سے تھے (آپ کی ولایت کا ایک واقعہ ہجۃ الاسرار میں یوں ہے کہ حضرت ابو عبداللہ قزوینی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ہمارے بعض احباب ایک قافلے کے ہمراہ سمرقند کی طرف جا رہے تھے جب صحرا میں پہنچے

تو ڈاکوؤں نے حملہ کر دیا انہوں نے اس مشکل وقت میں شیخ عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ کو یاد کیا تو آپ وہاں جلوہ گر ہو گئے اور مسوح قدوس رہنا اللہ کا وظیفہ پڑھا تو ڈاکو پہاڑوں پر چڑھ گئے اور کچھ جنگل میں بھاگ گئے۔ جب بغداد آئے تو لوگوں نے حلفا کہا کہ شیخ تو یہاں سے کہیں گئے ہی نہیں (وہ سمجھ گئے) کہ یہ اللہ کا خاص بندہ ہے (دل میں تڑپ اٹھی کہ اس کو اپنے سایہ عاطفت میں لے لوں۔ فرمایا! دس سال تک اس باغ کی رکھوالی کرو اور مجاہدہ نفس کرو، پھر سبب معاف کرنے کے بارے میں سوچوں گا۔“

سید ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ نے یہ شرط منظور کر لی اور دس برس تک باغ کی رکھوالی کرتے رہے۔ ساتھ ہی سید عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ کی ہدایات کے مطابق مارج سلوک بھی طے کرتے رہے۔ دس سال کے بعد سید عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے فرمایا کہ دو سال اور باغ کی رکھوالی کرو۔ سید ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ نے تعمیل ارشاد کی۔ بارہ سال کی مدت پوری ہوتے ہی سید عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں بلا کر فرمایا! ”اے فرزند! تو آزمائش کی کسوٹی پر پورا اتر اے، لیکن ابھی ایک خدمت اور باقی ہے اور وہ یہ ہے کہ میری ایک لڑکی ہے جو پاؤں سے لنگڑی، ہاتھوں سے لنجی، کانوں سے بہری اور آنکھوں سے اندھی ہے۔ اس بیچاری کو اپنے نکاح میں قبول کرو تو میں سب تمہیں بخش دوں گا۔“

سید ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ نے یہ شرط بھی منظور کر لی اور سید عبداللہ نے اپنی لخت جگر کا نکاح ان سے کر دیا۔ ان کی یہ لخت جگر سیدہ فاطمہ تھیں۔ شادی کے بعد سید ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ نے پہلی مرتبہ اپنی بیوی کو دیکھا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اس کے تمام اعضا صحیح و سالم ہیں اور وہ کمال درجہ کے حسن ظاہری سے متصف ہیں۔ دل میں وسوسہ پیدا ہوا کہ شاید یہ کوئی اور لڑکی ہے۔ اسی وقت باہر نکل گئے اور شیخ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ بیان کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا! ”یہی لڑکی میری لخت جگر اور تمہاری بیوی ہے۔ اس کی جو صفات میں نے تم سے بیان کی تھیں، ان کا مطلب یہ تھا کہ اس نے آج تک کوئی کام شریعت کے خلاف نہیں کیا، اس لیے لنجی ہے۔ آج تک گھر سے باہر قدم نہیں نکالا، اس لیے لنگڑی ہے۔ آج تک خلاف حق کوئی بات نہیں سنی،

اس لیے بہری ہے۔ آج تک کسی نامحرم پر نظر نہیں ڈالی، اس لیے اندھی ہے۔
 اب سید ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ سب کچھ سمجھ گئے اور ان کے دل میں اپنی اہلیہ کے لیے بے حد محبت اور عزت پیدا ہو گئی۔ اس طرح بخیر و خوبی ان دونوں پاکباز ہستیوں کی رفاقت حیات کا آغاز ہے۔ انہوں نے جیلان (گیلان) ہی میں مستقل سکونت اختیار کر لی یہ شہر ایران میں ہے، وہیں سیدہ فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا کے بطن سے باختلاف روایات ۴۷۱ھ تا ۴۷۰ھ میں عالم اسلام کی وہ مایہ ناز ہستی پیدا ہوئی جس کے مہتمم بالشان تبلیغی اور اصلاحی کارناموں نے خزاں رسیدہ شجر ملت کو سرسبز کر دیا اور راہ راست سے بھٹکے ہوئے لاکھوں انسانوں کو راہ ہدایت پر گامزن کر دیا۔ ہماری مراد سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

آپ (رضی اللہ عنہ) کی تعلیم و تربیت:

حضرت شیخ ابھی کم سن ہی تھے کہ سایہ پدری سے محروم ہو گئے۔ والدہ ماجدہ نے بڑے صبر اور حوصلے سے کام لیا اور اپنے چار پانچ سالہ فرزند کی تعلیم و تربیت اور نگرانی پر خاص توجہ دی۔ اسی توجہ کا نتیجہ تھا کہ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ایک مثالی جوان صالح بنے۔ ابتدائی تعلیم انہوں نے مقامی مکتب میں حاصل کی۔ اٹھارہ سال کی عمر میں مزید تعلیم کے لیے بغداد جانے کا ارادہ فرمایا۔ اس مقصد کے لیے والدہ ماجدہ سے اجازت طلب کی۔ انہوں نے باچشم پر نم اپنے لخت جگر کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا ”میرے نور بصر! تیری جدائی تو ایک لمحہ کے لیے بھی مجھ سے برداشت نہیں ہو سکتی لیکن جس مبارک مقصد کے لیے تم بغداد جانا چاہتے ہو، میں اس کے راستے میں حائل نہ ہوں گی۔ حصول علم ایک مقدس فریضہ ہے، میری دعا ہے کہ تم تمام علوم میں درجہ کمال حاصل کرو۔ میں تو شاید اب جیتے جی تمہاری صورت نہ دیکھ سکوں گی، مگر میری دعائیں ہر حال میں تمہارے ساتھ رہیں گی۔“ پھر فرمایا!

”تمہارے والد مرحوم کے ترکہ میں سے اسی دینار میرے پاس ہیں، چالیس دینار تمہارے بھائی کے لیے رکھتی ہوں اور چالیس زادراہ کے لیے تمہارے سپرد کرتی ہوں۔“

پھر سیدہ فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا نے یہ چالیس دینار سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی بغل کے نیچے ان کی گدڑی میں سی دیے۔ جب وہ گھر سے رخصت ہونے لگے تو ان سے فرمایا: ”میرے پیارے بچے! میری آخری نصیحت سن لو! اسے کبھی نہ بھولنا۔ وہ یہ ہے کہ ہمیشہ سچ بولنا اور خواہ کچھ بھی ہو جائے، جھوٹ کے نزدیک بھی نہ پھٹکنا۔

سعادت مند فرزند نے بادیدہ گریاں عرض کیا: ”اماں جان! میں سچے دل سے وعدہ کرتا ہوں کہ ہمیشہ آپ کی نصیحت پر عمل کروں گا۔“

سیدہ فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا نے اپنے نورالعین کو گلے سے لگایا اور پھر ایک آہ سرد کھینچ کر فرمایا: ”جاؤ تمہیں اللہ کے سپرد کیا، وہی تمہارا حافظ و ناصر ہے۔“

والدہ ماجدہ سے رخصت ہو کر شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ بغداد جانے والے قافلے کے ساتھ ہو لیے۔ اس زمانے میں طویل بیابانی راستوں میں تنہا سفر کرنا ممکن نہ تھا۔ لوگ قافلے بنا کر سفر کرتے تھے اور اپنی حفاظت کے مقدور بھراہتمام کرتے تھے پھر بھی رہزنوں کا خطرہ ہر وقت دامن گیر رہتا تھا۔ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا قافلہ جب ہمدان (ایران سے آگے تر تک کے سنسان کوہستانی علاقے میں پہنچا تو ساٹھ قزاقوں کے ایک جتھے نے قافلے پر حملہ کر دیا اور اہل قافلہ کا سب مال و اسباب لوٹ لیا۔ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ ایک طرف کھڑے تھے کہ ایک ڈاکو نے ان سے پوچھا:

”اے لڑکے! تمہارے پاس بھی کچھ ہے؟“

انہوں نے بلا خوف و ہراس اطمینان سے جواب دیا: ”ہاں! میرے پاس چالیس دینار ہیں۔“ ان کی ظاہری حالت دیکھ کر ڈاکو کو ان کی بات کا یقین نہ آیا اور وہ ان پر ایک نگاہ استہزاء ڈالتا ہوا چلا گیا۔ پھر ایک دوسرے ڈاکو نے ان سے یہی سوال کیا۔ انہوں نے اس کو بھی وہی جواب دیا۔ یہ ڈاکو بھی ان کی بات کو ہنسی میں اڑا کر چلا گیا۔ شدہ شدہ یہ بات ڈاکوؤں کے سردار (جس کا نام احمد بدوی تھا) تک پہنچی چنانچہ ڈاکوؤں نے سید صاحب کو پکڑ کر احمد بدوی کے سامنے پیش کیا تو اس نے ان سے پوچھا: ”لڑکے! سچ بتا تیرے پاس کیا ہے؟“

انہوں نے بے دھڑک جواب دیا: ”میں پہلے بھی تیرے دو ساتھیوں کو بتا چکا

ہوں کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں۔“

سردار نے کہا: ”کہاں ہیں نکال کر دکھاؤ۔“

حضرت نے فرمایا، میری بغل کے نیچے گدڑی میں سلے ہوئے ہیں۔

سردار نے گدڑی کو ادھیڑ کر دیکھا تو اس میں سے واقعی چالیس دینار نکل آئے۔ سردار اور اس کے ساتھی یہ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ سردار نے استعجاب کے عالم میں کہا: ”لڑکے تمہیں معلوم ہے کہ ہم ڈاکو ہیں، پھر بھی تم نے دیناروں کا بھید ہم پر ظاہر کر دیا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟“

حضرت نے فرمایا: ”میری پاکباز والدہ نے گھر سے رخصت ہوتے وقت مجھے نصیحت کی تھی کہ ہمیشہ سچ بولنا۔ بھلا ان چالیس دیناروں کی خاطر میں اپنی والدہ کی نصیحت کیسے فراموش کر دیتا؟“

یہ سن کر سردار پر رقت طاری ہو گئی اور وہ روتے ہوئے بولا: ”آہ! اے بچے تم نے اپنی ماں سے کیے ہوئے عہد کا اتنا پاس رکھا۔ حیف ہے مجھ پر کہ اتنے برسوں سے اپنے خالق کا عہد توڑ رہا ہوں۔ اے بچے! آج سے میں اس کام سے تو یہ کرتا ہوں۔“

دوسرے ڈاکوؤں نے بھی اپنے سردار کا ساتھ دیا۔ لوٹا ہوا تمام مال قافلے والوں کو واپس کر دیا اور اس کے بعد نیکی اور پرہیزگاری کی زندگی اختیار کر لی۔

ایک روایت میں ہے کہ جس زمانے میں شیخ عبدالقادر بغداد شریف تحصیل علم کے اندر مشغول تھے، ایک دفعہ سیدہ فاطمہ نے کسی کے ہاتھ ان کے لیے ایک سونے کا ٹکڑا بھیجا۔ (جو آپ نے راہ خدا میں بانٹ دیا)۔

سیدہ فاطمہ کے سال وفات کے بارے میں سب تذکرے خاموش ہیں۔ البتہ قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے حضرت شیخ عبدالقادر کے زمانہ تعلیم میں ان کی غیر حاضری ہی میں کسی وقت وفات پائی۔

(قوی ڈائجسٹ پیران پیر نمبر از طالب ہاشمی)

غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی ازدواجی زندگی

شیخ شہاب الدین عمر سہروردی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے کسی نے دریافت کیا کہ حضرت آپ نے اب نکاح کیوں فرمایا؟ جب کہ پہلے آپ اس بارے میں خاموش تھے؟ تو آپ نے فرمایا بیشک میں نکاح نہیں کرنا چاہتا تھا، لیکن حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ تم زوجہ کرو۔ حضور غوث اعظم محی الدین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نکاح کرنے کا ارادہ رکھتا تھا مگر اس وجہ سے نکاح کرنے کی جرأت نہیں ہوئی تھی کہ میرے اوقات اور معمولات میں کمی پیدا ہو جائے گی۔ عرصہ تک میں اس ارادہ سے باز رہا لیکن کُلُّ أَمْرٍ مَرْهُونٌ بِأَوْقَاتِهَا۔ یعنی ہر کام کا ایک وقت مقررہ ہے۔ جب وہ وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے چار بیویاں عنایت کیں۔ جن میں سے ہر ایک مجھ سے کامل محبت رکھتی ہے۔

آپ (رضی اللہ عنہ) کی ازواج کے اسماء مبارکہ:

(۱) بی بی مدینہ (۲) بی بی صادقہ (۳) بی بی مومنہ (۴) بی بی محبوبہ
یہ چاروں آپ کی روحانی تربیت اور فیوض و برکات سے فیض یاب ہو کر اہل کرامات تھیں اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے چاروں کو اولاد صالح سے نوازا۔

چنانچہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے فرزند ارجمند سیدنا عبدالجبار رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ میری والدہ ماجدہ کی یہ کرامت تھی کہ جب وہ کسی اندھیرے گھر میں داخل ہوتی تھیں تو خود بخود گھر روشن ہو جاتا تھا۔ (عوارف المعارف، فلاند الجواہر)

آپ (رضی اللہ عنہ) کی اولادِ اطہار:

اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے فضل و کرم سے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ہاں میں صاحبزادے اور انتیس صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔ آپ نے اپنی اولاد و احفاد کی ظاہری و باطنی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ فرمائی۔ اسی وجہ سے ان میں سے اکثر آسمان علم و فضل پر آفتاب و مہتاب بن کر چمکے، ان میں سے چند مشاہیر کے اسماء مبارک یہ ہیں:

سید عبدالوہاب، سید عبدالرزاق، سید عبدالعزیز، سید محمد یحییٰ، سید محمد عبداللہ، سید عبدالجبار، سید محمد موسیٰ، سید محمد عیسیٰ، سید محمد ابراہیم، سید محمد رحمہم اللہ تعالیٰ،

ان میں سب سے زیادہ مشہور سید عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ (بجہ الاسرار)

آخری وصیت:

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ اشوال ۱۵۵ھ کو بیمار ہوئے۔ علالت کے دوران آپ کے فرزند ارجمند حضور سیدی شیخ عبدالوہاب رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت عالیہ میں عرض کی، کہ حضور والا مجھے کچھ وصیتیں ارشاد فرمائیں جن پر آپ کے وصال کے بعد عمل کروں۔ تو آپ نے فرمایا: اے برخوردار! اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے تقویٰ اور اس کی اطاعت کو اپنے اوپر لازم کرو، اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے سوانہ کسی سے ڈرو اور نہ کسی سے طمع رکھو۔ تو حید باری تعالیٰ کو لازم پکڑو کہ اس پر سب کا اتفاق ہے پھر فرمایا کہ جب قلب اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے ساتھ درست ہو جائے تو اس سے کوئی چیز خالی نہیں رہتی اور اس کے احاطہ علم سے کوئی چیز باہر نہیں نکلتی۔ (کتاب المجالس، بجہ الاسرار)

آخری لمحات:

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے آخری وصیت کے بعد ارشاد فرمایا کہ میرے آس پاس سے ہٹ جاؤ، کیونکہ میں ظاہر اتمہارے ساتھ ہوں مگر باطناً تمہارے سوا کے ساتھ، یعنی اللہ کریم جل شانہ کے ساتھ ہوں اور فرمایا میرے پاس تمہارے علاوہ

کچھ اور حضرات بھی تشریف لائے ہوئے ہیں، ان کے لیے جگہ کشادہ کر دو اور ان کے ساتھ ادب سے پیش آؤ اور بار بار ہاتھ مبارک اٹھاتے ان کو دراز فرماتے اور زبان مبارک سے فرماتے **وَعَلَيْكُمْ السَّلَام وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ**، یعنی ملائکہ کی جماعت اور ارواح مقربین کی آمد پر ان کے سلام کا جواب بار بار دیتے تھے۔ ایک دن اور ایک رات مسلسل کا یہی کیفیت رہی۔ (بجۃ الاسرار)

آپ رضی اللہ عنہ کا وصال شریف:

الربیع الآخر ۵۶۱ھ بوقت شام آپ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ جاری ہوئے:

أَسْتَغِيثُ بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى وَالْحَيُّ الَّذِي لَا يَمُوتُ
وَلَا يَخْشَى سُبْحَانَ مَنْ تَعَزَّزَ بِالْقُدْرَةِ وَقَمَرَ الْعِبَادَ بِالْمُوتِ لَا
إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

آخر میں اللہ اللہ اللہ کہا۔ پھر آپ کی آواز مبارک مخفی ہو گئی اور جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔

إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

نماز جنازہ:

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ آپ کے بڑے فرزند ارجمند حضور سیدنا عبدالوہاب رضی اللہ عنہ نے پڑھائی، آپ کا مزار پر انوار بغداد شریف (عراق) میں ہر عوام و خواص کے لیے فیض رساں ہے۔ (بجۃ الاسرار، کتاب المجالس)

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے الہامات (سوالات و جوابات)

(۱) اللہ تعالیٰ نے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! تم غیر اللہ سے متوحش رہو

اور اللہ سے مانوس رہو۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! میں نے عرض کیا! اے رب میں حاضر ہوں۔ فرمایا جو طور طریق ناسوت و ملکوت کے درمیان میں ہے وہ شریعت ہے۔ جو طور ملکوت اور جبروت کے درمیان ہے وہ طریقت ہے اور جو طور طریق جبروت اور لاہوت کے درمیان ہے، وہ حقیقت ہے۔

(۳) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ میں کسی شے میں ایسا ظاہر نہیں ہوا جیسا کہ انسان میں۔

(۴) پھر میں نے سوال کیا اے رب! تیرا کوئی مکان ہے؟ فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ میں مکانات کا پیدا کرنے والا ہوں اور انسان کے سوا کہیں میرا مکان نہیں۔

(۵) پھر میں نے سوال کیا اے میرے رب! کیا تیرے لیے کھانا پینا ہے؟ اللہ نے مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! فقیر کا کھانا اور اس کا پینا میرا کھانا اور پینا ہے۔

(۶) پھر میں نے دریافت کیا اے رب! تو نے فرشتوں کو کس چیز سے پیدا کیا؟ فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! میں نے فرشتوں کی تخلیق انسانوں کے نور سے کی اور انسانوں کو اپنے نور سے پیدا کیا۔

(۷) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث الاعظم! میں نے انسان کو اپنی سواری اور سارے اکوان کو انسان کی سواری بنایا۔

(۸) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! کیا ہی اچھا طالب ہوں میں اور کیا ہی اچھا مطلوب ہے انسان۔ کیا ہی اچھا سوار ہوں میں اور کیا ہی اچھی سواری ہے انسان اور کیا ہی اچھا سوار ہے انسان کیا ہی اچھی سواری ہے جس کی سارا اکوان۔

(۹) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! انسان میرا بھید ہے اور میں اس کا بھید ہوں۔ اگر انسان جان لے جو اس کی منزلت میرے نزدیک ہے تو

- ہر ہر سانس میں کہے کہ آج کس کی حکومت ہے سوائے میرے۔
- (۱۰) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! انسان کوئی چیز نہیں کھاتا پیتا نہ کھڑا ہوتا نہ بیٹھتا نہ بولتا نہ سنتا نہ کوئی کام کرتا نہ کسی چیز کی طرف متوجہ ہوتا نہ اس سے بے رخ ہوتا ہے مگر کہ اس میں میں ہوتا ہوں میں ہی اس کو ساکن رکھتا ہوں اور متحرک رکھتا ہوں۔
- (۱۱) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! انسان کا جسم اس کا نفس اس کا قلب اس کی روح اس کے کان اور آنکھ، اس کے ہاتھ اور پاؤں اور زبان ہر ایک کو میں نے ظاہر کیا۔ اپنی ذات سے اپنے لیے۔
- (۱۲) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! جب تم کسی فقیر کو دیکھو کہ وہ فقر کی آگ میں جل گیا اور فاقے کے اثر سے شکستہ ہو گیا تو اس کا تقرب ڈھونڈو کیونکہ میرے اور اس کے درمیان کوئی حجاب نہیں۔
- (۱۳) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! تم نہ کھانا کھاؤ نہ کچھ پیو اور نہ سوؤ مگر میرے ہی پاس حضور قلب و چشم بینا کے ساتھ۔
- (۱۴) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! جو باطن میں میری طرف سفر سے محروم رہا ہے اس کو ظاہری سفر میں مبتلا کرتا ہوں اور اس کو میری طرف سے اور کچھ نہیں بجز اس کے کہ سفر ظاہری کے ذریعہ مزید دوری ہو۔
- (۱۵) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! (محبوب سے) یگانگت کی کیفیت ایسی ہے کہ زبانی باتوں سے بیان نہیں ہو سکتی۔ تو جس شخص نے حال کے وارد ہونے سے قبل اس کی تصدیق کر دی تو اس نے کفر کیا اور جس نے وصل کے بعد عبادت کا ارادہ کیا اس نے شرک کیا اللہ عظمت والے کے ساتھ۔
- (۱۶) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ میں نے فقر و فاقہ کی سواری بنائی ہے انسان کے لیے جو اس پر سوار ہوا منزل نہ کرے اور ہر لحظہ اور ہر لمحہ یہ کہے کہ اے رب مجھ کو موت دے دے۔
- (۱۷) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! جو کوئی ازلی سعادت سے سعید

بن گیا تو اس کے لیے طوبی یعنی خوشی کا مقام ہے اس کے بعد وہ مردود نہیں ہو سکتا اور جو کوئی ازلی شقاوت سے شقی بن گیا تو اس کے لیے ویل یعنی ہلاکت ہے اور اس کے بعد وہ کبھی مقبول نہیں ہو سکتا۔

(۱۸) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! اگر انسان جان لے کہ جو کچھ موت کے بعد ہوتا ہے تو ہرگز دنیوی زندگی کی تمنا نہ کرے اور ہر لحظہ اور ہر لمحہ یہ کہے کہ اے رب مجھ کو موت دے دے۔

(۱۹) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ خلاق کی حجت میرے نزدیک بروز قیامت بہر اگونگا اور اندھا ہونا ہے پھر حسرت اور گریہ اور قبر میں بھی ایسا ہی ہے۔

(۲۰) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ محبت اور محبوب کے درمیان محبت ایک پردہ ہے پس جب محبت محبت سے فنا ہو جاتا ہے تو محبوب سے واصل ہو جاتا ہے۔

(۲۱) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! میں نے تمام ارواح کو دیکھا کہ وہ اپنے قابلوں میں ناچتی ہیں میرے قول الست برکم کے بعد سے روز قیامت تک۔

(۲۲) پھر حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا! میں نے رب تعالیٰ کو دیکھا اس نے مجھ سے کہا اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! جو کوئی علم کے بعد میری رویت کے متعلق پوچھے تو وہ علم رویت سے محبوب ہے اور جس نے بغیر علم کے رویت کے متعلق صرف گمان و قیاس کیا تو وہ حق تعالیٰ کی رویت کے بارے میں دھوکے میں ہے۔

(۲۳) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! جس نے مجھے دیکھا وہ سوال سے بے نیاز ہو گیا ہر حال میں اور جو مجھے نہیں دیکھتا سوال سے اس کو کوئی فائدہ نہیں وہ تو سوال کی وجہ سے عجوب ہے۔

(۲۴) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! میرے نزدیک فقیر وہ نہیں ہے

جس کے پاس کوئی چیز نہ ہو بلکہ فقیر وہ ہے جس کے لیے امر ہے ہر شے میں کہ جب اس شے کو کہے ہو جاتا تو وہ ہو جائے۔

(۲۵) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! جنت میں میرے ظہور کے بعد الفت اور نعمت نہیں رہے گی۔ اسی طرح دوزخ میں اہل دوزخ سے میرے خطاب کے بعد وحشت اور جلن نہیں رہے گی۔

(۲۶) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! میں کریم ہوں ہر کریم سے بڑھ کر اور رحیم ہوں ہر رحیم سے بڑھ کر۔

(۲۷) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! تو میرے پاس سو جا! عوام کی نیند کی طرح نہیں۔ پھر تو مجھے دیکھے گا۔ تو میں نے عرض کی اے پروردگار میں تیرے پاس کیسے سوؤں، فرمایا جسم کو لذتوں سے بچانے کے ساتھ، اور نفس کو شہوتوں سے بچانے کے ساتھ، اور دل کو خطرات سے بچانے کے ساتھ اور روح کو انتظار سے ٹھنڈا کرنے کے ساتھ۔ ذات میں تیری ذات کے فنا ہونے میں۔

(۲۸) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! اپنے دوست احباب سے کہو کہ تم میں سے جو ارادہ کرے میری حضوری کا تو وہ فقر اختیار کرے۔ فقر جب تمام ہو جاتا ہے تو وہ نہیں رہتے سوائے میرے۔

(۲۹) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! تیرے لیے طوبیٰ یعنی خوشخبری ہے اگر تو میری مخلوق پر مہربانی کرے اور طوبیٰ یعنی خوشخبری ہے اگر تو میری مخلوق کو معاف کرے۔

(۳۰) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! اپنے احباب و اصحاب کو کہہ دو کہ فقراء کی دعا کو غنیمت سمجھو کیونکہ وہ میرے نزدیک ہیں اور میں ان کے نزدیک ہوں۔

(۳۱) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! میں ہر چیز کا اصل ہوں اور اس کا مسکن اور اس کا منظر اور ہر چیز میری طرف لوٹنے والی ہے۔

(۳۲) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! جنت اور جو کچھ اس میں ہے اس کی طرف نہ دیکھو تو مجھے دیکھ لو گے بلا واسطہ۔ اور دوزخ اور جو کچھ اس میں ہے اس کی طرف نہ دیکھو تو مجھے بلا واسطہ دیکھ لو گے۔

(۳۳) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! بعض اہل جنت جنت سے پناہ مانگیں گے جس طرح اہل دوزخ دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں۔

(۳۴) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! اہل جنت جنت سے مشغول ہیں اور اہل دوزخ مجھ سے مشغول ہیں۔

(۳۵) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! جو میرے سوا کسی شے کے ساتھ مشغول ہو ا قیامت کے روز وہ شے اس کے لیے زنا ثابت ہوگی۔

(۳۶) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! اہل قرب قریا د کرتے ہیں قربت سے جس طرح اہل بعد قریا د کرتے ہیں دوری سے۔

(۳۷) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! میرے بعض بندے سوائے انبیاء مرسلین کے ایسے ہیں کہ ان کے احوال سے کوئی بھی واقف نہیں اہل دنیا سے اور نہ کوئی اہل جنت سے اور نہ کوئی اہل دوزخ سے اور نہ مالک اور نہ رضوان اور میں نے نہ ان کو جنت کے لیے پیدا کیا، اور نہ دوزخ کے لیے اور نہ ثواب کے لیے اور نہ عقاب کے لیے اور نہ حور کے لیے اور نہ قصور کے لیے اور نہ غلمان کے لیے، پس خوشی ہے ان کے لیے جو ان پر ایمان لائیں، اگرچہ وہ پہچانیں نہیں۔ پھر فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! تم انہیں میں سے ہو اور ان کی علامات دنیا میں یہ ہیں کہ ان کے جسم کم کھانے پینے کی وجہ سے جلتے ہیں اور ان کے نفوس خواہشات کے پرہیز سے جلتے ہیں۔ اور اس کے قلوب خطرات سے احتراز سے جلتے ہیں۔ اور ان کی ارواح لحظات سے جلتی ہیں وہ اصحاب بقا ہیں جو نور بقا سے جلتے ہیں۔

(۳۸) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! جب تمہارے پاس پیا سے آئیں ایسے دن کہ سخت گرمی ہو اور تمہارے پاس ٹھنڈا پانی ہو اور تم کو پانی کی

ضرورت نہ ہو پس اگر تم نے پائی دیئے سے انکار کیا تو تم بخیلوں کے بخیل ہو گے پس میں ان کو کس طرح محروم رکھ سکتا ہوں اپنی رحمت سے حالانکہ میں نے اپنی شہادت دی اپنے نفس پر کہ میں ارحم الراحمین ہوں۔

(۳۹) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! گنہگاروں میں سے کوئی مجھ سے دور نہیں ہوتا، اور فرمانبرداروں میں سے کوئی مجھ سے قریب نہیں ہوتا۔

(۴۰) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! اگر مجھ سے کوئی قریب ہوگا تو وہ گنہگاروں میں سے ہوگا۔ کیونکہ گنہگار عاجزی اور پشیمانی والے ہیں۔

(۴۱) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! عاجزی انوار کا منبع ہے اور خود پسندی ظلمت (تاریکی) کا منبع ہے۔

(۴۲) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! اہل معاصی اپنے گناہوں کی وجہ سے محبوب ہیں اور اہل طاعت اپنی طاعت کی وجہ سے محبوب ہیں اور میرا ایک گروہ ہے ان کے علاوہ جن کو نہ معاصی کا غم ہے اور نہ طاعت کی فکر۔

(۴۳) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! گنہگاروں کو فضل و کرم کی خوشخبری سناؤ اور خود پسندوں کو انصاف اور عقاب کی خوشخبری سناؤ۔

(۴۴) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! طاعت والے یاد کرتے ہیں نعمتوں کو اور گنہگار یاد کرتے ہیں رحم فرمانے والے کو۔

(۴۵) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! میں قریب ہوں عاصی کے جب وہ گناہوں سے فارغ ہو جائے اور میں دور ہوں طاعت گزار سے جب وہ طاعت سے فارغ ہو جائے۔

(۴۶) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! میں نے عوام کو پیدا فرمایا تو وہ میرے حسن کی چمک برداشت نہ کر سکے تو میں نے اپنے اور ان کے درمیان ظلمت کا پردہ ڈال دیا اور میں نے خواص کو پیدا فرمایا تو وہ میرا قرب برداشت نہ کر سکے تو میں نے اپنے اور ان کے درمیان انوار کا پردہ ڈال دیا۔

(۴۷) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! اپنے دوستوں سے کہہ دو جو ان

- میں سے میری طرف پہنچنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ میرے سوا ہر چیز کو چھوڑ دے۔
- (۴۸) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! نکل جاؤ اجسام سے اور نفوس سے پھر نکل جاؤ قلوب سے اور ارواح سے پھر نکل جاؤ حکم سے اور امر سے تا کہ مجھ سے ملو پس میں نے کہا! اے رب کوئی نماز تجھ سے بہت قریب ہے؟ فرمایا! کہ وہ نماز جس میں میرے سوا کوئی نہ ہو اور نمازی خود اس سے عائب ہو۔ پھر میں نے عرض کیا تیرے نزدیک کونسا گریہ افضل ہے فرمایا! کہ بنسنے والوں کا رونا۔ پھر میں نے عرض کیا: کوئی ہلسی تیرے نزدیک افضل ہے؟ فرمایا روئے والوں کی ہلسی۔ پھر میں نے عرض کیا کہ کوئی توبہ تیرے نزدیک افضل ہے؟ فرمایا! بے گناہ بندوں کی توبہ۔ پھر میں نے عرض کیا کوئی بے گناہی تیرے نزدیک افضل ہے؟ فرمایا! کہ توبہ کرنے والوں کی بے گناہی۔
- (۴۹) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! صاحب علم کے لیے اس کے علم کے ذریعہ میری طرف کوئی راستہ نہیں مگر علم کے انکار کے بعد۔ کیونکہ وہ جب علم کو اس کے پاس چھوڑ دیتا ہے تو وہ شیطان ہو جاتا ہے۔
- (۵۰) حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا! کہ میں نے رب العزت کو دیکھا پس میں نے دریافت کیا اے رب عشق کے کیا معنی ہیں، فرمایا عشق حجاب ہے عاشق و معشوق کے درمیان۔
- (۵۱) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! جب تم نے ارادہ کر لیا توبہ کا تو تم پر لازم ہو گیا وساوس نفسانی اور خطرات قلبی سے باہر نکل جاؤ اور مجھ سے مل جاؤ ورنہ تم دل لگی کرنے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔
- (۵۲) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! جب تم نے ارادہ کر لیا میرے حرم میں داخل ہونے کا تو التفات نہ کرو ملک کی طرف اور نہ ملکوت کی طرف اور نہ جبروت کی طرف کیونکہ ملک شیطان ہے عالم کے لیے، اور ملکوت شیطان ہے عارف کے لیے، اور جبروت شیطان ہے واقف کے لیے۔ پس جو راغب ہوا ان میں سے کسی کی طرف وہ میرے نزدیک۔

مردودوں میں سے ہے۔

(۵۳) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! مجاہدہ مشاہدہ کے سمندروں کا ایک سمندر ہے اور واقفیت رکھنے والے اس کی مچھلیاں ہیں۔ پس جس نے ارادہ کیا بحر مشاہدہ میں داخل ہونے کا اسے لازم ہے کہ مجاہدہ اختیار کرے کیونکہ مجاہدہ بیج ہے مشاہدہ سے کا۔

(۵۴) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! طالبوں کے لیے مجاہدہ اسی طرح ضروری ہے جیسے ان کے لیے میری ذات ضروری ہے۔

(۵۵) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! میرے نزدیک سب سے زیادہ محبت والا بندہ وہ ہے جس کا والد ہو اور اولاد ہو اور اس کا قلب ان دونوں سے فارغ ہو اس حیثیت میں اگر اس کا والد مر جائے تو اس کو والد کی موت کا غم نہ ہو اور اگر اس کی اولاد مر جائے تو اولاد کی موت کا اس کو غم نہ ہو۔ جب اس درجہ پر بندہ پہنچے تو میرے پاس بغیر والد اور بغیر اولاد کے ہوگا جس کا کوئی قرابت دار نہیں۔

(۵۶) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! جو شخص مزہ چکھے والد کی فنا کا میری محبت میں اور اولاد کی فنا کا میری مودت یعنی دوستی میں تو اس کے لیے وحدانیت اور فردانیت کی کوئی لذت نہیں۔

(۵۷) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! جب تم ارادہ کرو مجھے دیکھنے کا کسی مقام میں تو قلب کو منتخب کر لو جو میرے غیر سے پاک ہو۔ پس میں نے عرض کیا! اے رب علم کا علم کیا ہے؟ فرمایا علم کا علم اس علم سے جاہل ہو جانا ہے۔

(۵۸) پھر مجھ سے فرمایا! اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! خوشی ہے اس بندے کے لیے جس کا قلب مجاہدے کی طرف مائل ہو اور اس بندے کے لیے ویل ہے جس کا قلب شہوات کی طرف مائل ہو گیا۔

(۵۹) حضرت غوث رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا! کہ میں نے رب تعالیٰ سے معراج کے

متعلق پوچھا تو فرمایا کہ وہ عروج ہے ہر شے سے سوائے میرے اور معراج کا
کمال یہ ہے کہ نہ آنکھ جھپکے اور نہ بے راہ ہو۔

(۶۰) پھر مجھ سے فرمایا اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ! دنیا کی جزا چھوڑ دو آخرت کو
پالو گے اور آخرت کی جزا چھوڑ دو مجھ تک پہنچ جاؤ گے۔



وَالَّذِينَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوتَ أَنْ يَعْبُدُوهَا

وَأَبَوْا أَنْ يُشْرِكُوا بِاللَّهِ لَمْ يُكَلِّمُوا

فَبَشِّرْ

عَالِي الدِّينِ مِنْهُمْ لَقَدْ كَلَّمْنَا سَلَمَةَ

أَوَّلَكَ الدِّينِ مُحَمَّدًا

وَأَوَّلَكَ هُمْ أَوْلُوا لِلْبَابِ

رَضِيَ اللہ العظیم

کتابتہ اسلامی

غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال وارشادات

- ☆ اے عزیزو! تم سے اکثر کہا جاتا ہے، لیکن تم نہیں سنتے۔ اگر سنتے ہو تو سمجھتے نہیں۔ اگر کچھ سمجھ لیتے ہو تو عمل نہیں کرتے اور عمل بھی کر لو تو اکثر اعمال ایسے ہوتے ہیں جن میں ”اخلاص“ کا نام تک نہیں ہوتا۔
- ☆ اول اپنے نفس کو نصیحت کر! اس کے بعد دوسرے کے نفس کو نصیحت کر۔
- ☆ ایسی بات کا دعویٰ نہ کر جو تجھ میں نہ ہو۔
- ☆ ایمان مجموعہ ہے قول اور عمل کا۔
- ☆ قول صورت ہے اور عمل اس کی روح۔
- ☆ قرآن و سنت کی کسوٹی پر بات کو پرکھ۔
- ☆ گردن جھکا پھر تو یہ کر! اس کے بعد علم سیکھ، عمل کر اور اخلاص پیدا کر۔ اگر یہ نہ ہوا تو کبھی ہدایت نہ پائے گا۔
- ☆ اے عمل کرنے والے! اخلاص حاصل کر ورنہ فضول مشقت مت اٹھا۔
- ☆ کوشش تو کر! مدد کرنا اللہ کا کام ہے۔
- ☆ عمل زندگی ہے اور جہالت موت۔
- ☆ جو شخص اپنے علم پر عمل کرتا ہے خدا تعالیٰ اس کے علم کو وسیع کرتا ہے اور علم لدنی جو اسے حاصل نہیں ہوتا عطا کرتا ہے۔
- ☆ تصوف یہ ہے کہ صوفی دنیا سے قطع تعلق کر کے مخلوق خدا کی خدمت کرے۔
- ☆ مشائخ کی صحبت دنیا کے لیے نہیں بلکہ آخرت کے لیے کی جاتی ہے۔
- ☆ اس کی صحبت اختیار کر جو تیرے نفس کے جہاد پر تیری اعانت کرے۔

- ☆ جب تو جاہل، منافق اور بندہ حرص و ہوا شیخ کی صحبت اختیار کرے گا تو وہ تیرے مقابلے پر تیرے نفس کا مددگار بنے گا۔
- ☆ خدا خود تقدیر کا مختار ہے کوئی اس میں دخل دینے کی طاقت نہیں رکھتا۔ نہ کسی کی یہ مجال ہے کہ اس پر زور دے کر مقدر بدلوا دے۔ جس کا یہ عقیدہ ہے وہ گمراہ ہے۔
- ☆ اللہ کے سوا کسی پر بھروسہ نہ کرو۔
- ☆ جلوت میں مراقبہ کرنا منافقوں کا کام ہے۔
- ☆ خدا نے اشیا کی حقیقت کا علم تم سے چھپا لیا ہے، اس لیے کوئی چیز تمہیں اچھی لگے یا نہ لگے اس کے خلاف نہ کہو۔
- ☆ امتحان ضروری ہے۔ خصوصاً دعویٰ کرنے والوں کا کہ اگر آزمائش نہ ہوتی تو بہتری مخلوق ولی ہونے کا دعویٰ کرنے لگی۔
- ☆ بندہ مومن دنیا میں مسافر ہے۔ زاہد خشک آخرت میں مسافر ہے اور عارف (صوفی) جملہ ماسوئی اللہ میں مسافر ہے۔
- ☆ جس پیر میں یہ پانچ وصف نہ ہوں وہ دجال ہے پیر نہیں ہے۔ ایک تو یہ کہ پیر ظاہری شریعت کا عالم ہو۔ دوسرے علم حقیقت جانتا ہو۔ تیسرے اپنے پاس آنیوالوں کے ساتھ عمدگی اور خندہ پیشانی سے برتاؤ کرتا ہو چوتھے غرباء اور بے حیثیت آدمیوں کے ساتھ قولاً اور فعلاً عاجزی اور انکسار سے پیش آتا ہو۔ پانچویں یہ کہ مسافروں کو کھانا کھلاتا ہو اور خود ریا، حسد، طمع، غفلت اور عیش طلبی سے پاک ہو۔
- ☆ دولت مندوں کے ساتھ وقار اور خودداری سے ملو اور درویشوں کے ساتھ عاجزی اور انکساری سے پیش آؤ۔
- ☆ جلوت و خلوت میں حق تعالیٰ کی طرف دھیان اختیار کر۔
- ☆ دنیا ایک محدود وقت تک ہے اور آخرت غیر متناہی مدت تک۔
- ☆ دنیا ایک بازار ہے جو عنقریب بند ہو جائے گا۔

☆ تم نفس کی خواہش پوری کرنے میں لگے ہو اور وہ تمہیں برباد کرنے میں مصروف ہے۔

☆ غصہ جب اللہ واسطے ہو تو محمود ہے اور جب غیر اللہ کے لیے ہو تو مذموم۔

☆ حسن خلق یہ ہے کہ تم پر جفائے خلق اثر نہ کرے۔

☆ جب تک نفس اصحاب کہف کے کتے کی طرح رضا کے دروازے پر نہ بیٹھ جائے اس وقت تک دل میں صفائی پیدا نہیں ہو سکتی۔

☆ قلب اور ہیبت کے درمیان سے حجاب اٹھ جاتا ہے تو حیا پیدا ہوتی ہے۔

☆ شاکر وہ ہے جو موجود پر شکر کرے۔

☆ خالق کا شکوہ مخلوق سے مت کر کہ اس کے سوا دوسرا تو کچھ بھی نہیں کر سکتا۔

☆ تمہارا مرض تو گناہ ہے اور اس کی دوا توبہ ہے۔

☆ حسد کرنا ایمان کے ضعیف ہونے کی علامت ہے اور یہ تمہیں اپنے خالق و

مالک کی نظروں سے گرا دے گا اور تم کو اس کے قہر و غضب کا نشانہ بنا دے گا۔

☆ پانچ وقت نماز کی پابندی کرو اور اپنی ہر نماز اس طرح ادا کرو کہ گویا یہ تمہاری

زندگی کی آخری نماز ہے۔

☆ جو آدمی بیداری کے بجائے نیند کو اختیار کرتا ہے وہ نہایت ناقص اور ادنیٰ چیز کو

پسند کر رہا ہے اور چونکہ نیند موت کی بہن ہے اس لیے گویا وہ شخص اپنی

ضرورتوں اور مصلحتوں میں موت اور غفلت کا خواہش مند ہے۔ اسی لیے خدا

تعالیٰ نیند سے ماورا ہے کیونکہ وہ تمام نقائص سے پاک ہے ملائکہ بھی قرب

خداوندی کے باعث نیند سے دور ہیں۔ یہی حال جنت کے باسیوں کا ہے۔

☆ صبر کا تکیہ رکھ کر، موافقت کا پٹکا باندھ کر، کشائش کے انتظار میں عبادت کرتا

ہوا تقدیر کے پرنا لہ کے نیچے سو۔ جب تو ایسا ہو جائے گا تو مالک تقدیر اپنے

فضل و انعامات تجھ پر اتنے برسائے گا جن کی طلب اور تمنا بھی تو اچھی طرح

نہیں نہ کر سکتا۔

☆ نہ کسی سے محبت کرنے میں جلدی کرنے نفرت کرنے میں۔

- ☆ محبت محبوب سے خواہ ظاہر ہو خواہ باطناً ہر حال میں خلوص نیت رکھنے کا نام ہے۔
- ☆ محبت بجز محبوب کے سب سے آنکھیں بند کر لینے کا نام ہے۔
- ☆ محبوب کے دیکھنے کے اشتیاق میں اپنی جان کو بیچ ڈال..... واللہ اپنے نفس کو ایک نظر محبوب کے عوض بیچنے والا نام نہیں ہوتا۔
- ☆ عاشق محبت کے نشے میں ایسے مست ہوتے ہیں کہ انہیں بجز مشاہدہ محبوب کے کبھی ہوش نہیں آتا۔ وہ ایسے مریض ہیں کہ بغیر دیدار محبوب صحت نہیں پاتے۔
- ☆ جو شخص محبت میں سچا ہوتا ہے وہ بجز محبوب کے کسی دوسرے کے پاس کھڑا بھی نہیں ہوتا۔
- ☆ دنیا سے آخرت کی طرف رجوع کرنا اہل ہے مگر مجاز سے حقیقت کی طرف رجوع کرنا مشکل اور خلق کو چھوڑ کر حق سے محبت اس سے بھی زیادہ مشکل ہے اور صبر مع اللہ سب سے زیادہ مشکل ہے۔
- ☆ ہر شخص کے پاس ایک ہی تو قلب ہے۔ پھر اس سے دنیا اور آخرت دونوں کے ساتھ کس طرح محبت کر سکتا ہے؟ خالق اور مخلوق اس میں ایک جگہ کیسے جمع ہو سکتے ہیں؟
- ☆ بلا سے مت بھاگ کہ وہ بلا جو صبر کے ساتھ ہو ہر قسم کی بھلائی کی بنیاد ہے۔ نبوت، رسالت، ولایت، معرفت اور محبت سب کی بنیادی بلا ہی ہے۔ پس جب تو نے بلا پر صبر نہ کیا تو تیرے لیے بنیاد نہ رہی اور بنیاد کے بغیر تعمیر کو پائیداری نہیں۔
- ☆ جس کو خلوت میں تقویٰ حاصل نہ ہو اور حق تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کرے، وہ جھوٹا ہے۔
- ☆ جو شخص مال و ملک خرچ کیے بغیر جنت کی محبت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے۔
- ☆ دنیا نفوس کی معشوقہ ہے، آخرت قلوب کی محبوب ہے اور حق تعالیٰ باطن اور اسرار کا محبوب ہے۔
- ☆ جس طرح لوہا دیر تک آگ پر میں پڑا رہنے سے آگ کی صورت اختیار کر لیتا

ہے اسی طرح انسان ”محبت الہی“ میں جل کر قرب الہی حاصل کر لیتا ہے۔

☆ بہترین شوق وہ ہے جو مشاہدے سے پیدا ہو اور ملاقات سے ست نہ پڑ جائے، دیکھنے سے ساکن نہ ہو اور قریب سے چلا نہ جائے، محبت سے زائل نہ ہو بلکہ جوں جوں ملاقات بڑھتی جائے شوق بھی بڑھتا جائے۔

☆ شرک محض صنم پرستی ہی کا نام نہیں بلکہ اپنی خواہش نفس کی پیروی کرنا یا دنیا کی کسی بھی چیز کے ساتھ عشق کی کیفیت سے منسلک ہو جانا صریحاً شرک ہے۔

☆ خدا کے سوا ہر شے غیر خدا ہے اور ہر غیر خدا کی خواہش شرک کہلائے گی۔ اس سے پرہیز کرو۔

☆ قرب الہی پانے کے لیے ابتداء زہد و ورع اور تقویٰ و پرہیزگاری ہے اور انتہا رضا اور تسلیم اور توکل ہے۔

☆ خدا کی بجائے نفس پر اعتماد کرنا شرک ہے۔

☆ وفا حقوق الہی کی رعایت اور قولاً و فعلاً اس کے حدود کی حفاظت اور ظاہر و باطناً اس کی رضامندی کی طرف رجوع کرنے کا نام ہے۔

☆ اللہ کا سب سے زیادہ دوست وہ ہے جو خلق خدا کو نفع پہنچائے۔

☆ احتساب نفس اور مجاہدہ کرنے والے اولوالعزم سالکوں کے لیے دس خصوصی ہدایات ہیں:

(۱) عمد آیا سہوا جھوٹی یا سچی کسی طرح کی بھی خدا کی قسم نہ کھائے۔

(۲) جھوٹ نہ بولے، خواہ مذاق میں ہی کیوں نہ ہو۔

(۳) کسی سے وعدہ کر لے تو اسے وفا کرے ورنہ وعدہ ہی نہ کرے۔

(۴) مخلوق میں سے کسی چیز پر لعنت نہ کرے نہ کسی کو کوئی تکلیف پہنچائے۔

(۵) کسی کے لیے بھی بددعا نہ کرے اگرچہ اس پر ظلم ہی کیا گیا ہو۔

(۶) اہل قبلہ میں سے کسی پر یقین کے ساتھ کفر، شرک یا نفاق کی گواہی نہ دے۔

(۷) اپنے ظاہر و باطن کو گناہ کی چیزیں دیکھنے سے محفوظ رکھے اور اپنے اعضا و

جوارح کو معاصی سے بچائے رکھے۔

- (۸) مخلوق کے کسی چھوٹے یا بڑے پر اپنا بوجھ ڈالنے سے احتراز کرے۔
- (۹) کسی انسان سے حرص و طمع نہ رکھے۔
- (۱۰) ہمیشہ تواضع سے کام لے۔
- ☆ ہر پرندہ بولتا ہے لیکن اس کا کوئی عمل نہیں ہوتا۔ شکرہ (باز) بولتا نہیں ہے بلکہ عمل کر کے دکھاتا ہے۔ (عمل سے مراد شکار ہے) یہی وجہ ہے کہ بادشاہوں کا ہاتھ اس کی جگہ ہوتی ہے۔
- ☆ جب تم یہ مشاہدہ کرنے لگو کہ ہر شے خدا ہی کی جانب سے ہوتی ہے اور وہی اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرماتا ہے جس میں کہ تمہارے نفس کو قطعاً دخل نہیں ہوتا تو یہ سمجھ لو کہ تم نے خود کو تکبیر سے محفوظ کر لیا۔
- ☆ اے عالم! اپنے علم کو دنیا داروں کی صحبت سے آلودہ نہ کر۔
- ☆ تمہارے سب سے بڑے دشمن تمہارے ہم نشین ہیں (صحبت طالح ترا طالح کند)
- ☆ لوگو! خدا تعالیٰ سے اتنا تو شرمناؤ جتنا تم اپنے نیکو کار پڑوسی سے شرماتے ہو۔
- ☆ پیٹ بھرنے کے لیے روٹی، بدن ڈھانپنے کے لیے کپڑا، رہائش کے لیے گھر اور بیوی، یہ دنیا نہیں ہے۔ دنیا تو یہ ہے کہ دنیا کی طرف منہ اور خدا تعالیٰ کی طرف پشت ہو۔
- ☆ اگر تو مخلوق کے ساتھ ادب نہیں کرتا تو خالق کے ساتھ تیرا ادب کا دعویٰ غلط ہے۔
- ☆ دین کی اصل عقل، عقل کی اصل علم اور علم کی اصل صبر ہے۔
- ☆ اپنی روزی کا بوجھ کسی پر نہ ڈالو کہ اس صورت میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ پوری طرح نہ ادا ہو سکے گا۔
- ☆ فروتنی اور انکسار کو اپنا شعار بناؤ۔
- ☆ بیکار آدمی زمین پر بار ہوتا ہے۔
- ☆ سب سے اچھی زندگی دوسروں کے کام آتا ہے۔

- ☆ خوش رہنا چاہتے ہو تو دوسروں کو خوش رکھنے کی کوشش کرو۔
- ☆ اپنے عیوب کا جائزہ لینا، ان پر محاسبہ کرنا، نفس کی فالتو خواہشوں کو حقیر جاننا ہی حسن خلق ہے۔
- ☆ صداقت اور راست بازی کا شیوہ اختیار کرو اگر یہ وصف نہ ہوتے تو کسی کو بھی قرب باری تعالیٰ حاصل نہ ہوتا۔
- ☆ اتباع شریعت کی تبلیغ میرے نزدیک خلوت خانوں کی بہت سی عبادتوں سے بہتر ہے۔
- ☆ جس نے مصیبت پر صبر و تحمل سے کام نہ لیا، جس نے نعمائے الہی پر شکر ادا نہ کیا اس کا ایمان ناقص ہے۔
- ☆ تقدیر الہی کو اپنے نفس کا عذر نہ بناؤ کہ اسے بہانہ قرار دے کر عمل چھوڑ دو۔
تقدیر کو عذر بنانا کابلوں کا شیوہ ہے۔ تقدیر کا عذر، آفات، مصائب میں ہوا کرتا ہے (اعمال و احکام میں نہیں)
- ☆ دنیا، ساری حکمت و عمل ہے نتیجہ اور صلہ، سبب اور عمل پر موقوف ہے اور آخرت ساری کی ساری قدرت ہے کہ وہاں ہر شے کا وجود بلا سبب ہوگا لہذا اس دار حکمت میں عمل نہ چھوڑو اور دار قدرت میں خدا کی قدرت کو عاجز نہ سمجھو دنیا میں خدا تعالیٰ کی حکمت کے تقاضوں پر عمل کرو۔ اور قدرت پر ایسا بھروسہ نہ کرو کہ بلا عمل ہی جنت کے متوقع رہو۔
- ☆ صبر کو اپنا شعار بناؤ۔ یہ دینا تمام تر آفات کا مجموعہ ہے۔
- ☆ رضائے خالق کے خواہش مند! مخلوق کی ایذا دہی پر صبر کر۔
- ☆ مستحق سائل کو خدا کا ہدیہ سمجھو جو بندے کی طرف بھیجا گیا ہے۔
- ☆ ایمان اصل، اور اعمال فرع ہیں۔ ایمان میں شرک سے اور اعمال میں مصیبت سے بچو۔
- ☆ جسے کوئی تکلیف نہ پہنچے کہنا چاہیے اس میں کوئی خوبی نہیں۔
- ☆ کوشش کرو کہ تمہارا کلام جو ابا ہو۔ گفتگو کا آغاز تمہاری طرف سے نہ ہو۔

- ☆ دوسروں سے متعلق حسن ظن سے کام لو لیکن اپنے نفس کی طرف سے نہ ہو۔
- ☆ سب سے بدتر دشمن تمہارے برے ہم نشین ہیں۔
- ☆ جب کوئی شخص تمہیں کسی کی طرف سے رنجیدہ بات کہے تو اسے جھڑک دو کہ تو اس سے بھی برا ہے اس نے میرے پیچھے مجھے برا کہا تو میرے منہ پر کہتا ہے۔
- ☆ جو مصیبت میں صبر و تحمل سے کام لیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی بے حساب مدد فرماتا ہے۔
- ☆ خالق کا شکوہ مخلوق سے نہ کرو۔ کرو تو خالق ہی سے کرو۔
- ☆ گناہ بیماری ہے توبہ و ندامت اس کا علاج۔
- ☆ غیبت نیکوں کو ایسے کھاتی ہے جیسے لکڑی کو آگ بھسم کر دیتی ہے۔ جھوٹی قسموں سے بچو کہ وہ تمہارے آباد گھروں کو ویران اور برکتوں کو زائل کرتی ہے۔
- ☆ ہمت والا وہ ہے جو اپنے نفس سے دنیا کی محبت خارج کر دے۔
- ☆ بعض وقت اللہ تعالیٰ کا بندے کی درخواست کا قبول نہ کرنا، بندے پر شفقت ہی کی وجہ سے ہوتا ہے۔
- ☆ علم کا حصول، اس پر عمل اور دوسروں کو بھی سکھانا یہ سب خوبیوں کا مجموعہ ہے۔
- ☆ غفلت کی علامت اہل غفلت کی صحبت ہے۔
- ☆ نفس جب کدورتوں سے پاک ہو جاتا ہے تو احکام شرعیہ کی پابندی اس پر آسان ہو جاتی ہے۔
- ☆ جو شخص بغیر تحصیل علمی کے گوشہ نشین اور مشغول ہو جاتا ہے وہ اپنی بے علمی سے اپنے کاموں کو سدھارنے کے بجائے اور بگاڑ لیتا ہے۔
- ☆ دنیا کا نفع تو کچھ بھی نہیں سب دھوکا ہی دھوکا ہے۔
- ☆ صبر یہ ہے کہ بندہ مصیبت اور بلا میں ثابت قدم رہے اور صدق نیت اور خوش دلی سے احکام الہی کی تعمیل کرتا رہے۔
- ☆ مومن رزق حلال کے لیے سعی کرتا ہے، قسمت پر بھروسہ کر کے اپنے آپ کو معطل نہیں کر دیتا۔

☆ فرائض کے بعد غریبوں اور مہمانوں کی ضیافت اور عام و خاص سب سے اچھے اخلاق سے پیش آنا سب سے بہتر کام ہے۔

☆ جس نے سوال کیا اس نے گویا اپنی آبرو گنوائی۔

☆ حسن خلق یہ ہے کہ تم جفائے خلق کا اثر نہ قبول کرو۔

☆ میانہ روی میں آدمی روزی اور حسن خلق میں آدمی دین ہے۔

☆ اس سے کیا حاصل کہ تمہاری زبان فصیح اور دل نادان ہے۔

☆ جلوت میں خاموش رہنا مردانگی نہیں جلوت میں خاموش رہو تو ایک بات ہے۔

☆ مخلوق کی طرف منہ کرنا گویا حق تعالیٰ کی طرف پیٹھ کرنا ہے۔

☆ بننے والوں کے ساتھ ہنسومت البتہ رونے والوں کے ساتھ رولو۔

☆ جو خلق کے ساتھ خلیق ہو وہ خالق سے نزدیک تر ہے۔

☆ خالق کے ساتھ ادب کا دعویٰ صحیح نہیں جب تک تم مخلوق کے ادب کا حق نہیں ادا کرتے۔

☆ قول بمنزلہ جسد ہے اور عمل اس کی روح۔

☆ ہماری غیبت کرنے والے ہماری فلاح کے موجب ہیں کہ وہ اپنے اعمال حسنہ ہماری طرف منتقل کر رہے ہیں۔

☆ تیرا عمل تیرے عقائد کی دلیل ہے، تیرا ظاہر تیرے باطن کی علامت ہے۔

☆ اے عمل کرنے والے اپنے اعمال میں اخلاص پیدا کرو ورنہ یہ تیری ساری محنت مشقت بیکار ہے۔

☆ حق کا مقرب وہی ہوتا ہے جو مخلوق پر شفقت رکھتا ہے۔

☆ مکانوں کے بنانے میں عمر صرف کر رہا ہے بسیں گے دوسرے حساب دے گا تو۔

☆ امیروں کے ساتھ عزت و غلبہ سے مل اور فقیروں سے عجز کے ساتھ۔

☆ جو مخلوق کے ساتھ خلق میں فراخ تر ہو وہ خالق کے نزدیک تر ہے۔

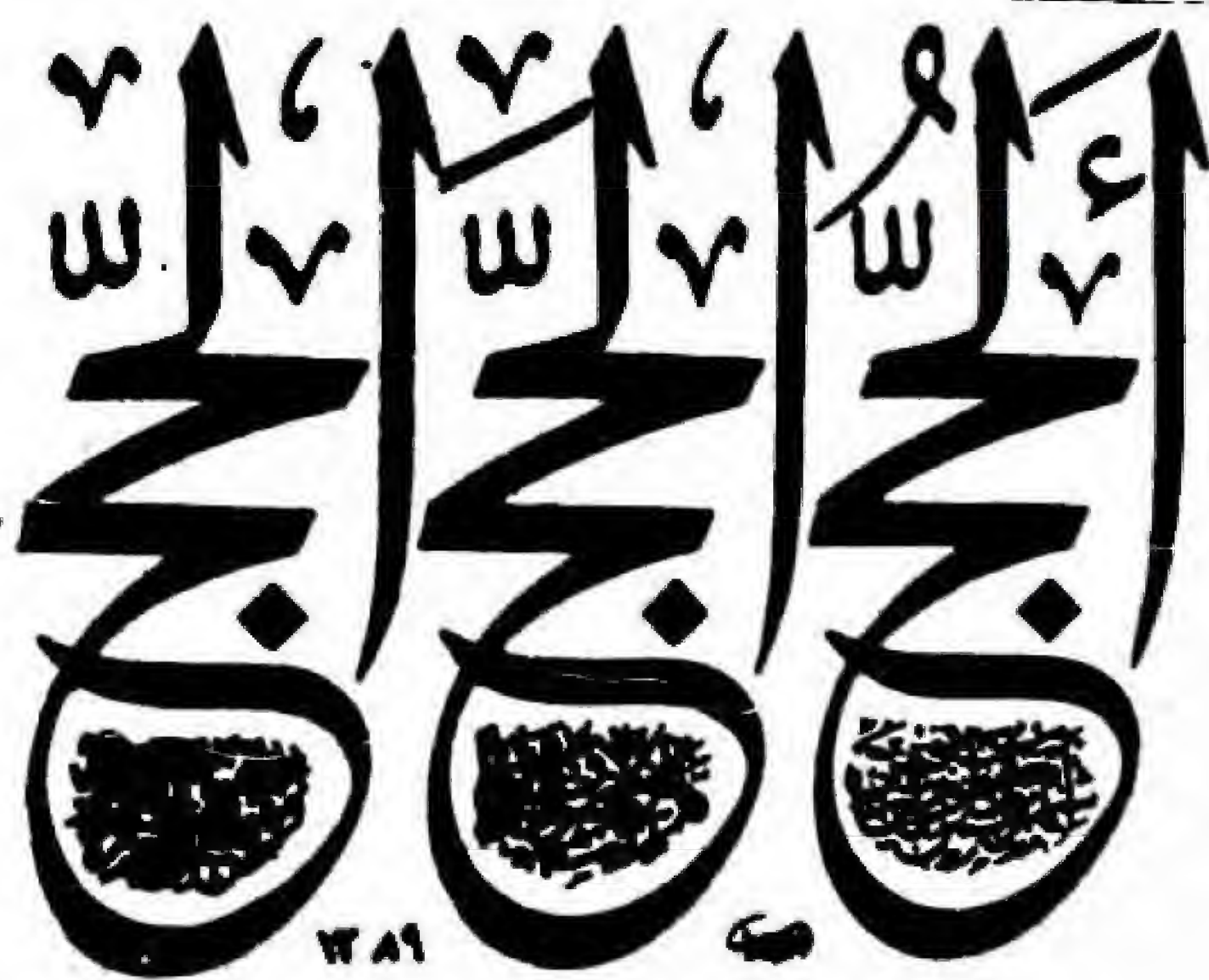
☆ اہل اللہ کی صحبت اختیار کر یہ عبادت ہے۔

- ☆ تمام خوبیوں کا مجموعہ علم سیکھنا اور عمل کرنا، پھر دوسروں کو سکھانا ہے۔
- ☆ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا کامیابی و کامرانی کی کنجی ہے۔
- ☆ مومن جس قدر بوڑھا ہوتا ہے اس کا ایمان طاقت ور ہوتا ہے۔
- ☆ گمنامی کو پسند کر کہ اس میں ناموری کی نسبت بڑا امن ہے۔
- ☆ مالدار اور فقیر کے درمیان امتیاز نہ رکھو، دین کو کمائی کا ذریعہ نہ بناؤ۔
- ☆ خالق کے ساتھ ادب کا دعویٰ غلط ہے جب تک تو مخلوق کے ادب کا لحاظ نہ رکھے۔

جاری ہیں فیض رات دن در دنگیر کے
سائل جو در پر آ گیا خالی نہیں پھرا
قبروں سے زندہ کر دیئے مردے کئی ہزار
درگاہ ایزدی میں ہے کچھ ایسی دسترس
عاقلوں کی عقل یاں پر رہ گئی ہے دنگ ہو
لاکھ کوسوں پر کریں اپنے مریدوں کی مدد
غلام جیلانی وہ تیرے مایہ ناز ہیں

مخفی خزانے بٹ رہے پیران پیر کے
چوروں سے ہو گئے دلی گھر آ فقیر کے
اوصاف کون گن سکے اس بے نظیر کے
تیر واپس کر دیئے راہ سے تقدیر کے
حیرت میں دیکھ کام ہیں مانند تصویر کے
رہنے والے ہوں عرب کے یا کشمیر کے
محبوب دو جہاں ہیں وہ رب قدیر کے

.....☆.....



سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا سراپائے نور

ویسے تو سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا وجود باوجود سراپا کرامت ہے آپ کی آواز مبارک اتنی بارعب اور گونج دار تھی کہ جب کچھ ارشاد فرماتے تو مجمع دم بخود ہو جاتا اور ستر ستر ہزار کے مجمع میں بھی جس طرح قریب والے سنتے اسی طرح دور والے بھی سنتے تھے (یہ کرامت حضور علیہ السلام کے معجزے کا عکس ہے) اور جو فرماتے فوراً تعمیل کی جاتی۔

(ہجۃ الاسرار، قلائد الجواہر، تفریح الخاطر)

آپ کی نگاہ اس قدر کیما اثر تھی کہ کتنے ہی سنگدل پر پڑ جاتی تو وہ حلقہ غلامی میں آ جاتا اور آپ فرماتے انتم بین یدی کالقواریری مافی بواطنکم وظواہرکم۔ تم سب میرے سامنے شیشے کی بوتلوں کی طرح ہو، تمہارا ظاہر و باطن سب مجھے نظر آتا ہے۔ (مقالات احسان از صدیق حسن بھوپالی، سفینۃ الاولیاء، تفریح الخاطر)

یہی نگاہ کرامت یک چور پر پڑی، اس سے پوچھا تو کون ہے تو اس نے اپنی بدکرداری کو چھپانے کی کوشش کی اور کہا میں بدو ہوں فکشف لہ الغوث ان اسمہ مکتوب بسواد المعصیۃ، آپ نے بذریعہ کشف اس کی خباثت کو دیکھ لیا، اس چور کو بھی خیال آیا کہ شاید غوث اعظم ہیں، آپ نے اس کے خیال کو بھی پہچان لیا اور فرمایا: ہاں میں عبدالقادر ہوں، یہ سنتے ہی وہ قدموں میں گر پڑا اور اس کی زبان پر یہاں سیدی عبدالقادر شینا اللہ جاری ہو گیا، آپ کو اس کے حال پہ رحم آیا اور اس کی ہدایت کے لئے اللہ کی بارگاہ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ ہاتھ غیب سے آواز سنائی دی:

یا غوث الاعظم دل السارق علی طریق الصواب و ارشده الی
هدایۃ الاحباب واجعله قطبا من الاقطاب فصار السارق قطبا

بنظرہ بلا ارتباب .

اے غوث اعظم! اس کو ہدایت کا راستہ دکھا دو اور اس کی راہنمائی کر کے اس کو قطب بنا دو چنانچہ آپ کی نگاہ سے چور قطب ہو گیا۔ (تفریح الخاطر)

عجب شان تیری اے غوث جلی ہے

آتا ہے چور اور بننا ولی ہے

آپ کے جسم مبارک سے کبھی کوئی قابل کراہت چیز نکلتی نہ دیکھی گئی۔ (رینٹھ بلغم وغیرہ) ولا فعدت علیہ ذبابہ نہ کبھی آپ کے جسم پہ مکھی بیٹھی (یہ بات امام عبدالوہاب شعرانی نے لکھی ہے جن کے بارے میں مولوی ابراہیم میرسیا لکھتے ہیں کہ مجھے ان سے کمال عقیدت ہے میں نے ان کی کتب سے سلوک و فروع کے متعلق بہت فیض حاصل کیا ہے، مصر میں میں نے ان کی مسجد میں نماز مغرب بھی ادا کی ان کی قبر انور کی زیارت بھی کی اور فاتحہ بھی پڑھی۔ حاشیہ تاریخ اہل حدیث صفحہ ۱۱۵ تا ۱۱۰)

اسی طرح ملا علی قاری اور امام یوسف نبھانی نے شیخ شریف حسین موصلی اور شیخ خضر علیہما الرحمۃ سے نقل فرمایا ہے۔ (طبقات کبری، جامع کرامات اولیاء)

آپ کا پسینہ مبارک خوشبودار تھا۔ (فلائد الجواہر، تفریح الخاطر)

شیخ علی بن اکھیتی کے مرشد ان کو لے کر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ نے اپنا جبہ عنایت کیا اور فرمایا یا علی لبست قمیص العافیۃ، اے علی! تو نے سلامتی کی قمیص پہن لی ہے شیخ علی فرماتے ہیں پینسٹھ سال ہو گئے ہیں مجھے آج تک کسی قسم کی کوئی بیماری لاحق نہیں ہوئی۔ (فلائد الجواہر)

(نجات الانس فارسی صفحہ ۳۵۸ پہ ہے کہ) ایک شخص کو آپ نے ٹوپی عطا کی

اس نے سر پر رکھی تو اس پر عالم ملکوت کا حال ظاہر ہو گیا اور تسبیح و تہلیل کی آواز سننے لگا۔

آپ کے جسم سے نور کی شعاعیں پھوٹتی، جس پر شعاع پڑ جاتی اس پر اہل قبور

اور فرشتوں کے حالات منکشف ہو جاتے۔ (فلائد الجواہر)

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی جوانی میں ہر وقت علم کلام میں مشغول

رہتے اس فن کی بہت ساری کتابیں ان کو حفظ تھیں، ان کے چچا ان کو منع فرماتے اور ان پر کوئی اثر نہ ہوتا ایک دن ان کے چچا ان کو غوث اعظم کی بارگاہ میں لے گئے آپ نے سینے پہ ہاتھ پھیرا اور علم کلام نکال کر علم لدنی بھر دیا اور فرمایا: تم عراق کے متاخرین مشائخ میں سے ہو۔ (بہجۃ الاسرار، قلائد الجواہر)

شیخ ابو محمد محلی علیہ الرحمہ کو آپ نے اپنی انگلی چوسائی وہ فرماتے ہیں میں نے بغداد سے مصر تک کا سفر کیا مگر نہ بھوک لگی نہ پیاس بلکہ جسم میں پہلے سے زیادہ توانائی پائی۔

(سفینۃ الاولیاء، تفریح الحاطر)

آپ اپنی انگلی سے اشارہ فرماتے تو انگلی چاند کی طرح روشن ہو جاتی جس کی روشنی میں اندھیری رات میں شیخ احمد رفاعی اور عدی بن مسافر علیہما الرحمۃ نے امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ کے مزار تک کا سفر کیا۔ (قلائد الجواہر)

الغرض آپ کی ذات بابرکات مجمع الحسنات تھی آپ نے فرمایا میرے ہاتھ میں دولت نہیں ٹھہرتی اگر صبح کو میرے پاس ہزار دینار آئیں تو مجھے حکم ہے شام تک سارے غرباء و مساکین میں خرچ کر دوں۔ کوئی بھی سائل خالی نہ لوٹتا۔

آپ نے ایک دن ایک شخص کو پریشان دیکھ کر پریشانی کا سبب پوچھا! تو اس نے کہا دریائے دجلہ کے پار جانا تھا جیب خالی ہے اور ملاح نے بغیر کرائے کے کشتی پہ بٹھانے سے انکار کر دیا ہے، اسی وقت ایک عقیدت مند نے تمیں اشرافیوں کا نذرانہ پیش کیا آپ نے فرمایا یہ بیس دینار ملاح کو دے دینا اور دس اپنے پاس رکھ لینا اور ملاح کو کہنا کہ آئندہ کسی غریب سے کرایہ نہ لیا کرے۔

ایک شخص کو اپنی قمیص اتار کر دے دی پھر اس سے وہی قمیص بیس دینار کی خرید لی۔ آپ روزانہ روٹیاں پکوا کر غرباء میں تقسیم فرماتے اور جو بیچ جاتیں مغرب کے بعد اپنے خادم کو بھیجتے وہ گلیوں بازاروں میں اعلان کرتا کہ جس کو ضرورت ہو روٹی لے لے اور جو رات گزارنا چاہے اس کا بھی انتظام ہے۔

آپ کے پاس بکثرت نذرانے آتے مگر آپ ان کو ہاتھ بھی نہ لگاتے بلکہ نذرانے دینے والے خود ہی آپ کے مصلے کے نیچے رکھ دیتے۔ آپ ان میں سے کچھ

تقسیم فرما دیتے اور باقی رقم کے بارے فرماتے مہمانوں کے لیے رکھ کر نانہائی اور سبزی فروش کو دے دو۔

آپ روزانہ رات کو دسترخوان بچھاتے زائرین کے ساتھ کھانا کھاتے، زیادہ وقت مساکین کے پاس بیٹھتے، آپ کے دسترخوان پر طلبہ کثرت کے ساتھ ہوتے۔
ایام مجاہدہ میں ایک دفعہ آپ نے بیس دن کچھ نہ کھایا، ایوان کسریٰ کے کھنڈرات میں تشریف لے گئے تاکہ کوئی چیز کھانے کو مل جائے تو وہاں کیا دیکھا؟ ستر دوریش تلاش رزق میں پھر رہے ہیں آپ واپس تشریف لا رہے تھے کہ راستے میں ایک شخص نے کچھ رقم دی کہ یہ آپ کی والدہ نے بھیجی ہے آپ نے رقم لی اور ساری کی ساری ان ستر درویشوں میں بانٹ دی اور جو تھوڑی سی بچی اس کا کھانا خرید اور غرباء کو بلا کر ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا۔

آپ اپنے صاحبزادگان کو طلباء کی خدمت کے لیے بھیجتے وہ ان کا چراغ جلا کر آتے اور کھانے لے کر جاتے اور ان کو کھلاتے۔

آپ نے دوران سفر حج ایک جگہ (موضع حلہ) پڑاؤ کیا آپ کے خدام بکثرت آپ کے ہمراہ تھے، آپ نے خدام کو حکم دیا کہ بستی میں جا کر معلوم کرو کہ غریب ترین گھر کونسا ہے انہوں نے معلوم کیا تو ایک گھر میں دو بوڑھے محتاج مرد و عورت تھے اور ایک ان کی بچی تھی۔ آپ نے ان سے فرمایا کیا ہم یہاں ٹھہر سکتے ہیں انہوں نے بخوشی اجازت دی (حالانکہ بستی کے مشائخ اور امراء نے اپنے اپنے ہاں قیام کی پیشکش کی مگر آپ نے ان مسکینوں کے مکان میں ٹھہرنا پسند فرمایا عقیدت مندوں نے بیش قیمت تحائف کے انبار لگا دیے آپ نے وہ سارے تحائف اس بوڑھے کے حوالے کیے اور وہاں سے چل دیے

۔ ان کے در سے کوئی خالی جائے ہو سکتا نہیں

ان کے دروازے کھلے ہیں ہر گدا کے واسطے

(مذکورہ تمام واقعات قلائد الجواہر، تحفہ قادریہ، اخبار الاخبار فارسی وغیرہ میں مفصل دیکھے جاسکتے ہیں)

احمد الممعات میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مشائخ اولیاء میں سے کوئی بھی کرامات کے لحاظ سے آپ کا ہم پلہ نہیں ہے یہاں تک کہ ”بعضے از مشائخ اہل زماں ایساں گفتہ اند کہ کرامات دے رضی اللہ عنہ مانند رشتہ مردارید بود کہ درپے یکد گرمی آمدند۔ بعض مشائخ نے فرمایا کہ آپ کی کرامات کا حال تو موتیوں کی لڑی جیسا ہے کہ جب ٹوٹی ہے تو یکے بعد دیگرے موتی گرتے جاتے ہیں۔

(صفحہ ۶۱۰ جلد ۴ فارسی)

کرامات غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

آپ کی کرامات لا تعد لا تحصى (گنتی و شمار سے باہر ہیں) تاہم ان میں سے چند کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) آپ کی طبیعت انتہائی نفیس و لطیف تھی اعلیٰ درجہ کا لباس زیب تن فرماتے جو خلاف شریعت نہ ہوتا یعنی عالمانہ اور بیش قیمت۔

بغداد کے مشہور بزاز شیخ ابوالفضل احمد بن قاسم قرشی فرماتے ہیں کہ ایک بار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا خادم میرے پاس آیا اور کہا کہ کوئی ایسا قیمتی کپڑا ہے کہ جس کا گز ایک اشرفی کا ہو؟ میں نے پوچھا! اتنا قیمتی کپڑا کس کے لیے لینا چاہتے ہو؟ اس نے غوث اعظم کا نام لیا۔ میرے دل میں خیال گزرا کہ جب فقراء ایسا لباس پہنیں گے تو بادشاہ کیا پہنیں گے؟ بس یہ خیال آیا ہی تھا کہ میرے پاؤں میں ایسا کیل چبھا کہ میں مرنے کے قریب ہو گیا، بڑی کوشش کی مگر کیل نہ نکلا، مجھے آپ کی بارگاہ میں اٹھا کر پیش کیا گیا، آپ نے فرمایا! اے ابوالفضل! تو نے اعتراض تو فوراً سوچ لیا اور خیال نہ کیا بحقی علیک البس قمیصاً ذراعاً بدینار۔ کہ مجھے میرے رب نے ایسا کپڑا پہننے کا حکم دیا ہے۔

(اخبار الاخیار فارسی صفحہ ۲۱، ہیجۃ الاسرار)

(۲) ایک دن آپ وعظ فرما رہے تھے کہ شیخ علی بن ہبیبی علیہ الرحمۃ حاضرین میں

بیٹھے اونگھ رہے تھے اچانک آپ وعظ چھوڑ کر منبر سے نیچے اترے اور شیخ کے سامنے باادب کھڑے ہو گئے، جب شیخ عالم بیداری میں آئے تو آپ نے فرمایا! حضرت نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) را دیدی؟ من برائے دے باادب ایستاده بودم۔ آپ نے نیند کی حالت میں حضور علیہ السلام کا دیدار کیا ہے ناں (انہوں نے عرض کیا جی ہاں، فرمایا) میں اس لیے تو باادب کھڑا ہو گیا تھا اور منبر سے نیچے اتر آیا۔ تو ہاں شیخ! حضور علیہ السلام نے پھر آپ کو کیا فرمایا؟ شیخ نے عرض کیا، بملازمت تو۔ حضور علیہ السلام نے آپ کی صحبت میں رہنے کا کیا حکم فرمایا ہے:

بعد میں حاضرین نے شیخ سے پوچھا کہ کیا ماجرا ہوا؟ تو انہوں نے فرمایا آنچہ من بخواب می دیدم دے بہ بیداری می دید۔ میں خواب میں حضور کی زیارت کر رہا تھا اور غوث پاک بیداری میں کر رہے تھے۔ (مدارج المنوت، نجات الانس)

(۳) شیخ ابو محمد صالح رحمہ اللہ کو ان کے شیخ ابو مدین مغربی علیہ الرحمۃ نے غوث پاک کی خدمت میں برائے حصول تعلیم فقر بھیجا، آپ نے شیخ ابو محمد کو بیس دن اپنے حجرے کے دروازے پر بٹھا کر بیسویں دن فرمایا! مغرب کی طرف دیکھو میں نے دیکھا تو مجھے کعبہ نظر آ گیا پھر فرمایا۔ اب ادھر دیکھو میں نے ادھر دیکھا تو مجھے میرا مرشد دکھائی دیا۔ (قلائد الجواہر)

(۴) امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ تفسیر کبیر میں ایک حدیث نقل فرماتے ہیں ان اولیاء اللہ لا یموتون ولكن ینتقلون من دار الی دار۔ اولیاء کرام مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں چلے جاتے ہیں۔
ادھر ڈوبے ادھر نکلے ادھر ڈوبے ادھر نکلے

(جلد ۲ صفحہ ۹۸)

چنانچہ کسی شہر میں غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کوئی عقیدت مند رہتا تھا وہ دور دراز کا سفر کر کے بغداد شریف آیا تو معلوم ہوا کہ غوث اعظم وصال

فرما چکے ہیں۔ قبر مبارک پہ حاضر ہوا چونکہ دل میں آپ کی محبت کا سمندر موجزن تھا۔

فظهر الغوث الاعظم من مرقده و اخذه بیدہ واعطاه الانابة وانتسب بسلسلہ.

آپ نے قبر انور سے ہاتھ باہر نکال کر اس کو بیعت کیا اور نظر کرم فرما کر اپنے سلسلہ میں داخل فرمایا۔ (تفریح الخاطر)

جمال الاولیاء میں مولوی اشرف علی تھانوی نے امام یافعی علیہ الرحمۃ کے حوالے سے محمد بن ابی بکر الحکمی کی ایک ایسی ہی کرامت ذکر کی ہے کہ انہوں نے بھی بعد از وفات قبر انور سے نکل کر ایک شخص کو بیعت فرمایا۔ (صفحہ ۱۰۶)

(۴) افاضات یومیہ میں تھانوی صاحب نے مولانا فضل الرحمن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا (مولانا فضل الرحمن کو حیات اشرف میں قطب وقت تسلیم کیا گیا ہے) اور یہ واقعہ تفریح الخاطر صفحہ ۲۳ پہ بھی ہے کہ غوث پاک کے زمانے میں ایک گنہگار شخص مگر غوث پاک سے محبت کرنے والا (بقول تھانوی صاحب یہ شخص دھوبی تھا) جب اس کو دفن کیا گیا تو نکیرین کے ہر سوال پر اس نے غوث پاک کا نام لیا (بالفاظ دیگر یوں کہا ہوگا کہ میں غوث پاک کا دھوبی ہوں) حکم الہی ہوا ان کان هذا العبد من الفاسقین لکن فی محبة محبوبی السید عبدالقادر من الصادقین۔ (اے فرشتو! واپس آ جاؤ) اگرچہ فاسق ہے مگر میرے محبوب عبدالقادر کی محبت نے اس کو صادقین میں شامل کر دیا ہے۔ فلاجلہ غفرت له ووسعت قبرہ بمحبتہ وحسن اعتقاده فیہ۔ میں نے اسی وجہ سے اس کو بخش بھی دیا ہے اور اس کی قبر کو وسیع بھی فرما دیا ہے (بھلا جو غوث اعظم کو جانتا ہے وہ مجھے کیوں نہیں جانتا ہوگا)

۔ کیمیا پیدا کن از مشت گلے

بوسہ زن بر آستان کا ملے

اسی سے ملتا جلتا ایک دوسرا واقعہ قلائد الجواہر صفحہ ۲۵ پہ ہے کہ شہر بغداد کے محلہ باب الازج کے قبرستان میں ایک قبر سے چیخوں کی آواز آنا شروع ہو گئی آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا، تو آپ نے پوچھا؟ کیا اس قبر والے نے مجھ سے خرقہ حاصل کیا ہے؟ یا میری مجلس میں حاضری دی ہے؟ یا میرے پیچھے کبھی نماز ادا کی ہے؟ لوگوں نے لاعلمی کا اظہار کیا تو آپ نے فرمایا المفراط اولی بالخسارة۔ حد سے بڑھنے والا یا بھولا ہوا بھی خسارے میں رہتا ہے، پھر آپ نے مراقبہ فرمایا کہ سر اٹھایا تو چہرے پر انتہا درجے کا جلال تھا فرمایا فرشتوں نے مجھے کہا ہے: انہ رای وجہک واحسن بک الظن وان اللہ تعالیٰ رحمہ بک۔ کہ اس نے ایک بار آپ کی زیارت کی تھی اور آپ سے حسن ظن رکھتا تھا اس لیے اللہ نے اس کو معاف کر دیا ہے، پھر قبر سے آواز آنا بند ہو گئی۔

راج کس شہر میں کرتے نہیں تیرے خدام

باج کس شہر سے لیتا نہیں دریا تیرا

(۵) ایک مرتبہ آپ کچھ لکھ رہے تھے کہ تین مرتبہ چھت سے مٹی گری، دیکھا تو چوہا مٹی گرا رہا تھا آپ نے جلال کی نگاہ سے دیکھ کر فرمایا طاردا سک (تیرا سر اڑ جائے) اسی وقت چوہے کا سرتن سے جدا ہو گیا۔ (قلائد الجواہر، تحفہ قادریہ)

بنی اور اسر جدا او تن جدا

ہمچناں کیس موش راشد ماجرا

شیخ عمر بن مسعود بزار رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دن وضو فرماتے ہوئے چڑیا نے آپ پر بیٹھ گرا دی آپ نے نگاہ جلال سے اس کو صرف دیکھا ہی تھا کہ سقط میتا (گر کر مر گئی) وضو سے فارغ ہو کر آپ نے کپڑا دھویا اور بیچ کر رقم خیرات کر دی اور فرمایا یہ اس کا بدلہ ہو گیا۔ (قلائد الجواہر، تحفہ قادریہ)

سورج اگلوں کے چمکتے تھے چمک کر ڈوبے

افق نور پہ ہے مہر ہمیشہ تیرا

(۶) ایک مرتبہ خلیفہ وقت المستجد باللہ ابوالمظفر یوسف عباسی نے حاضر ہو کر عرض کیا! میں اطمینان قلب کے لیے آپ کی کوئی کرامت دیکھنا چاہتا ہوں فرمایا جو تو کہے گا میں وہ دکھا دیتا ہوں چونکہ سیب کا موسم نہیں تھا اس نے کہا سیب چاہتا ہوں آپ نے ہاتھ مبارک پھیلایا تو اس میں دو سیب آگئے آپ نے ایک خلیفہ کو دیا دوسرا پاس رکھا، جب آپ نے اپنا سیب کاٹا تو وہ اندر سے سفید تھا اور کستوری کی سی خوشبو آرہی تھی اور خلیفہ کے سیب سے کیڑا نکلا۔ آپ نے فرمایا چونکہ ظالم (خلیفہ) کا ہاتھ لگا ہے اس لیے سیب میں کیڑا پیدا ہو گیا ہے۔
(بجۃ الاسرار، قلائد الجواہر)

۔ بندہ پروردگار امت احمد بنی
دوست دارِ یارم تابہ اولاد علی
مذہب حنفیہ دارم ملت حضرت خلیل
خاک پائے غوث اعظم زیر سایہ ہر ولی
سبحان اللہ! ہمیں کتاب ملی تو (قرآن) کتاب اعظم، رسول ملا تو رسول اعظم
فاروق ملا تو فاروق اعظم، امام ملا تو امام اعظم، غوث ملا تو غوث اعظم
۔ خدا کے فضل سے ہم پر ہے سایہ غوث اعظم کا
ہمیں دونوں جہاں میں ہے سہارا غوث اعظم کا
(۷) حدیث پاک میں ہے:

لا یرد القضاء الا الدعاء (مشکوۃ المصابیح صفحہ ۱۹۵)

دعا تقدیر کو بھی بدل کر رکھ دیتی ہے۔ یاد دعا ہی سے تقدیر بدلتی ہے اس حدیث کے تناظر میں غوث اعظم کی کرامت ملاحظہ فرمائیں:

ابوالمظفر الحسن بن نعیم نامی گرامی تاجر نے حضرت شیخ حماد الدباس علیہ الرحمۃ (غوث پاک کے استاذ) کے سامنے عرض کیا کہ میرا ارادہ ملک شام جانے کا ہے، قافلہ تیار ہے اور سات سودینار کا سامان میرے پاس ہے۔ شیخ نے فرمایا

تم اس پورے سال سفر کا ارادہ ترک کر دو ورنہ تمہارے مال اور جان کو خطرہ ہے۔ تاجر پریشان ہو گیا، واپس جا رہا تھا کہ غوث پاک سے ملاقات ہو گئی، شیخ حماد کا فرمان عرض کیا تو غوث اعظم نے فرمایا! تم سفر پہ جاؤ میں ضامن ہوں کچھ نقصان نہیں ہوگا فائدہ ہی ہوگا۔ (تذهب سالما وترجع غانما والضمنان علی فی ذلک) چنانچہ تاجر خوشی خوشی سفر پر چلا گیا سات سو دینار کا سامان ہزار میں فروخت کر کے کسی کام سے ”حلب“ گیارہ ہزار دینار محفوظ مقام پر رکھے اور پھر بھول گیا کہ کہاں رکھے ہیں۔ نیند کا غلبہ تھا سو گیا، خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ عرب کے بدوؤں نے قافلے پر حملہ کر کے کئی افراد کو قتل کر دیا ہے اور سامان لوٹ لیا ہے اور خود اس کا سامان بھی خواب میں لٹ گیا ہے اور قتل بھی ہو گیا ہے۔ گھبرا کے اٹھا تو دینار بھی یاد آ گئے، لے کر فوراً بغداد کی تیاری شروع کر دی، بغداد پہنچا تو سوچا کہ شیخ حماد کے پاس پہلے حاضری دوں یا غوث پاک کے پاس ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ ”سوق سلطان“ میں شیخ حماد مل گئے اور تاجر کو فرمایا پہلے غوث اعظم کے پاس جاؤ جنہوں نے ستر مرتبہ دعا کر کے تیرے قتل اور مال لٹنے کے بیداری کے واقعہ کو خواب میں تبدیل کر دیا ہے۔ کچھ عرصہ رقم رکھ کر بھول جانا بھی اسی سبب سے تھا تا کہ ضائع ہونے سے بچ جائے۔ (فلاند الجواہر، تحفہ قادریہ)

کسی کو زمانے کی دولت ملی ہے کسی کو جہاں کی حکومت ملی ہے
میں اپنے مقدر پہ قربان جاؤں مجھے غوث کا آستانہ ملا ہے

(۸) حضرت شاہ ابوالمعالی علیہ الرحمۃ نے شیخ داؤد علیہ الرحمۃ سے بیان فرمایا کہ چونکہ ہمارے پیر جہانگیر (غوث اعظم) کے دربار میں بڑے بڑے صاحب ثروت لوگ بھی آئے، ایک چور اس خیال سے کہ بڑا مال ملے گارات کو چوری کرنے آیا جب آستانے کے اندر داخل ہوا تو اندھا ہو گیا۔ آپ کو اس چور کا حال معلوم ہوا اور سوچا کہ یہ تو مروت کے خلاف ہے کہ یہ بے چارہ کچھ

حاصل کرنے کی بجائے اندھا ہو جائے ابھی آپ یہ سوچ ہی رہے تھے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ فلاں علاقے کا ابدال فوت ہو گیا ہے آپ نے فرمایا اس شخص کو لے جاؤ جو آج رات ہمارے گھر میں آیا ہے چنانچہ اس چور کو آپ کے سامنے لایا گیا تو آپ نے نگاہ کر کے اس کو ابدال بنا دیا۔ (تحفہ قادریہ، خزینۃ الاصفیاء)

حضرت شاہ ابوالمعالی یہ کرامت بیان فرما کر سلسلہ قادریہ سے منسلک حضرات کو خوشخبری سناتے ہیں کہ ”اے قادری دربار کے فقیر و خوش ہو جاؤ جب غوث اعظم چور کو محروم نہیں فرماتے تو تمہیں کیوں محروم رکھیں گے۔

چو دزد جانبش آید زراہ بے رہی
بدولت کر مش عارف جہاں باشد
کسے کہ بردرش آید زراہ صدق و صفا
بریں قیاس بکن حال او چناں باشد

(تحفہ قادریہ)

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ضروری نہیں نیت درست ہو تب ہی فیض ملے ورنہ اس چور کی نیت تو چوری ہی کی تھی اگر دینے والا کامل ہو تو کاسہ بھی خود ہی دہتا ہے اور گدائی بھی وہ خود ہی نیت کا بھی علاج کر لیتا ہے اور اگر دینے والے کا اپنا ہی دامن خالی ہو تو سوائے خالی دعوؤں کے کچھ ملے نہیں پڑتا۔

ہے زیارت گاہ مسلم گو جہاں آباد میں
اس کرامت کا مگر حقدار ہے بغداد میں

غوث اعظم کو بچوں نے بچپن کے اندر کھیلنے پر مجبور کیا فرمایا! آؤ پھر میں لا الہ الا اللہ پڑھتا ہوں تم محمد رسول اللہ پڑھو پورا بازار ذکر الہی سے گونج گیا، بچوں کا کھیل ہو گیا اور ان کی تبلیغ ہو گئی۔

(۹) ابو حفص عمر بن صالح بغدادی علیہ الرحمۃ کی اونٹنی چلنے سے عاجز آگئی حضرت

غوث اعظم نے پیشانی پہ ہاتھ رکھ کر ایڑی لگائی تو اونٹنی بیت اللہ شریف تک تمام قافلے سے آگے آگے دوڑتی گئی۔

(نزہۃ الخاطر الفاتر از ملا علی قاری)

ابو الحسن علی الازجی علیہ الرحمۃ کی کبوتری چھ ماہ سے انڈے نہیں دے رہی تھی اور قمری نو ماہ سے بول نہیں رہی تھی غوث پاک نے دونوں کو فرمایا کہ اپنے مالک کو فائدہ پہنچاؤ، قمری نے اسی وقت تسبیح شروع کر دی اور کبوتری عمر بھر انڈے دیتی رہے۔ (ہجۃ الاسرار)

کھجور کے دو درخت چار سال سے خشک تھے پھل نہیں لگتا تھا آپ نے ان درختوں کے نیچے بیٹھ کر وضو کیا اور دو رکعتیں پڑھیں ایک ہفتہ کے اندر دونوں درخت ہرے بھرے ہو گئے اور ان پر پھل بھی لگ گیا۔

(سفینۃ الاولیاء از داراشکوہ)

قحط سالی کے دنوں میں آپ نے اپنے رکابدار ابوالعباس احمد بن محمد القرشی کو دس بارہ سیر گندم دے کر فرمایا اس کو دو منہ والے برتن میں ڈال کر کھاتے رہو مگر دیکھنا نہیں۔ وہ پانچ سال تک کھاتے رہے ایک دن ان کی بیوی نے دیکھ لی کہ کتنی رہ گئی ہے پھر سات دن میں ختم ہو گئی، آپ نے فرمایا لو تو رکنتہ علی حالہ لا کلتم منہ حتی تموتوا۔ اگر نہ دیکھتے تو مرتے دم تک کھاتے رہتے اور ختم نہ ہوتی۔ (قلائد الجواہر)

مولوی اشرف علی تھانوی نے اس طرح کی ایک کرامت حضرت شاہ ابوالمعالی علیہ الرحمۃ کے مرشد کی بھی بیان کی ہے۔ (دیکھئے دعوات عبدیت صفحہ ۱۸ جلد ۵)

(۱۰) حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ اللہ کے اذن سے مادرزاد اندھوں کو اور برص

کے مریضوں کو تندرست کر دیتے اور مردوں کو زندہ فرما دیتے۔ (نجات الانس

فارسی صفحہ ۳۶۱)

شیخ خضر الحسینی الموصلی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں میں تقریباً تیرہ سال آپ کی بارگاہ میں رہا آپ کی کرامات میں سے ایک یہ بھی ہے:

اذا اعیاء اطباء مریضا اتی به الیه فیدعولہ ویمریده علیہ فبقوم
بین یدیه وقد شفی ولا یزال یسری عنہ حتی یصح فی اسرع
وقت.

آپ کے پاس لا علاج مریضوں کو لایا جاتا، آپ دعا فرماتے ان کے جسم پر
ہاتھ پھیرتے تو فوراً ٹھیک ہو جاتے۔ (قلائد الجواہر، بیچہ الاسرار)

خلیفہ مستجد باللہ کے عزیزوں میں سے ایک کا استقاء کے مرض کی وجہ سے
پیٹ بڑھ گیا: فامریده علیہ فقام ضامر البطن کان لم یکن به
شی۔ آپ نے پیٹ پہ ہاتھ پھیرا تو ایسے ہو گیا جیسے کبھی خراب ہوا ہی نہیں۔

(بیچہ الاسرار)

شیخ ابوالمعالی احمد البغدادی کے بیٹے کو سو سال بخار رہا، بڑے علاج کیے کوئی
فرق نہ پڑا، آپ نے فرمایا جا کر اس کے کان میں کہہ دو کہ عبدالقادر کا حکم ہے
اس سے دور ہو کر ”حلقہ گاؤں“ میں چلا جا، انہوں نے ایسے ہی کیا، بخار فوراً تر
گیا۔ (قلائد الجواہر)

توں کی غوث دی شان نوں جاننا ایں پھلے منکرا وعظ سنانا ہیں
اساں یارویں دینوں نہیں باز اوتاں وانگوں پاگلاں مغز کھپانا میں
غوث وچ جنگل چالائے منگل اوحدے جیہا کوئی پیشوانا ہیں
ہو جا دور منظور دیاں اکھیاں توں ساڈے رنگ اندر بھنگ پانا ہیں
سائنس کا کمال ہے کہ پلاسٹک کا دل لگا کر مریض کا علاج کر لیتی ہے، غوث
پاک کا کمال یہ ہے کہ سینکڑوں سال کے مردے کو ٹھوکر مار کے زندہ فرما دیتے
ہیں۔ تمہارے کارخانوں میں کپڑے تیار ہوتے ہیں غوث پاک کے
کارخانے میں غوث قطب اور ولی تیار ہوتے ہیں، اور آپ اپنے مریدوں کو
خدا سے بھی ملاتے ہیں مصطفیٰ سے بھی

غوث اعظم کرم تھیں بھرن جھولیاں

کوئی نہ جھولی پھیلاوے تے میں کی کراں

(۱۱) بغداد کے مشہور تاجرا ابو غالب کے ایاچ بیٹے کو آپ نے حکم دیا تو وہ تندرست ہو کر چلنے لگا۔ (تفصیلی واقعہ دیکھئے نفحات الانس صفحہ ۳۶۱ از مولانا عبدالرحمان جامی رحمۃ اللہ علیہ)

ایک مرتبہ رافضیوں کی ایک جماعت آپ کی آزمائش کے لیے دو ٹوکریں جن کا منہ بند تھا لے کر حاضر ہوئی اور پوچھا ان میں کیا ہے؟ آپ نے ایک ٹوکری پہ ہاتھ رکھ کر فرمایا اس میں ایاچ بچہ ہے اور اپنے بیٹے عبدالرزاق کو فرمایا اس کا منہ کھولو جب کھولا گیا تو ایاچ بچہ نکلا۔ فمسکہ بیدہ وقال له قم باذن اللہ۔ آپ نے اپنا دست اقدس اس پہ رکھ کر فرمایا اللہ کے حکم سے اٹھ: تو وہ تندرست ہو کر اٹھ کھڑا ہوا۔ دوسری ٹوکری کا منہ کھولا تو تندرست بچہ جو آپ کے حکم سے ٹوکری سے باہر آ گیا، یہ کرامت دیکھ کر تمام رافضی تائب ہو گئے۔ (جامع کرامات اولیاء نفحات الانس، ہیجہ الاسرار)

شیخ و مخدوم و مولانا عبدالقادر جیلانی

سلطان و غوث سیدنا یا عبدالقادر جیلانی

تم ہو مقبول ربانی تم ہو محبوب سبحانی

تم مظہر ذات یزدانی یا عبدالقادر جیلانی

تیرا بڑا بلند ستارہ قدموں میں ہے عالم سارا

ہر سمت بجتا تیرا نقارہ یا عبدالقادر جیلانی

تو ہر خادم کا ہمد ہے محفوظ تیرا ہر خادم ہے

ورد سے اسم اعظم ہے یا عبدالقادر جیلانی

(۱۲) ایک بار دریائے دجلہ میں طغیانی آگئی لوگ گھبرا کر آپ کے پاس آئے آپ اپنا عصا پکڑ کر دریا کی طرف چل پڑے اور دریا کے پاس جا کر ایک حد پر عصا

نصب کر دیا اور فرمایا بس! یہاں سے آگے مت آنا فنقص الماء من وقته۔
یہ فرمان سنتے ہی دریا کا پانی اترنا شروع ہو گیا اور عصا تک آ گیا۔ (بجہ الاسرار)
حضرت اہل بن عبد اللہ تستری فرماتے ہیں ایک مرتبہ غوث پاک لوگوں کی نظر
سے غائب ہو گئے، تلاش کرنے پر معلوم ہوا کہ دریائے دجلہ کی طرف تشریف
لے گئے ہیں۔ جب لوگ وہاں گئے تو عجیب منظر دکھائی دیا کہ آپ پانی کے
اوپر چل رہے ہیں اور مچھلیاں آپ کے ہاتھ چوم کر سلام عرض کر رہی ہیں۔ یہ
نماز ظہر کا وقت تھا اچانک سونے چاندی سے مرصع ایک سبز رنگ کا مصلیٰ تخت
سلیمانی کی طرح ظاہر ہوا اور دریا پر بچھ گیا، اس مصلے پر دو سطریں لکھی ہوئی
تھیں ایک الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون اور
دوسری سطر تھی سلام علیکم اہل البیت انہ حمید مجید۔ یکا یک
بہت سے لوگ ظاہر ہوئے اور مصلے کے دائیں بائیں صف بنا کر کھڑے ہو
گئے ان کے چہروں پر شجاعت و بہادری ٹپک رہی تھی بالکل خاموش گویا بول
سکتے ہی نہیں، آنکھوں سے آنسو جاری تھے اس مصلے پر کھڑے ہو کر غوث پاک
نے ان کو نماز پڑھائی۔ (تفریح الخاطر)

صراط مستقیم میں اسماعیل دہلوی نے ان رجال غیب کو تسلیم کیا ہے اور ماذون و
مجاز مانا ہے اور لکھا ہے ان بزرگوں کو حق پہنچتا ہے کہ تمام کلیات کی نسبت اپنی
طرف کریں اور کہیں عرش سے فرش تک ہماری حکومت ہے یعنی ہمارے مولا
کی ہوئی تو ہماری ہی ہوئی۔ (صراط مستقیم فارسی صفحہ ۱۰۱)

بادشاہاں دے ناں امیراں دے دیوے بلدے سدا فقیراں دے
کدی بجھدے اوہ نہیں دیکھے جیہڑے بالے ہوئے نے میراں دے
(۱۳) مشہور واقعہ ہے کہ آپ ایک دفعہ کسی محلے سے گزر رہے تھے کہ ایک عیسائی
مسلمانوں سے بحث کر رہا تھا کہ ہمارے نبی عیسیٰ علیہ السلام تمہارے نبی علیہ
السلام سے افضل ہیں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ تمہارا قرآن کہتا ہے وہ مردے

زندہ کرتے تھے۔ آپ نے عیسائی کو فرمایا انی لست بنبی بل من اتباع محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ میں نبی تو نہیں ہوں بلکہ حضور علیہ السلام کا امتی ہوں لیکن اگر میں مردہ زندہ کر دوں تو؟ اس نے کہا میں ایمان لے آؤں گا آپ اس کو قبرستان لے گئے اور فرمایا جس قبر پہ تو ہاتھ رکھے گا میں اس کو زندہ کرتا ہوں، اس نے ایک پرانی اور بوسیدہ قبر کی طرف اشارہ کیا، آپ نے فرمایا! ان صاحب هذا القبر کا مغنیا فی الدنیا ان اردت ان احیہ مغنیا فانا مجیب لک۔ یہ قبر والا گویا تھا اگر تو کہے تو یہ گاتا ہوا اٹھے؟ اس نے کہا اگر ایسا ہو جائے تو بڑی بات ہے۔ آپ نے فرمایا تیرے نبی جب مردہ زندہ فرماتے تھے تو کیا کہتے تھے؟ اس نے کہا قم باذن اللہ کہتے تھے۔ فتوجه الی القبر و قال قم باذنہ آپ قبر کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا قم باذنہ۔ اے قبر والے میرے حکم سے زندہ ہو جا فانشق القبر وقام الميت حیا مغنیا۔ قبر پھٹی اور مردہ گاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا (پوچھا کیا قیامت ہے؟ فرمایا نہیں میری کرامت ہے) فاسلم علی بد الغوث الاعظم۔ عیسائی مسلمان ہو گیا۔ (تفریح الخاطر، اسرار الطالبین)

مولوی اشرف علی تھانوی نے جمال الاولیاء میں اولیاء کرام کی کرامات کے سلسلہ میں مردوں کے زندہ ہونے کے کئی واقعات لکھے ہیں (دیکھئے جمال الاولیاء صفحہ ۲۲) اسی طرح امام ابن تیمیہ نے بھی اپنی کتاب الفرقان بین اولیاء الرحمن و اولیاء الشیطان کے صفحہ ۶۳ پر مردوں کا بطور کرامت زندہ ہونا بہت ساری کرامات کے حوالے سے ثابت شدہ قرار دیا ہے

۔ عیسیٰ کے معجزوں نے مردے جلا دیئے ہیں

محمد کے معجزوں نے مسیحا بنا دیئے ہیں

(۱۳) ایک مرتبہ سترہ مختلف افراد نے رمضان شریف کے روزے کی افطاری کی آپ کو دعوت دی آپ نے سب کی دعوت قبول کر لی اور بیک وقت سب کے

گھروں میں بھی تشریف فرما تھے اور اپنے آستانے پر خدام کے ساتھ بھی روزہ افطار فرما رہے تھے، جب یہ خبر مشہور ہو گئی اور لوگ حیران ہو کر ایک دوسرے سے اس موضوع پہ بات کرنے لگے تو آپ نے فرمایا:

ہم صادقون فی قولہم وانی اجبت دعوة کل واحد منهم و حضرت واکلت طعامہم فی بیوتہم فردا فردا .
ہاں میں نے سب کی دعوت قبول کی اور سب کے گھروں میں جا کر کھانا کھایا وہ لوگ سچ ہی تو کہہ رہے ہیں۔

مواعظ اشرفیہ میں مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں اصحاب نفوس قدسیہ جس قالب میں چاہیں اور جہاں چاہیں بیک وقت حاضر ہو سکتے ہیں
سارا عرب تمام عجم غوث پاک کا
اللہ رے جلال و حشم غوث پاک کا
اللہ آج دینے پہ آیا ہے مانگ لو
کھلتا ہے آج باب کرم غوث پاک کا

ملک شام میں ایک ابدال کا انتقال ہو گیا تو آپ عراق سے آن واحد میں شام تشریف لے گئے، اس کا جنازہ پڑھا اور حضرت خضر علیہ السلام کو کہا قسطنطنیہ میں جو فلاں کافر ہے اس کو لے آئیں جب اس کو لایا گیا تو آپ نے اس کو مسلمان کیا اس کی مونچھوں کو پست کیا اور نگاہ کر کے مقام ابدالیت پر پہنچا دیا اور تمام اولیاء کو فرمایا کہ مرحوم کی جگہ اس کو اس علاقہ کا ابدال مقرر کرتا ہوں۔

(سفینۃ الاولیاء، تہ شرح مسلم الثبوت صفحہ ۶۲۶)

رنگ والوں کے بھی رنگ اڑ گئے تیرے آگے
ذات بے رنگ نے وہ رنگ جمایا تیرا
جنہش لب سے ہے ابواب اجابت کی کشاد
رد نہیں کرتی طبیعت بھی تقاضا تیرا

بخدا ملک ولایت میں رسالت کے بعد

حشر تک کا جو زمانہ ہے وہ تنہا تیرا

کیا اولیاء اللہ ایک ہی وقت میں مختلف مقامات پر جلوہ گر ہو سکتے ہیں؟ اس بارے میں علماء نے بڑی طویل ابحاث فرمائی ہیں امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ جن کو امام شعرانی علیہ الرحمۃ کے بقول حالت بیداری میں چہتر (۷۵) بار حضور علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوئی (میزان الکبریٰ) اور مولوی اشرف علی تھانوی نے آپ کو بڑے علماء میں شمار کیا ہے (طریقہ مولود شریف) میں بیسوں مشائخ و اولیاء کے نام اس کی تائید و تصدیق میں ذکر کیے ہیں جن میں امام تاج الدین سبکی جیسی نابغہ روزگار شخصیات بھی شامل ہیں (انجلی فی تطور الولی للسیوطی) اس طرح الا بریز، روض الریاحین، مکتوبات امام ربانی، انفاس العارفین، جامع کرامات اولیاء، نفحات الانس بلکہ علماء دیوبند کی کتب تذکرہ الرشید، جمال الاولیاء، افاضات یومیہ، کرامات امدادیہ اور امداد المشتاق میں بھی اس کی تائید موجود ہے اور مولوی رشید احمد گنگوہی نے تو فتاویٰ رشیدیہ میں اس کے منکر کو گنہگار قرار دیا ہے۔ (جلد ۱ صفحہ ۲۱ کتاب العقائد)

مولوی اسماعیل دہلوی جن کے متعلق دیوبندی اور اہل حدیث حضرات متفق ہیں کہ قبح عالم تھے اور بیس ہزار احادیث ان کی نوک زبان پر تھیں۔ معقول و منقول میں بے مثال تھے ایسے کہ پہلوں کی یاد بھلا دیں اور فروع و اصول میں ائمہ کو پرے بٹھا دیں، جس علم میں ان سے بات کرو اس فن کے امام نظر آئیں (خدام الدین صفحہ ۱۰، اکتوبر ۱۹۷۱، اتحاد البلاء از صدیق حسن خان بھوپالی) اپنی کتاب صراط مستقیم میں حضرت غوث پاک کو غوث الثقلین بھی لکھتے ہیں اور اپنے پیر سید احمد کے ساتھ حضرت غوث اعظم کا پیش آمدہ بڑا ہی دل چسپ واقعہ تحریر کرتے ہیں۔ یہ کتاب انہوں نے اپنے پیر ہی کے کہنے پر لکھی ہے۔ لکھتے ہیں (سید احمد بریلوی) کا نسبت قادر یہ اور نقشبندیہ کا بیان کچھ اس طرح

ہے کہ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ کی بیعت کی اور آں جناب کی
توجہات کی برکت سے جناب حضرت غوث الثقلین اور حضرت خواجہ بہاء
الدین نقشبند کی ارواح مقدسہ آپ کے متوجہ حال ہوئیں اور قریباً عرصہ ایک
ماہ تک آپ (سید احمد) کے حق میں ہر دو روح مقدس کے مابین فی الجملہ
تنازع رہا کیونکہ ہر ایک کا تقاضا تھا کہ آپ (سید احمد) کو تمامہ اپنی طرف
جذب کرے یہاں تک کہ تنازع کا دور گزرا اور شرکت پر صلح ہونے کے بعد
ایک دن ہر دو مقدس روحمیں آپ پر جلوہ گر ہوئیں اور تقریباً ایک پہر عرصہ تک
وہ دونوں امام آپ کے نفس نفیس پر توجہ قوی اور پر زور اثر ڈالتے رہے پس اس
ایک پہر میں ہر دو طریقہ کی نسبت آپ (سید احمد) کو نصیب ہوئی

۔ لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

گنگوہی صاحب لکھتے ہیں کہ شیخ کامل کی روح ایک جگہ میں ہی قید نہیں بلکہ
مرید جہاں بھی ہو دور ہو یا نزدیک اگر چہ پیر کے جسم سے دور بھی ہے لیکن وہ
پیر کی روحانیت سے دور نہیں جب یہ بات پختہ ہو گئی تو ہر وقت پیر کو یاد رکھے
اور دلی تعلق اس سے ظاہر ہو اور ہر وقت اس سے فائدہ حاصل کرتا رہے۔
مرید واقعتاً اپنے شیخ و مرشد کا محتاج ہوتا ہے (امداد السلوک فارسی صفحہ ۱۰)

یاد رہے کہ رشید احمد گنگوہی کا مقام و مرتبہ علماء دیوبند کے نزدیک بڑا بلند و بالا
ہے ان کے متعلق مولانا محمود الحسن دیوبندی لکھتے ہیں:

۔ مفسر ایسا لائیں گے کہاں سے یا خدا جس کے

ہوں قول و فعل دونوں کا شفیق اسرار قرآنی

وہ صدیق معظم تھے سیماب لطفِ رحمانی

وہ شمع دین و ملت گل گلزارِ عرفانی

(مرثیہ صفحہ ۱۱۰)

جب کہ تھانوی صاحب کو محمود الحسن نے ”سراپا فضل و کمال، معدن حسنات

وخیرات“ لکھا ہے۔ (حیات اشرف)

اب ان حضرات کے نام لیوا تصرف اولیاء یا تصور شیخ کا انکار کریں تو یہی کہا جائے گا کہ

۔ اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

(۱۵) حضرت شاہ ابوالمعالی علیہ الرحمۃ اپنی تصنیف لطیف ”تحفہ قادریہ“ میں لکھتے ہیں کہ امام ابوالخیر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ”میں بمعہ چند مشائخ بغداد کے حضرت غوث اعظم کی بارگاہ میں حاضر تھا آپ نے فرمایا تم میں سے جو بھی کچھ مانگنا چاہے مانگ لے آج ہم ہر کسی کو کچھ نہ کچھ دینے کے ارادے سے بیٹھے ہیں۔ تب شیخ ابوسعید نے عرض کیا کہ میں ترک اختیار (بے خودی) چاہتا ہوں شیخ ابن قائد نے التماس کی کہ مجھے مجاہدے کی قوت عطا ہو جائے اس کے بعد شیخ عمر بزاز نے درخواست کی! مجھے صدق و صفا کی آرزو ہے۔ ازاں بعد شیخ جمیل حسن فارسی عرض گزار ہوئے کہ مجھے حفظ اوقات کی نعمت مل جائے۔ پھر شیخ ابو البرکات نے گزارش کی کہ میں تو آپ سے عشق میں استغراق مانگتا ہوں امام ابوالخیر گویاں ہوئے کہ مجھے ایسی معرفت نصیب ہو کہ جس کے ذریعے ربانی اور غیر ربانی عبادت میں تمیز کر سکوں اور آخر میں شیخ خلیل بولے۔

۔ شیخ خلیل آمد و درخواست کرد

رتبہ قطبیہ ازاں خواست کرد

کہ میری درخواست رتبہ قطبیت کی ہے۔

حضرت غوث اعظم نے سب کی خواہشات سن کر فرمایا:

کلا نمد هولاء و هولاء من عطاء ربک وما کان عطاء ربک محظورا (القرآن)

ہم ان سب کے مدد فرماتے ہیں اور یہ آپ کے رب کی عطا ہے اور آپ کے رب کی عطا پر پابندی نہیں ہے (ختم ہونے والی نہیں ہے)۔

امام ابوالخیر فرماتے ہیں قسم بخدا میں نے دیکھا جس نے جو مانگا اس کو مل گیا۔

(تحفہ قادریہ، ہیجۃ الاسرار)

لیکھاں اُٹے پھیرے لکیراں نالے بدل دیوے تقدیراں

اس دے دَر تے آون والیاں بن گیاں جلیوں ہیراں

لکھ دیوے مریداں تائیں جنت دیاں تحیراں

ایویں تے نیں سلطان باہو جئے کردے میراں میراں

(۱۶) امام ابوالحسن علی بن ملاعب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ ایک بہت

بڑی جماعت کے ساتھ غوث پاک کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ سے راستے

ہی میں ملاقات ہو گئی لوگ اپنے مسائل و مشکلات عرض کرنے لگے ان لوگوں

میں ایک نوجوان تھا جو بری عادات رکھتا تھا، اکثر ناپاک رہتا، بول و براز کے

بعد استنجاء تک نہ کرتا۔ تمام لوگ آپ سے مصافحہ کرتے آپ کے ہاتھوں کو

بوسہ دیتے، جب وہ لڑکا مصافحہ کے لیے آگے بڑھا تو آپ نے اپنا ہاتھ اپنی

آستین میں کر لیا اور اس کو ایک نظر دیکھا تو وہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا،

جب ہوش آیا تو اس کی دنیا ہی بدل گئی اسی وقت چہرے پہ داڑھی ظاہر ہو گئی اور

اس نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی اور نیک و صالح ہو گیا۔ (قلائد الجواہر)

مادرش حسینی نسب است و پدر او

از اولاد حسن یعنی کریم الابوین است

(صاحبزادہ نصیر الدین گلوڑی)

غوث پاک کی نگاہ و عا کا اثر بیان کرتے ہوئے شیخ ابوالمنظر اسماعیل بن علی

رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ آپ میرے باغ میں تشریف لائے آپ نے وضو فرما

کر نماز ادا کی تو تمام خشک درخت ہرے بھرے ہو گئے۔ کھجور کے درختوں پہ

پھل لگ گیا حالانکہ کھجور کا موسم نہ تھا آپ نے کچھ کھجوریں کھا کر دعا فرمائی

بارک اللہ لک فی ارضک و درہمک و صاعک

و ضرعک۔ اللہ تعالیٰ تیری زمین، درہم، صاع اور جانوروں میں برکت دے، شیخ کہتے ہیں آپ کی دعا کی برکت سے میرے باغ کی آمدنی پہلے سے کئی گنا زیادہ ہو گئی، ایک درہم خرچ کرتا تو کئی درہموں کا نفع ہوتا، اگر کسی مکاں میں سو بوری گندم رکھ کر پچاس بوری راہ خدا میں خرچ کرتا اور گھر میں بھی استعمال کرتا رہتا مگر جب دیکھتا تو سو بوری موجود ہوتی اور جانور اتنے ہو گئے کہ گنتی و شمار میں نہ آتے۔ والحالة هذه الی الان ببرکة دعوتہ اور آپ کی نگاہ و دعا سے آج تک یہی حالت ہے۔ (بجہ الاسرار)

۔ صور پھونکا تو نے جس کی جان میں

ہو گیا بس ہو گیا اک آن میں

(۱۷) شاہ ابو المعالی علیہ الرحمۃ (جن کے مرتبے اور مقام کو اشرف الموعظ میں مولوی اشرف علی تھانوی نے بھی تسلیم کیا کہ آپ نے اپنے مرید کو جو حج پہ جارہا تھا فرمایا میرا سلام بارگاہ نبوت میں عرض کر دینا جب مرید نے جا کر سلام عرض کیا تو روضہ پاک سے جواب آیا اپنے پیر کو ہمارا بھی سلام کہنا۔ الخ) فرماتے ہیں ایک بے اولاد شخص نے غوث پاک رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں بیٹے کے لیے دعا کی درخواست کی! آپ نے فرمایا طلبت من اللہ ان يعطیک ماترید۔ اللہ تعالیٰ سے تیرے لیے میں نے بیٹا مانگ لیا ہے۔ جب وقت آیا تو لڑکی پیدا ہو گئی، وہ لڑکی لے کر حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا کلامنا علی ولد ذکر و هذه بنت۔ حضور! آپ نے تو لڑکے کی خوشخبری سنائی تھی مگر یہ تو لڑکی ہے۔ فرمایا اس کو کپڑے میں لپیٹ کر گھر لے جا اور پھر شان خداوندی دیکھ لینا۔

فلہا واخذها واذا ہا الی البیت فاذا ہی ولد ذکر بقدر اللہ تعالیٰ۔
گھر جا کر دیکھا تو خدا کی قدرت سے لڑکا تھا۔

(سفینۃ الاولیاء، تفریح الخاطر، تحفہ قادریہ)

۔ غوث اعظم محمد کا محبوب ہے
 غوث اعظم زمانے کا سلطان ہے
 غوث اعظم کی ہر جا مچی دھوم ہے
 غوث اعظم کا گھر گھر میں فیضان ہے

حدیث قدسی ہے لئن سالنی لا عطینہ۔ (بخاری شریف، مشکوٰۃ المصابیح)
 اگر میرا بندہ مجھ سے مانگے تو میں ضرور بالضرور اسکو عطا فرماتا ہوں تھانوی
 صاحب ”اتذکیر جلد ۳ صفحہ ۹۴“ یہ لکھتے ہیں می دھد یزدان مراد متقی۔
 اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں کی مراد پوری فرماتا ہے۔ اور اولیاء اللہ کے منہ سے وہی
 نکلتا ہے جو ہونے والا ہوتا ہے۔ (دعوات عبدیت صفحہ ۱۲، جلد ۳۔ وعظ نمبر ۶)

مزید لکھا کہ بزرگوں کی توجہ سے انکار نہیں ان کی توجہ سے بہت کچھ حاصل ہوتا ہے
 ۔ بے عنایات حق و خاصان حق
 گر ملک باشد سیاہ گردد ورق

(دعوات عبدیت، منصب امامت از اسماعیل دہلوی)
 مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ (جن کے متعلق اخبار اہل حدیث دہلی نے لکھا کہ آپ
 سردار اہل توحید، پختہ اہل حدیث اور صاحب تحقیق تھے۔ ستمبر ۱۹۵۴ء)
 فرماتے ہیں ۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود
 گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود
 کار پا کاں راقیاس از خود مکیر
 گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے خود لکھا کہ میں بھی ایک مجذوب کی دعا
 سے پیدا ہوا (تفصیلی واقعہ کے لیے دیکھئے اضافات یومیہ جلد ۵ صفحہ ۲۱، اشرف السوانح،
 حیات اشرف از مولوی غلام محمد شاگرد خاص سلیمان ندوی)

(۱۸) حضرت غوث پاک کے زمانہ میں ایک ولی اللہ کی ولایت سلب ہو گئی اس نے تین سو ساٹھ اولیاء اللہ سے دعا کرائی مگر اس کا نام لوح محفوظ میں بد بختوں کی فہرست سے نہ نکل سکا، ہر کوئی اس کو حقارت کی نظر سے دیکھنے لگا، اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا آخر قدرت نے اس کو غوث اعظم کی طرف متوجہ کیا:

فتوحہ الی باب سلطان الاولیاء.

آپ نے فرمایا اگرچہ تو مردود ہو چکا ہے مگر میں اللہ کی بارگاہ سے مردود کو محبوب بنانے کا اذن رکھتا ہوں آپ نے یہ دعا کی یا رب انت قادر ان تجعل المردود مقبولا والمقبول مردود۔ اے اللہ! تو قادر ہے کہ مردود کو مقبول بنادے اور مقبول کو مردود کر دے۔ اللہ کی بارگاہ سے ندا آئی اے عبد القادر! تو جانتا نہیں کہ اس کے بارے میں تین سو ساٹھ اولیاء دعا کر چکے ہیں مگر میں نے ان کی سفارش قبول نہیں کی۔ عرض کیا اے اللہ! اگر تیری منشاء یہی ہے کہ یہ مردود ہی رہے تو تو نے اس کے مقبول ہونے کی مجھ سے دعا کیوں کرائی؟

فجاءہ الخطاب فوضت امرہ الیک افعل ماترید فمقبولک مقبولی ومردودک مردودی.

ندا آئی! اے عبد القادر اس کا معاملہ میں نے تیرے حوالے کر دیا ہے اس کو جو چاہو بنا دو پس تیرا مقبول میرا مقبول ہے اور تیرا رد کیا ہوا میری بارگاہ سے مردود ہے۔

انی اعطینک تصرف العزل والنصب.

میں نے تمہیں مقبول و مردود بنانے کا اختیار دے دیا ہے۔

ازاں بعد آپ نے اس کو چہرہ دھونے کا حکم دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا نام بد بختوں کی فہرستوں سے نکال کر نیک بختوں کی فہرست میں لکھ دیا۔

(ملفوظ الغیاشیہ، تفریح الخاطر)

مجھے اپنے در پر بلا غوث اعظم
 جمال منور دکھا غوث اعظم
 میں ہوں مبتلائے بلا غوث اعظم
 مجھے قید غم سے چھڑا غوث اعظم
 شراب محبت پلا غوث اعظم
 مجھے مست و بے خود بنا غوث اعظم
 دکھا کر تو آئینہ رخ کا اپنے
 مجھے محو حیرت بنا غوث اعظم
 پلا ساغر عشق تو مجھ کو ایسا
 کہ تیرا رہوں مبتلا غوث اعظم
 شرف مجھ کو حاصل ہو دیدار حق کا
 جو پاؤں میں تیری لقا غوث اعظم
 تصور سے تیرے نہ کیوں دل ہو روشن
 تو ہے نور ذاتِ خدا غوث اعظم
 اتر آئے اس خانہ دل میں گر تو
 تو ہو جاؤں میں با خدا غوث اعظم
 یہ ناچیز دل میرا ہو تجھ پہ قرباں
 ہو جاؤں میں تجھ پہ فدا غوث اعظم
 تو چاہے تو پہنچائے دم میں خدا تک
 تو ہے قدرتِ کبریا غوث اعظم
 تو ہے مظہرِ ہمت مصطفائی

تو ہے قوت مرتضیٰ غوث اعظم
تیرا عشق عشق حبیب خدا ہے
رضا تیری حق کی رضا غوث اعظم رضی اللہ عنہ

(۱۹) ایک عورت حضرت غوث پاک (رضی اللہ عنہ) کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور اولاد کے لیے دعا کی درخواست کی، غوث پاک نے مراقبہ فرما کر لوح محفوظ کا مشاہدہ فرمایا تو اس عورت کی قسمت میں اولاد نہ تھی۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے اس عورت کے لیے دو بیٹوں کی دعا کر دی، ندا آئی کہ اس کی قسمت میں تو ایک بیٹا بھی نہیں اور آپ دو کی دعا کر رہے ہیں، آپ نے تین بیٹوں کی دعا کر دی تو پھر وہی جو ب آیا آپ نے یکے بعد دیگرے چار، پانچ، چھ، اور سات بیٹوں کی دعا کر دی، ندا آئی، بس بس، اے غوث پاک اتنا ہی کافی ہے۔ چنانچہ اس عورت کو سات بیٹے عطا ہوئے۔ (تفریح الخاطر)

خدا کے عشق میں سرشار یا محبوب سبحانی
ہے تم پر رحمت غفار یا محبوب سبحانی
منور ہو میرا گھر بار یا محبوب سبحانی
میسر ہو ہمیں دیدار یا محبوب سبحانی
گل باغ حسن ہو ثمرہ نخل حسینی ہو
علی کے ہو دُر شہسوار یا محبوب سبحانی
تمہارے رتبہ عالی کی کیا تعریف لکھوں میں
مدح خواں سارے ہیں ابرار یا محبوب سبحانی

(۲۰) شیخ عبد اللہ محمد بن ابوالغنائم الحسینی کا بیان ہے کہ ماہ محرم الحرام ۵۵۹ھ کا واقعہ ہے کہ آپ کے مسافر خانے میں ایک دن تقریباً سو افراد زیارت کے لیے حاضر ہوئے، آپ جلدی جلدی اپنے دولت کدے سے تشریف لائے اور چار

پانچ دفعہ فرمایا دوڑو اور میرے پاس آ جاؤ! تمام لوگ دوڑ کر آپ کے پاس پہنچے ہی تھے کہ مسافر خانہ کی چھت گر گئی اور سارے لوگ محفوظ رہے۔ (قلائد الجواہر) حدیث شریف میں ہے:

اتقوا فراسة المومن فانه ينظر بنور الله تعالى
مومن کی فراست ایمانی سے ڈرو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔

(ترمذی شریف صفحہ ۴۰، جلد ۲)

مومنا ينظر بنور الله شدي

از خطا و سهو ايمن آدمي

لوح محفوظ است پيش اولياء

از چه محفوظ است محفوظ از خطا

حال تو دانند يك يك موبهو

زانكه پُر هستند از اسرار هو

قاضی ابوبکر بن قاضی موفق الدین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ غوث اعظم کی شان و عظمت یہ تھی۔

وهو المقرب والمكاشفة جهره

بغيب اسرار و سر ضمائر

آپ بارگاہ الہی میں مقرب تھے اور آپ پر عالم غیب سے پوشیدہ راز ظاہر ہوتے تھے۔

(مرقات شرح مشکوٰۃ صفحہ ۶ جلد ۲ میں) ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

النفوس الزكية القدسية اذا تجردت عن العلائق البدنية
خرجت واتصلت بالملاء الا على ولم يبق له حجاب فتري
الكل كالمشاهد

نفوس قدسیہ جب جسمانی علائق سے پاک ہو جاتے ہیں تو ترقی کر کے ملاء

اعلیٰ سے مل جاتے ہیں، تمام پردے اٹھ جاتے ہیں اور ہر شے کو اہل اللہ ایسے دیکھتے ہیں جیسے سامنے ہو۔

غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

نظرت الی بلاد اللہ جمعا

کخردلہ علی حکم اتصال

میں اللہ کے تمام شہروں کو ایسے دیکھتا ہوں جیسے رائی کا دانہ۔ امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ نے شیخ علی الخواص کا قول نقل فرمایا ہے کہ ”ہمارے نزدیک مرد کامل وہ ہوتا ہے جو مرید کی روز میثاق سے لے کر جنت و دوزخ میں جانے تک تمام حرکات جان لیتا ہے۔“ (کبریت احمر بر حاشیہ الیواقیت والجواہر)

بعض اولیاء فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ کی نظر میں تمام زمین و ستر خوان کی طرح ہے جب کہ حضرت عزیز ان علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہم کہتے ہیں نہیں بلکہ ناخن کی طرح۔ (نفحات الانس فارسی)

شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں ”اولیاء اللہ کو لوگوں کے دلوں کے حالات اور آئندہ ہونے والے واقعات معلوم ہو جاتے ہیں۔“ (شفاء العلیل ترجمہ القول الجلیل صفحہ ۵۶)

جب کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اطلاع بر لوح محفوظ بمطالعہ دویدن نقوش نیز از بعضی اولیاء بتواتر منقول است۔

لوح محفوظ پہ اولیاء اللہ کا مطلع ہونا بعض اولیاء سے تواتر کے ساتھ منقول ہے۔

(تفسیر عزیزی سورہ جن)

اس ضمن میں غوث پاک رضی اللہ عنہ کی کرامتوں کا ایک انبار ہے جن میں سے بعض کو اشارۃً بیان کیا جاتا ہے۔

☆ آپ نے خضر الحسینی کو فرمایا تم موصل جاؤ گے وہاں تمہارے ہاں اولاد ہوگی، پہلا لڑکا ہوگا، جس کا نام محمد ہوگا جس کو بغداد شریف کا ایک نابینا علی نامی شخص

چھ ماہ میں قرآن پاک حفظ کرادے گا اور تم چورانوے سال چھ ماہ اور سات دن کی عمر میں اربل شہر کے اندر انتقال کرو گے جب کہ مرتے دم تک تمہاری سماعت، بصارت اور اعضاء کی قوت سلامت رہے گی۔ چنانچہ خضر حسینی کے صاحبزادے ابو عبد اللہ محمد فرماتے ہیں جیسے غوث پاک نے فرمایا من ذعن ایسا ہی ہوا۔ (ہجۃ الاسرار، قلائد الجواہر)

غوث پاک ایک دفعہ سخت بیمار ہو گئے آپ کے صاحبزادے سیدنا عبدالوہاب فرماتے ہیں ہم آپ کے پاس بیٹھ کر رونے لگے تو آپ نے فرمایا:

فانی لا اموت ان یحیٰ فی ظہری لا بدان یخرج الی الدنیا۔
ابھی مجھے موت نہ آئے گی کیونکہ میری پشت میں یحییٰ نامی میرا بیٹا ہے جو ضرور پیدا ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (قلائد الجواہر)

☆ ایک شخص آپ کی مجلس وعظ کے قریب سے گزرا اور اس کے دل میں خیال کہ آیا اس عجمی کا کلام سنتے ہیں۔ جب مجلس میں گیا تو آپ نے اپنا موضوع چھوڑ کر فرمایا:

یا اعمی العین والقلب ما تصنع بکلام هذا العجمی۔
اے آنکھ اور دل کے اندھے اس عجمی کا کلام سن کر کیا کرے گا۔ یہ سن کر وہ ضبط نہ کر سکا اور تائب ہو کر آپ سے خرقہ طلب کیا، آپ نے عطا فرما دیا اور فرمایا! اگر اللہ تیری عاقبت کی مجھے اطلاع نہ دیتا تو تو گناہوں کی وجہ سے ہلاک ہو جاتا۔ (قلائد الجواہر)

☆ عبد اللہ ذیال فرماتے ہیں کہ میں آپ کے مدرسہ میں کھڑا تھا کہ آپ عصا لے کر تشریف لائے میرے دل میں خیال آیا کہ کاش! آپ کے عصا کی کوئی کرامت دیکھوں آپ نے تبسم فرماتے ہوئے میری طرف دیکھا اور عصا زمین میں گاڑا تو وہ روشن ہو کر چمکنے لگا اور گھنٹہ بھر چمکتا رہا، اس کی روشنی آسمان کی طرف چڑھتی گئی یہاں تک کہ ساری جگہ نور علی نور ہو گئی پھر آپ نے عصا نکال لیا اور فرمایا اے ذیال! یہی چاہا تھا ناں تو نے؟ (ہجۃ الاسرار، قلائد الجواہر)

☆ ایک چھوٹے قد کے خادم خاص کو غوث پاک محمد طویل (لسبا) کہہ کر پکارتے ایک دن انہوں نے عرض کیا حضور! میں تو سب سے چھوٹے قد کا ہوں پھر طویل کہنے کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا اس لیے کہ تمہاری عمر لمبی ہوگی اور تم لمبے سفر کرو گے۔ چنانچہ ان کی ایک سو پینتیس سال کی عمر ہوئی اور دور دراز کے ملکوں کا کوہ قاف تک سفر کیا۔ (بجہ الاسرار)

☆ شیخ محمد بن الخضر فرماتے ہیں کہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی مجلس میں ایک مرتبہ مجھے شوق پیدا ہوا کہ شیخ احمد رفاعی علیہ الرحمۃ کی زیارت کروں۔ آپ نے فرمایا! لو کر لو زیارت۔ میں نے آپ کی آستین کی طرف دیکھا تو شیخ احمد رفاعی کو بنفس نفیس جلوہ گر پایا جو مجھے فرما رہے ہیں! اے محمد بن خضر! جب غوث اعظم کی زیارت کر رہے ہو تو میری زیارت کی تمنا کیسی؟ پھر میں ایک دن شیخ رفاعی کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے فرمایا الم تکفک الاولى۔ کیا پہلی زیارت کافی نہ تھی؟ (قلائد الجواہر)

☆ شیخ ابو محمد الجونی فرماتے ہیں ایک دن میں اور میرے گھر والے کئی دنوں سے بھوکے تھے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: یا جونی الجوع خزانة من خزائن الحق۔

اے جونی بھوک تو اللہ کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے (جو اللہ اپنے محبوبوں کو ہی عطا فرماتا ہے)۔ (قلائد الجواہر)

☆ آپ کے ایک عقیدت مند شتر بان (ابو بکر لقمی) فرماتے ہیں کہ مجھے مکہ شریف ایک شخص کے ساتھ جانے کا اتفاق ہوا وہ شخص قریب المرگ ہو گیا تو مجھے اس نے ایک چادر اور دس دینار دیئے کہ یہ غوث پاک کی خدمت میں پیش کر دینا اور ان سے نظر کرم کی درخواست کرنا، میں بغداد واپس آیا تو لالچ میں پڑ کر دونوں چیزیں پاس رکھ لیں، ایک دن راستے میں آپ سے ملاقات ہوئی تو آپ نے میرا ہاتھ زور سے پکڑ کر فرمایا:

لا جل عشرة دنایر ما خفت الله و امانة ذلک العجمی و قا طعتی۔

دس دینار کے لیے بھی تجھے خدا کا خوف نہ آیا اور اس عجمی کی (میری) امانت مار کر مقاطعہ کر بیٹھا۔ بس یہ سننا تھا کہ میں غش کھا کر گر پڑا اور ہوش آنے پر گھر گیا اور آپ کی امانت پیش کر دی۔ (قلائد الجواہر)

☆ ایک شخص نے آپ کے مدرسہ میں آپ کے پیچھے بے خیالی میں بے وضو نماز ادا کر لی تو آپ نے نماز کے بعد فرمایا تم اس قدر بھول جاتے ہو کہ بے وضو نماز پڑھ لیتے ہو! وہ سخت متعجب ہوا۔

من کونہ علما من حالی ما خفی عنی و خبرنی بہ۔

☆ کہ آپ کو میرے مخفی حال کا بھی علم ہو گیا اور مجھے بتا بھی دیا۔ (قلائد الجواہر)

☆ ایک شخص کے دل میں کھجوریں کھانے کی خواہش ہوئی تو آپ نے فوراً الماری سے پانچ کھجوریں نکال کر اس کو عطا کر دیں۔ (قلائد الجواہر)

☆ ایک شخص کو آپ نے فرمایا تم ضرور بادشاہوں کے دسترخوان پر بیٹھو گے چنانچہ بغداد سے حران تک سلطان نور الدین شہید نے اس کو اپنا خاص مصاحب بنالیا اس طرح غوث پاک کا فرمان پورا ہو گیا۔ (قلائد الجواہر)

(۲۱) شیخ علی بن الہیسی فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں اور شیخ بقا حضرت غوث اعظم رضی اللہ کے ساتھ امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ کی قبر پر حاضر ہوئے تو امام احمد بن حنبل نے قبر سے باہر نکل کر آپ کو سینے سے لگایا اور کہا۔ اے شیخ میں علم شریعت و حقیقت و حال میں آپ کا محتاج ہوں۔ (قلائد الجواہر، تحفہ قادریہ، سفینۃ الاولیاء)

☆ شیخ علی بن الہیسی ہی بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں آپ کے ہمراہ حضرت معروف کرخی علیہ الرحمۃ (مستجاب الدعوات بزرگ، جن کی قبر پر مانگی جانے والی دعا قبول ہوتی ہے۔ لوگ آپ کی قبر پہ حاضر ہو کر بارش کی دعا کرتے تو بارش فوراً شروع ہو جاتی، آپ کا انتقال ۲۰۰ھ میں ہوا) کے مزار پہ حاضر ہوا تو غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے یوں سلام کہا السلام علیک یا شیخ معروف عبرتنا بدرجۃ۔ آپ پر سلام ہوا اے شیخ معروف آپ ہم سے ایک درجہ آگے ہیں۔ جب دوسری بار آپ شیخ معروف کرخی علیہ الرحمۃ کے

مزار پر تشریف لے گئے تو سلام ان لفظوں میں کہا السلام علیک یا شیخ معروف عبرناک بدر جتین۔ اے شیخ معروف آپ پر سلام ہو، ہم آپ سے دور رہے آگے ہیں۔ قبر سے جو آیا وعلیک السلام یا سید اہل زمانہ۔ وعلیکم السلام! آپ تو سب جہاں والوں کے سردار ہیں۔

(بجہ الاسرار، قلائد الجواہر، تحفہ قادریہ)

جمال الاولیاء میں مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ مردوں کو زندہ کرنے کی کرامات سے زیادہ مردوں کا بات چیت کرنے والی کرامات واقع ہوئی ہیں۔

(جمال الاولیاء صفحہ ۲۳)

تساں باجھوں نے کہڑا میری فریاد یا میرا
 علی دے واسطے کرنا میری امداد یا میرا
 میری آساں دے بوئے تے پہرہ اسے خزاواں دا
 بہاراں نوں حکم دے کے کرو آباد یا میرا
 زمانے وچہ قسم رب دی ہے جس دربار تے تکیا
 سدا سنیاں کرم تیرے داوجدا نادیا میرا
 حسن دیا پاک فرزند نبی دیا خاص دل بندا
 تیرا دشمن نہیں ہو سکدا کدی وی شادیا میرا
 تیرا فرمان زندہ اے لحد والے وی من دے نے
 لحد چوں اٹھ کے کردے نیں اوہ تینوں یاد یا میرا
 زبان تیری چوں جو نکلے اٹل قانون بن جاوے
 ہے طوفاناں لئی تیری دعا فولاد یا میرا
 کدھرنا صرنوں سد کے تے کرم دی بھیک دے سوہنیا
 سدا وسدا رہوے تیرا شہر بغداد یا میرا

سیدنا حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں انور فیروز پوری کا غیر مطبوعہ کلام کسی دوست سے حاصل ہوا قارئین کے ذوق کی تسکین کے لیے پیش کیا جا رہا ہے۔

جناب غوث کے گھر میں جسے پناہ ملے
وہ چور ہو تو اسے فقر کی کلاہ ملے
ملا نہ آپ سا ولیوں کا پیشوا نہ ملا
جہاں میں یوں تو بہت عارفِ الہ ملے
گواہی جس نے بھی دی آپ کی گواہی دی
کہ اولیاء جو ملے آپ کے گواہ ملے
حضور ان کے سلاطین کو سرِ نجم دیکھا
جہاں حضور کے خدام کج کلاہ ملے
خدائی جن کی گدائی پہ ناز کرتی ہے
کچھ ایسے آپ کے منکوں میں بادشاہ ملے
بھٹک گیا جو کوئی منزلِ طریقت میں
اسے حضور باندازِ خضرِ راہ ملے
ہر آستان میں کمالِ خدا نظر آیا
ولی حیات ملے جو بہ خانقاہ ملے
خدا کا شکر مجھے مل گئے شہِ جیلاں
یہ جستجو تھی کوئی صاحبِ نگاہ ملے
اُسے جہان میں لینا ہے اور کیا انور
جسے حسینی و حسنی کی بارگاہ ملے

(انور فیروز پوری کا غیر مطبوعہ منظوم کلام)

☆ قلائد الجواہر میں ہے کہ جب آپ کی خطابت کا طوطی چار دانگ عالم میں بولنے لگا تو حضرت خضر علیہ السلام آپ کے امتحان کے لیے آئے جیسے کہ دیگر اولیاء اللہ کا امتحان لیتے تھے اور انہوں نے آپ سے کہا کہ میں آپ کے ساتھ چلنا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا کہ اے حضرت خضر! آپ نے موسیٰ علیہ السلام کو کہا تھا اے موسیٰ! لن تستطيع معی صبرا۔ آپ میرے ساتھ نہ چل سکیں گے۔ لیکن میں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ نہ چل سکیں گے کیونکہ آپ اسرائیلی ہیں اور میں محمدی ہوں اور اگر آپ اصرار کرتے ہیں کہ ضرور ہی میرے ساتھ چلیں تو میں حاضر ہوں اور آپ بھی موجود ہیں، یہ معرفت کی گیند ہے اور یہ میدان۔

سر بسر نور خدا ہیں سیدی غوث الانام
نور چشم مصطفیٰ ہیں سیدی غوث الانام
محو ذات کبریا ہیں سیدی غوث الانام
وقف تسلیم و رضا ہیں سیدی غوث الانام
مقتدائے اولیاء ہیں سیدی غوث الانام
قدوۃ اہل صفا ہیں سیدی غوث الانام
آستانہ غوث کا دارالعطائے خلق ہے
چشمہ لطف و عطا ہیں سیدی غوث الانام

شیخ علی بن ہبیتی علیہ الرحمۃ (آپ وہ بزرگ ہیں کہ اگر کسی پر شیر حملہ کر دے تو آپ کا نام لینے سے شیر لٹے پاؤں بھاگ جائے جب غوث پاک نے قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ کا اعلان فرمایا تو انہوں نے ہزاروں کے مجمع میں غوث اعظم کا قدم مبارک پکڑ کر اپنے سر پر رکھ لیا، آپ غوث پاک کے عاشق زار مرید خلیفہ ہیں)۔

(سفینۃ الاولیاء صفحہ ۸۱)

جب غوث پاک کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا ارادہ کرتے تو اپنے مریدوں کو غسل

کرنے کا حکم دیتے اور فرماتے کہ آپ کی بارگاہ میں باادب ہو کر جایا کرو اور یہ بات ذہن میں رکھ کر جایا کرو کہ ہم اس کی بارگاہ میں حاضری کے لیے جارہے ہیں جس کی غلامی پہ مشائخ کو ناز ہے۔ کیونکہ جو آپ کی اولاد کا بھی گستاخ ہو اس کی جرأت گئی اور یہ آیت اس پر صادق آئی فہل تریٰ لہم من باقیۃ یعنی ان کا نام و نشان مٹ گیا۔ (قلائد الجواہر)

ایک شخص (ابن یونس وزیر ناصر الدین) نے آپ کی اولاد کو ایذا پہنچائی تو اس کو جلاوطن کر دیا گیا۔ اس کا خاندان تباہ ہو گیا۔ ومات اقبیح موتہ۔ ذلت کی موت مرا۔ (قلائد الجواہر)

آپ کا اپنا ارشاد گرامی ہے

و نحن لمن قد ساعنا سم قاتل

فمن لم یصدق فلیجرب ویعتدی

جو ہمیں ستائے ہم اس کے لیے سم قاتل ہیں، جس کو یقین نہ آئے وہ آزما کر دیکھ لے۔

سرکار کو ولیوں کا ولی کہتے ہیں
سبط نبی، نائب علی، کہتے ہیں
سب غوثوں میں وہ غوث جلی ہیں انور
سب غوث انہیں غوث جلی کہتے ہیں
مخلوق پہ ہر ایک ولی کا سایہ
ولیوں پہ مرے غوث جلی کا سایہ
بسائے میں نبی کے ہیں مرے پیارے علی
اور غوث جلی پر ہے علی کا سایہ

(غیر مطبوعہ کلام انور فیروز پوری)

حضرت غوث پاک کی کرامات تو بے شمار ہیں چنانچہ علی بن ابی نصر الہیتی نے ۵۶۲ ہجری میں فرمایا۔ کہ میں نے اپنے اہل زمانہ میں کسی کو حضور غوثیت مآب سے بڑھ

کر صاحب کرامات نہیں دیکھا، جس وقت کوئی شخص آپ کی کرامات دیکھنا چاہتا، دیکھ لیتا، اور کرامت کبھی آپ سے ظاہر ہوتی تھی، اور کبھی آپ میں ظاہر ہوتی تھی۔

شیخ ابو عمر و عثمان صریفینی کا قول ہے، کہ سیدنا محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامتیں سلک مروارید کی مثل تھی، جس میں یکے بعد دیگرے لگاتار موتی ہوں، اگر ہم میں سے ہر روز کوئی شخص کئی کرامتیں دیکھنی چاہتا تو دیکھ لیتا۔

شیخ الاسلام عزالدین بن عبدالسلام نے بیان کیا ہے، کہ جس قدر تواتر کے ساتھ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات منقول ہیں اور کسی ولی کی نہیں۔ (نوات الوفيات جزو ثانی)

امام نودی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دبستان العارفین میں تحریر فرماتے ہیں، کہ کسی ولی کی کرامتیں بنقل ثقات اس کثرت سے ہم تک نہیں پہنچیں جس کثرت کے ساتھ کہ سیدنا حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی کی کرامات پہنچی ہیں۔ (قلائد الجواہر)

آپ کی اکثر کرامات ہجۃ الاسرار میں مذکور ہیں، اور حقیقت میں ہجۃ الاسرار ہی ایک ایسی کتاب ہے، جس میں آپ کے مفصل جامع و مانع حالات ملتے ہیں۔

بعض لوگوں نے ہجۃ الاسرار پر یہ اعتراض کیا ہے، کہ اس میں غلط باتیں درج ہیں، اور حضور غوثیت مآب رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت ایسے مبالغے کیے گئے ہیں، جو شایان بارگاہ ربوبیت ہیں، اس کا جواب علامہ کاتب چلبی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں دیا ہے، کہ

اقول ما المبالاة التي عزيت اليه مما لا يجوز على مثله وقد
تبعته فلم اجد فيها نقلا الا وله فيه متابعون وغالب ما اورده
فيها نقله اليافعي في اسنى المفاخر وفي نشر المحاسن
وروض الربا حين وشمس الدين الزكي الحلبي ايضا في
كتاب الاشراف واعظم شيء نقل عنه انه احى الموتى كحيائه
الدجاجة ولعمري ان هذه القصة نقله تاج الدين السبكي
ونقل ايضا عن ابن الرفاعي وغيره واني لغبي جاهل حاسد

ضیع عمره فی فهم مافی السطور و فنع بذالک عن تزکیۃ
النفس و اقبالها علی اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان يفهم ما يعطى اللہ
سبحانہ و تعالیٰ اولیائہ من التصرف فی الدنیا الاخرۃ وبهذا
قال الجنید التصدیق بطر یقتناو لایۃ .

(کشف الظنون عن اسلای الکتاب والفتون)

میں کہتا ہوں، ایسے مبالغات کون سے ہیں جو آپ کی طرف منسوب کر دیے
گئے ہیں اور ان کا اطلاق آپ پر جائز نہیں میں نے ہر چند جستجو کی۔ مگر مجھے
ان میں کوئی نقل ایسی نہیں ملی جس میں دوسروں نے (صاحب ہجۃ الاسرار کی)
متابعت نہ کی ہو، ان حالات کا اکثر حصہ جس کو صاحب ہجۃ الاسرار نے ذکر کیا
ہے، وہی ہے، جسے امام یافعی نے اسنی الماخر، نشر المحاسن اور روض الریاحین
میں اور شمس الدین الزکی النحلی نے بھی کتاب الاشراف میں نقل کیا ہے اور
بڑی سے بڑی شے جو آپ سے منقول ہے، وہ یہ ہے کہ آپ نے مردوں مثلاً
مرغی کو زندہ کر دیا، مجھے اپنی حیات کی قسم کہ اس قصہ کو علامہ امام تاج الدین سکی
رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے، اور یہ ابن الرفاعی وغیرہ سے بھی منقول ہے، اللہ
سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے اولیاء کو دنیا اور آخرت میں جو تصرف عطا فرمایا ہے،
اسے وہ غبی، جاہل حاسد کیونکر سمجھ سکتا ہے، جس نے اپنی عمر مضامین کتب کے
سمجھنے میں ضائع کی اور تزکیہ نفس اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف توجہ کو چھوڑ کر اسی
پر قناعت کی اور یہ سمجھنے کی کوشش نہ کی، کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت میں اپنے
اولیاء اللہ کو تصرف سے کچھ عطا فرمایا ہے، اس لیے سیدنا جنید بغدادی رحمۃ
اللہ علیہ نے فرمایا، کہ ہمارے طریقہ کی تصدیق ولایت ہے۔

غوث اعظم کے ایک شعر کی تشریح مجدد پاک کے قلم حقیقت رقم سے:

ویسے تو سیدنا غوث پاک رضی اللہ عنہ کے تمام قصائد طریقت و انوار معرفت کا کنجینہ ہیں بطور مشقے از خردوارے صرف ایک شعر جس کی تشریح حضرت مجدد الف ثانی نے فرمائی لکھا جاتا ہے:

أَفَلْتُ شُمُوسُ الْأَوَّلِينَ وَشَمْسُنَا

أَبَدًا عَلَى أَفْقِ الْعُلَى لَا تَغْرُبُ

اس شعر کی شرح باحسن الوجہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے اپنے مکتوبات شریف میں کی ہے، چونکہ ارباب عقیدت کے لیے اس کا پڑھنا نہایت ضروری ہے، اس لیے بطور اختصار اس کا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے، آپ فرماتے ہیں کہ:

اللہ تعالیٰ کی طرف لے جانے والے دوراستے ہیں، ایک تو قرب نبوت کا ہے، جو انبیاء علیہم السلام اور ان کے اصحاب کے ساتھ متعلق ہے، اور دوسرا قرب ولایت کا، تمام اقطاب، اوتاد، ابدال، نجباء اور عام اولیاء اللہ اسی راستہ سے واصل ہوئے ہیں، راہ سلوک سے مراد یہی راستہ ہے، اس راہ میں تو سل اور ذریعہ ثابت ہے، اس راہ کے واصلین کے پیشوا اور سرگروہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ہیں، اور یہ عظیم الشان مرتبہ انہی کے ساتھ تعلق رکھتا ہے، اس مقام میں گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں قدم مبارک حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سر مبارک پر ہیں، اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اس مقام میں ان کے ساتھ شریک ہیں، جس کسی کو اس راہ سے فیض پہنچتا ہے، انہیں کے وسیلہ سے پہنچتا ہے، کیونکہ آپ ہی اس راستہ کے آخری نقطہ ہیں، اور اس مقام کا مرکز آپ ہی سے

تعلق رکھتا ہے۔

جب حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا دور ختم ہوا، تو یہ عظیم الشان منصب ترتیب وار حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کے سپرد ہوا، اور ان کے بعد یہی منصب عالی ترتیب وار بارہ اماموں میں سے ہر ایک کے ساتھ متعلق ہوا، ان بزرگواروں کے زمانہ میں اور ایسے ہی ان کے انتقال کے بعد جس کسی کو فیض و ہدایت پہنچتا رہا، انہی بزرگواروں کے وسیلہ اور ذریعہ سے ہی پہنچتا رہا، اگرچہ وہ اپنے زمانہ کے اقطاب و نجباء ہی کیوں نہ ہوئے ہوں۔ حتیٰ کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ تک نوبت آپہنچی، اور یہ عظیم الشان منصب ان کے سپرد ہوا، مذکورہ بالا بارہ اماموں اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے درمیان کوئی اور شخص اس مرکز پر دکھائی نہیں پڑتا، اس راستہ میں تمام اقطاب و نجباء کو فیوض و برکات حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے وسیلہ سے پہنچتے ہیں کیونکہ یہ مرکز شیخ قدس سرہ کے سوا کسی کو میسر نہیں ہوا، اسی وجہ سے شیخ قدس سرہ نے فرمایا ہے

أَفَلَتْ شُمُوسُ الْأَوَّلِينَ وَشَمْسُنَا

أَبَدًا عَلَى أَفْقِ الْعُلَى لَا تَغْرُبُ

یعنی پہلے لوگوں کا آفتاب تو غروب ہو گیا، لیکن ہمارا آفتاب ویسے ہی نصف النہار پر ہے، وہ کبھی غروب نہ ہوگا،

آفتاب سے مراد ہدایت و ارشاد کے فیضان کا آفتاب ہے اور اس کے غروب سے مراد فیضان مذکورہ کا نہ موجود ہونا ہے، چونکہ حضرت شیخ کے وجود سے وہ معاملہ جو اولین سے تعلق رکھتا تھا، شیخ قدس سرہ کے سپرد ہوا، اور آپ ہی رشد و ہدایت کے پہنچنے کا وسیلہ ہوئے، جیسے کہ آپ سے پہلے بزرگوار ہوئے ہیں اور

نیز جب تک کہ فیضان کے وسیلہ کا سلسلہ جاری ہے، وہ حضرت شیخ قدس سرہ کے توسل اور توسط ہی سے ہے، اس لیے یہ کہنا بالکل درست ہوا، کہ أَفَلْتُ شَمُوسُ الْأَوَّلِينَ .

سوال: یہ قانون مجدد الف ثانی سے ٹوٹ جاتا ہے، کیونکہ مکتوبات کی جلد دوم کے مکتوب چہارم میں مجدد الف ثانی کے معنی کے بیان میں اس طرح لکھا ہے کہ اس مدت میں جس قسم کا فیض بھی امتوں کو پہنچتا ہے، اس مجدد کے وسیلہ سے پہنچتا ہے، خواہ وہ اقطاب و اوتاد اور ابدال و انجاب وقت ہی کیوں نہ ہوں۔

جواب: میں کہتا ہوں کہ اس مقام میں مجدد الف ثانی حضرت شیخ قدس سرہ کا قائم مقام ہے، اور حضرت شیخ کی نیابت اور قائم مقامی سے یہ معاملہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ وابستہ ہے، جیسے کہتے ہیں: نَوْرُ الْقَمَرِ مُسْتَفَادٌ مِّنْ نُّوْرِ الشَّمْسِ .

کہ چاند کا نور سورج کے نور ہی سے حاصل ہے، لہذا دونوں حکموں میں کسی قسم کا اختلاف باقی نہیں رہا، انتہی (دفتر سوم مکتوب ۱۲۳)

اس سے یہ ثابت ہوا کہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا فیضان حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچا اور جب تک کہ فیضان کے وسیلہ کا سلسلہ جاری ہے، فیضان غوثیہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے توسل اور توسط ہی سے حاصل ہو سکتا ہے۔

مَنْ آمَدَ بِهِ بِشْرٌ تَوْسَلُ إِلَى سُلْطَانِ عَاشِقَانِ

ذَاتِ تَوْهَسَتْ قَبْلَهُ اِيْمَانِ عَاشِقَانِ

میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اے عاشقوں کے سلطان، آپ کا ذات عاشقوں کے ایمان کا قبلہ ہے۔

در ہر دو کون جز تو کسے نیست دنگیر
دستم بگیر از کرم اے جانِ عاشقاں
دونوں جہان میں آپ کے سوا کون دنگیر ہے، اپنے کرم سے میری بھی دنگیری
فرمائیے اے عاشقوں کی جان

از ہر طرف بخاکِ درت سر نہادہ ام
یک لحظہ گوش نہ تو بر افغانِ عاشقاں
میں نے ہر طرف سے آپ کے در کی خاک پر سر رکھ دیا ہے، ایک لمحہ کے لیے
عاشقوں کی فریاد سن لیجئے

از خجر نگاہ تو مجروحِ عالمے
شد نطقِ روح بخش تو درمانِ عاشقاں
آپ کی نگاہ ناز کے خنجر نے عالم کو مجروح کر دیا ہے اور آپ کا کلام مبارک
روح افزاء، اور عاشقوں کے درد کا درمان ہے۔

کوئے تو ہست غیرتِ جنت بھد شرف
حسن و جمالِ روئے تو بستانِ عاشقاں
آپ کا کوچہ مبارک رشکِ جنت ہے اپنی بزرگی کے لحاظ سے، اور آپ کے
ریخ انور کا حسن و جمال عاشقوں کا گلزار ہے

صابرِ بخاکِ کوئے تو سر بر نہادہ ام
صابر نے اپنا سر آپ کے کوچہ کی خاک پر رکھ دیا ہے
زاں رو کہ ہست کوئے تو سامانِ عاشقاں
کیونکہ آپ کا کوچہ مبارک عاشقوں کا سامان ہے

(حضرت علی احمد صابر کلیری علیہ الرحمۃ)

غوث پاک کے حنبلی المذہب ہونے کی وجہ:

بعض لوگ چند فقہی مسائل میں غوث پاک کو اپنے موافق پا کر بڑی بغلیں بجاتے ہیں حالانکہ یہ لوگ تو تقلید کو ہی سرے سے شرک کہتے ہیں جب کہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ فقہ میں امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ کے مقلد تھے اور کیوں تھے؟ اس کی وجہ چونکہ دلچسپی سے خالی نہیں ہے اس لیے لکھ دی ہے۔

تفریح الخاطر میں ہے کہ ایک رات حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور دیکھا کہ امام احمد بن حنبل اپنی داڑھی پکڑے کھڑے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کر رہے ہیں کہ یا رسول اللہ! اپنے پیارے بیٹے محی الدین کو فرمائیے کہ اس بوڑھے کی حمایت کرے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے فرمایا اے عبدالقادر! ان کی درخواست پوری کرو، تب آپ نے ارشاد نبوی پر عمل کرتے ہوئے ان کی التماس قبول کی۔ اور فجر کی نماز حنبلی مصلے پر پڑھائی۔ ایک مرتبہ حضور غوث اعظم امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر گئے تو امام صاحب قبر سے نکلے اور ایک قمیص عنایت کی اور آپ سے معاف کیا اور فرمایا اے عبدالقادر! بے شک میں علم شریعت و حقیقت علم حال و فعل حال میں تم سے احتیاج رکھتا ہوں۔ پھر ایک روز امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے روحانی طور پر ملاقات کی اور حنبلی مذہب اختیار کرنے اور حنفی مذہب اختیار نہ کرنے کی وجہ دریافت فرمائی۔ حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ اس کی دو وجوہات ہیں ایک یہ کہ حنبلی مذہب مقلدین کی کمی کے باعث ضعیف ہو چکا تھا۔ دوسرے یہ کہ امام احمد بن حنبل مسکین ہیں میں بھی مسکین ہوں اور میرے نانار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اللہ تعالیٰ سے مسکینی طلب کی تھی اور دعا کی تھی کہ اے اللہ! مجھے مسکینی کی حالت میں رکھ اور اسی حالت میں مار اور قیامت کے روز مسکینوں کے ساتھ اٹھا۔

غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ ہمارے طریقت میں امام ہیں لہذا یہ کہنا کچھ وزن نہیں رکھتا کہ غوث پاک تو رفع یدین، آمین بالجہر وغیرہ کے قائل تھے تم کیوں نہیں ہو؟

دیے چاروں آئمہ فقہ اہل سنت ہیں عقائد میں متفق ہیں اختلاف فقہی ہے جس کے بارے فرمایا گیا اختلاف امتی رحمة۔ میری امت کا اختلاف رحمت ہے جیسے قرأت میں اختلاف کی وجہ سے قرآن پڑھنے والوں کو بہت سی سہولتیں مل گئیں۔ اسی طرح فقہی اختلافات کی وجہ سے دین کے علمی گوشوں پہ عمل کرنا آسان ہو گیا اور اگر عقیدے کی بات پوچھتے ہو تو سارے بد عقیدہ لوگ غوث اعظم کے ایک ہی شعر میں خس و خاک کی طرح بہہ جائیں

نظرت الی بلاد اللہ جمعا کخردلۃ علی حکم اتصال
بسم اللہ! تشریف لائیے اور نبیوں کو دیوار کے پیچھے کا علم نہ ماننے کے عقیدہ سے توبہ کر کے ولیوں کے سردار کے لیے روئے زمین کی ہر چیز رائی کے دانے کے برابر ہر وقت نگاہ میں ہونا تسلیم کیجئے ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

ہر ولی کی گردن پر تیرا قدم
میرے غوث الوری تیری کیا بات ہے
اڑ رہا ہے پھریرا ترا عرش پر
نائب مصطفیٰ تیری کیا بات ہے
تیرے در کی جسے بھی گدائی ملی
دو جہاں کی اُسے بادشاہی ملی
یوں سمجھ لو خدا کی خدائی ملی
شہنشاہ ولا تیری کیا بات ہے
تیرے در پہ اگر کوئی راہزن گیا
وہ بھی کامل ولی راہنما بن گئے
تیرے ہوتے ہوئے مجھ کو مشکل ہی کیا
میرے مشکل کشا تیری کیا بات ہے

تو حسن ابن حیدر کا دل چین ہے
 ہر زمانے میں تو غوث الثقلین ہے
 طالبوں کے لیے قرۃ العین ہے
 میرے حاجت روا تیری کیا بات ہے
 جس کی حد ہی نہیں تو وہ شہباز ہے
 عرشِ اعظم تلک تیری پرواز ہے
 تو میرا سوز ہے تو میرا ساز ہے
 اے میرے دلربا تیری کیا بات ہے
 تو نے مُردوں کو زندہ کیا باخدا
 تو نے مُردہ دلوں کو ہے بخشی ضیاء
 تیرا اصغر بھی ہے تیرے در کا گدا
 اے میرے پیشوا تیری کیا بات ہے

کرامت کے متعلق ایک تحقیقی مقالہ:

اولیاء اللہ سے کرامات کا ظاہر ہونا، کتاب اللہ، احادیث صحیحہ، واقعات صحابہ
 اور اجماع اہل سنت و جماعت سے ثابت ہے۔

کتاب اللہ سے ثبوت:

قرآن شریف کی بہت سی آیات سے کرامات اولیاء کے برحق ہونے کا ثبوت
 ملتا ہے۔ ان میں سے چند ایک اجمالاً درج ذیل کی جاتی ہیں۔

(۱) سورہ آل عمران میں باری تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ
 يَمْرُئِمُ أَنِّي لَأُبْرَأُ لَكَ هَذَا ط قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ

یعنی جب کبھی حضرت زکریا علیہ السلام حضرت مریم علیہا السلام کے پاس عمدہ مکان میں تشریف لاتے تو ان کے پاس کھانے پینے کی چیزیں پاتے، اور یوں فرماتے کہ اے مریم علیہا السلام! یہ چیزیں تمہارے واسطے کہاں سے آئیں۔ وہ کہتیں کہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے،

اہل تفسیر لکھتے ہیں، کہ حضرت مریم علیہا السلام کے پاس گرمیوں کے میوے جاڑے میں اور جاڑے کے گرمیوں میں دیکھے جاتے تھے، اور حضرت مریم علیہا السلام نبیہ نہ تھیں، لہذا یہ آیت کرامات اولیاء اللہ کے منکرین پر قوی حجت ہے۔
(۲) دوسری جگہ سورۃ النمل میں حق سبحانہ تعالیٰ نے آصف بن برخیا کی کرامت کی خبر دی ہے وہ اس طرح کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو جب اس امر کی ضرورت محسوس ہوئی کہ بلقیس کے تخت کو اس کے آدمیوں کے آنے سے قبل لا کر حاضر کیا جائے، اور مشیت ایزدی اس امر کی مقتضی ہوئی، کہ آصف کی عظمت و بزرگی اور شرافت و کرامت لوگوں پر ظاہر کرے، تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اہل دربار کو مخاطب کر کے کہا، کہ:

اَيُّكُمْ يَاتِينِي بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاتُوْنِي مُسْلِمِيْنَ.

تم میں کوئی ایسا ہے جو اس (بلقیس) کا تخت قبل اس کے کہ وہ لوگ میرے پاس مطیع ہو کر آئیں، حاضر کرے؟

تو ایک قوی ہیکل جن نے جواباً عرض کیا، کہ

اَنَا اَتِيكَ بِهِ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ

میں اس کو آپ کی خدمت میں قبل اس کے کہ آپ اپنے اجلاس سے اٹھیں، حاضر کر دوں گا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا، کہ میں اس سے بھی جلدی چاہتا ہوں، اس پر آصف بن برخیا نے کہا کہ

اَنَا اَتِيكَ بِهِ قَبْلَ اَنْ يُّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ

میں اس کو آپ کے پاس آپ کے چشم زدن سے قبل لاسکتا ہوں

اس بات سے نہ صرف حضرت سلیمان علیہ السلام نے کچھ انکار کیا، اور نہ ہی آصف نے اس کو محال سمجھا، لہذا یہ آصف کی کرامت تھی، معجزہ تو ہو نہیں سکتا، کیونکہ آصف پیغمبر نہ تھا، یہ بھی منکرین کرامت پر حجت ہے،

(۳) تیسری جگہ سورہ الکہف اصحاب کہف کا قصہ، کتے کا ان سے باتیں کرنا ان کا تین سو نو برس تک غار میں سوتے رہنا، اور دائیں بائیں کروٹیں بدلنا وغیرہ بڑے زور سے مذکور ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے، کہ:

وَنُقَلِّبُھُمْ ذَاتَ الْیَمِیْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ وَكَلْبُھُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعِیْہِ بِالْوَصِیْدِ
اور ہم ان کو کبھی داہنی طرف اور کبھی بائیں طرف کروٹ دے دیتے تھے، اور ان کا کتا دہلیز پر اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے تھا۔

اس سے اگلے رکوع میں ہے:

وَلَبِثُوا فِیْ كَھْفِھُمْ ثَلَاثَ مِائَةِ سِنِیْنٍ وَاِزْدَادُوْا تِسْعًا

اور وہ لوگ غار میں تین سو نو برس تک رہے،

یہ سب کرامات ہیں، اور منکرین پر حجت ہیں۔

احادیث سے ثبوت:

علاوہ ازیں احادیث سے تو بہت کثرت کے ساتھ ثبوت ملتا ہے، چنانچہ ان

میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) حدیث میں یوں آیا ہے کہ ایک روز صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے

حضور رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ یا

رسول اللہ! پہلے لوگوں کے عجائبات میں سے کچھ بیان فرمائیے، آپ نے فرمایا

کہ ایک دفعہ تین آدمی جا رہے تھے کہ اثنائے راہ میں انہیں بارش نے آگھیرا،

بارش سے بچنے کی غرض سے وہ پہاڑ کے اندر ایک غار میں جا چھپے، اتنے میں

ایک بڑا بھاری پتھر پہاڑ سے غار کے آگے گرا، جس سے غار کا منہ بالکل بند ہو

گیا، انہوں نے پریشان ہو کر ایک دوسرے کو کہا، کہ بھائی اپنے اپنے ان

اعمال کا جو ریا سے بالکل پاک اور مبرا ہوں، وسیلہ پکڑ کر خدائے تعالیٰ سے التجا کرو، کہ وہ اس پتھر کو غار کے منہ سے ہٹا دے۔

چنانچہ ان میں سے ایک نے کہا کہ اے اللہ! میرے ماں اور باپ دونوں بہت بوڑھے اور ضعیف تھے، اور میرے ننھے ننھے بچے بھی تھے، میں بکریاں چرایا کرتا تھا، تاکہ ان کا دودھ انہیں پلایا کروں، دن بھر بکریاں چرانے کے بعد میں شام کو ان کے پاس جاتا، دودھ دوہتا، پہلے اپنے ماں باپ کو پلاتا، پھر اپنے بچوں کو دیتا، اتفاقاً ایک دن میں بکریوں کو چرانے کے لیے دور لے گیا، جب گھر واپس آیا، تو شام ہو چکی تھی، میرے والدین سو رہے تھے، میں حسب معمول دودھ دوہ کر ایک برتن میں ان کے پاس لایا، اور ان کے سر کے پاس کھڑا رہا، میں نے ان کو بیدار کرنا پسند نہ کیا باوجود اس امر کے کہ بچے میرے پاس کھڑے بھوک کے مارے روتے اور چلاتے تھے، لیکن میں نے اس بات کو بھی برا جانا، کہ ان سے پہلے اپنی اولاد کو دودھ پلاؤں میں اسی حالت میں کھڑا رہا، یہاں تک کہ صبح ہو گئی، پس اے مولا! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میں نے صرف تیری رضا کا طالب ہو کر کیا تھا، تو اس غار کے منہ سے پتھر کو اس قدر ہٹا دے کہ ہم آسمان کو دیکھ سکیں، اللہ تعالیٰ نے اس کی یہ دعا قبول فرمائی اور پتھر کو اس قدر ہٹا دیا کہ آسمان انہیں دکھائی دینے لگ گیا۔

اس کے بعد دوسرے شخص نے کہا: اے مولا! میرے چچا کی ایک بیٹی تھی میں اس کی محبت میں از حد مبتلا تھا، میں نے اس کے ساتھ صحبت کرنے کی خواہش کی، اور کسی شخص کو اسے بلانے کی غرض سے بھیجا، لڑکی نے اس امر سے انکار کیا اور کہلا بھیجا کہ اسے کہہ دو کہ پہلے سودینار لائے، چنانچہ میں نے کسب و کار کر کے سودینار جمع کیے، اور وہ اس کے پاس لے گیا، پس جب میں نیت فاسدہ سے اس کے دونوں پاؤں کے درمیان بیٹھا، تو اس نے کہا، کہ اے خدا کے بندے اللہ سے ڈر، اور میری مہر امانت کو نہ کھول، چنانچہ میں ان الفاظ سے متاثر ہو کر اٹھ کھڑا ہوا، اے رب العالمین! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میں نے

صرف تیری رضا مندی کو حاصل کرنے کے لیے کیا تھا، تو اس غار کے منہ کو اور کشادہ فرما دے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی کیا،

اس کے بعد تیسرے نے کہا، اے اللہ! میں نے ایک مزدور کو چاولوں کی ایک معین مقدار دینے کا وعدہ کر کے مزدوری پر لگایا تھا، جب وہ مزدور اپنا کام ختم کر چکا، تو اس نے کہا کہ مجھے میرا حق دے دو، میں نے اس کا حق اسے پیش کیا، مگر وہ چھوڑ کر چلا گیا، میں ہمیشہ ان چاولوں سے زراعت کرتا رہا چنانچہ میں نے ان چاولوں کی آمدنی سے بیل خریدے، بعد ازاں ان کے چرانے کے لیے آدمی بھی حاصل کیے، ایک مدت بعد وہ شخص میرے پاس آیا، اور کہنے لگا، خدا سے ڈر اور مجھ پر ظلم نہ کر، مجھے میرا حق دے دے، میں نے کہا، جا وہ بیل اور ان کے چرانے والے ہیں، انہیں لے لے، یہ سب تیرا حق ہے، مزدور نے کہا، کہ خدا سے خوف کر، اور مجھ سے ہلکی نہ کر، میں نے جواب دیا کہ میں ہرگز تمسخر نہیں کرتا، یہ سب بیل اور ان کے چرانے والے تیرے ہی ہیں، چنانچہ وہ انہیں لے کر چلا گیا، پس اے خدا! اگر تیرے علم میں میں نے یہ کام تیری خوشنودی کا طالب ہو کر خالص تیرے ہی لیے کیا تھا، تو تو غار کے منہ کا باقی حصہ بھی کھول دے، چنانچہ اس کی التجا کو بارہ خداوندی نے شرف قبولیت بخشا، اور غار کا منہ کھل گیا، اور انہوں نے اس ناگہانی مصیبت سے نجات پائی، یہ واقعہ بھی خرق عادات اور کرامت تھا، کیونکہ وہ تینوں آدمی نبی نہ تھے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

(۲) دوسری حدیث جرتج راہب کی ہے، جس کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں، آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں، کہ بنی اسرائیل میں ایک راہب (درویش) تھا، جس کا نام جرتج تھا، یہ شخص نہایت ہی متقی، پرہیزگار اور عابد تھا، اس کی ماں پردہ نشیں تھی وہ ایک دن اپنے فرزند کے دیکھنے کو آئی، چونکہ اس وقت وہ نماز میں مشغول تھا، اس لیے اس نے اپنے حجرہ کا دروازہ نہ کھولا، وہ لوٹ گئی دوسرے اور تیسرے دن بھی آئی اور بے نیل مرام واپس

گئی، آخر ماں نے تنگدل ہو کر کہا، کہ خدایا! میرے بیٹے کو بری عورت کے ذریعے رسوا کر، اور میرے حق کے سبب اس کو پکڑ، اس زمانہ میں ایک بد خو عورت تھی، اس نے کہا کہ میں جرتج کو گمراہ کر دوں گی، چنانچہ اسی غرض اس کے حجرہ میں گئی، جرتج نے ادھر توجہ نہ کی، پھر راستہ میں اس نے ایک چرواہے کے ساتھ صحبت کی، اور حاملہ ہو گئی، جب شہر میں آئی اور کہنے لگی، کہ یہ جرتج کا حمل ہے، جب اس نے بچہ جنا لوگوں نے جرتج کے عبادت خانہ کا قصد کیا اور اس کو پکڑ کر بادشاہ کے پاس لائے، جرتج نے کہا، اے بچے! تیرا باپ کون ہے؟ بچہ نے کہا میری ماں نے تم پر افتراء کیا ہے، میرا باپ تو چرواہا ہے (بخاری شریف) یہ حدیث بھی منکرین کرامت پر قوی حجت ہے۔

واقعات صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثبوت:

اس کے علاوہ واقعات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بڑے زور سے اس امر پر دال ہیں کہ اولیاء اللہ سے کرامات کا ظہور برحق ہے، چنانچہ چند ایک ملاحظہ ہوں۔

(۱) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ کو ارشاد فرمایا تھا، کہ بیٹا! اگر کسی دن عرب میں اختلاف پڑ جائے تو پھر تم اس غار میں چلے جانا جس میں میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گئے تھے اور وہیں رہنا۔ بے شک تم کو صبح و شام وہیں رزق آیا کرے گا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس قول سے کہ تم کو صبح و شام وہیں رزق آیا کرے گا، کرامات اولیاء اللہ کے برحق ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔

(۲) امام مستغفری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حکم کیا تھا کہ جب میں مرجاؤں تو مجھ کو اس دروازہ کے سامنے لانا، جس میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف ہے، پھر اس کو کھٹکھٹانا، اگر وہ تمہارے لیے کھول دیا

گیا تو مجھ کو وہاں دفن کرنا (ورنہ نہیں) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ آپ کی وفات کے بعد آپ کا جنازہ لے کر ہم روضہ انور پر حاضر ہو گئے اور جا کر دروازہ کھٹکھٹایا ہم نے کہا، یہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن ہونا چاہتے ہیں، معاویہ کہتے ہیں دروازہ خود بخود کھل گیا، ہمیں معلوم نہیں کہ کس نے دروازہ کھولا پھر ہم سے کسی نے یہ بھی کہا کہ ان کی عظمت و بزرگی کی وجہ سے ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن کر دو، یہ آواز بے شک ہم نے سنی، مگر اندر کوئی شخص دکھائی نہ دیا ایک روایت میں ہے کہ قبر انور سے آواز آئی او صلوا الحبيب الى الحبيب۔ محبوب کو محبوب سے ملا دو کیونکہ محبوب (نبی ﷺ) اپنے محبوب (صدیق رضی اللہ عنہ) کی ملاقات کا مشتاق ہے۔

(۳) اسی طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ مدینہ میں مسجد نبوی کے منبر پہ خطبہ پڑھ رہے تھے کہ ناگہاں زور سے چلا اٹھے یا ساریۃ الجبل! الجبل!! اے ساریہ! پہاڑ کی طرف دیکھو، پہاڑ کی طرف دیکھو، جو لوگ مسجد میں تھے، اور خطبہ سن رہے تھے، متحیر ہو گئے، لیکن ساریہ نے جو صد ہا کوس کے فاصلہ پر دشمنوں سے معرکہ دارو گیر میں مشغول تھے۔ اس نعرہ عمری کو سنا، چونک کر پیچھے کی طرف مڑے اور پہاڑ پر نظر دوڑائی، جدھر سے دشمنوں کا ایک گروہ نکل پڑا تھا اور حملہ کرنے ہی کو تھا۔ اگر ساریہ نے یہ آواز سن کر اپنے لشکر کے نصف حصہ کو ادھر متوجہ نہ کر دیا ہوتا تو یقینی یہ نتیجہ ہوتا کہ سب لوگ اس میدان میں شہید ہو جاتے اور ایک بھی جانبر نہ ہو سکتا،

یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی باطنی نظر تھی، کہ صد ہا کوس کا واقعہ دیکھ لیا، ایک روحانی قوت تھی، کہ اپنی آواز وہاں تک پہنچا دی۔

(۴) اسی طرح امام مستغفری رحمۃ اللہ علیہ کے اسناد سے ایک روایت یوں ہے کہ جب مصر فتح ہو گیا، تو اس کے باشندے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی

خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ اے ہمارے امیر! اس دریائے نیل کی ایک عادت ہے جب تک وہ پوری نہ ہو، یہ جاری نہیں ہوتا، آپ نے پوچھا وہ کیا ہے، کہنے لگے کہ جب اس مہینہ کی تیرہ تاریخ ہوتی ہے تو ہم ایک کنواری لڑکی کی تلاش کرتے ہیں، اس کے والدین کو راضی کر کے اس کو عمدہ عمدہ لباس اور زیورات پہناتے ہیں، پھر اس کو نیل میں ڈال دیتے ہیں۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسلام ہرگز ایسے کاموں کو جائز نہیں رکھتا، بلکہ اسلام تو ان تمام بری رسوم کے مٹانے کے لیے آیا ہے، پھر تین ماہ گزرنے کے بعد نیل کا پانی بالکل بند ہو گیا لوگ تنگی کی وجہ سے جلاوطنی کے لیے تیار ہو گئے، حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے جب یہ معاملہ دیکھا، تو امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو اس واقعہ کی اطلاع دی، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان کو جواب میں لکھا کہ تم نے بہت اچھا کیا، بے شک اسلام پہلی رسوم کو مٹا دیتا ہے اور ایک پرچہ لکھ کر خط میں ڈال دیا اور ان کو لکھا کہ میں نے تم کو ایک پرچہ لکھ کر بھیجا ہے، اس کو دریائے نیل میں ڈال دینا، جب وہ خط حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو ملا، تو انہوں نے وہ پرچہ نکالا اور کھول کر دیکھا تو اس میں یہ مضمون تھا، کہ یہ خط خدا کے بندے عمر امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی طرف سے دریائے نیل کی طرف ہے، اما بعد اگر تو اپنی مرضی سے جاری ہوا کرتا ہے، تو بے شک مت جاری ہو، اور اگر تجھ کو خدائے الواحد القہار ہی جاری کرتا ہے، تو ہم خدائے الواحد القہار سے درخواست کرتے ہیں، کہ وہ تجھے جاری کر دے۔

پھر وہ پرچہ دریائے نیل میں ڈال دیا، لوگوں نے جلاوطنی کی تیاری کر لی تھی، اور نکلنے لگے تھے، کیونکہ ان کی تمام ضرورتیں اسی دریا پر موقوف تھیں، لیکن جب صبح ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو ایک ہی رات میں سولہ ہاتھ تک گہرا جاری کر دیا اور اس بری رسم کو وہاں سے ابد الابد تک کے لیے یک قلم مٹا دیا۔

(۵) اسی امام کی ایک اور روایت اس کے اپنے اسناد سے یوں ہے کہ ایک دفعہ

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک شخص سے رچیہ کے بارہ میں ایک بات دریافت کی، تو اس نے دروغگوئی سے کام لے کر سراسر جھوٹ بتلایا۔ آپ نے فرمایا کہ تم نے مجھ سے جھوٹ کہا ہے اس نے انکار کیا، تب آپ نے فرمایا کہ میں خدا سے دعا مانگوں گا، کہ اگر تو جھوٹا ہے، تو تجھے اندھا کر دے، اس نے کہا، ہاں آپ دعا مانگیں، پھر حضرت امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس پر بددعا کی، تب وہ اندھا ہو گیا۔

(۶) اسی طرح حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، کہ جب جنگ اُحد کی تیاری ہوئی تو میرے والد نے ایک شب مجھ کو بلا کر کہا، کہ میں آج اپنا نام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ان مشتاقان کی فہرست میں دیکھ رہا ہوں جو سب سے پہلے جام شہادت نوش کریں گے، بیٹا! میں سمجھتا ہوں، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تم سے زیادہ مجھے اور کوئی عزیز نہیں، مجھ پر بہت ساقرضہ ہے، تم اس کو جلدی ادا کر دینا اور اپنی بہنوں کے ساتھ نیک سلوک کرنا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صبح ہوتے ہی سب سے قبل آپ نے جام شہادت نوش فرمایا۔

(۷) اسی طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شب حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اور حضرت عباد بن بشر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی ضروری امر کے متعلق دیر تک گفتگو کرتے رہے۔ حتیٰ کہ رات کا ایک بہت بڑا حصہ گزر گیا، جب وہ دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سے رخصت لے کر باہر آئے، تو کیا دیکھتے ہیں کہ چاروں طرف رات کی تاریکی چھائی ہوئی ہے، ان دونوں کے پاس ایک ایک لاٹھی تھی، ان میں سے ایک کی لاٹھی روشن ہو گئی، وہ دونوں اس کی روشنی میں چلنے لگے، جب وہ دونوں اپنے اپنے گھروں کو جانے کے لیے ایک دوسرے سے جدا ہوئے تو دوسری لاٹھی بھی روشن ہو گئی، حتیٰ کہ اپنے گھروں کو پہنچ گئے۔

(دلائل النبوة از امام مستغفری علیہ الرحمۃ)

اسی طرح صحابہ کرام، تابعین و تبع تابعین اور مشائخ طریقت سے اس قدر کرامات و خرق عادات کا ظہور ہوا ہے، جو تحریر و تقریر میں نہیں آ سکتا، کتاب اللہ احادیث نبوی، واقعات صحابہ رضی اللہ عنہم سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ معجزات، کرامات اور خوارق عادات امور الہی میں سے ہیں۔

منکرین خوارق و کرامت:

اب میں تصویر کا دوسرا رخ پلٹتا ہوں، منکرین خوارق، معجزات و کرامات کو خلاف قانون قدرت قرار دیتے ہوئے ان کا معرض وقوع میں آنا نہ صرف دشوار بلکہ محال خیال کرتے ہیں، قبل اس کے کہ اس وجہ کے صحت و سقم پر اظہار خیالات کروں، میں مناسب سمجھتا ہوں کہ معجزہ کی تعریف گوش گزار کر دوں۔

معجزہ کی تعریف:

معجزہ کی تعریف میں علماء کے الفاظ اور ان کی تعبیریں گو نہ متفاوت ہیں۔ مگر میرے خیال میں مفاد سب کا ایک ہے عام طور پر معجزہ کی تعریف یوں کی جاتی ہے کہ معجزہ وہ خارق عادت امر ہے، جو مدعی نبوت کے ہاتھ پر تحدی کے ساتھ اس کی تائید میں ظاہر ہو، اس کے علاوہ اور جو تعریفیں ہیں وہ اسی کا چہ بہ ہیں،

بہر حال کسی بات کو معجزہ ہونے کے لیے یہ ضروری ہے، کہ

(۱) مدعی نبوت کے ہاتھ پر اس کا ظہور ہو

(۲) خلاف عادت ہو

(۳) اور تحدی کے طور پر

چونکہ عام طور پر لوگ عادت اور قدرت میں فرق نہیں کیا کرتے، اسی لیے اس فرق پر متنبہ کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔

قدرت اور عادت میں فرق:

جو لوگ خدا کی ہستی کے قائل ہیں، وہ یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ خدا قادر مطلق ہے، تو جس طرح وہ اس بات پر قادر ہے، کہ ایک سبب کے واسطے سے ایک چیز پیدا کر دے، اسی طرح اس کو اس کی بھی قدرت ہے کہ بدوں کسی سبب کے اسے موجود کر دے، ورنہ اگر وہ اس کے پیدا کرنے میں سبب کا محتاج ہے اور بغیر اس سبب کے پیدا کرنے سے عاجز ہے تو وہ قادر مطلق نہیں ہے، جیسے خدا ابر سے پانی برسایا کرتا ہے، مگر وہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ بغیر ابر کے پانی برسا دے، اگر کوئی خدا کو قادر مطلق کہتے ہوئے بغیر ابر کے پانی برسانے سے اس کو عاجز کہے، تو درحقیقت وہ اس کو قادر مطلق نہیں مانتا، پس لامحالہ خدا کو قادر مطلق کہنے والے کے لیے ضروری ہوگا، کہ وہ یہ بھی مانے کہ توسط سبب کے بغیر بھی وہ اشیاء کو پیدا کر سکتا ہے۔

اب سنو! کہ خدا کا اسباب کے توسط ہے یا بدوں توسط اسباب کے کسی شے کی ایجاد پر قادر ہونا اس کی قدرت ہے، اور اسباب کے توسط ہی سے پیدا کرنا اس کی عادت ہے،

اس کی مثال یوں سمجھئے! جیسے ایک شخص پان کھا سکتا ہے، یہ اس کی قدرت ہے، مگر نہیں کھاتا، یہ اس کی عادت ہے، کھانا اور نہ کھانا دونوں اس کے اختیار و قدرت میں ہیں، مگر نہ کھانا اس کی عادت ہے، اب یہ سن کر کہ وہ پان کھاتا ہے، کوئی عاقل یہ نہیں کہہ سکتا، چونکہ یہ کام اس کی قدرت سے باہر ہے، اس لیے غلط ہے۔ الغرض ہر عادت مقدور ہے، مگر ہر مقدور کا عادت ہونا ضروری نہیں۔

اقسام عادت:

اب عادت کی بھی دو قسمیں ہیں، ایک عام ہوتی ہے اور دوسری خاص، جیسے ایک شخص اور تو کسی وقت پان نہیں کھاتا، (یہ اس کی عام عادت ہے) مگر کھانا کھانے کے بعد کھالیا کرتا ہے (یہ اس کی خاص عادت ہے) عادت عامہ سے قریباً ہر خاص و عام واقف ہوتا ہے مگر عادات خاصہ سے صرف خواص اور حاضر باش لوگ ہی واقف ہوتے

ہیں۔

منکرین کی غلط فہمی:

اب جو لوگ معجزہ کو خلاف قانون قدرت کہہ کر اس کا انکار کر دیتے ہیں وہ اس اصولی غلطی میں مبتلا ہیں، اور قدرت و عادت کے معنی نہ سمجھنے کی وجہ سے وہ معجزہ کا انکار کرتے ہیں، معجزہ خلاف قدرت نہیں ہوتا، بلکہ خلاف عادت ہوا کرتا ہے، اور جو امور خلاف عادت ہوں، وہ بھی تحت قدرت داخل ہیں، خلاف قانون قدرت نہیں، جیسا کہ اوپر ثابت ہو چکا ہے،

پس اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے آتش کدہ نمرود گلزار بن گیا، اور آگ نے آپ کو نہیں جلایا، تو یہ ایک خلاف عادت امر ہے، یہ کہہ کر اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا، کہ یہ قانون قدرت کے خلاف ہے کیونکہ اس طرح خدا تعالیٰ قادر مطلق نہیں رہتا۔

میرے خیال میں جہاں اللہ تعالیٰ کی عام عادت یہ ہے کہ اسباب سے مسببات پیدا کرتا ہے، وہاں اس کی خاص عادت یہ بھی ہے کہ جب اسے اپنے مقربین کی تصدیق کرانی ہوتی ہے تو ان کے ہاتھوں پر خلاف معمول وہ علامات اور نشانات ظاہر کرتا ہے، جن سے لوگ یہ یقین کر لیں، کہ بلا شک و شبہ یہ اس کے مقربین ہیں۔

یہ حقیقت ایک مثال سے بخوبی سمجھ آ جائے گی کہ اگر کوئی شخص ایک جلیل القدر بادشاہ کی سلطنت کے کسی حصہ میں جا کر اس کی رعایا کو جمع کر کے یہ کہے کہ میرے پاس اس جلیل القدر بادشاہ کے کچھ پیغام ہیں۔ مجھ کو اس نے اس خدمت پر مامور فرمایا ہے، کہ میں تمہارے پاس اس کے وہ پیغامات پہنچا دوں، میرے سچے ہونے کی دلیل یہ ہے کہ میں اگر بادشاہ سے یہ چاہوں کہ اس نے اپنی سلطنت میں جو نظام جاری فرما رکھا ہے اس کے کسی صیغہ کے انتظام کو میری درخواست پر بدل دے تو بلاشبہ بادشاہ اپنی خاص عنایت کے باعث ایسا ہی کرے گا، اور بادشاہ کے اس طرح کرنے سے رعایا پر اس کی صداقت روز روشن کی طرح ظاہر ہو جائے گی۔

اب آخر میں اتنا بتلادینا ضروری سمجھتا ہوں کہ معجزہ، کرامت اور استدراج میں

کیا فرق ہے؟

معجزہ، کرامت اور استدراج میں فرق:

علامہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں کہ جب کسی انسان کے ہاتھ پر کوئی خرق عادت فعل ظاہر ہو، تو وہ دو حال سے خالی نہ ہوگا، یا تو اس کے ساتھ دعویٰ بھی ہوگا، یا دعویٰ نہ ہوگا، اگر دعویٰ ہوگا تو اس کی کئی قسمیں ہیں یا تو اس میں (۱) خدائی کا دعویٰ ہوگا (۲) یا نبوت کا (۳) یا ولایت کا (۴) یا جادو وغیرہ کا، یہ چار قسم ہوئے۔

قسم اول:

خدائی دعویٰ ہے سو اس قسم کے مدعی کے ہاتھ پر خارق عادات کا بغیر کسی معارضہ کے ظاہر ہونا جائز ہے، جیسے نقل کیا گیا ہے، کہ فرعون خدائی کا مدعی تھا، اس کے ہاتھ پر خرق عادات کا ظہور ہوتا تھا، اور ایسے ہی دجال کے ہاتھ پر خوارق کا ظاہر ہونا احادیث سے ثابت ہے، چنانچہ ایسے مدعی کا دعویٰ اور اس کی خلقت ہی بتلاتی ہے، کہ یہ سراسر جھوٹا، کاذب اور درغلو ہے، لہذا اس کے ہاتھ پر خرق عادات کے ظہور سے اس کی صداقت کا وہم تک بھی نہیں ہوتا۔

قسم دوم:

نبوت کا دعویٰ ہے اور یہ بھی دو قسم پر منقسم ہے، کیونکہ یہ مدعی یا تو سچا ہے، یا جھوٹا اگر سچا ہے تو اس کے ہاتھ پر خرق عادات کا ظہور ضروری ہے لیکن جو مدعی جھوٹا ہے، اس کے ہاتھ پر خوارق کا ظہور جائز نہیں اور ظہور کی تقدیر پر اس کا معارضہ ضروری ہے۔

تیسری قسم:

یہ ہے کہ ولی سے خرق عادت ظاہر ہو، اگر ولی سچا ہے تو اس سے خرق عادت کا ظہور بالکل برحق ہے۔

چوتھی قسم:

یہ ہے، مدعی جادو کے ہاتھ پر خرق عادت ظاہر ہو، سو یہ بھی جائز ہے، مگر معتزلہ اس میں مخالف ہیں۔

قسم اول کے اقسام ختم ہوئے، اب دوسری قسم کے اقسام سن لیجئے، دوسری قسم یہ ہے کہ کسی انسان کے ہاتھ پر بغیر کسی دعویٰ کے خرق عادت ظاہر ہو، پھر یہ انسان یا تو خدائے تعالیٰ کے نزدیک صالح اور نیک بخت ہوگا، یا فاسق و فاجر، پہلی صورت تو وہی کرامت اولیاء ہے، جس کے جواز پر ہمارے علماء متفق ہیں، دوسری صورت یعنی فاسق و فاجر کے ہاتھ پر خرق عادت ظاہر ہونا اسی کا نام استدراج ہے۔

(سیرت غوث اعظم از محمد داؤد فاروقی)

عموماً آج کل بے دین، مخالف شریعت نام نہاد پیر شعبدہ بازیاں دکھا کر لوگوں کو لوٹتے ہیں اور اپنے پیٹ کا جہنم بھرتے ہیں عوام بے چارے استدراج اور کرامات میں فرق نہ کر سکنے کی وجہ سے درمیان میں پس رہے ہیں

۔ خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے

خصوصاً آج کل کے اولیاء سے

جب کہ غوث پاک رضی اللہ عنہ خود بھی اہل مجاہدہ میں سے تھے اور لوگوں کو بھی مجاہدات کی ترغیب دیتے تھے آپ کی کتب میں اہل مجاہدہ کے دس خصائل بیان فرمائے گئے ہیں۔

اہل مجاہدہ کے دس خصائل:

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، کہ اہل مجاہدہ و محاسبہ کی دس خصلتیں ہیں، جن پر وہ مداومت کرتے ہیں،

پہلی خصلت:

پہلی خصلت یہ ہے کہ بندہ خدا کی قسم نہ عمداً کھائے، اور نہ سہواً خواہ کاذب ہو،

خواہ صادق، یہ اس لیے نہیں کہ سچی قسم کھانا حرام ہے، بلکہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی عزت، عظمت، جلال اور شان اس سے کہیں بالاتر ہے، کہ معمولی باتوں کے لیے اس کی قسم کھائی جائے،

دوسری خصلت:

دوسری خصلت یہ ہے کہ قصد آیا بطور ہنسی مخول میں دروغ گوئی سے قطعاً مخترزو مجتنب رہے۔

تیسری خصلت:

یہ ہے کہ کبھی کسی سے وعدہ خلافی نہ کرے، اگر وعدہ پورا کرنے کا یقین نہیں، تو دوسرے سے وعدہ ہی نہ کرے۔

چوتھی خصلت:

یہ ہے کہ مخلوقات میں سے کسی چیز پر ہرگز ہرگز لعنت نہ کرے۔ (مگر جن پر لعنت کرنا منصوص ہو)

پانچویں خصلت:

یہ ہے کہ مخلوق میں سے کسی پر بددعا نہ کرے، اگرچہ اس نے اس پر ظلم ہی کیا ہو، بلکہ جو روجھا اور ظلم و ستم کو برداشت کرے۔

چھٹی خصلت:

یہ ہے کہ اہل قبیلہ میں سے کسی شخص کی تکفیر نہ کرے، (جب کہ ضروریات دین میں کسی شے کا منکر نہ ہو)

ساتویں خصلت:

یہ ہے کہ ظاہر و باطن کے معاصی سے اپنے اعضاء اور حواس کو باز رکھے۔

آٹھویں خصلت:

یہ ہے کہ خلقت پر اپنا کسی قسم کا بوجھ نہ ڈالے

نویں خصلت:

یہ ہے کہ ہرگز طمع نہ کرے بلکہ مستغنی اور بے پرواہ رہے۔

دسویں خصلت:

یہ ہے کہ سچی تواضع اور انکساری اختیار کرے۔

ترتیب اشغال:

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مومن کو چاہیے کہ سب سے قبل فرائض میں مشغول ہو، فرائض سے فارغ ہونے کے بعد سنن میں اور سنن سے فارغ ہونے کے بعد نوافل اور مستحبات میں۔

جب تک فرائض سے فارغ نہ ہو لے، تو سنن میں مشغول ہونا، احمقی، نادانی، جہالت اور بے وقوفی ہے، پس اگر فرائض سے قبل سنن و نوافل میں مشغول ہوگا، تو اس سے قبول نہ کیے جائیں گے اور وہ ذلیل و خوار کیا جائے گا۔

اس کی مثال تو اس شخص کی سی مثال ہے کہ جس کو بادشاہ اپنی خدمت کے لیے بلائے، مگر وہ بادشاہ کے پاس نہ آئے، بلکہ اس امیر کی خدمت میں قیام کرے جو بادشاہ کا غلام و خادم اور اس کے دست قدرت و تصرف میں ہو، لہذا سب سے قبل فرائض میں مشغول ہونا چاہیے پھر سنن میں پھر نوافل و مستحباب میں۔ (فتوح الغیب مقالہ ۴۸)

عمل اور نیت:

آپ نے فرمایا کہ اعمال میں نیتوں کو درست کرنا چاہیے، عمل ہمیشہ نیت پر منحصر ہوتا ہے:

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ

سو اگر نیت نیک ہوگی تو اچھا صلہ ملے گا، اگر نیت بد ہوگی، تو برا صلہ ملے گا، آپ سے دریافت کیا گیا کہ ابلیس نے اَنَا کہا تو ملعون و مردود ہو گیا، اور منصور حلاج نے اَنَا کہا تو مقبول و مقرب ہو گیا، اس کی کیا وجہ ہے! تو آپ نے فرمایا: کہ منصور رحمۃ اللہ علیہ کا اَنَا سے مقصود فنا تھا کہ وہ بغیر خودی کے باقی رہے، اس لیے مجلس وصال میں پہنچایا گیا، اور وہاں اس کو خلعت بقا سے مزین کیا گیا، مگر شیطان کا مقصود اَنَا سے بقا تھا، اس لیے اس کی ولایت فنا ہو گئی، اس کی نعمت چھین لی گئی، اس کا درجہ سلب کر لیا گیا۔
(ہجۃ الاسرار صفحہ ۱۲۲)

خطرات قلب:

آپ نے فرمایا کہ جو چیز قلب میں گزرے، اسے خطرہ کہتے ہیں، قلب کے خطرات چھ ہیں:

- (۱) خطرہ نفس (۲) خطرہ شیطان (۳) خطرہ فرشتہ (۴) خطرہ روح
- (۵) خطرہ عقل (۶) خطرہ یقین۔

خطرہ نفس:

حصول شہوات اور جائز و ناجائز خواہشات کی متابعت کا امر کرتا ہے۔

خطرہ شیطان:

اصول میں کفر و شرک اور وعدہ الہی میں شک و تہمت کا امر کرتا ہے اور فروع میں توبہ کا خیال دلا کر معاصی کی ترغیب دلاتا ہے۔

خطرہ فرشتہ و خطرہ روح:

طاعت الہی اور امر خیر کے ساتھ وارد ہوتے ہیں، یہ دونوں خطرے محمود و پسندیدہ ہیں۔

خطرہ عقل:

کبھی تو اس فعل کا امر کرتا ہے، جس کا نفس و شیطان امر کرتے ہیں اور کبھی اس کا جس کا روح اور فرشتہ امر کرتے ہیں، یہ حکمت الہی ہے تاکہ بندہ خیر و شر میں وجود معقول، صحت شہود اور تمیز کے ساتھ داخل ہو، پس جزاء و سزا اس پر عائد ہوگی۔

خطرہ یقین:

جو روح الایمان اور مزید علم ہے، صدیقین، اولیاء، اصفیاء، اتقیاء شہداء، ابدال، اقطاب اور اغواث کے ساتھ مخصوص ہے۔

یہ خواطر خطاب ہیں، جو ضمائر پر وارد ہوتے ہیں، جب یہ خطاب فرشتہ کی طرف سے ہو تو اس کو الہام کہتے ہیں، جب شیطان کی طرف سے ہو، تو وسواس، جب نفس کی طرف سے ہو، تو ہا جس اور جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو تو خطرہ حق ہے۔

الہام:

کی علامت یہ ہے کہ کتاب و سنت کے موافق ہو، پس وہ الہام کہ ظاہر شریعت اس کا شاہد نہ ہو، بالکل باطل ہے۔

وسواس:

کی علامت یہ ہے کہ جب کسی لغزش کی طرف بلایا جائے، اور اس کی مخالفت کی جائے تو کوئی دوسری لغزش پیدا ہو جائے، کیونکہ اس کے نزدیک تمام مخالفات برابر ہیں۔

ہا جس:

کی علامت نفس کی خاص صفات میں سے کسی وصف میں اصرار کا پایا جاتا ہے، یہاں تک کہ وہ شخص اس وصف کا مرتکب ہو جاتا ہے۔

خطرہ حق:

کی علامت یہ ہے کہ حیرت کا موجب نہ ہو، اور برائی کی طرف نہ کھینچ لیا جائے، بلکہ مزید علم و بیان کے ساتھ وارد ہو اور بوقت وجدان اپنے وصف سے پہچانا جائے۔ (ہجۃ الاسرار صفحہ ۶۷، ۶۸)

ولایت کے شمس و قمر غوث اعظم
ضیا بخش قلب و نظر غوث اعظم
تمہیں یاد کرتے ہیں اربابِ ایماں
عقیدت سے شام و سحر غوث اعظم
وہاں گوشہ گوشہ ہے جنت بداماں
جہاں ہو گئے جلوہ گر غوث اعظم
میسر ہوئی جس کو نسبت تمہاری
نہیں اس کو خوف و خطر غوث اعظم
ادھر چھائی ہیں رحمتوں کی گھٹائیں
تمہاری نظر ہے جدھر غوث اعظم
پکارا جہاں دستگیری کو آئے
مریدوں سے ہیں باخبر غوث اعظم
تمہارے لیے اہل عشق و محبت
لٹا دیتے ہیں گھر کا گھر غوث اعظم
بیک وقت پرواز روحانیت سے
ہیں ستر مریدوں کے گھر غوث اعظم
مرے گھر ہوئی محفل گیارہویں جب
چمکنے لگے بام و در غوث اعظم

سراپا شریعت مجسم طریقت
حق آگاہ آئینہ گر غوث اعظم
شہنشاہ عرفاں امیر طریقت
تصوف کے ہیں تاجور غوث اعظم
تمہارے وسیلے سے اے شاہ جیلاں
مجھے چاہیے مال و زر غوث اعظم
پریشاں ہے موجِ حوادث سے آقا
نظر پر بھی ہواک نظر غوث اعظم

(مولانا عبدالرحیم قادری نظر کا پوری)

غوث پاک رضی اللہ عنہ کا ایک فرمان (قدمی ہدہ.....):

قدمی ہدہ علی رقبۃ کل ولی اللہ

(ہجۃ الاسرار مطبوعہ مصر صفحہ ۷، ۸)

آپ کے اس فرمان پر کچھ گفتگو حدائق بخشش کے اشعار کے تحت ہو چکی ہے اور کچھ وضاحت باقی ہے جس کو یہاں درج کیا جاتا ہے۔

غوث اعظم کے اس قول کو آپ کے ہم عصر اولیاء کرام نے کثرت کے ساتھ روایت کیا ہے اور یہ ارشاد آپ نے ایک مجلس وعظ میں فرمایا: جو بغداد کے محلہ حلبہ میں آپ کے مہمان خانہ میں انعقاد پذیر ہوئی اس مجلس میں عراق کے تقریباً تمام مشائخ موجود تھے، جن کے نام قلائد الجواہر میں مذکور ہیں۔ ان سب حضرات مشائخ کرام نے اس وقت اپنی اپنی گردنیں جھکادی تھیں۔

حاضر الوقت مشائخ کے علاوہ دیگر اولیائے کرام نے بھی اپنی اپنی جگہ اسی وقت گردنیں جھکادی تھیں، جب آپ یہ فرما رہے تھے کہ میرا یہ قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر ہے، چنانچہ شیخ احمد بن رفاعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زاویہ واقع ام عبیدہ، میں شیخ عبدالرحمن طفسونجی نے طفسونج میں، شیخ محمد بن موسیٰ بن عبداللہ بصری نے بصرہ میں، شیخ

عیات بن قیس حرانی نے حران میں، شیخ سوید بخاری نے بخارا میں، شیخ املان دمشقی نے دمشق میں، شیخ ابو مدین نے مغرب میں، شیخ عبدالرحیم قادی نے قناد میں، اور شیخ عدی بن مسافر نے بلس میں اسی تاریخ کو اسی وقت روحانی قوت اور مکاشفات سے معلوم کر کے اپنی اپنی جگہ گردنیں خم کر دی تھیں،

غرض تین سو تیرہ اولیاء اللہ نے دنیا کے مختلف مقامات میں حضور غوثیت مآب کے اس ارشاد پر اپنی گردنیں جھکائیں، جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہیں، حرین شریفین میں سترہ نے عراق میں ساٹھ نے، عجم میں چالیس نے، شام میں تیس نے، مصر میں بیس نے، مغرب میں ستائیس نے، یمن میں تیس نے، حبشہ میں گیارہ نے، سد یا جوج ماجوج میں سات نے، کوہ قاف میں پینتالیس نے، وادی سراندیپ میں سات نے اور جزائر بحر محیط میں چوبیس نے۔

اولیائے وقت اور رجال الغیب:

شیخ لولوالارمنی بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے قَدِمْنِي هَذِهِ عَلَى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيٍّ اَللّٰہُ فرمایا، تو اس وقت ایک بہت بڑی جماعت ہوا میں اڑتی ہوئی نظر آئی، یہ جماعت آپ کی طرف آرہی تھی، حضرت خضر علیہ السلام نے ان کو آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا حکم دیا تھا، جب آپ یہ فرما چکے تو تمام اولیائے کرام نے آپ کو مبارک باد دی، اس کے بعد اولیائے کرام کی طرف سے آپ کو یہ خطاب سنایا،

يا مَلِكُ الزَّمَانِ وَاِمامَ الْمَكَانِ يا قَائِمًا بِاَمْرِ الرَّحْمَنِ وَاِيا
وَارِثَ كِتَابِ اللّٰهِ وَنَائِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَيَا مَنْ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ مَائِلَتَهُ يَا مَنْ اَهْلَ وَقْتِهِ كُلُّهُمْ عَائِلَتُهُ يَا
مَنْ يَنْزِلُ الْقَطْرُ بِدَعْوَتِهِ وَيَدْرُ الْضَرْعُ بِبَرَكَتِهِ وَلَا يَخْضَرُونَ
عِنْدَهُ اِلَّا مِنْكَسَةً رُوسَهُمْ وَتَقِفُ الْغَيْبَةُ بَيْنَ يَدَيْهِ اَرْبَعِينَ صَفًّا
كُلَّ صَفٍّ سَبْعُونَ رَجُلًا وَكُتِبَ فِي كَفِّهِ اَنَّهُ اخَذَ مِنَ اللّٰهِ مَوْثِقًا

ان لا یمکربہ و کانت الملائکۃ تمشی حوالیہ و عمرہ عشر سنین و تبشرہ بالولایت۔

اے بادشاہ! اے امام وقت! اے قائم بامر الہی! اے وارث کتاب اللہ و سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اے وہ شخص کہ آسمان و زمین گویا اس کا دسترخوان ہے، اور تمام اہل زمانہ اس کے اہل و عیال! اے وہ شخص جس کی دعا سے پانی برستا ہے، جس کی برکت سے تھنوں میں دودھ اُترتا ہے، جس کے روپر و اولیاء سر جھکائے ہوئے ہیں، جس کے پاس رجال الغیب کی چالیس صفیں کھڑی ہیں جن کی ہر ایک صف میں ستر ستر مرد ہیں، جس کی ہتھیلی میں لکھا ہوا ہے کہ میں نے خدائے تعالیٰ سے عہد لیا ہے، کہ وہ میرے ساتھ مکر نہ کرے گا، اور جس کی دس سالہ عمر میں ملائکہ اس کے ارد گرد پھرتے تھے، اور اس کی ولایت کی خبر دیتے تھے۔

تاج غوثیت اور ابدال کا اعتراف:

شیخ مطر کا بیان ہے کہ مجھ سے شیخ محمد الحاص اور شیخ احمد العرینی کے روپر و شیخ مکارم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ جس روز حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے قَدِمَیْ ہَذَہْ عَلَی رَقَبَہِ کُلِّ وَلَیِّ اللہ فرمایا تھا، اس روز روئے زمین کے تمام اولیاء نے معائنہ کیا کہ قطبیت کا علم آپ کے سامنے گاڑا گیا، اور غوثیت کا تاج جو شریعت و حقیقت کے نقش و نگار سے مزین تھا، آپ کے سر پر رکھا گیا ہے، یہ دیکھ کر دسوں ابدالوں نے آپ کے فرمان کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتے تھے شیخ مطر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے شیخ مکارم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا، کہ وہ دس ابدال کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ وہ دس ابدال یہ ہیں:

(۱) شیخ بقابن بطور رحمۃ اللہ علیہ

(۲) شیخ ابوسعید اقلوی رحمۃ اللہ علیہ

(۳) شیخ علی بن ہبیتی رحمۃ اللہ علیہ

- (۴) شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ
 (۵) شیخ موسیٰ الزولی رحمۃ اللہ علیہ
 (۶) شیخ احمد بن رفاعی رحمۃ اللہ علیہ
 (۷) شیخ عبدالرحمن الطفسونجی رحمۃ اللہ علیہ
 (۸) شیخ ابو محمد عبدالبصری رحمۃ اللہ علیہ
 (۹) شیخ حیات بن قیس الحرانی رحمۃ اللہ علیہ
 (۱۰) شیخ ابو مدین المنزلی رحمۃ اللہ علیہ

کیا آپ (رضی اللہ عنہ) کا یہ فرمان بامراہلی تھا؟

حضور غوثیت مآب کے اس فرمان کے متعلق آپ کے بہت سے ہم عصر اکابر مشائخ سے بکثرت روایات منقول ہیں کہ آپ کا یہ فرمان بامراہلی تھا۔
پہلی روایت:

چنانچہ شیخ عدی بن ابی البرکات صحر بن مسافر بیان کرتے ہیں، کہ میں نے اپنے عم بزرگ شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا، کہ کیا آپ کو معلوم ہے، کہ اس سے قبل حضرت غوث الاعظم کے سوا کسی اور نے بھی یوں کہا ہے کہ ”میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔“

آپ نے فرمایا نہیں، میں نے پوچھا، اس کے معنی کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا، اس سے محض مقام فردیت مراد ہے، میں نے کہا، کیا ہر زمانہ میں فرد ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا ”ہاں“ مگر بجز حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اور کسی فرد کو اس کے کہنے کا حکم نہیں ہوا، پھر میں نے عرض کیا آپ اس کے کہنے پر مامور ہوئے تھے؟ آپ نے فرمایا، بے شک آپ کو امر ہوا تھا، اور امر ہی کی وجہ سے اولیاء اللہ نے گردنیں خم کر دی تھیں، دیکھو! ملائکہ نے بھی حضرت آدم علیہ السلام کو تب ہی سجدہ کیا تھا، جب کہ باری تعالیٰ نے انہیں حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تھا، (بجہ الاسرار صفحہ ۶۱)

دوسری روایت:

اسی طرح شیخ ابراہیم الاغرب بن الشیخ ابی الحسن علی الرفاعی البطاحی رحمۃ اللہ علیہما بیان کرتے ہیں کہ میرے والد ماجد نے میرے ماموں سیدی شیخ احمد الرفاعی سے پوچھا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے قَدِمَیْ ہَذِہ عَلَی رَقَبَہِ کُلِّ وَلَیِّ اللہ کہا ہے، تو کیا آپ اس کے کہنے پر مامور ہوئے تھے؟ آپ نے فرمایا: بے شک وہ اس کے کہنے پر مامور تھے۔

تیسری روایت:

شیخ الاسلام شہاب الدین احمد بن حجر العسقلانی علیہ الرحمۃ سے آپ کے اس قول قَدِمَیْ ہَذِہ عَلَی رَقَبَہِ کُلِّ وَلَیِّ اللہ کے معنی پوچھے گئے۔ تو شیخ موصوف نے فرمایا، کہ اس سے آپ کی کرامات کا بکثرت ظاہر ہونا مراد ہے، کہ جن کا بجز ناحق پسند شخص کے اور کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ (قلائد الجواہر)

چوتھی روایت:

اسی طرح شیخ ابوسعید قیلوی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا، کہ کیا حضور غوثیت مآب نے یہ بات بامرالہی کہی تھی کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے؟ تو آپ نے فرمایا، کیوں نہیں! بیشک انہوں نے بحکم الہی کہی تھی۔

پانچویں روایت:

حضرت شیخ ابوالحسن ابراہیم بن شیخ عارف ابوالحسن رفاعی بطاحی مشہور بہ اغرب بیان کرتے ہیں، کہ میرے والد نے شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا، کہ کیا حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات کہ میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے، بحکم الہی کہی تھی، انہوں نے کہا بیشک آپ نے بامرالہی کہی تھی،

اسی طرح شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ حیات بن قیس حرانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایات مروی ہیں، جو بڑے زور سے اس امر پر دال ہیں کہ آپ کا یہ فرمان بامر

الہی تھا۔

قدمی ہذہ..... کا صحیح مفہوم:

مذکورہ روایات کے بعد یہ بات تو بالکل پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ہے، کہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے قدیمی ہذہ علی رقبۃ کُلِّ وَلِیِّ اللہ بامر الہی فرمایا تھا، کیونکہ جلیل القدر عارفان حقیقت اور عظیم المنزلت اکابر مشائخ اس کو تسلیم کرتے ہیں۔

اب بحث طلب امر یہ ہے کہ آپ کے اس ارشاد کے صحیح معنی کیا ہیں؟
حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اکثر حلقہ بگوشان آپ کے حق میں بہت غلو کرتے ہیں اور محبت میں افراط سے کام لیتے ہیں، یہ لوگ اولیائے مقتدین و متاخرین کو اس حکم میں داخل کرتے ہیں، جو خلاف صواب ہے،

بلکہ یہ حکم بقول بعض صرف اولیائے وقت کے ساتھ مخصوص ہے، اولیائے مقتدین کے حق میں کیسے جائز ہو سکتا ہے، جن میں صحابہ کرام اور خلفائے اربعہ بھی شامل ہیں جنکی فضیلت احادیث سے تمام اولیاء اللہ پر ثابت ہے اور اولیائے متاخرین میں بھی (مطلقاً) کیسے جائز ہو سکتا ہے، جن میں حضرت مہدی علیہ السلام بھی شامل ہیں، جن کے آنے کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دے کر اُمت کو ان کے وجود کی خوشخبری دی ہے اور ان کے حق میں خلیفۃ اللہ فرمایا ہے، اور ایسے ہی عیسیٰ علیہ السلام جو اولعزم نبی ہیں۔

یہ صرف میرا (محمد داؤد فاروقی کا) ہی خیال نہیں بلکہ بڑے بڑے علماء اور صوفیاء نے بھی اس حکم کو صرف اولیائے وقت کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔

چنانچہ حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح فتوح الغیب فارسی کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ یہ حکم صرف اولیائے وقت کے ساتھ مخصوص ہے۔
حضرت مجدد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

باید دانست کہ ایں حکم مخصوص باولیائے آں وقت است اولیائے ما تقدم و ما

تاخرازیں حکم خارج اند۔

ترجمہ: جاننا چاہیے کہ یہ حکم اسی وقت کے اولیائے کرام کے ساتھ مخصوص ہے، پہلے اور پچھلے اولیاء اس حکم سے خارج ہیں۔ (جب کہ جمہور اولیاء کے نزدیک امام مہدی اور عیسیٰ علیہما السلام کے علاوہ قیامت تک کے اولیاء مراد ہیں) (مکتوب دوصد و نو دوسویم جلد اول)

قَدَمُ کے معنی:

اب رہ گئے قَدَمُ کے معنی، سو اس کے متعلق شیخ محمد بن یحییٰ الحنبلی مصنف فَلَائِدِ الجواہر اپنی کتاب میں لکھتے ہیں، کہ قَدَمُ کے یہاں پر حقیقی معنی مراد نہیں، بلکہ مجازی مجازی مراد ہیں، چنانچہ شان ادب بھی اس امر کی مقتضی ہے۔“
قَدَمُ سے مجازاً طریقہ بھی مراد ہوتا ہے، جیسا کہ کہا جاتا ہے۔

فَلَانٌ عَلَى قَدَمِ حَمِيدٍ أَيْ طَرِيقَةَ حَمِيدَةٍ
یعنی فلاں شخص قدم حمید پر ہے، یعنی طریقہ حمید پر ہے۔

اب آپ کے اس قول قَدَمِیْ ہَذِهِ عَلَى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيٍّ اللہ کے معنی واضح ہو گئے، کہ آپ کا طریقہ، آپ کے فتوحات اپنے وقت کے تمام اولیاء کے طریقوں اور فتوحات سے اعلیٰ وارفع اور انتہائے کمال کو پہنچا ہوا ہے۔

شیخ الاسلام عزالدین بن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ کے اس قول کو اولیائے وقت کے ساتھ مخصوص کر کے اس کا یہی معنی لکھا ہے، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ سکر کی حالت کے کلمات تھے، چنانچہ عوارف، المعارف میں شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے محرموں اور مصاحبوں میں سے تھے۔ لکھتے ہیں کہ یہ حالت سکر کے کلمات تھے، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔ (سیرت غوث اعظم)

(جب کہ شیخ علی بن ہبیبی علیہ الرحمۃ کا حضرت غوث اعظم کے قدم مبارک کو پکڑا کر سر پر رکھنا، قدم کے مندرجہ بالا معنی اور حالت سکر والی روایت کو ناقابل تقسیم

گردانتا ہے واللہ اعلم)

چہل کاف کیا ہے؟

چہل کاف سے مراد وہ تین اشعار ہیں، جو محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مناجات کے طور پر اپنے پاک اور مطہر قلب سے خطاب کرتے ہوئے مرتب فرمائے تھے۔

چونکہ یہ اشعار نہایت ہی فصیح، بلیغ، مشکل اور ادق ہیں، عوام الناس اکثر طور پر ان کو بالکل غلط پڑھتے ہیں، اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک شعر صحیح اعراب، ترکیب صرف و نحو، وزن عروضی، حل لغات اور فارسی اردو شرح ترجمہ کے ساتھ درج کیا جائے۔

شرح چہل کاف

یہ ابیات ایک قطعہ کی صورت میں ہیں، جو بحر بسیط سے ہے جس کے اجزاء مثنیٰ ہیں، اور اس کی اصل مُسْتَفْعِلُنْ فَاَعِلُنْ چار بار ہے۔

(۱) پہلا شعر:

كَفَاكَ رَبُّكَ كَمْ يَكْفِيكَ وَ اِكْفَةُ
كَفُكَا فَهَ الْكَمِينِ كَانَ مِنْ لُكْكَ

وزن عروضی:

وزن عروضی اوپر بیان ہو چکا ہے، تقطیع ملاحظہ ہو۔

تقطیع:

كَفَاكَ رَبُّ : مَفَاعِلُنْ
بُ كْ كَمْ : فَعِلُنْ
يَكْفِيكَ وَ : مُسْتَفْعِلُنْ

کَفَّةٌ :	فَعِلُنْ
کَفَّكَافُهَا :	مُسْتَفْعِلُنْ
کَمِی :	نَعِلُنْ
ن کَانَ مِنْ :	مُسْتَفْعِلُنْ
لُکَّک :	فَعِلُنْ

ترکیب صرفی ونحوی:

کَفَّی: باب ضَرْب سے فعل ماضی معروف دو مفعول کو چاہتا ہے، ک: مفعول بہ اول، دوسرا مفعول تعلیم اور اختصار کے واسطے حذف کر دیا گیا ہے رَبُّک مرکب اضافی فاعل کَم: خبریہ مفعول مطلق تاکید، یا مفعول فیہ، فعل اور فاعل اور مفعول مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ دعائیہ یا خبریہ ہوا۔

یَکَفِّی: باب ضَرْب سے فعل مضارع معروف، اس میں ضمیر مُسْتَبْرَہ ہے، جو رَبُّک کی طرف پھرتی ہے، وہ اس کا فاعل، ک: مفعول بہ اول، وَاکِفَّة: مفعول بہ ثانی اور موصوف کَفَّكَافُهَا: مرکب اضافی مبتداء، ک: جار، کَمِیْن: مجرور اور موصوف۔ کَانَ: تامہ بمعنی حَصَلَ اس کے اندر ضمیر ہو مُسْتَبْرَہ وہ اس کا فاعل، مِنْ: جار لُکَّک: مجرور، جار مجرور مل کر کَانَ کے متعلق ہوئے، فعل، فاعل اور متعلق مل کر جملہ صفت کَمِیْن کی ہوئی موصوف صفت مل کر جار کا مجرور ہوا، لکمین، جار مجرور مل کر مبتداء کی خبر بنی، مبتداء خبر جملہ بن کر وَاکِفَّة کی پہلی صفت ہوئی۔

حَلّ لغات:

وَاکِفَّة: ناگہانی مصیبت، یا بلائے آسمانی

کَفَّكَاف: مصدر ہے، بمعنی روکنا، پھیرنا، یا دفع کرنا، محاورہ عرب میں بولتے ہیں، کفکفہ فکف یعنی اس کو روکا، وہ رک گیا۔

کَمِیْن: گھات لگانا،

لُکَّکُ : بڑا بھاری لشکر

فارسی ترجمہ:

کفایت کردہ است ترا پرورگار تو بسیار کفایت و نیز کفایت میکند با خواہد کرد ترا از مصیبت کہ بازگشتن آں، یا باز ایستادن آں، از تو مانند کمین کردن است کہ باشد از لشکر در ہم آمدہ۔

اردو ترجمہ:

اے میرے دل! تیرا رب پہلے بھی کئی دفعہ تجھے سخت سخت مصائب سے کفایت کرتا رہا ہے، اب بھی تجھے ایسی ایسی مصیبتوں سے کفایت کرے گا، کہ جن کی بازگشت (یعنی واپسی) یا استادگی (یعنی رکے رہنا) بھاری لشکر کے گھات لگانے کی مانند ہے۔

یعنی ان مصائب کا پسپا ہونا ان کے دوبارہ حملہ کی آمادگی پر مبنی ہے، جیسے ایک بڑا بھاری لشکر اس خیال سے اپنے مقابل سے منہ موڑ کر اپنی پسپائی ظاہر کرے، کہ مقابل کو دھوکہ دے کر غفلت میں ڈال کر شدت کا حملہ کر کے اس کی تیغ کٹی کر دے، یا ان مصائب کا رکنا گویا ایک عظیم الشان لشکر کا اس خیال سے گھات لگانا اور دیکے بیٹھے رہنا ہے کہ موقع پاتے ہی جھٹ سے نکل کر اپنے مقابل کا استیصال کر دے۔

(۲) دوسرا شعر:

نَکِرُ کَرًّا کَرَّ الْکَرَفِی کَبَدِ
نَحْکِی مُشْکَشْکَہُ کَلْکَلْکِ لُکْکِ

وزن عروضی:

وزن عروضی اوپر ہو چکا ہے، تقطیع یہ ہے:

تقطیع:

نَکِرُ کَرُّ : مَفَاعِلُنْ
رَاکْکَرُّ : فَاعِلُنْ

رَالْكَرْرِ فِي: مُسْتَفْعِلُنْ

كَبَدَ: فَعِلُنْ

تَحَكَّى مُشَكَّ: مُسْتَفْعِلُنْ

شِكَّةَ: فَعِلُنْ

كَلَّكَ لَكَ: مَفَاعِلُنْ

لُكِّلَكَ: فَعِلُنْ

ترکیب صرفی و نحوی:

تَكْرُرُ: باب ضَرْب سے فعل مضارع معروف صیغہ واحد مونث غائب ضمیر
ہی اس کے اندر مُسْتَسْتَر ہے، جو اِكْفَةً کی طرف پھرتی ہے، وہ اس کا فاعل کَرَّأ:
مصدر، مفعول مطلق اور موصوف کَ: جار، کَرَّ: مجرور اور مضاف الْكَرَّ: مضاف الیہ
جار مجرور مل کر صفت ہوئی، فِی: جار کَبَدَ: مجرور، جار مجرور متعلق تشبیہ کے جو کاف
سے مستفاد ہے۔ فعل فاعل اور مفعول مل کر جملہ فعلیہ دوسری صفت و اکفہ کی ہوئی۔
تَحَكَّى باب ضَرْب سے فعل مضارع معروف صیغہ واحد مونث غائب، اس کے اندر
ضمیر ہی مُسْتَسْتَر ہے، جو اِكْفَةً کی طرف پھرتی ہے، اس کا فاعل مُشَكَّشَكَّة۔
مفعول بہ کَ۔ جار لُكِّلَ مجرور اور موصوف لُكِّلَ: صفت، فعل فاعل اور مفعول مل کر
جملہ فعلیہ تیسری صفت و اِكْفَةً کی ہوئی۔

حَلَّ لُغَات :

تَكْرُرُ: وہ مصائب جو بار بار حملہ آور ہوتے ہیں

کَرَّأ: بار بار حملہ کرنا

کَرَّ الْكَرَّ: مضبوط موٹی رسی کے اجزاء کا آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ خوب زور

سے لپٹنا

کَبَدَ: سختی اور دشواری

تَحَكَّى: وہ مصائب مشابہ ہیں

مُشْكُشَكَّةٌ: نیزہ زن مسلح فوج و لشکر

لُكْلُكٌ: خوب موٹا اونٹ

لُكْكٌ: گتھے ہوئے گوشت والا اونٹ

فارسی ترجمہ:

حملہ می کند حملہ کردن مانند پیچیدن رسن سطر درختی و مشقت، حکایت میکند آن مصیبت جماعۃ سلاح پوش را بانیزہ تیز را مانند شتر جوان فر بہ سخت گوشت

اردو ترجمہ:

وہ مصیبتیں ایسا سخت اور مضبوط حملہ کرتی ہیں، جو اپنی مضبوطی اور یکجان ہونے میں ایک موٹی رسی کی لڑیوں کی مضبوطی اور ان کے یکجان ہونے کی مانند ہیں اور وہ مصیبتیں اپنی تیزی، تندی، دلیری اور سختی میں ایک ایسے بھاری مسلح، نیزہ زن لشکر کی مانند ہیں، جو اپنی جسارت، طاقت اور یکجان ہونے میں ایک فریہ، جوان اور سخت گوشت اونٹ کی مانند ہیں،

(۳) تیسرا شعر:

كَفَاكَ مَا بِيْ كَفَاكَ الْكَافِ كُرْبَتُهُ

يَا كُوْكْبَا كَانَ يَحْكِيْ كُوْكَبَ الْفَلَكِ

وزن عروضی:

وزن عروضی او پر بیان کیا جا چکا ہے، تقطیع یہ ہے،

تقطیع:

كَفَاكَ مَا : مَفَاعِلُنْ

بِيْ كَفَا : فَاعِلُنْ

كَ الْكَافِ كُرْ : مُسْتَفْعِلُنْ

بَتَّه: فَعِلْنُ
يَا كَوَّكِبًا: مُسْتَفْعِلْنُ
كَانَ يَحُ: فَاعِلْنُ
كِي كَوَّكِبَ لُ: مُسْتَفْعِلْنُ
فَلَكَ: فَعِلْنُ

ترکیب صرفی و نحوی:

کَفَا: باب ضَرْبَ سے ماضی معروف صیغہ واحد مذکر غائب ضمیر ہو اس کے اندر مستتر ہے، جو رَبَّ کی طرف پھرتی ہے، وہ اس کا فاعل یا الکاف فاعل ک: پہلا مفعول بہ مَا: موصولہ بی: جار مجرور فعل محذوف کے متعلق ہو کر صلہ ہوا، موصول صلہ مل کر دوسرا مفعول بہ ہوا، فعل فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ، دعائیہ یا خبریہ ہوا،

کَفَا: فعل، ک: پہلا مفعول بہ الکاف اسم فاعل مخفف الکافی کا وہ اس کا فاعل کَوَّكِبَةً: مرکب اضافی، دوسرا مفعول بہ، فعل فاعل پہلا اور دوسرا مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ دعائیہ یا خبریہ ہوا،

يَا: حرف ندا، کَوَّكِبًا: منادی موصوف، كَانَ: فعل ضمیر اس میں فاعل يَحْكِي: باب ضَرْبَ سے مضارع معروف صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر، فاعل کَوَّكِبَ الْفَلَكَ: مرکب اضافی مفعول بہ، فعل فاعل اور مفعول بہ مل کر کَوَّكِبًا کی صفت ہوئی،

حَلَّ لُغَات:

الکاف: کربت، رنج، تکلیف اور پریشانی سے کفایت کرنے والا اصل میں الکافی ہے، جیسے قرآن مجید میں الداعی سے الداع ہے، یوم يدعو الداع ہے، جو خداوند تعالیٰ کا اسم صفاتی ہے، ضرورت شعری سے الکاف پڑھا گیا ہے،

فارسی ترجمہ:

کفایت کنادر تر اپروردگار تو اے دل من از آنچہ با من است، یعنی در علم من ست،
کفایت کنادر داز رنج و کلفت آں، اے ستارہ کہ حکایت مے کند ستارہ ستارہ آسمان را۔

اردو ترجمہ:

اے میرے دل جسے میں ستارہ، تصور کرتا ہوں، اور جو آسمانی ستارہ کے ہم پلہ
ہے، خدائے تعالیٰ نے تجھے ان تمام مصائب سے کفایت کی، جو مجھ پر نازل ہوئی تھیں (یا
خدائے تعالیٰ، ان تمام مصائب سے نجات دے، اور کفایت کرے، جو مجھ پر آئندہ نازل
ہوں) کفایت کرنے والے خدانے تجھے تیرے رنج و تکلیف سے کفایت کی۔

اعتصام:

ابر صا صبر صا سار صا لا تخاف در کا ولا تخشے ابر صا
سار صا سعیا اخنسا یا اللہ عزمت علیکم یا حرو زائیل بحق
الکاف اجب و اطع و سخر لی فی قضاء حاجتی و حصول
مرادی بلا مکث و مهلة و الف قلوبنا بین قلوب العامة بحق
کفاک و ارنی عالم الا رواح فی هذه الساعة سریعًا. بسم اللہ
الرحمن الرحیم کفاک ربک کم یکفیک و اکفة کفاک فہا
لکمین کان من کلکا تکر کرا کرا کرا فی کبدی تحکی
مشکشکة کلک کلک کلکا کفاک مابی کفاک الکاف
کربتہ یا کو کب کن یحکی کو کب الفلک

اختتام:

بحق یا شیخ عبدالقادر الجیلانی سینجلی شیئا للہ بحق یا
حلیم یا حافظ یا حفیظ یا وکیل یا نصیر یا رقیب یا سلام یا
کریم یا اللہ و بحق کھیتعص و بحق خمتعسق حصار کردم لا

الہ الا اللہ کی مہر کی میں نے محمد رسول اللہ کے نام کی بحق
یا حرو زائیل ونزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة للمؤمنین
ولا یزید الظالمین الا خساراً.

چہل کاف بامو کلات:

کفاک ربک یا کفائیل لم یکفیک یا کمکائیل واکفہ
کفکائیل ککمین کان من کلکا یا کنکا ئیل تکر کرا یا
کتمائیل الکرفی کبدی یا کیکائیل یحکی یا کھکائیل
مشکشکۃ یا میکائیل کلکک کلکا یا کلکائیل کفاک
مابی یا کلکائیل کفاک الکاف یا کمیائیل کربتہ یا
کرکرائیل یا کوکبا کان یا کوکائیل یحکی کوکب الفلک
یا اھکمائیل یا فلکائیل.

والدہ حضرت محبوب سبحانی فاطمہ ثانی رضی اللہ عنہا نے حضرت غوث الوریٰ کو
سفر کی اجازت دیتے وقت دعا چہل کاف تعلیم فرمائی تھی۔ یہ دعا بھی بعض اُن فوائد کو کہ
چہل کاف میں لکھے گئے ہیں شامل ہے۔ جیسے کہ دفع سختی و فراخی رزق حفظ جان و مال
دشمنوں سے دکھ بیماری کو دفع کرنے میں چاہیے کہ نماز عشاء کے بعد ایک سو گیارہ بار اول
و آخر درود شریف گیارہ گیارہ بار ہمیشہ پڑھتا رہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ الکافی قصدت الکافی وجدت الکافی لكل الکافی
کفافی الکافی الکافی و نعم الکافی ولله الحمد یا شیخ
عبدالقادر الجیلانی شیئا لله الامان یا رسول اللہ.

چہل کاف پڑھنے کا طریقہ:

پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ منگل کے دن سے حیوانات و منہیات کا ترک کریں۔
(ترک جلالی و جمالی) اور بدھ کی آدھی رات کے بعد غسل کریں اور دو رکعت

تحیۃ الوضوء پڑھیں یوں کہیں، یا جرد ائیل بحق الکاف اجب واطع و مسخر لی فی قضاء حاجاتی و حصول مرادی بلا مہلۃ ولا مکث والف قلوبنا و قلوب الامۃ بحق کفاک وارنی عالم الارواح فی هذه الساعة سریعاً۔

اس کے بعد چہل کاف دو ہزار بار پڑھنے اور ہر تلواریسا جرد ائیل والی دعا پڑھے اور پھر اسی پر ختم کرے اور دن میں روزہ رکھے اور سات دن تک اس عمل کو کرے اور دن میں اکثر خاموش رہے اور اللہ کی طرف توجہ قائم رکھے تو بڑے بڑے عجائب اس پر منکشف ہوں گے۔ باذن اللہ۔ (از شاہ رفیع الدین)

ترکیب خواندن چہل کاف:

چہل کاف حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی تصنیف شریف ہے جو طرح طرح کے فائدوں اور حاجتوں کو شامل ہے۔ اگر کسی کو دیو پری و خبیث تکلیف دیں تو روغن تلخ پر سات بار پڑھ کر جسم پر ملے انشاء اللہ العزیز چند روز میں اچھا ہو۔ ایضاً اگر کسی کو درد سر ہمیشہ رہتا ہو اور جاتا نہ ہو تو صفر کے مہینہ کے آخری چہار شنبہ کو کاغذ پر لکھ کر اس درد سروالے کو دے اور وہ اس کو اپنے سر میں رکھے اور اگر صفر کے آخری چہار شنبہ کو لکھنا بھول گیا تو آخری چہار شنبہ کے دن جس مہینہ میں پڑے لکھ کر دے ایضاً اگر کسی شخص کی بینائی جاتی رہی ہو تو شب جمعہ میں سات بار پڑھ کر سرمہ پر دم کر کے آنکھ میں لگائے ایضاً دانتوں میں درد ہو تو چہل کاف مع اس کے نقش کے لکھ کر دانتوں کے نیچے دبائے ایضاً گردن کے درد کے لیے گلے میں ڈالے ایضاً پیٹ کے درد کے لیے تین بار یا سات بار پڑھ کر نمک پر دم کر کے کھلائے آرام ہو ایضاً خونی و بادی بوا سیر اور بادسیران کے لیے کہ کسی صورت سے نہ رہے تو یک شنبہ کے دن سیاہ بلی کی کھال پر لکھ کر گلے میں یا ناف کے نیچے باندھے اگر سیاہ بلی کی کھال نہ ملے تو کاغذ پر لکھے۔ ایضاً ہفت اندام کے درد کے لیے ہرن کی کھال پر لکھ کر بازو پر باندھے ایضاً دشمن کو مقہور کرنے کے لیے سہ شنبہ کی آدھی رات کے وقت دو قبروں کے درمیان بیٹھ کر اکتالیس بار پڑھے اور دشمن کا نام لے اور کہے کہ دشمن لعین ہلاک ہو ایضاً فرزند صالح کے لیے ایام حیض کے بعد اس کو لکھ کر پلائے

اور جماع کرے فرزند صالح پیدا ہو ایضاً اگر کوئی شخص راستہ بھول گیا ہو اُس کو چاہیے کہ سات بار پڑھے راہ پائے ایضاً اگر کسی عورت کے بال لمبے نہ ہوں تو سات بار پڑھ کر کنگھی پر دم کر کے بالوں میں کرے بال لمبے ہوں ایضاً اگر کسی کے درمیان بیگانگی ہو گئی ہو اور اُس کو کوئی نہ پہچانے تو سات بار پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے معزز ہو ایضاً اگر کسی کا غلام یا مثل اس کے بھاگ گیا ہو تو اکتالیس بار پڑھ کر گھر کے چاروں طرف دم کرے واپس آئے ایضاً مرگی کو دور کرنے کے لیے پان پر لکھ کر چالیس روز کھلائے ایضاً جس کو رات میں نہ دکھائی دیتا ہو وہ اپنے پاس رکھے ایضاً ذہن کے کھلنے اور زیادتی فہم و ذکا کے لیے سات بار روزانہ پڑھے۔

ترکیب دعوت و زکوٰۃ چہل کاف:

چلہ میں دعوت کی شرائط کے ساتھ ایک ہزار چالیس بار پڑھے اور نصاب و زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد ہر قسم کی دینی و دنیاوی مشکل کے لیے ہمیشہ پڑھتا رہے اور اگر باموکل پڑھے تو آٹھ ہزار بار اور اگر نہ ہو سکے تو دو ہزار بار پڑھے۔ ہر قسم کے رنج و درد دور کرنے کے لیے اس کے اعداد کو مربع میں یا مثلث میں بھر کر نظر کے سامنے رکھے تاکہ وہ دیکھے درد دور ہو ایضاً پاک مٹی پر تین بار یا سات بار پڑھ کر دم کر کے دشمن کے لشکر کی طرف ڈالے تمام لشکر اللہ کے حکم سے بھاگ جائے۔ یہ دُعا حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے مخصوص اعمال سے ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ حاجتوں کے بر آنے کے لیے اکتالیس بار سوتے وقت پڑھے۔ ایضاً حصار اور سحر و جادو و دیو پری و جن و انس و شیاطین کو دفع کرنے کے لیے اکتالیس بار پڑھ کر دم کر کے اور جسم پر ملے اور موکل چہل کاف کا حروز ایل ہے۔ چاہیے کہ ہمیشہ اکیس بار پڑھے بہت فائدہ رکھتا ہے۔ حضرت جدی و مرشدی رحمۃ اللہ علیہ کے وظیفہ خاص میں اسے خاص لکھا ہے۔

حصار چہل کاف:

شفائے مریض کے لیے زبردست حصار ہے مع اعتصام و اختتام ایک بار چہل کاف تین بار یا سات بار اس طریقہ سے کہ پہلے درود شریف گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھ کر پانی

پردہ کر کے پلائے۔ (معمولات مشائخ، ص ۳۹۴)

غوث پاک کی دو مشہور دعائیں:

آپ کے صاحبزادہ حضرت سیدنا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد ماجد نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ اپنی مجالس میں مندرجہ ذیل ادعیہ پڑھا کرتے تھے،

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِوَصْلِكَ مِنْ صَدِكَ وَبِقُرْبِكَ مِنْ طُرْدِكَ
وَبِقَبُوْلِكَ مِنْ رَدِّكَ وَاجْعَلْنَا مِنْ اَهْلِ طَاعَتِكَ وَوُدِّكَ
وَاهْلِنَا لِشُكْرِكَ وَحَمْدِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

اے مولا! ہم تیرے وصال کے بعد روک دیئے جانے، تیرے مقرب بن کر نکال دیئے جانے، اور تیرے مقبول ہونے کے بعد مردود ہونے سے پناہ مانگتے ہیں: اے اللہ! تو ہمیں اپنی اطاعت و عبادت کرنے والوں میں سے کر دے، اور ہمیں توفیق دے، کہ تیرا شکر اور تیری حمد کرتے رہیں۔
بعض مجالس میں آپ یہ دعا فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ اِيْمَانًا يَصْلَحُ لِلْعَرْضِ عَلَيْكَ وَاِيْقَانًا نَقِفُ
بِهٖ فِي الْقِيَامَةِ بَيْنَ يَدَيْكَ وَعِصْمَةً تُنْقِذُنَا بِهَا مِنْ وَلَطَاتِ اَنْوَابِ
رَحْمَةٍ تُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ دَنَسِ الْعُيُوْبِ وَعِلْمًا نَفْقَهُ بِهٖ اَوْاْمِرَكَ
وَنَوَاهِيَكَ وَفَهْمًا تَعْلَمُ بِهٖ كَيْفَ نُنَاجِيْكَ مِنْ اَهْلِ وِلَايَتِكَ
وَامَلَاءِ قُلُوْبِنَا بِنُورِ مَعْرِفَتِكَ وَانْجِلْ عَيْنُوْنَ عَقُوْلُنَا بِاِثْمِدِ
هِدَايَتِكَ وَاَحْرِسْ اَقْدَامَ افْكَارِنَا مِنْ مَزَالِقِ مَوَاطِنِ الشُّبُهَاتِ
وَاَمْنَعْ طُيُوْرَ نَفُوْسِنَا مِنَ الْوُقُوْعِ فِيْ شُبَاكِ مُوْبِقَاتِ الشَّهْوَاتِ
وَاعِنَّا فِيْ اِقَامَةِ الصَّلَوَاتِ عَلٰى تَرْكِ الشَّهْوَاتِ وَامْنَحْ سَطُوْرَ
سَيِّئَاتِنَا مِنْ جَرَائِدِ اَعْمَالِنَا بِاَيْدِي الْحَسَنَاتِ كُلِّ لَنَا حَيْثُ
يَنْقَطِعُ الرَّجَاءُ مِنَّا اِذَا اَعْرَضَ اَهْلُ الْجُوْدِ بِوُجُوْهِهِمْ عَنَّا حِيْنَ

تَحْصُلُ بِوُجُوهِهِمْ عَنَاجِينٌ تَحْصُلُ فِي ظُلْمِ اللَّحُودِ أَهَائِنُ أَفْعَالِنَا
إِلَى يَوْمِ الْمَشْهُودِ وَأَجْرُ عَبْدِكَ الضَّيْفَ عَلَى مَا آلَفَ وَأَعَصِمَهُ
مِنَ الزَّلَلِ وَوَفَّقَهُ وَالْحَاضِرِينَ بِصَالِحِهِ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ وَأَجْرُ عَلَى
لِسَانِهِ مَا يَنْفَعُ بِهِ السَّامِعَ وَتَذَرِفُ الْمَدَامِعَ وَيُلَيِّنُ الْقَلْبَ الْخَاشِعَ
وَاعْفِرْ لَهُ وَلِلْحَاضِرِينَ وَلِجَمِيعِ الْمُسْلِمِينَ .

اے اللہ! ہم تجھ سے ایسے ایمان کے طلبگار ہیں، جو تیری درگاہ میں پیش کرنے کے قابل ہو، اور ایسا یقین چاہتے ہیں، کہ اس کے ذریعہ ہم قیامت کے دن تیرے سامنے بلا خوف کھڑے ہو سکیں ایسی عصمت کے خواہش مند ہیں، کہ جس کے ذریعہ سے تو ہمیں گرداب معاصی سے نکال دے اور ایسی رحمت کے خواہاں ہیں، جس کے ذریعہ سے تو ہمیں عیوب کی گندگی سے پاک و صاف کر دے اور ایسا علم چاہتے ہیں کہ جس سے تیرے ادا مروا ہی کو سمجھ سکیں، اے آقا! ہمیں ایسا فہم عطا کر، جس سے ہم تیری درگاہ میں دعا کرنا سیکھیں، اے اللہ! تو ہمیں دنیا و آخرت میں اہل اللہ سے بنا، ہمارے دلوں کو نور معرفت سے پر کر دے، اور ہماری آنکھوں کو اپنی ہدایت کے سرمہ سے سرگمین بنا دے، اور ہمارے افکار کے قدم شبہات کے موقعوں پر پھسلنے سے اور ہماری نفسانیت کے پرودوں کو خواہشات کے آشیانوں میں جانے سے روک لے ہماری شہوات سے ہمیں نکال کر نمازیں پڑھنے روزے رکھنے میں ہماری مدد کر، ہمارے گناہوں کے نقوش کو ہمارے اعمال نامہ سے نیکیوں کے ساتھ مٹا دے، اے اللہ جب کہ ہمارے افعال مرہونہ ظلم کی قبروں میں مدفون ہونے کے قریب ہوں، اور تمام اہل جود و سخا ہم سے منہ موڑنے لگیں، اور ہماری امیدیں ان سے منقطع ہو جائیں، تو اس وقت تو ہمارا قیامت میں والی و مددگار بن، اور اپنے ناچیز بندہ کو جو کچھ کہ وہ کر رہا ہے، اس کا اجر دے، اور تعزثوں سے اسے محفوظ رکھ، اسے اور کل حاضرین کو نیک بات اور نیک کام کی توفیق دے اور اس کی زبان سے وہ بات نکلوا جس سے سامعین کو نفع ہو، اور جس کے

سننے سے آنسو بہنے لگیں اور سخت سے سخت دل بھی نرم ہو جائیں، خداوند اے
اور تمام حاضرین اور کل مسلمانوں کو بخش دے۔ (آمین)

غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے عربی قصائد فصاحت و بلاغت، علوم معرفت و
طریقت کا عظیم خزینہ ہیں عربی قصائد لکھنے سے پہلے فارسی زبان میں آپ کا حمد یہ کلام
قارئین کی نظر کیا جاتا ہے فارسی کلام اور قصیدہ غوثیہ کے علاوہ باقی آٹھ قصائد کا اردو
ترجمہ حضرت سید صوفی نصیر الدین ہاشمی قادری رضوی برکاتی مرید خاص و خلیفہ مفتی اعظم
پاکستان سید ابوالبرکات علیہ الرحمۃ و مصنف ”مظہر جمال مصطفائی“ کا کیا ہوا ہے۔
فجزاہ اللہ خیر الجزاء۔



غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا فارسی حمد یہ کلام پہلی حمد

تا ابد یا رب ز تو من لطفہا دارم امید
از تو گر امید برم از کجا دارم امید
اے میرے رب کریم! میں تجھ سے ہمیشہ لطف و کرم کی امید رکھتا ہوں اگر تجھ
سے امید نہ رکھوں تو پھر کس سے امید رکھوں
ہم فقیرم ہم غریبم بیکس و بیمار و زار
یک قدح ز اں شربت دار الشفا دارم امید
میں فقیر ہوں میں غریب ہوں بے کس اور بیمار و ناتواں ہوں میں تیرے شفا
بخش شربت کے ایک جام کی امید رکھتا ہوں
نا امیدم از خود و ز جملہ خلق جہاں
از ہمہ نو میدم اما از تو می دارم امید
میں نا امید ہوں اپنی ذات سے اور جملہ مخلوقات سے نا امید ہوں لیکن تجھ سے
ہی امید رکھتا ہوں
ہم بدم بد گفته ام بد مانده ام بد کرده ام
باوجود ایں خطاہا من عطا دارم امید
میں برا ہوں بری باتیں کرتا ہوں برے انداز میں رہتا ہوں برے کام کرتا
ہوں، باوجود ان خطاؤں کے تیری بخشش کی امید رکھتا ہوں

منتہائے کارِ تو دائم کہ آمر زیدن است
 زانکہ من از رحمتِ بے منتہا و دارم امید
 اے مولا! بالاخر تو نے بخشا ہے تو اس وجہ میں بے انتہا رحمت کی امید رکھتا ہوں
 ہر کسے امید دارد از خدا و جز خدا
 لیک عمری شد کہ از تو من ترا دارم امید
 ہر کوئی خدا سے خدا کے سوا کی امید رکھتا ہے لیکن عمر گزری ہے کہ میں تجھ سے
 تیری ہی (ذات کی) امید رکھتا ہوں
 روشنی چشم از گریہ کم شد اے حبیب
 ایں زماں از خاکِ کویت تو تیا دارم امید
 اے حبیب! رونے کی وجہ سے آنکھ کی روشنی کم ہو گئی اس وقت تیری گلی کی
 خاک کے سرے کی امید رکھتا ہوں
 محی میگوید کہ خونِ من حبیب من بر یخت
 بعد ازیں کشتن از من لطفہا دارم امید
 محی (عبدالقادر جیلانی) کہتا ہے کہ میرا خون میرے حبیب نے بہایا ہے اس
 قتل کے بعد بھی اسی کے لطف و کرم کی امید رکھتا ہوں

دوسری حمد

بے حجابانہ در آ از درِ کاشانہ ما
 کہ کسے نیست بجز درِ تو در خانہ ما
 بے حجابانہ آ میرے دل کے کاشانے میں کہ اس کے اندر تیر درد کے سوا کچھ بھی نہیں
 فتنہ انگیز مشوکا کل مشکیں مکشائے
 تاب زنجیر نہ دارد دل دیوانہ ما

فتنہ انگیز زلف عنبریں کونہ کھول کہ میرادل دیوانہ اس کی زنجیر کی گرفت کی تاب
نہیں رکھتا

مرغ باغ ملکوتیم دریں دیر خراب
میشود نور تجلای خدادانہ ما
اگر نکیر آئے اور پوچھے تمہارا رب کون ہے تو کہوں گا کہ وہ جس نے میرادل
دیوانہ چھین لیا ہے

با احد در لحد تنگ بگوئیم کہ دوست
آشنائیم تو کی غیر تو بیگانہ ما
تنگ قبر میں خدائے واحد سے کہتا ہوں کہ اے دوست تو ہی میرا آشنا ہے باقی
سب بیگانے ہیں

منکر نعرہ ما کو کہ بما غربدہ کرد
تابہ محشر شنود نعرہ مستانہ ما
ہمارے نعرے کا منکر جس نے ہم سے جھگڑا کیا تو قیامت تک ہمارا نعرہ مستانہ
سنتار ہے گا

شکر للہ کہ نمردیم در سیدیم بدوست
آفریں باد بریں ہمت مردانہ ما
اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم مرنے سے پہلے محبوب تک پہنچ گئے ہیں ہماری ہمت
مردانہ پر آفریں ہے

محی بر شمع تجلای جمالش میسوخت
دوست میگفت زہے ہمت مردانہ ما
محی (محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی) اس کے تجلی جمال کی شمع پر جلتا ہے کہ
دوست بھی پکارا اٹھتا ہے میری ہمت مردانہ پر

تیسری حمد

اے ذکر ترا در دل ہر دم اثرے دیگر
وے از تو بملکِ جاں دارم خبرے دیگر
اے! کہ تیرا ذکر ہر لحظہ دل میں نیا اثر کرتا ہے اور جان کے ملک میں تیرے
متعلق عجیب خبر ملتی ہے

از تیر ملا متہا داریم دلِ مجروح
جز لطف تو مارا نیست واللہ سرے دیگر
تیرے ملامت کے تیرے میرا دل زخمی رہتا ہے۔ تیرے لطف کے سواء
ہمارے لیے کوئی نیا بھید نہیں ہے

زاں مے کہ بمادادی در روزِ الست ایدوست
لطف و کن مارادہ جائے قدرے دیگر
اے دوست! اس شراب میں سے جو تو نے ہمیں روزِ الست دی تھی مہربانی کر
کے ہمیں قدرے اور جام عطا کر

در خدمتِ حق گر تو مردانہ کمر بندی
بخشد بتو ہر لحظہ تاج و کمرے دیگر
اگر تو حق کی اطاعت میں مردانہ وار کمر بستہ ہو گیا ہے تو تجھے ہر لحظہ نیا تاج اور
نئی کمر بند عطا ہوگی

درخانہٴ بیر وزن یعنی لحدِ تاریک
برجانِ تو خواہد تافتِ شمس و قمرے دیگر
بغیر وزن کے گھر یعنی اندھیری قبر میں، تیری جان پر کوئی اور ہی سورج اور

چاند روشن ہوں گے

عیش و تن و جان و دل از رہگورے عشقت
عشرت نتواں کردن از رہگورے دیگر
تیرے عشق کی راہ میں جسم و جان و دل کی راحت ہے دوسری راہ سے یہ راحت
نہیں مل سکتی

بردوخت دل و دیدہ از دیدن غیر حق
نبود دل مجنوں راجز ایں ہنرے دیگر
غیر حق کو دیکھنے سے دل اور آنکھ بند کر لی ہے مجنوں کے لیے اس کے علاوہ اور
کوئی کمال نہیں

ہر کس کہ در حق زد او ہمہ در ہا تافت
زاں در نتواں رفتن ہرگز بہ درے دیگر
جس نے حق کا دروازہ کھٹکھٹایا وہ اور دروازوں سے لوٹ گیا، وہ کسی اور
دروازے پر نہیں جاسکتا

در آئینہ دل دیدہ محی رُبخ یار و گفت
اے ذکر ترا در دل ہر دم اثرے دیگر
محی (عبدالقادر جیلانی) نے دل کے آئینے میں دوست کو دیکھ لیا ہے اور کہتا
ہے کہ تیرا ذکر ہر لمحہ دل میں نیا اثر کرتا ہے

غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے عربی قصائد

غوث پاک رضی اللہ عنہ نے ان قصائد میں تحدیث نعمت کے طور پر اپنے اوپر
انعامات الہیہ کا ذکر کیا ہے جو کہ حکم ربانی بھی ہے واما بنعمة ربك فحدث۔ اور
ارشاد نبوی بلکہ سنت نبوی بھی ہے۔ انا حبيب الله. انا سيد المرسلين۔ اس مسئلہ کی

تفصیل ہماری کتاب ”شان مصطفیٰ ﷺ بزبان مصطفیٰ ﷺ“ میں دیکھی جاسکتی ہے جو ساری کتاب (ایک ہزار صفحات) ہی اس موضوع پر ہے۔ حضور علیہ السلام نے ایک صاحب حیثیت صحابی کو پیوند لگے کپڑوں میں دیکھ کر فرمایا اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند فرماتا ہے کہ اس کی نعمت کا اظہار کرو۔

پھر یہ ہے کہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے خود بھی وضاحت فرمادی ہے:

۔ وما قلت هذا القول فخر او انما

اسی الاذن حتی يعرفون حقیقتی

میں نے یہ سب کچھ فخر یہ نہیں کہا بلکہ اللہ کے حکم سے کہا ہے تاکہ لوگ میری حقیقت جانیں۔ جب آپ کا کھانا پینا اللہ کے حکم سے ہے تو بولنا بھی اللہ کے حکم سے ہی ہوا۔ چونکہ آپ کے علاوہ کوئی کما حقہ آپ کی تعریف نہ کر سکتا تھا اس لیے ضروری تھا کہ ان حقائق سے آپ ہی پردہ اٹھائیں تاہم جن کی ذہنی سطح اتنی بلند نہ ہو وہ آپ کا کلام پڑھ کر بدگمانی کر کے مردود ہونے کی بجائے مناسب تاویل کر کے محبوب بننے کی کوشش کریں یا علماء سے رابطہ کریں کیونکہ طوالت کے خوف سے تشریح چھوڑ دی گئی ہے۔ حدیث قدسی سے میں اپنے ولی کی زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے۔ (بخاری شریف)

تیری ذات ہے بے شک لاثانی، یا غوث اعظم جیلانی
 کرو دور میری یہ حیرانی، یا غوث اعظم جیلانی
 مجھے رنج و الم نے گھیرا ہے، اک سرا ہے تو تیرا ہے
 تیرے ہوتے ہو کیوں پہ پریشانی، یا غوث اعظم جیلانی
 بے تاب ہے دل ناشاد ہے دل، ناکام ہے دل برباد ہے دل
 کب تک یہ رہے گی دیرانی، یا غوث اعظم جیلانی
 گر قابل ہوں تو تیرا ہوں، ناقابل ہوں تو تیرا ہوں
 کر لینا قبول ثنا خوانی، یا غوث اعظم جیلانی

اعظم کو نہیں دولت کی ہوس، عظمت کی ہوس شوکت کی ہوس
 ملے آپ کے در کی دربانی یا غوث اعظم جیلانی
 بعض لوگوں نے آپ کے قصائد کو خواہ مخواہ کسی اور کی طرف منسوب کرنے کی
 ناکام کوشش کی ہے حالانکہ آپ کی سوانح کی انتہائی معتبر کتاب ہیچہ الاسرار میں
 ان قصائد کو اور بالخصوص قصیدہ غوثیہ کو آپ ہی کا قصیدہ قرار دیا گیا ہے اور
 ہزار ہا علماء و اولیاء اور صاحبان کشف اور مقربان خدا نے اس کی تائید و تصدیق
 فرمائی اس لیے اس حقیقت کا انکار سوائے تعصب و جہالت کے کچھ نہیں ہے۔
 علاوہ ازیں آپ نے خود آخر میں اپنا نام اور لقب ظاہر فرمایا

ان الحسنی والمخدع مقامی
 واقدامی علی عنق الرجال
 انا الجیلی محی الدین اسمی
 واعلامی علی راس الجبال
 وعبد القادر المشہور اسمی
 وجدی صاحب العین الکمال

پہلا قصیدہ (قصیدہ غوثیہ)

سَقَانِي الْحُبُّ كَأَسَاتِ الْوَصَالِ
 فَقُلْتُ لِخَمْرَتِي نَحْوِي تَعَالِ

عشق نے مجھ کو پلائی وصل دہر کی شراب تب کہا میں نے یہ مے سے آمیری جانب شتاب
 داد جاناں در کفم جام وصال گفتم اے ساقی بمن کن انتقال

سَعَتْ وَمَشَتْ لِنَحْوِي فِي كُؤُسِ
 فَهَمْتُ بِسُكْرَتِي بَيْنَ الْمَوَالِ

دوڑ کر آئی میری جانب پیالوں میں بھری کر گئی سب دوستوں میں بھی اثر مستی مری
پس بیامد پیش من باجا مہا پس زخودر فتم میان اہل حال

وَقُلْتُ لِسَائِرِ الْأَقْطَابِ لُمُوا

بِحَالِي أَدْخُلُوا أَنْتُمْ رِجَالِي

پس کہا میں نے یہ سب قطبوں! لے کر آؤ سب کے سب

اور مریدوں میں میرے ہو جائے داخل جلد اب

پس بگفتم جملہ اقطاب را درخمار من درآئید اے رجال

وَهُمُّوْا وَاشْرَبُوا أَنْتُمْ جُنُودِي

فَسَاقِي الْقَوْمِ بِالْوَافِي مَلَا لِي

کر کے ہمت سب پوشکر ہو تم میرا تمام دے رہا ہے قوم کا ساقی مجھی بھر بھر کے جام

در کشید از شوق اے زندان من زخمار من بخشد ایں نوال

شَرِبْتُمْ فَضَلَّتِي مِنْ بَعْدِ سُكْرِي

وَلَا نِلْتُمْ غُلُوِي وَاتِّصَالِ

مست جب میں ہو گیا تم نے مرا جو ٹھاپا مرے قرب و شان کو ہو کب پہنچ سکتے بھلا

دروے از پیانہ خوردہ اید مرثرا شان ام باشد محال

مَقَامُكُمْ الْعُلَى جَمْعًا وَلَكِنْ

مَقَامِي فَوْقَكُمْ مَا زَالَ عَالِي

شک نہیں اس میں کہ ہے عالی تمہارا مرتبہ پر مرا تم سب سے بڑھ کر ہے ہمیشہ مرتبہ

گرچہ بس عالیست جائے شان از مقام من بود صف تعال

أَنَا فِي حَضْرَةِ التَّقَرُّبِ وَحْدِي

يُصَرِّفْنِي وَحَسْبِي ذُو الْجَلَالِ

منزل قرب الہی میں ہوں میں یکتا کمال ہوں ترقی پر سدا کافی ہے مجھ کو ذوالجلال

من یگانہ در جناب قرتم برمدارج برنم بس ذوالجلال

أَنَا الْبَازِيُّ أَشْهَبُ كُلِّ شَيْخٍ

وَمَنْ ذَا فِي الرِّجَالِ أُعْطِيَ مِثَالِي

باز سب شیخوں پہ ہوں اوچی مری پرواز ہے مجھ سی ہے کس پر عطا مجھ کو خدا پر ناز ہے
شاہ باز من زہر پیرو جوان کیست آنکہ یافتہ چوں من کمال

كَسَانِي خَلْعَةً بِطَرَاكِ عَزْمٍ

وَتَوَجَّيْتُ بِتَجَانِ الْكَمَالِ

جس پہ گلکاری اولوالعزمی کی وہ خلعت دیا اور کمالت کا تاج اس نے ہے سر پر رکھ دیا
خلعتم پوشاند حق بانقش عزم ساخت سلطائم بد یہیم کمال

وَأَطْلَعَنِي عَلَى سِرِّ قَدِيمٍ

وَقَلَّدَنِي وَأَعْطَانِي سُؤَالِي

اور قدیمی راز پر اپنے مجھے محرم کیا ہا ر پہنایا مجھے عزت کا اور سب کچھ دیا
اطلاعم دادہ برراز قدیم خولجہ ام بنمودہ باندک سوال

وَوَلَّانِي عَلَى الْأَقْطَابِ جَمْعًا

فَحُكْمِي نَافِذٌ فِي كُلِّ حَالٍ

مجھ کو سب قطبوں پہ اس نے کر دیا ہے حکمراں ساری خلقت پہ ہے ہر دم حکم اب میرا رواں
والیم بر جملہ اقطاب ساخت حکم من جاری شدہ در جملہ حال

فَلَوْ الْقَيْثُ سَرَى فِي بَحَارٍ

لَصَارَ الْكُلُّ غُورًا فِي الزَّوَالِ

پھینک دوں دریا کے اندر بھید کو اپنے اگر خشک ہودم میں رہے پانی نہ اس میں بوند بھر
پس بدریاراز خود گرا فگنم خشک گرد وچوں زمین پامال

وَلَوْ أَلْقَيْتُ سِرِّي فِي جِبَالٍ

لَذُكِّتُ وَاخْتَفْتُ بَيْنَ الرِّمَالِ

بھید کو اپنے پہاڑوں پر اگر ڈالوں کہیں ریزہ ریزہ ہو کے چھپ جائیں وہ ریتے میں کہیں
راز خود گراں گم بر کو ہزار ریزہ پوشیدہ گردد در مال

وَلَوْ أَلْقَيْتُ سِرِّي فَوْقَ نَارٍ

لَخِمْدَتْ وَانْطَفَتْ مِنْ سِرِّ حَالِي

پھینک دوں گراں کو اپنے کبھی میں آگ پر ستر کی تاثیر سے ٹھنڈی وہیں ہو سر بسر
راز خود گراں گم پر آتشے سردو خاش میٹوہ و از سر حال

وَلَوْ أَلْقَيْتُ سِرِّي فَوْقَ مَيْتٍ

لَقَامَ بِقُدْرَةِ الْمَوْلَى تَعَالَى

پھینک دوں مردہ کے اوپر بھید کو اپنے اگر اٹھ کھڑا ہو قدرت خلاق سے وہ جلد تر
راز خود گراں گم بر مردہ مردہ بر خیزد بحکم ذوالجلال

وَمَا مِنْهَا شُهُورٌ أَوْ دُهُورٌ

تَمُرُّوْا تَنْقُضِيْهِ إِلَّا آتَالِي

ہے نہیں ہوتا سر کوئی مہینہ یا زماں جب تک مجھ سے اجازت لے نہ وہ آکر یہاں
نکدر دزاں چچ ماہ وچچ سال کو نمی آید مرا بہر مقال

وَتُخْبِرُنِيْ بِمَا يَأْتِي وَيَجْرِي

وَتُعْلِمُنِيْ فَأَقْصِرُ عَنْ جِدَالِ

جو گزرتا ہے جہاں میں اس پر دیویں اطلاع سب خبر ہوتی ہے مجھ کو چھوڑ دے یکسر نزاع
در حوادث می نمایند خبر دوستداراں بگورید از قیل و قال

مُرِيدِيْ هُمْ وَطَبُّ وَاشْطَحُ وَغَنِي

وَأَفْعَلُ مَا تَشَاءُ فَالْإِسْمُ عَالِ

چین کر خوش رہ میری طالب تمہیں پرواہ ہے کیا کر جو تیرے جی میں آئے اسم ہے عالی مرا
عاشقانِش مست بر گور مژ عشق کوششے بنما بلند از حسب حال

مُرِيدِي لَا تَخَفُ اللَّهُ رَبِّي

عَطَانِي رَفْعَةً نِلْتُ الْمَنَالِ

طالب امت ڈر کہ اللہ ہے میرا پروردگار جس نے دی ہے مجھ کو رفعت اور کیا عالی وقار
غم مخور عاشق کہ حق رب من است پایہ ام داد و رسیدم بر منال

طُبُولِي فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ دُقْتُ

وَشَاؤُسُ السَّعَادَةِ قَدْ بَدَأَ إِلَيَّ

آسمان پر اور زمیں پر میرے نقارے بجے اور نقیبان سعادت چلتے ہیں آگے مرے
دردو عالم کوس اقبالم زدند پایہ ختم عیاں شد در منال

بِلَادِ اللَّهِ مُلْكِي تَحْتَ حُكْمِي

وَوَقْتِي قَبْلَ قَلْبِي قَدْ صَفَالِي

ملک حق ہے ملک میرا اس پہ ہے قبضہ مرا دل سے پہلے وقت میرا صاف حق نہ کر دیا
زیر فرمانم ہمہ ملک خدا است وقت من خوش گشتہ پیش از انتقال

نَظَرْتُ إِلَى بِلَادِ اللَّهِ جَمْعًا

كَخَرْدَلَةٍ عَلَى حُكْمِ اتِّصَالِ

شرق سے غرب تک دیکھا سبھی ملک خدا مجھ کو سب معلوم مثل دانہ خردل ہوا
درنگاہ من ہمہ ملک خدائی ذرۃ باشد بحکم اتصال

وَكُلُّ وَلِيٍّ لَهُ قَدَمٌ وَإِنِّي

عَلَى قَدَمِ النَّبِيِّ بَدْرِ الْكَمَالِ

چلتے ہیں سارے ولی بس اپنی اپنی چال پر ہے قدم میرا فقط بر سنت خیر البشر
ہر ولی را مرتبہ داد ندو من پیرو پیغمبر بدر کمال

۔ کسی مقبول کے تم سے سوا کیا درباری ہو
 کہ محبوب خدا ہو اور مقبول خدائی ہو
 کرم میں، فیض میں، جو دو سخا میں درباری میں
 غرض ہر آن میں محبوب شان کبریائی ہو
 یہ سر ہو یا الہی اور ہو ”بغداد“ کا رستہ
 یہ دل ہو اور اس میں ان کی الفت کی سمائی ہو
 تمہاری چاہ ہو خواہش ہو الفت ہو تمنا ہو
 جگر ہو سوز ہو آتش ہو دل ہو بینوائی ہو
 غلاموں میں اگر احقر کو اپنے لیجئے شاہا
 بھلا اس سے بھلی پھر کون سی اس کو بھلائی ہو

دوسرا قصیدہ

نَظَرْتُ بِعَيْنِ الْفِكْرِ فِي حَانَ حَضْرَتِي
 حَبِيبًا تَجَلَّى لِلْقُلُوبِ فَحَنَنْتُ
 میں نے دوست کو اپنے قرب خاص کے وقتِ بچشمِ تفکر دیکھا وہ دلوں پر جلوہ گر
 ہوا تو دل اس کے مشتاق ہو گئے

سَقَانِي بِكَاسٍ مِنْ مُدَامَةِ حُبِّهِ
 فَكَانَ مِنَ السَّاقِي خُمَارِي وَسُكْرَتِي
 مجھے دوست نے اپنی شرابِ محبت کا جام پلایا پس میری مستی اور مدہوشی ساقی
 ہی کی طرف سے ہے

يُنَادِ مُنِي فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ
 وَمَا زَالَ يَرْعَانِي بِعَيْنِ الْمَوَدَّةِ

وہ ہر دن اور رات میں میرا ساتھی ہے اور ہمیشہ محبت کی نگاہ سے میری رعایت فرماتا ہے

ضَرِيحِي بَيْتُ اللَّهِ مَنْ جَاءَ زَارَهُ
يَهْرُؤُ لَهِ يَحْظِي بِعِزِّ وَرَفْعَةٍ
میری قبر شریف اللہ کا گھر ہے جو اس کی زیارت کو آئے گا اور سعی کرے گا
عزت و بلندی سے بہرہ ور ہوگا

وَسِرِّي سِرُّ اللَّهِ سَارٍ بِخَلْقِهِ
قُلْتُ بِجَنَابِي إِنْ أَرَدْتُ مَوَدَّتِي
میرا باطن اللہ کا بھید ہے اس کی مخلوق میں سراپت کیے ہوئے ہے تو میری بارگاہ
میں پناہ لے اگر میری دوستی چاہتا ہے

وَأَمْرِي أَمْرُ اللَّهِ إِنْ قُلْتُ كُنْ يَكُنْ
وَكُلُّ بِأَمْرِ اللَّهِ فَاحْكُمْ بِقُدْرَتِي
اور میرا حکم اللہ کا حکم ہے اگر میں کہوں ہو جا تو ہو جاتا ہے اور میری یہ سب
قدرت اللہ کے حکم سے ہے

وَأَصْبَحْتُ بِالْوَادِي الْمُقَدَّسِ جَالِسًا
عَلَى طُورٍ سَيْنَا قَدْ سَمَوْتُ بِخُلْعَتِي
اور میں نے صبح کی وادی مقدس میں بیٹھے طور سینا پر اور میں اپنی پوشاک
(مقام و مرتبہ) کے ساتھ اونچا ہو گیا

وَطَابَتْ لِي الْأَكْوَانُ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ
فَصِرْتُ لَهَا أَهْلًا بِتَضَحُّجِ نِيَّتِي
اور خوشگوار ہو گئے میرے لیے موجودات ہر پہلو سے پس میں اپنی صحت نیت
کے سبب اس کے لیے اہل ہو گیا

فَلَيْ عِلْمَ عَلَى ذُرَّةِ الْمَجْدِ قَائِمَ
رَفِيعُ الْبِنَاتِ أَوْ لِيْ لَهُ كُلِّ أُمَةٍ

پس میرا جھنڈا قائم ہے بزرگی کی چوٹی پر اونچی بنیاد والا جس کی طرف ساری
امت پناہ لیتی ہے

فَلَا عِلْمَ إِلَّا مِنْ بَحَارٍ وَرَدَّتْهَا
وَلَا نَقْلَ إِلَّا مِنْ صَحِيحِ رِوَايَتِيْ

پس کوئی علم نہیں سوائے ان علوم کے سمندروں کے جن پر میں وارد ہوا ہوں اور
کوئی روایت نہیں جو میری صحیح روایت سے نہ ہو

عَلَى الدُّرَّةِ الْبَيْضَاءِ كَانَ اجْتِمَاعُنَا
وَفِي قَابِ قَوْسَيْنِ اجْتِمَاعُ الْأَحِبَّةِ

سفید موتی (لوح محفوظ) کے سامنے ہمارا اجتماع تھا اور قاب قوسین (قرب
خاص) میں دوستوں کا ملاپ

وَعَايَنْتُ إِسْرَافِيلَ وَاللُّوحَ وَالرِّضَا

وَشَاهَدْتُ أَنْوَارَ الْجَلَالِ بِنَظَرَتِيْ

اور میں نے اسرافیل اور لوح محفوظ اور رضائے الہی کا معائنہ کیا اور اپنی نظر
سے انوار جلال کا مشاہدہ کیا

وَشَاهَدْتُ مَا فَوْقَ السَّمَوَاتِ كُلِّهَا

كَذَلِكَ الْعَرْشُ وَالْكُرْسِيُّ فِي طَيِّ قَبْضَتِيْ

اور میں نے تمام آسمانوں کے اوپر مشاہدہ کیا یونہی عرش اور کرسی میرے قبضے کی
لیٹ میں ہیں

وَكُلُّ بِلَادِ اللَّهِ مُلْكِي حَقِيقَةً

وَاقْطَابُهَا مِنْ تَحْتِ حُكْمِي وَطَاعَتِيْ

اور اللہ تعالیٰ کے تمام شہر حقیقت میں میرے ملک ہیں اور اس کے تمام اقطاب
میرے زیر فرمان و اطاعت ہیں

وَجُودِي سَرِي فِي سِرِّ الْحَقِيقَةِ

وَمَرْتَبَتِي فَاقَتْ عَلَى كُلِّ رُتْبَةٍ

اور میرے وجود نے حقیقت کے بھید کی پوشیدگی میں سیر کی اور میرا مرتبہ ہر
مرتبے سے اونچا ہو گیا،

وَذِكْرِي جَلَا الْأَبْصَارَ بَعْدَ غَشَائِهَا

وَأَخْيَافُ أَوَادِ الصَّبِّ بَعْدَ الْقَطِيعَةِ

اور میرے ذکر نے اندھی آنکھوں کو روشن کر دیا اور عاشق کے دل کو زندہ کر دیا
بعد انقطاع کے

حَفِظْتُ جَمِيعَ الْعِلْمِ صِرْتُ طَرَاذُ

عَلَى خِلْعَةِ التَّشْرِيفِ فِي حُسْنِ طَلْعَةِ

میں نے سارے علم حفظ کر لیے اور اس کا زیور بن گیا لباس شرافت میں حسن
صورت میں

قَطَعْتُ جَمِيعَ الْحُجُبِ لِلَّهِ صَاعِدًا

فَمَا زِلْتُ أَرْقَى سَائِرًا فِي الْمَحَبَّةِ

میں نے ترقی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے سب حجابات طے کر لیے پس میں
ہمیشہ سب سے ترقی کرتا رہا

تَجَلَّيْ لِي السَّاقِي وَقَالَ إِلَيَّ قُمْ

فَهَذَا شَرَابُ الْوَصْلِ فِي حَانَ حَضْرَتِي

میرے لیے ساقی نے جلوہ فرمایا اور کہا میری طرف کھڑے ہو جاؤ یہ لا شراب
وصل میرے قرب خاص کے وقت

تَقْدُمُ وَلَا تَخْشَى كَشَفْنَا حِجَابَنَا

تَمَلِّي هَنِينًا بِالشَّرْبِ وَرُؤْيَا

آگے بڑھو اور مت ڈرو ہم نے اپنے حجاب اٹھا دیئے ہیں شراب وصل اور
میرے دیدار سے خوشگوار نفع اٹھاؤ

شَطْحَتْ بِهَا شَرْقًا وَغَرْبًا وَقِبْلَةً

وَبَرُّوْ بِخَرًّا مِنْ نَفَائِسِ خُمُرَتِي

میں نے اپنی شراب وصل کے عمدہ حصے مشرق و مغرب آگے پیچھے بحر و بر میں
پھیلا دیئے ہیں

وَلَا حِثُّ لِي الْأَسْرَارُ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ

وَبَانَتْ لِي الْأَنْوَارُ مِنْ كُلِّ وَجْهَتِي

اور میرے لیے ہر طرف سے بھید ظاہر ہو گئے اور ہر جانب سے میرے لیے
انوار ظاہر ہو گئے

وَشَاهَدْتُ مَعْنَى لَوْ بَدَا كَشَفُ سِرِّهِ

بِضَمِّ الْجِبَالِ الرَّاسِيَّاتِ لَدُكَّتِ

میں نے ایسی حقیقت کا مشاہدہ کیا کہ اگر اس کے بھید کا کھلنا سخت مضبوط
پہاڑوں پر ظاہر ہو تو ریزہ ہو جائیں

وَمَطْلَعِ شَمْسِ الْأُفُقِ ثُمَّ مُغِيبِهَا

وَأَقْطَارِ أَرْضِ اللَّهِ فِي حَالِ خَطْوَتِي

اور آسمانی سورج کے طلوع کا مقام پھر اس کے غروب ہونے کی جگہ اور اللہ
تعالیٰ کی زمیں کے سب کونے میرے ایک قدم کے فاصلے کے اندر ہیں

أَقْلِبُهَا فِي رَاحَتِي كَكُورَةٍ

أَطُوفُ بِهَا جَمْعًا عَلَى طَوْلٍ لَمْحَتِي

میں ان کو اپنے دونوں ہاتھوں میں ایک کچادے کی طرح الٹ پلٹ کرتا ہوں
سب کو آنکھ جھپکنے کی دیر میں

أَنَا قُطْبُ أَقْطَابِ الرُّجُودِ حَقِيقَةٌ

عَلَى سَائِرِ الْأَقْطَابِ عِزِّي وَحُرْمَتِي

میں حقیقت میں اقطاب کائنات کا قطب ہوں، تمام اقطاب پر میری عزت و
حرمت لازم ہے

تَوَسَّلْ بِنَا فِي كُلِّ هَوَلٍ وَشِدَّةٍ

أَغِيثُكَ فِي الْأَشْيَاءِ طُرًّا بِهَمَّتِي

ہر خوف اور سختی ہیں ہمارا وسیلہ پکڑ، میں اپنی ہمت کے ساتھ تمام چیزوں میں
تیری مدد کروں گا

أَنَا لِمُرِيدِي حَافِظٌ مَا يَخَافُهُ

وَأَحْرُسُهُ مِنْ كُلِّ شَرٍّ وَفِتْنَةٍ

میں اپنے مرید کا نگہبان ہوں جس چیز سے وہ ڈرے اور میں ہر برائی اور فتنے
سے اس کی حفاظت کرتا ہوں

مُرِيدِي إِذَا مَا كَانَ شَرْقًا وَمَغْرِبًا

أَغْنَاهُ إِذَا مَا ضَارَ فِي أَيِّ بَلَدَةٍ

میرا مرید جب مشرق و مغرب میں ہو میں اس کی مدد کرتا ہوں خواہ وہ کسی شہر
میں ہو

فِيَا مُنْشِدَا لِنُظْمِ قُلُّهُ وَلَا تَخَفْ

فِيَا نِكَ مَحْرُوسٍ بِعَيْنِ الْعِنَايَةِ

پس اے اس قصیدے کے پڑھنے والے اسے پڑھ اور خوف نہ کر تو بلاشبہ بخشم
عنایت محفوظ ہے

فَكُنْ قَادِرِي الْوَقْتِ لِلَّهِ مُخْلِصًا
تَعِيشُ سَعِيدًا صَادِقًا لِّلْمَحَبَّةِ.

پس تو وقت کا قادری ہو جا اللہ تعالیٰ کے لیے مخلص، زندگی گزارے گا سعادت مند اور محبت میں سچا ہو کر

وَجَدِي رَسُولُ اللَّهِ أَعْنِي مُحَمَّدًا
أَنَا عَبْدُ قَادِرٍ دَامَ عَرِي وَرَفَعَنِي

اور میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں میری مراد محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں میں عبد القادر ہوں میری عزت و بلندی دائمی ہے۔

رب نے غوث نوں شاہی دتی کل جہاناں اتے
دھرتی کی ! ہے غوث دی شاہی سب آسماناں اتے
شانناں والے ولی نے اے غوث دیاں شانناں اتے
غوث میرے دا اے قبضہ صائم ساڈیاں جاناں اتے

تیسرا قصیدہ

شَهِدْتُ بِأَنَّ اللَّهَ وَالِي الْوِلَايَةِ
وَقَدْ مَنْ بِالتَّضَرُّيفِ فِي كُلِّ حَالَةٍ

میں نے گواہی دی کہ اللہ تعالیٰ والی ہے کل ولایت کا اور اس نے ہر حالت میں
رد و بدل کا احسان فرمایا ہے

سَقَانِي رَبِّي مِنْ كُؤُسِ شَرَابِهِ
وَأَسْكَرَنِي حَقًّا فَهَمْتُ بِسُكْرَتِي

میرے رب نے مجھ کو اپنی شراب محبت کے پیالے پلائے اور درحقیقت اس
نے مجھے مست کر دیا پس میں اپنی شراب معرفت سے مست ہو گیا

وَمَلِكِنِي جَمَعَ الْجَنَانِ وَمَا حَوَتْ
وَكُلُّ مُلُوكِ الْعَالَمِينَ رَعِيَّتِي

اور مجھے اس نے تمام دلوں کا اور جن اسرار پر دل حاوی ہیں ان کا مالک بنایا اور
جہانوں کے جملہ سلاطین میری رعیت ہیں

وَفِي حَانِنَا فَادْخُلْ تَرَى الْكَاسَ دَائِرًا
وَمَا شَرِبَ الْعُشَّاقُ إِلَّا بِقِيَّتِي

اور ہماری شراب معرفت کی دکان میں داخل ہو تو پیالہ کو گھومتا دیکھے گا اور نہیں
پیا عشاق نے مگر میرا بچا کچھا

رُفِعْتُ عَلَى مَنْ يَدْعِي الْخَبَّ فِي الْوَرَى
فَقَرَّبَنِي الْمَوْلَى وَفَزَتْ بِنَظَرِهِ

ہر مدعی محبت پر مخلوق میں مجھے اونچا کر دیا گیا، پھر دوست نے مجھے قریب کر لیا
اور میں دیدار میں کامیاب ہو گیا

وَجَالَتْ خِيُولِي فِي الْأَرَاضِي جَمِيعَهَا
وَذُقْتُ لِي الْكَاسَاتُ مِنْ كُلِّ وَجْهَةٍ

اور میری سلطنت کے گھوڑے زمین کے سب علاقوں میں دوڑ گئے اور مجھ سے
(شراب محبت کی طلب میں) ہر طرف پیالے کھٹکائے گئے

وَذُقْتُ لِي الْكَاسَاتُ فِي الْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ
وَأَهْلُ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ تَعْلَمُ سَطَوَتِي

اور مجھ سے (طلب کے لیے) زمین اور آسمانوں میں پیالے کھٹکائے گئے اور
آسمانوں اور زمین والے میری شان جلالت کو جانتے ہیں

وَشَاؤُسُ مُلْكِي سَارَ شَرْقًا وَمَغْرِبًا
وَصِرْتُ لِأَهْلِ الْكَرْبِ غَوْثًا وَرَحْمَةً

اور میری حکومت کے نقیب مشرق و مغرب میں گھوم گئے اور میں دکھیوں کے لیے دستگیر اور رحمت والا ہو گیا

وَمَنْ كَانَ قَبْلِي يَدْعِي فِيكُمْ الْهَوَىٰ
يُطَاوِلْنِي إِنْ كَانَ يَقْوَمُ لِسَطْوَتِي

اور مجھ سے پہلے جو تم میں دعویٰ عشق کرتا تھا اگرچہ طاقتور تھا میرے دبدبے کے سبب ٹال مٹول کرتا ہے

شَرِبْتُ بِكَاسَاتِ الْغَرَامِ سُلَافَةً
بِهَا اَنْعَشْتُ قَلْبِي وَجِسْمِي وَمَهْجَتِي

میں نے بہترین شراب معرفت محبت کے پیالوں سے پی ہے اور اسی کے ساتھ میں نے اپنے دل اور جسم و جان کو بلند کیا ہے

وَقَفْتُ بِبَابِ اللَّهِ وَخَدِي مُوَحَّدًا
وَنُودِيْتُ يَا جِيلَانِي ادْخُلْ لِحَضْرَتِي

میں تنہا اللہ تعالیٰ کو ایک جانتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے دروازے پر کھڑا ہو گیا اور مجھے پکارا گیا اے جیلانی میری حضوری کے لیے داخل ہو

وَنُودِيْتُ يَا جِيلَانِي ادْخُلْ وَلَا تَخَفْ
عُطِيتُ اللَّوَىٰ مِنْ قَبْلِ أَهْلِ الْعِنَايَةِ

اور مجھے پکارا گیا اے جیلانی داخل ہو اور مت ڈرو میں اہل عنایت سے پہلے جھنڈا دیا گیا ہوں

ذِرَاعِي مِنْ فَوْقِ السَّمَوَاتِ كُلِّهَا
وَمِنْ تَحْتِ بَطْنِ الْحَوَاتِ اَمْدَدْتُ رَاحَتِي

میری کلائی سب آسمانوں کے اوپر سے ہے اور میں نے اپنا ہاتھ (زمین کے نیچے) پھلی کے پیٹ کے نیچے دراز کر رکھا ہے

وَأَعْلَمُ نَبَاتِ الْأَرْضِ كَمْ هُوَ نَابِتٌ

وَأَعْلَمُ رَمْلَ الْأَرْضِ كَمْ هُوَ رَمْلَةٌ

اور میں زمین کے اگاؤ کو جانتا ہوں کہ وہ کتنا اگا ہوا ہے اور میں زمین کی زیت کو جانتا ہوں کہ وہ کتنے ذرے ہیں

وَأَعْلَمُ عِلْمَ اللَّهِ أَحْصَى حُرُوفَهُ

وَأَعْلَمُ مَوْجَ الْبَحْرِ كَمْ هُوَ مَوْجَةٌ

اور میں اللہ تعالیٰ کے علم کو جانتا ہوں مجھے اس کے حروف کا شمار ہے اور میں سمندر کی موجوں کو جانتا ہوں کہ وہ کتنی ہیں

وَلِي نَشْأَةٍ فِي الْحَبِّ مِنْ قَبْلِ آدَمَ

وَسِرِّي سَرَى فِي الْكَوْنِ مِنْ قَبْلِ نَشْأَتِي

اور میری کوئیل محبت میں آدم سے پہلے ہے اور میرا بھید جہان میں میری پیدائش سے پہلے پوشیدہ ہے

وَسِرِّي فِي الْعُلْيَا بِنُورِ مُحَمَّدٍ

فَكُنَّا بِسِرِّ اللَّهِ قَبْلَ النُّبُوَّةِ

اور میرا بھید بلندی میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کے ساتھ تھا پس ہم اللہ کے بھید میں نبوت سے پہلے تھے

مَلَكَتْ بِلَادَ اللَّهِ شَرْقًا وَمَغْرِبًا

وَأَنْ شِئْتُ أَفْنَيْتُ الْأَنَامَ بِلَحْظَتِي

میں اللہ کے شہروں کے مشرق و مغرب کا مالک ہو گیا اور اگر میں چاہوں تو لوگوں کو اپنی آنکھ جھپکنے میں فنا کر دوں

وَقَالُوا فَأَنْتَ الْقُطْبُ قُلْتُ مُشَاهِدًا

وَأَتْلُو كِتَابَ اللَّهِ فِي كُلِّ سَاعَةٍ

اور انہوں نے کہا کہ آپ قطب ہیں میں نے مشاہدہ کرتے ہوئے کہا کہ میں
ہر گھڑی اللہ کی لکھت پڑھتا ہوں

وَنَاطِرُ مَا فِي السُّورِ مِنْ كُلِّ آيَةٍ
وَمَا قَدْ رَأَيْتُ مِنْ شُهُودٍ بِمُقَلَّةٍ

اور میں لوح محفوظ میں ہر نشانی دیکھنے والا ہوں اور جو میں نے اپنی آنکھ سے
ظاہر دیکھا ہے

فَمَنْ كَانَ يَهُوَانَا يَجِيْ لِمَحَلَّنَا
وَيَدْخُلُ حَيَّ السَّادَاتِ يَلْقَى الْغِنْمَةَ

تو جو ہم سے محبت رکھتا ہے ہمارے پاس آجائے اور سادات کی چراگاہ میں
داخل ہو جائے غنیمت پالے گا

وَقَالُوا إِلَىٰ يَا هَذَا تَرَكْتَ صَلَاتَكَ
وَلَمْ يَعْلَمُوا أَنِّي أَصْلِي بِمَكَّةَ

اور وہ بولے یہ تم نے اپنی نماز چھوڑ دی ہے اور انہوں نے جانا نہیں کہ میں تو
نماز مکہ شریف میں پڑھتا ہوں

وَلَا جَامِعَ إِلَّا وَلِيٌّ فِيهِ مَنِيرٌ
وَلَا مَنِيرٌ إِلَّا وَلِيٌّ فِيهِ خُطْبَتِي

اور کوئی جامع مسجد نہیں مگر یہ کہ اس میں میرا منبر ہے اور کوئی منبر نہیں مگر یہ کہ اس
میں میرا خطبہ ہے

وَلَا عَالِمَ إِلَّا بِعِلْمِي عَالِمٌ
وَلَا سَالِكٌ إِلَّا بِفَرْضِي وَسُنَّتِي

اور کوئی عالم نہیں مگر میرے علم کے ساتھ عالم ہے اور کوئی سالک نہیں مگر میرے
فرض و سنت کے ساتھ

وَلَوْ لَا رَسُولُ اللَّهِ بِالْعَهْدِ سَابِقًا

لَا غُفِلْتُ بُنْيَانُ الْجَحِيمِ بِعَظَمَتِي

اور اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد سابق (بخشش امت کے لیے) نہ ہوتا

تو ضرور اپنی عظمت کی وجہ سے عمارت جہنم کے دروازے بند کر دیتا

مُرِيدِي لَكَ الْبُشْرَى تَكُونُ عَلَى الْوَفَا

إِذَا كُنْتَ فِي هَمٍّ أُغْشِكَ بِهَمَّتِي

اے میرے مرید تیرے لیے خوشخبری ہے تو وفادار ہے جب کہ جو غم میں ہوگا

اپنی ہمت کے ساتھ تیری دستگیری کروں گا

مُرِيدِي تَمَسُّكَ بِي وَكُنْ بِي وَائْتِمَا

لَا حُمِيكَ فِي الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ

اے میرے مرید میرے دامن کو مضبوطی سے تھام لے اور میرے ساتھ پختہ

ارادت ہوتا کہ میں دنیا میں اور قیامت کے روز تیری حمایت کروں

أَنَا لِمُرِيدِي حَافِظٌ مَا يَخَافُهُ

وَأُنَجِّيهِ مِنْ شَرِّ الْأُمُورِ وَبَلْوَةٍ

میں اپنے مرید کا محافظ ہوں جس چیز سے کہ وہ ڈرے اور میں معاملات کی

برائی اور سختی سے اسے نجات دلاتا ہوں

وَكُنْ يَا مُرِيدِي حَافِظًا لِعَهْدِنَا

أَكُنْ حَاضِرَ الْمِيزَانِ يَوْمَ الْوَقِيعَةِ

اور اے میرے مرید تو ہمارے وعدوں کا محافظ ہو جائیں بروز قیامت میزان

پر حاضر ہوں گا

أَنَا كُنْتُ فِي الْعُلْيَا بِنُورِ مُحَمَّدٍ

وَفِي قَابِ قَوْسَيْنِ اجْتِمَاعِ الْأَحْبَةِ

میں بلندیوں میں نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور قاب قوسین میں
پیادوں کا ملاپ تھا

أَنَا كُنْتُ مَعَ نُوحٍ أَشَاهِدُ فِي الْوَرَى
بِحَارًا طُوفَانًا عَلَى كَفِّ قُدْرَتِي

میں نوح علیہ السلام کے ساتھ تھا مشاہدہ کرتا تھا مخلوق میں دریاؤں اور طوفان
کا اپنے دست قدرت پر

وَكُنْتُ مَعَ إِبْرَاهِيمَ مُلْقَى بِنَارِهِ
وَمَا بُرِّدَ النَّيِّرَانُ إِلَّا بِدَعْوَتِي

اور میں ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ تھا جب کہ وہ آگ میں ڈالے گئے اور
آگ ٹھنڈی نہ ہوئی مگر میری دعا سے

أَنَا كُنْتُ مَعَ رَاعِي الذَّبِيحِ فِدَاءَهُ
وَمَا نَزَلَ الْكَبْشَانُ إِلَّا بِفَتْوَتِي

میں اسماعیل کے والد علیہما السلام کے ساتھ تھا ان کے فدیے کے وقت اور
مینڈھا نازل نہ ہوا مگر میری ہی جو انمردی کے سبب

أَنَا كُنْتُ مَعَ يَعْقُوبَ فِي غُشُوعَيْنِهِ
وَمَا بَرِئْتُ عَيْنَاهُ إِلَّا بِتَفْلَتِي

میں یعقوب علیہ السلام کے ساتھ تھا جب کہ ان کی آنکھ بند ہو گئی اور نہیں آئیں
ان کی آنکھیں مگر میرے لعاب دہن سے

أَنَا كُنْتُ مَعَ إِدْرِيسَ لَمَّا أَرْتَقَى الْعُلَا
وَأَقْعَدْتُهُ الْفِرْدَوْسَ أَحْسَنَ جَنَّتِي

میں ادریس علیہ السلام کے ساتھ تھا جب کہ وہ بلندی پر چڑھے اور میں نے ان
کو اپنی بہترین جنت میں بٹھا دیا

أَنَا كُنْتُ مَعَ مُوسَى مُنَاجَاةَ رَبِّهِ

وَمُوسَى عَصَاهُ مِنْ عَصَايَ اسْتَمَدَتْ

میں موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا جب کہ وہ اپنے رب سے مناجات کرتے تھے اور موسیٰ علیہ السلام کا عصا میرے استمداد کے عصاؤں میں سے (ایک عصا) تھا

أَنَا كُنْتُ مَعَ أَيُّوبَ فِي زَمَنِ الْبَلَاءِ

وَمَا بَرِئْتُ بَلْوَاهُ إِلَّا بِدَعْوَتِي

میں ایوب علیہ السلام کے ساتھ تھا جب وہ آزمائش میں مبتلا تھے اور ان کی بلا دور نہ ہوئی مگر میری دعا سے

أَنَا كُنْتُ مَعَ عِيسَى وَفِي الْمَهْدِنَاطِقَا

وَأَعْطَيْتُ دَاوُدَ حَلَاوَةً نَغْمَةٍ

میں عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا جب کہ وہ جھولے میں بولتے تھے اور میں نے داؤد کو نغمے کی مٹھاس عطا کی

أَنَا الذَّاكِرُ الْمَذْكُورُ ذِكْرًا لِذَّاكِرِ

أَنَا الشَّاكِرُ الْمَشْكُورُ شُكْرًا بِنِعْمَةٍ

میں مذکور کا ذکر ہوں ذکر ہوں ذاکر کے لیے میں مشکور کا شاکر ہوں نعمت کا شکر ہوں

أَنَا الْعَاشِقُ الْمَعْشُوقُ فِي كُلِّ مُضْمِرٍ

أَنَا السَّامِعُ الْمَسْمُوعُ فِي كُلِّ نَغْمَةٍ

میں عاشق ہر دل کے اندر معشوق ہوں میں سننے والا ہر نغمے کے اندر سنایا گیا ہوں

أَنَا الْوَاحِدُ الْفَرْدُ الْكَبِيرُ بِذَاتِهِ

أَنَا الْوَاصِفُ الْمَوْصُوفُ شَيْخُ الطَّرِيقَةِ

میں اپنی ذات پر یگانہ اور فرد کبیر ہوں میں صفت کرنے والا صفت کیا گیا شیخ

طریقت ہوں

وَمَا قُلْتُ هَذَا لِقَوْلٍ فَخْرًا وَإِنَّمَا

آتَى الْأُذُنُ حَتَّى يَعْرِفُونَ حَقِيقَتِي

اور میں نے یہ بات بطور فخر نہیں کہی بلکہ مجھے حکم آیا ہے یہاں تک کہ لوگ میری حقیقت کو پہچان لیں

وَمَا قُلْتُ حَتَّى قِيلَ لِي قُلْ وَلَا تَخَفْ

فَإَنْتَ وَلِيَّ فِي مَقَامِ الْوَلَايَةِ

اور میں نے نہیں کہا یہاں تک کہ مجھے کہا گیا کہ کہہ اور مت ڈر پس تو مقام ولایت میں میرا دوست ہے

وَإِنْ شَحَبَ الْمِيزَانُ وَاللَّهُ نَالَهَا

بِعَيْنِي عِنَا يَأْتِي وَلُطْفِ الْحَقِيقَةِ

اور اگر میزان جھکا ہوا ہے بخدا اسے پہنچی ہے میری عنایت کی نظر اور حقیقت کی مہربانی

خَوَائِجُكُمْ مَقْضِيَّةٌ غَيْرَ أَنِّي

أُرِيدُ كُمْ تَمْشُوا طَرِيقَ الْحَقِيقَةِ

تمہاری حاجات پوری کی گئی ہیں سوائے اس کے کہ میں چاہتا ہوں کہ تم حقیقت کی راہ چلو

نُوصِيكُمْ كَسْرَ النُّفُوسِ لِأَنَّهَا

مَرَاتِبُ عِزٍّ عِنْدَ أَهْلِ الطَّرِيقَةِ

میں تم کو کسر نفسی کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ وہ اہل طریقت کے نزدیک کے مراتب ہیں

وَمَنْ حَدَّثَتْهُ نَفْسُهُ بِتَكْبُرٍ
تَجِدُهُ صَغِيرًا فِي الْعُيُونِ الْأَقْلَى
اور جس کا نفس اس سے تکبر کے ساتھ بات کرے تو اس کو حقیر لوگوں کی نظروں
میں ذلیل پائے گا

وَمَنْ كَانَ يَخْشَعُ فِي الصَّلَاةِ تَوَاضَعًا
مَعَ اللَّهِ عَزَّتْهُ جَمِيعُ الْبَرِيَّةِ
اور جو عاجزی کرے نماز میں اللہ کے ساتھ تواضع کرتے ہوئے سب مخلوق
اس کی عزت کرتی ہے

فَجَدَيْ رَسُولُ اللَّهِ طَهُمُحَمَّدٌ
أَنَا عَبْدُ الْقَادِرِ شَيْخُ كُلِّ طَرِيقَةٍ
تو میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں میں
عبد القادر ہر طریقت کا شیخ ہوں

منقبت

تری ہر شان ہے یا غوث ! شانِ لاٹانی
ہے تو لاریب شرحِ عظمتِ ما اعظم شانی
جمالِ ذاتِ رب کی آپ ہیں تصویرِ لاٹانی
نظر آتے ہیں آپ اے ماہِ جیلاں یوسف ثانی
تمہاری چاند سی صورت ہے وہ تصویرِ نورانی !
نہ کوئی آپ کا ہمسر نہ کوئی آپ کا ثانی
ملک اور جن و انساں پر تمہیں حاصلِ جہان بینی
تمہاری مسندِ عرفان اور رنگِ سلیمان

حسن کلال ہے تو ، تو حسین پاک کا جانی
 ترے تقویٰ میں ہے رنگ اولیٰں شان سلمانی
 حضور غوث اعظم عبد قادر شاہ جیلانی
 یقیناً آپ ہیں قطبِ زماں محبوب سبحانی
 ہے بغداد معلیٰ میں ہمیشہ آئینہ برکف
 مدینہ کی نجف کی کربلا کی جلوہ سامانی
 ہزاروں اولیاء رہتے ہیں حاضر باش روضہ میں
 مشائخ کرتے ہیں اب بھی تمہارے در کی دربانی
 یقیناً صاحبِ قرآن کے ہو تم ایسے مہ پارے
 تمہارا مصحف عارض ہے اک تفسیر قرآنی
 قدم سب اولیاء کی گردنوں پر ہے تراشاہا
 شبِ معراج تو نے پائی یہ معراج روحانی
 ملی ہے علم کی دولت رسول اللہ سے تجھ کو
 تھے ہر دم آپ کے پیش نظر اسرارِ پنہانی
 رُخِ گلگوں کا غازہ سُرخِ خون شہیداں ہے
 ہیں قرباں لعل لب پر آپ کے لعل بدخشان
 مرا ذوقِ عقیدت ترے در کی خاک بوسی ہے
 ہے تیرا مشرب و مسلک خدا بنی خدادانی
 معینی ، قادری ، چشتی ، نظامی اے ضیاء ہوں میں
 مرا ذوقِ عقیدت ہے ہمیشہ سے ثنا خوانی

(مولانا ضیاء اللہ قادری)

چوتھا قصیدہ

وہ عظیم الشان قصیدہ جس میں اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں کے ساتھ استغاثہ کیا گیا ہے۔

شَرَعْتُ بِتَوْحِيدِ الْإِلَهِ مُبَسِّمًا

سَاخْتِمُ بِالذِّكْرِ الْحَمِيدِ مُجَمَّلًا

آغاز کیا میں نے توحید الہی کے ساتھ بسم اللہ پڑھ کر عنقریب اختتام کروں گا
تعریف والے ذکر کے ساتھ خوبصورتی سے

وَأَشْهَدُ أَنَّ اللَّهَ لَا رَبَّ غَيْرُهُ

تَنْزِيلُهُ عَنْ حَضَرِ الْعُقُولِ تَكْمَلًا

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی پروردگار نہیں عقلوں کے احاطے
سے وہ مکمل طور پر پاک ہے

وَأَرْسَلَ فِينَا أَحْمَدَ الْحَقِّ قَيِّدًا

نَبِيًّا بِهِ قَامَ الْوُجُودُ قَدْ خَلَا

اور بھیجا ہم میں احمد مجتبیٰ کو حق کے ساتھ مرتبہ نبوت عطا کر کے جن کے سبب
وجود کائنات قائم ہے اور تشریف لے گئے

فَعَلَّمَنَا مِنْ كُلِّ خَيْرٍ مُؤَيَّدٍ

وَأَظْهَرَ فِينَا الْجِلْمَ وَالْعِلْمَ وَالْوَلَا

پس ہمیں ہر بھلائی سکھلائی جو تائید کی ہوئی ہے اور ہم میں بردباری، علم اور
محبت کو ظاہر فرمایا

يَا طَالِبَا عِزٍّ وَكُنْزٍ وَرِفْعَةٍ
مِنَ اللَّهِ فَادْعُوهُ بِأَسْمَائِهِ الْعَلَا

پس اللہ سے عزت، خزانے اور بلندی کے طالب اس کے بلند ناموں کے
ویسے دعا کر

فَقُلْ بِانْكِسَارٍ بَعْدَ طَهْرٍ وَقُرْبَةٍ
فَاسْئَلُكَ اللَّهُمَّ نَصْرًا مُعْجَلًا

پس تو کہہ عاجزی کے ساتھ پاکیزگی اور عبادت کے بعد کہ اے اللہ میں تجھ
سے جلد مدد کا سوال کرتا ہوں

بِحَقِّكَ يَا رَحْمَنُ بِالرَّحْمَةِ الَّتِي
أَحَاطَتْ فَكُنْ لِي يَا رَحِيمٌ مُجَمَّلًا

بوسیہ اپنے حق کے اے رحمن! اس رحمت کے ساتھ جو احاطہ کیے ہوئے ہے
اے رحیم مجھے اچھا کر دے

وَيَا مَلِكَ قُدُّوسٍ قَدِيسٍ سَرِيرَتِي
وَسَلِيمٍ وَجُودِي يَا سَلَامُ مِنَ الْبَلَاءِ

اور اے بادشاہ نہایت پاک میرے باطن کو پاک کر دے اور اے سلامتی دینے
والے میرے وجود کو بلاؤں سے سلامت رکھ

وَيَا مُؤْمِنٌ حَبْ لِي أَمَانًا مُحَقَّقًا
وَسِتْرًا جَمِيلًا يَا مُهَيِّمٌ مُسَبِّلًا

اور اے امان دینے والے مجھے سچی امان عطا فرما اور اچھا دراز پردہ اے نگہبان

عَزِيزٌ أَزَلْ عَنْ نَفْسِي الذُّلَّ وَاحْمِنِي
بِعِزِّكَ يَا جَبَّارٌ مِنْ كُلِّ مُعْضِلَا

اے عزت والے میری ذات سے ذلت کو زائل کر دے اور اے عظمت والے

بوسیلہ اپنی عزت کے ہر مشکل میں میری حمایت کر
 وَضَعُ جُمْلَةَ الْأَعْدَاءِ يَا مُتَكَبِّرُ
 وَيَا خَالِقُ خُذْ لِي مِنَ الشَّرِّ مَعَزَا
 اے بڑائی والے میرے تمام دشمنوں کو نیچا دکھا اور اے خالق مجھے ہر شر سے بچا
 وَيَا بَارِيَّ النِّعَمَاءِ زِدْ فَيْضَ نِعْمَةٍ
 أَفْضَتْ عَلَيْنَا يَا مُصَوِّرُ أَوَّلًا
 اے نعمتوں کے پیدا کرنے والے نعمتوں کا فیض زیادہ کر اے صورت بنانے
 والے ہم پر پہلے اضافہ فرما

رَجُوتُكَ يَا غَفَّارُ فَأَقْبَلْ لَتَوْبَتِي
 بِقَهْرِكَ يَا قَهَّارُ شَيْطَانِي اخْذُ لَا
 اے مغفرت فرمانے والے میں نے تجھ سے امید رکھی پس میری توبہ قبول فرما
 اور اے غلبے والے اپنے قہر سے میرے شیطان کو ذلیل کر
 بِحَقِّكَ يَا وَهَّابُ عِلْمًا وَحِكْمَةً
 وَلِلرَّزْقِ يَا رَزَّاقُ كُنْ لِي مُسَهِّلًا
 اے دینے والے بوسیلہ اپنے حق کے علم و حکمت عطا فرما اور اے روزی دینے
 والے میرے لیے روزی آسان فرما

وَبِالْفَتْحِ يَا فَتَّاحُ نَوِّرْ بَصِيرَتِي
 وَبِالْعِلْمِ نِلْنِي يَا عَلِيمُ تَفَضُّلاً
 اے کھولنے والے کاموں کے فتح کے ساتھ میری بصیرت کو روشن کر اور اے علم
 والے مجھے اپنے فضل سے علم عطا کر

وَيَا قَابِضُ اقْبِضْ قَلْبَ كُلِّ مَعَانِدٍ
 وَيَا بَاسِطُ ابْسُطْنِي بِأَسْرَارِكَ الْعَلَا

اور اے بند کرنیوالے ہر دشمن کے زل کو بند کر دے اور اے کھولنے والے اپنے
بلند بھیدوں کے ساتھ میرے سینے کو کھول دے

وَيَا خَالِصُ قَدَرِ كُلِّ مُنَافِقٍ

وَيَا رَافِعُ ارْفَعْنِي بِرُوحِكَ اَثَقَلَا

اور اے پست کرنے والے ہر منافق کی قدر پست کر دے اور اے بلند کرنے
والے اپنی بھاری روح کے ساتھ مجھے بلند کر دے

سَأَلْتُكَ عِزًّا يَا مُعِزُّ لَاهِلِهِ

مُذِلُّ قَدِيرِ الظَّالِمِينَ مُنْجِلًا

اے عزت دینے والے اپنوں کو میں تجھ سے عزت کا طالب ہوں اے ذلت
دینے والے ظالموں کو عبرت کا طور پر ذلیل کر

فَعِلْمُكَ كَافٍ يَا سَمِيعُ فَكُنْ إِذَا

بَصِيرًا بِحَالِي مُصْلِحًا مُتَقَبِّلًا

اے سننے والے تیرا علم کافی ہے جب تو میرے حال کا دیکھنے والا ہے پس ہو جا
اس کو قبول کرنے والا سنوارنے والا

فَيَا حَكَمَ عَدْلٍ لَطِيفٍ بِخَلْقِهِ

خَيْرٌ بِمَا يَخْفَى وَمَا هُوَ مُجْتَلَا

پس اے فیصلہ کرنے والے انصاف کرنے والے اپنی مخلوق پر مہربان خبر رکھنے
والے ہر پوشیدہ اور ظاہر کی

فَحِلْمُكَ قَصْدِي يَا حَلِيمُ وَعُمْدَتِي

وَأَنْتَ عَظِيمُ عَظْمِ جُودِكَ قَدْ عَلَا

اے بردبار پس تیری بردباری میرا قصد و ارادہ ہے اور تو عظیم ہے تیرے جود و
عطا کی عظمت بلند ہو گئی

غُفُورٌ وَسِتَّارٌ عَلَى كُلِّ مَذْنِبٍ

شُكُورٌ عَلَى أَحْبَابِهِ وَمَوْصِلًا

بخشنے والا پردہ پوش ہر گنہگار کا صلہ دینے والا اپنے دوستوں کا اور ملانے والا

عَلَى وَقَدْ أَعْلَى مَقَامَ حَبِيبِهِ

كَبِيرٌ كَثِيرُ الْخَيْرِ وَالْجُودِ مُجْزِلًا

بلند ہے اور اپنے حبیب کا مقام بلند کر دیا بڑا ہے بہت ہی خیر و بخشش والا بہت

دینے والا ہے

حَفِیْظٌ فَلَا شَيْءٌ يَفُوتُ لِعِلْمِهِ

مُقِیْتُ نَقِیْبُ الْخَلْقِ أَعْلَى وَأَسْفَلًا

حفاظت فرمانے والا ہے پس کوئی شے اس کے علم سے باہر نہیں قوت دینے والا

نگہبان ہے بلند و پست مخلوق کا

فَحُكْمُكَ حَسْبِي يَا حَسِيبُ تَوَلَّيْنِي

وَأَنْتَ جَلِيلٌ كُنْ لِعَمِّي مُنْكَلًا

اے کفایت کرنے والے پس تیرا فیصلہ میرے لیے کافی ہے میری مدد فرما اور

بزرگ ہے ہو جا میرے غم کا مٹانے والا

إِلٰهِي كَرِيمٌ أَنْتَ فَأَكْرِمْ مَوَاهِبِي

وَكَُنْ لِعَدُوِّي يَا رَقِيبٌ مُجْنِدًا

الہی تو کریم ہے پس مجھے عطیات بخش اور اے نگہبان میرے دشمن کو پچھاڑنے

والا ہو جا

دَعَاكَ يَا مَوْلَى مُجِيبًا لِمَنْ دَعَا

قَدِيمَ الْعَطَايَا وَاسِعَ الْجُودِ فِي الْمَلَا

اے مالک قبول کرنے والے جو کوئی پکارے میں نے تجھے پکارا ہے اے قدیم

عطاؤں والے کھلی بخشش والے عطاؤں میں

إِلٰهِيْ حَكِيْمٌ أَنْتَ فَاحْكُمْ مَّشَاهِدِيْ

فَوْدُكَ عِنْدِيْ يَا وَدُوْدُ كُنْزُ لَا

الہی تو حکمت والا ہے میری حاضری کی جگہوں کا فیصلہ فرما اے دوست تیری
محبت میرے پاس نازل ہوگئی

مَجِيْدٌ فَهَبْ لِي الْمَجْدَ وَالسَّعَادَ وَالْوَلَا

وَيَا بَاعِثْ ابْعَثْ نَصْرَ جَيْشِيْ مُهْرُ وَلَا

بزرگی والے پس مجھے بزرگی و سعادت اور محبت عطا فرما اور اے بھیجنے والے
میرے بھاگتے لشکر کی مدد بھیج

شَهِيدٌ عَلَى الْأَشْيَاءِ طَيِّبٌ مَّشَاهِدِيْ

وَحَقِيقٌ لِّيْ حَقُّ الْمَوَارِدِ مِنْهَا لَا

تو چیزوں پر گواہ ہے میرے حاضر ہونے کی جگہوں کو پاک کر دے اور میرے
لیے پینے کے گھاٹوں کا حق ثابت کر دے

إِلٰهِيْ وَكِيلٌ أَنْتَ فَاقْضِ حَوَائِجِيْ

وَيَكْفِيْ إِذَا كَانَ الْقَوِيُّ مُوَكَّلَا

الہی تو کارساز ہے پس میری حاجات کو پوری فرما اور وکیل جب قوی ہو تو کافی
ہوتا ہے

مَتِيْنٌ فَمَتِّنْ ضَعْفَ حَوْلِيْ وَقُوَّتِيْ

أَغِثْ يَا وَلِيْ عَبْدًا دَعَاكَ نَبْتًا لَا

اے مضبوط میری طاقت و قوت کے ضعف کو مضبوط کر دے اے دوست اپنے
بندے کی مدد فرما اس نے تجھے پکارا ہے دنیا سے منقطع ہو کر

حَمْدُكَ يَا مَوْلَى حَمِيدًا مُوَحَّدًا

وَمُخَصِّصِي زِلَافِ الْوَرَى وَمَعْدِلًا

اے مالک سرا ہے ہوتے وحدانیت کا معتقد ہوتے ہوئے تیری تعریف کرتا ہوں اور مخلوق کی لغزشوں کو گھیرنے والے درست کرنے والے

إِلَهِي مُبْدِي الْفَتْحِ لِي أَنْتَ وَالْهُدَى

مُعِيدٌ لِمَا فِي الْكَوْنِ إِنَّ بَادَا وَخَلَا

الہی میرے لیے فتح اور ہدایت کے ظاہر فرمانیوالے کائنات کی ہر موجود اور گزری چیز کے دوبارہ پیدا کرنے والے

سَأَلْتُكَ يَا مُحْيِي حَيَاةٍ هَنِئِنَّا

أَمِثُ يَا مُمِيتُ أَعْدَاءَ دِينِي مُعْجَلًا

اے زندگی دینے والے میں تجھ سے خوشگوار زندگی مانگتا ہوں اے موت دینے والے میرے دینی دشمنوں کو جلد موت دے

يَا حَيُّ أَخِي مَيْتَ قَلْبِي بِدُكْرِكَ

الْقَدِيمِ فَكُنْ قِيَوْمَ سِرِّي مُوَصِّلًا

اے زندہ میرے مردہ دل کو اپنے ذکر قدیم سے زندہ کر دے پس میرے بھید کو قائم رکھنے والا ملانے والا ہو جا

وَيَا وَاجِدَ الْأَنْوَارِ أَوْجِدْ مَسْرَتِي

وَيَا مَا جَدَّ الْأَنْوَارِ كُنْ لِي مُعْوَلًا

اے انوار کے موجود کرنے والے میری خوشی کو موجود کر اور اے انوار کی بزرگی والے میرا مددگار ہو جا

وَيَا وَاحِدَ مَائِمٍ إِلَّا وَجُودُهُ

وَيَا صَمَدًا قَامَ الْوُجُودُ بِهِ عَلَا

اور اے یکتا جس کے سوا یہاں کوئی موجود نہیں اور اے بے نیاز جس سے تمام
موجودات کو قیام ہے وہ بلند ہے

وَيَا قَادِرَ ذَا الْبَطْشِ أَهْلِكَ عَدُوَّنَا

وَمُقْتَدِرَ قَدِرٍ لِحُسَادِنَا الْبَلَا

اور اے تو انا گرفت فرمانے والے ہمارے دشمن کو ہلاک کر دے اور اے
قدرت والے ہمارے حاسدوں کے لیے بلا مقدر کر دے

وَقَدِّمُ لِسِرِّي يَا مُقَدِّمُ عَافِيِي

مِنَ الضَّرِّ فَضْلًا يَا مُؤَخِّرُ ذَا الْعَلَا

اے آگے کرنے والے میرے بھید کو بڑھادے اور اے پیچھے کرنے والے
بلندی والے اپنے فضل سے مجھے تکلیف سے بچا

وَأَسْبِقُ لَنَا الْخَيْرَاتِ أَوَّلَ أَوَّلَا

وَيَا آخِرُ اخْتِمِ لِي أَمُوتُ مُهَلَّلًا

اور اے اول پہلے ہماری نیکیوں کو سبقت دے اور اے آخر میرا خاتمہ کر کہ میں
مروں جہلیل کرتے ہوئے

وَيَا ظَاهِرُ أَظْهِرْ لِي مَعَارِفَكَ الَّتِي

بِبَاطِنِ غَيْبِ الْغَيْبِ يَا بَاطِنًا وَلَا

اور اے ظاہر اپنی معرفت کے مقامات ظاہر کر جو غیب الغیب کے باطن میں
ہیں اور اے پوشیدہ دوستی والے

وَيَا وَالِي أَوَّلِ أَمْرِنَا كُلِّ نَاصِحِ

وَيَا مَتَعَالِ ارْشِدْ وَأَصْلِحْ لَهُ الْوَلَا

اے کام بنانے والے ہر نصیحت کرنے والے ہمارا کام بنادے اور اے بلند و
برتر اس کے لیے دوستی سیدھی و درست کر دے

وَيَا بَرُّ يَا رَبَّ الْبَرَايَا وَمُوهِبَ

الْعَطَايَا وَيَا تَوَّابُ ثُبُّ وَتَقَبَّلَا

اور اے نیک کاراے پروردگار مخلوق کے اور عطائیں بخشنے والے اور اے توبہ قبول کرنے والے رجوع فرما اور قبول کر

مَعَ الْأَلِّ وَالْأَصْحَابِ جَمْعًا مُؤَيَّدًا

وَبَعْدُ فَحَمْدُ اللَّهِ خَتْمًا وَأَوَّلًا

اور آپ کے آل و اصحاب پر جو تائید شدہ جماعت ہے اور پھر تعریف اللہ کے لیے ہے انتہا ابتداء میں

پاک دربار سلطان بغداد کا

در حقیقت محمد کا دربار ہے

لا تخف جس کا طالب کو ارشاد ہو

بس یہی ایک دنیا میں سرکار ہے

ان کا لہرایا ہے جہاں میں علم

ہر ولی کے ہے کندھے پر ان کا قدم

ان کے قدموں کی برکت سے ہر اک ولی

بن گیا سارے زمانے کا مختار

جس کا کھاتے ہیں گیت اس کے گائیں گے ہم

یاد غوث جلی کی منائیں گے ہم

نعرہ یا غوث اعظم لگائیں گے ہم

دشمنوں کے لیے یہ ہی تلوار ہے

پوچھ لے نہ میرے غوث سے جب تلک

دن نکلتا نہیں رات ہوتی نہ ہے

راز جس کا سمندر کو صحرا کرے
کون جانے وہ خود کیسا اسرار ہے
دشمنوں تم جلو بغض کی آگ میں
چمچے ہوتے رہیں گے میرے غوث کے
دیکھ سکتے ہیں وہ شان کیا غوث کی
جن کے رستے میں کینے کی دیوار ہے
میرے آقا میرے دل کی سن لے صدا
ہوں غلام اور ابن غلام آپ کا
تیری مدحت ہی صائم کا ہے مشغلہ
یہ تیرے درکار ازلی نمکخوار ہے

پانچواں قصیدہ

عَلَى الْأُولَيَا الْقَيْثُ سِرِّي وَبُرْهَانِي
فَهَا مُوَابِهٌ مِنْ سِرِّ سِرِّي وَأَعْلَانِي

اولیاء پر میں نے اپنے بھید اور برہان کو ڈالا تو وہ میرے خاص بھید اور اعلان
سے حیران ہو گئے

فَأَسْكَرُهُمْ كَأْسِي فَبَا تُوبِ خَمْرَتِي
سُكَارَى حَيَارَى مِنْ شُهُودِي وَعِرْفَانِي

پس میرے پیالے نے ان کو مست کر دیا تو وہ میری شراب معرفت کی وجہ سے
میرے مشاہدے اور عرفان سے مست اور حیران رہ گئے

أَنَا كُنْتُ قَبْلَ لُقْبِلٍ قُطْبًا مُسْجَلًا
وَطَافَتْ بِي الْأَمْلاَكُ وَالرُّبُّ سَمَانِي

میں پہلے سے بھی پہلے قطب معظم تھا اور میرے سامنے ملکیتیں گھومیں اور میرا
نام میرے رب نے رکھا

خَرَقْتُ جَمِيعَ الْحُجُبِ حِينَ وَصَلْتُ فِي

مَكَانٍ بِهِ قَدْ كَانَ جَدِّي لَهُ رَأْيِي

میں نے تمام حجابات طے کر لیے تو اس جگہ پہنچا جہاں میرے نانا صلی اللہ علیہ
وسلم میرے قریب ہوئے ہے

وَقَدْ كَشَفَ الْأَسْرَارَ عَنْ نُورٍ وَجْهِهِ

وَمِنْ خَمْرَةِ التَّوْحِيدِ بِالْكَاسِ اسْقَانِي

اور تحقیق اپنے چہرہ اقدس کے نور سے بھید کھول دیئے اور مجھ کو شراب توحید
پیالے سے پلائی

أَنَا الدُّرَّةُ الْبَيْضَا أَنَا سِدْرَةُ الرِّضَا

تَجَلَّتْ لِي الْأَنْوَارُ وَاللَّهُ أَعْطَانِي

میں سفید موتی ہوں میں خوشنودی کا سد رکی ہوں میرے لیے انوار چمکے اور اللہ
تعالیٰ نے مجھ کو عطا فرمائے

وَصَلْتُ إِلَى الْعَرْشِ الْمَجِيدِ بِحَضْرَةِ

فَنَادَ مِنِّي رَبِّي حَقِيقًا وَنَاجَانِي

میں عرش مجید تک حضوری میں پہنچ گیا۔ اہلیت کی وجہ سے میرے رب نے مجھ
سے ہم نشینی اور سرگوشی فرمائی

نَظَرْتُ لِعَرْشِ اللَّهِ وَاللُّوحِ نَظْرَةً

فَلَا حَتَّ لِي الْأَمْلاَكُ وَالرُّبُّ سَمَانِي

میں نے ایک نظر عرش الہی اور لوح محفوظ پر ڈالی تو میرے لیے ملکیتیں ظاہر
ہوئیں اور میرا نام میرے رب نے رکھا

وَتَوَجَّيْتُ تَاجَ الْوِصَالِ بِنَظَرَةٍ
وَمِنْ خَلْعِ التَّشْرِيفِ وَالْقُرْبِ أَكْسَانِي
اور اس نے بہ یک نظر مجھے وصال کا تاج پہنایا اور مجھے بزرگی اور قرب
کا لباس پہنایا

فَلَوْ أَنِّي الْقَيْثُ سَرَى بِدَجْلَةٍ
لَفَارَتْ وَغِيضَ الْمَاءِ مِنْ سِرْبِهَا نِي
پس اگر میں اپنا بھید دریائے دجلہ پر ڈالوں تو میرے برہان کے بھید سے پانی
ضرور دھنس جائے اور نیچے اتر جائے

وَلَوْ أَنِّي الْقَيْثُ سَرَى عَلَى لَظِي
لَا خِمَدَتِ النَّيْرَانُ مِنْ عَظَمِ سُلْطَانِي
اور اگر میں اپنا بھید بھڑکتی ہوئی آگ پر ڈالوں تو وہ میری عظمت سلطانی کی وجہ
سے بجھ جائے

وَلَوْ أَنِّي الْقَيْثُ سَرَى بِمَيْتٍ
لَقَامَ بِأَذْنِ اللَّهِ حَيًّا وَنَادَانِي
اور اگر میں اپنا بھید مردے پر ڈالوں تو وہ ضرور اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ ہو
اٹھے اور مجھے پکارے

وَقَفْتُ عَلَى الْإِنْجِيلِ حَتَّى شَرَحْتُهُ
وَفَسَّرْتُ تَوْرًا ۚ وَأَسْطَرُّ عِبْرَانِي
میں انجیل پر واقف ہوا یہاں تک کہ اس کی شرح کر دی اور میں نے توراۃ کی
تفسیر کی اور میں عبرانی لکھ لیتا ہوں

كَزَا السَّبْعَةُ الْإِلَوا حُ جَمْعًا فَهَمَّتْهَا
وَبَيَّنْتُ آيَاتِ الزُّبُورِ وَقُرْآنِ

یونہی سات الواح سب کو میں نے سمجھ لیا ہے اور زبور و قرآن کی آیات کو میں نے بیان کیا

وَعُصْتُ بِحَارِ الْعِلْمِ مِنْ قَبْلِ نَشْأَتِي
أَخِي وَرَفِيقِي كَانَ مُوسَى بْنُ عِمْرَانَ
اور میں نے اپنی ولادت سے پہلے جو علم کے دریاؤں میں غوطے لگائے موسیٰ
علیہ السلام بن عمران میرے بھائی اور ساتھی تھے

فَمَنْ فِي رَجَالِ اللَّهِ كَانَ مَكَانَتِي
وَجَدِي رَسُولُ اللَّهِ فِي الْأَصْلِ رَبَّانِي
پر مردان خدا سے کون میرے مرتبے پر پہنچا ہے اور حقیقت میں میرے نانا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی میری تربیت فرمائی

أَنَا قَادِرُ الْوَقْتِ عَبْدُ الْقَادِرِ
أَكْنِي بِمُحْيِي الدِّينِ وَالْأَصْلُ كَيْلَانِي
میں وقت کا قادری عبدالقادر ہوں میری کنیت محی الدین ہے اور دراصل میں
جیلانی ہوں

سر وہ ہے جس میں کہ سودا ترا آباد رہے
دل وہ ہے دل کہ سدا جس میں تیری یاد رہے
دور بغداد سے گر شائق بغداد رہے
سو بلاؤں میں پھنسے مفت میں برباد رہے
گر سنیں وصف قد حضرت غوث الثقلین
وجد میں سرور رہے سکتے میں شمشاد رہے
خواہش خلد بریں ہے نہ طلب حوروں کی
یا خدا پیش نظر روضہ بغداد رہے

آپ کا بندہ ہوں یکس ہوں ثنا گر ہوں میں
 مہر کی مجھ پہ نظر والی بغداد ہے
 میں ہوں شیدائے قد حضرت غوث الثقلین
 بعد مردن مرا الاشۃ شمشاد رہے
 سینکڑوں شائق بغداد تو پہنچے بغداد
 اور مٹی مری یوں ہند میں برباد رہے
 اب تو اللہ بلا لیجئے مجھ کو بھی حضور
 دور کب تک در اقدس سے یہ ارشاد ہے
 ہجر میں آپ کے بے چین ہوں غوث الاعظم
 روز و شب لب یہ نہ کیوں نالہ و فریاد رہے

چھٹا قصیدہ

لِیْ هِمَّةٍ بَعْضُهَا تَعْلُو عَلَى الْهِمَمِ
 وَلِیْ هَوًی قَبْلَ خَلْقِ اللُّوْحِ وَالْقَلَمِ
 میری ہمت کا بعض سب ہمتوں پر بلند ہے اور میرا عشق لوح و قلم کی تخلیق سے
 پہلے ہے

وَلِیْ حَبِیْبٌ مِّمَّنْ لَا کَیْفَ وَلَا مَثَلِ
 وَلِیْ مَقَامٌ وَلِیْ رُبْعٌ وَلِیْ حَرَمٌ
 اور میرا محبوب ہے کیف اور بے مثل ہے اور میرا ایک مقام ہے اور میرا ایک گھر
 ہے اور میرا ایک حرم ہے

حُجُّوْا اِلَیَّ فِدَارِیْ کَعَبَّةٍ نُّصِبَتْ
 وَصَاحِبُ الْبَيْتِ عِنْدِیْ وَالْحِمَى حَرَمِیْ

تم میری طرف حج کرو کہ میرا گھر کعبہ مقرر کیا گیا اور گھر والا میرے پاس ہے
اور محفوظ چراگاہ حرم ہے

لَا تَسْتَقِيرُ وَلَا تَضْحُو ضَمَائِرُهُ

مَا لَمْ يُلَوِّخْ لَهُ الْمَحْبُوبُ كَالْعَلَمِ

اس کے بھید ثابت اور واضح نہ ہوں گے جب تک محبوب نشان کی طرح اس
کے لیے واضح اشارہ نہ کرے

وَجَدْتُ حَوْلَ الْحِمَى فُرْسَانَ مَعْرَكَةٍ

سُيُوفُهُمْ مُشْهَرَاتٌ قُصْدُهُمْ عَدَمِي

میں نے چراگاہ کے گرد جنگی گھوڑ سواروں کو پایا انہوں نے تلواریں سونت کر
بلند کی ہوئی تھیں انکا ارادہ مجھے مٹانا تھا

فَجُلْتُ فِيهِمْ وَفِي أَيْدِي لَهُمْ بَرٌّ

وَلَوْ هِزَامًا لِنَحْوِ الزُّعْمِ بِالْجَسَمِ

تو میں ان میں کود پڑا اور میرے ہاتھوں میں ان کے لیے تیغ براں تھی وہ تیز
تلواروں سمیت گمان کی جانب شکست کھاتے ہوئے پھر گئے

لِلْقَادِرِيَّةِ فُرْسَانٌ مُعْرِبِدَةٌ

بَيْنَ الْأَنَامِ وَمِزْشَاعٍ فِي الْقَدَمِ

لوگوں کے اندر قادریت کے تند مزاج گھوڑا سوار ہیں اور پرانے زمانے میں
بھید مشہور ہے

غُصَّتْ الْبَحَارُ وَقَدْ أَظْهَرْتُ جَوْهَرَهَا

فَلَمْ أَرَقْدَمًا تَعْلُو عَلَى قَدَمِي

میں نے (حقیقت کے) سمندروں میں غوطے لگائے ہیں اور ان کے موتی
ظاہر کیے اور میں نے کوئی قدم اپنے قدم سے اونچا نہیں دیکھا

هَلْدِي عَصَائِي الَّتِي فِيهَا مَارِبٌ لِي
وَقَدْ أَهْشُ بِهَا يَوْمٌ عَلَى غَنَمِي

یہی میری وہ لاشی ہے جس میں میرے کئی مقاصد ہیں اور کبھی کسی دن اس کے
ساتھ میں اپنی کمزوریوں پر سے پتے جھاڑ دوں گا (یعنی مریدوں کے گناہوں کا بوجھ
اتار دوں گا قیامت کے روز)

إِنْ أَلْقَهَا تَتَلَقَّفُ كُلُّ مَا صَنَعُوا
اگر میں اس لاشی کو ڈال دوں تو جو کچھ انہوں نے بنایا ہے
إِذَا اتَيْتُكُمْ بِسَخَرٍ مِنْ كَلَامِهِمْ
ہے سب نکل جائیگی وہ لاشیں جادو کے ساتھ اپنے کلام سے

ساتواں قصیدہ

مَا فِي الْمَنَاهِلِ مِنْهُلٌ مُسْتَعْدَبٌ
إِلَّا وَلِي فِيهِ إِلَّا لَذَا الْأَطِيبُ

عشق کے چشموں میں کوئی شیریں چشمہ نہیں مگر یہ کہ میرے لیے اس میں
لذیذ اور پاکیزہ حصہ نہ ہو

أَوْ فِي الْمَكَانِ مَكَانَةٌ مَخْصُوصَةٌ
إِلَّا وَمَنْزِلَتِي أَعَزُّ وَأَقْرَبُ

یا مراتب میں کوئی خاص مرتبہ مگر یہ کہ میرا مرتبہ اس سے بڑھ کر عزت والا اور
قرب والا ہے

وَهَبْتُ لِي الْأَيَّامَ رَوْنَقَ صَفْوَاهَا
فَحَلْتُ مِنْهَا هُلَاهَا وَطَابَ الْمَشْرَبُ

اور دونوں نے اپنی صفائی کی رونق مجھے بخشی ہے تو ان کے چشمے شیریں ہو گئے

اور گھاٹ پاکیزہ ہو گئے

وَعَدُوْتُ مَخْطُوبًا لِّكُلِّ كَرِيْمَةٍ

لَا يَهْتَدِي فِيْهَا اللَّيْبُ فَيَخْطُبُ

اور میں ہر بزرگی کے ساتھ مخاطب کیا گیا، جس کی طرف دانا راہ نہیں پاتا کہ
اس کو طلب کرے

أَنَا مِنْ رِّجَالٍ لَا يَخَافُ جَلِيْسُهُمْ

رَيْبَ الزَّمَانِ وَلَا يَرَى مَا يَرْهَبُ

میں ان مردان خدا سے ہوں جن کا ہم دشمن زمانے کی گردش سے نہیں ڈرتا اور
نہ ایسی چیز دیکھتا ہے جس سے کہ وہ خوف کرے

قَوْمٌ لَهُمْ فِي كُلِّ مَجْدٍ رُّتْبَةٌ

عُلُوِّيَّةٌ وَبِكُلِّ جَيْشٍ مُّوَكَّبٌ

یہ وہ قوم ہے کہ ہر بزرگی میں ان کا مرتبہ بلند ہے اور ہر لشکر کے ساتھ راہرو
ہوا کرتا ہے

أَنَا بُلْبُلُ الْأَفْرَاحِ أَمْلًا دَوْحَهَا

طَرَبًا وَفِي الْعُلَيَّاءِ بَازَا أَشْهَبُ

میں بلبل ہوں خوشیوں کا جس نے اپنے جنگل کو خوشی سے بھر دیا اور بلندی میں
بازا شہب ہوں

أَضَحَتْ جُيُوشُ الْحُبِّ تَحْتَ مَشِيَّتِي

طَوْعًا وَمَهْمًا رُمْتُ لَا يَغْزُبُ

محبت کے لشکر خوشی کے ساتھ میری مشیت کے تحت ہو گئے اور میں انہیں جہاں
بلاؤں دور نہ ہوں گے

أَضَبَحْتُ لَا أَمْلًا وَلَا أُمْنِيَّةَ

أَرْجُو وَلَا مَوْعُودَةٌ أَتَرْقُبُ

ہو گیا میں کہ نہ کوئی امید ہے اور نہ کوئی آرزو کہ جس کی میں امید کرتا ہوں اور نہ کوئی وعدہ ہے جس کا میں منتظر ہوں

مَا زِلْتُ أَرْتَعُ فِي مَيَادِينِ الرِّضَا

حَتَّى وَهَبْتُ مَكَانَةً لَا تُوهَبُ

میں ہمیشہ رضا کے میدانوں میں پھرتا رہا یہاں تک کہ مجھے وہ مرتبہ بخشا گیا جو کسی کو نہیں بخشا گیا

أَضْحَى الزَّمَانُ كَحُلَّةٍ مَرْقُومَةٍ

تَزْهُوُ وَنَحْنُ لَهَا الطَّرَازُ الْمُلَقَّبُ

زمانہ منقش حلے کی طرح ہو گیا چمکتا ہے اور ہم اس کا سنہری نقش ہیں

أَفَلَيْتَ ضَمُومَ الْأَوَّلِينَ وَضَمَمْنَا

أَبَدًا عَلَى فَلَكَ الْعُلَى لَا تَغْرُبُ

اگلوں کے سورج ڈوب گئے اور ہمارا سورج ہمیشہ بلندی کے آسمان پر رہے گا
غروب نہ ہوگا

مگر غوث دے سائیاں تے دس دیون

کس دا شاہ دولہ نوشو پاک کس دا

مہر علی گیلانی اے لال کس دا

اک دی صائم نوں دس جہاں وچوں

پورے ملک دے اندر فیضان کس دا

نخی سرور تے باہو سلطان کس دا

میراں شاہ ورتا ندا اے دان کس دا

میرے غوث تے توڑیاں مان کس دا

آٹھواں قصیدہ

طُفُّ بِحَانِي سَبْعًا وَلَدُّ بِذِمَامِي

وَتَجَرَّدُ لِزُورَتِي كُلَّ غَامِ

میری دکانِ شرابِ محبت کا سات بار چکر لگا کر اور میرے ذمہ کرم کی پناہ لے
اور میری زیارت کے لیے ہر سال گھر بار چھوڑ کر آ

أَنَا سِرًّا الْأَسْرَارِ مِنْ سِرِّ سِرِّي

كَعَبْتِي رَاحَتِي وَبَسْطِي مُدَامِي

میں بھیدوں کا بھیدا اپنے بھید کے بھید سے میرا کعبہ میری راحت ہے اور
انبساط میری شراب ہے

أَنَا نَشْرُ الْعُلُومَ وَالذُّرُسُ شُغْلِي

أَنَا شَيْخُ الْوَرَى لِكُلِّ إِمَامِ

میں علوم کا پھیلانے والا ہوں اور درس میرا مشغلہ ہے میں پیشوا ہوں کل
خلقت کا اور کل اماموں کا

أَنَا فِي مَجْلِسِي أَرَى الْعَرْشَ حَقًّا

وَجَمِيعُ الْمُلُوكِ فِيهِ قِيَامِي

میں اپنی مجلس میں درحقیقت عرش کو دیکھتا ہوں اور جملہ فرشتوں کو اس میں میرا
قیام ہے

قَالَتِ الْأُولِيَاءُ جَمْعًا بِعَزَمِ

أَنْتَ قُطِبٌ عَلَى جَمِيعِ الْأَنَامِ

سارے ولیوں نے کہا یقیناً آپ تمام لوگوں پر قطب ہیں

قُلْتُ كُفُوتُمْ اَسْمَعُونَ نَصَّ قَوْلِي

اِنَّمَا الْقُطْبُ خَادِمِي وَغُلَامِي

میں نے کہا ٹھہرو اور میری صریح بات سنو ابے شک قطب تو میرا خادم اور غلام ہے

كَشَفَ الْحُجْبَ وَالسُّتُورَ لِعَيْنِي

وَدَعَانِي لِحَضْرَةٍ وَمَقَامٍ

(اللہ تعالیٰ نے) میری آنکھ کے لیے حجاب اور پردے کھول دیئے اور مجھے

مقام و حضوری کے لیے بلایا

فَاخْتِرَاقِ السَّبْعِ السُّتُورِ جَمِيعًا

عِنْدَ عَرْشِ الْاِلَهِ كَانَ مَقَامِي

پھر جملہ ساتوں پردے پھٹ گئے عرش الہی کے پاس میرا مقام تھا

وَكَسَانِي بِتَاجِ تَشْرِيفِ عِزِّ

وَطِرَازِ وَحُلَّةِ بِاخْتِصَامِ

اور اس نے مجھے کامل طور پر بزرگی کا تاج اور زیور اور لباس پہنا دیا

فَرَسُ الْعِزِّ تَحْتَ مَرْجِ جَوَادِي

وَرَكَابِي عَالٍ وَغَمْدِي مُحَامِي

میرے تیز رو گھوڑے کی کاٹھی کے نیچے عزت کا گھوڑا ہے اور میری رکاب بلند

ہے اور میرا نیام حمایت کرنے والا ہے

وَإِذَا مَا جَذَبْتُ قَوْسَ مَرَامِي

كَانَ نَارُ الْجَحِيمِ مِنْهَا سِهَامِي

اور جب بھی میں اپنے مطلب کی کمان کھینچتا ہوں اس کمان سے جو تیر نکلتا ہے

گو یا جہنم کی آگ ہے

سَائِرُ الْأَرْضِ كُلِّهَا تَحْتَ حُكْمِي

وَهِيَ فِي قَبْضَتِي كَفَرَحِ الْحَمَامِ

ساری کی ساری زمین میرے زیر فرمان ہے اور کبوتر کے بچے کی طرح میرے زیر قبضہ ہے

مَطْلَعُ الشَّمْسِ لِلْغُرُوبِ مُفْلًا

خُطْوَتِي قَدْ قَطَعْتُهُ بِاهْتِمَامِ

سورج کے طلوع کے مقام سے غروب کے مقام تک میرے ایک قدم کے فاصلے کے نیچے ہے میں نے اس اہتمام کے ساتھ طے کیا ہے

يَا مُرِيدِي لَكَ الْهَنَاءُ بَدَوَامِي

عَيْشُ عِزٍّ وَرَفْعَةٍ وَاحْتِرَامِ

اے میرے مرید میری ہمیشگی کے ساتھ تجھے عزت بلندی اور احترام کی زندگی مبارک ہو

وَمُرِيدِي إِذَا دَعَانِي بِشَرْقِ

أَوْ بِغَرْبِ أَوْ نَازِلِ بَحْرِ طَامِي

اور میرا مرید مشرق یا مغرب یا چڑھے ہوئے دیا تلے جب بھی مجھ کو پکارے

فَاغْنَاهُ أَوْ كَانَ فَوْقَ هَوَاءِ

أَنَا سَيْفُ الْقَضَا لِكُلِّ خِصَامِ

تو میں اس کی دستگیری کرتا ہوں خواہ وہ دوش ہوا پر ہو میں ہر خصومت کے واسطے قضا کی تلوار ہوں

أَنَا فِي الْحَشْرِ شَافِعٌ لِمُرِيدِي

عِنْدَ رَبِّي فَلَا يُرَدُّ كَلَامِي

میں حشر میں اپنے مرید کی شفاعت کرنے والا ہوں اپنے رب کے پاس پس

میری بات رد نہ کی جائے گی

أَنَا شَيْخٌ وَصَالِحٌ وَوَلِيٌّ

أَنَا قُطْبٌ وَقُدْوَةٌ لِلْأَنَامِ

میں بزرگ نیکوکار اور ولی ہوں میں قطب اور لوگوں کا پیشوا ہوں

أَنَا عَبْدٌ لِقَادِرٍ طَابَ وَقْتِي

جَدِي الْمُصْطَفَى وَحَسْبِي إِمَامٌ

میں عبد القادر ہوں میرا وقت خوش ہوا میرے نانا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

اور مجھے وہ پیشوا کافی ہے

فَعَلَيْهِ الصَّلَاةُ فِي كُلِّ وَقْتٍ

وَعَلَى آلِهِ بِطُولِ الدَّوَامِ

تو ہر وقت ان پر خدا کی رحمت ہو اور ان کی آل پر ہمیشہ ہمیشہ

سرکار غوث اعظم نظر کرم خدارا

میرا خالی کاسہ بھر دو میں فقیر ہوں تمہارا

پیارے بنی کا صدقہ مولا علی کا صدقہ

میری لاج رکھ لو میراں میں فقیر ہوں تمہارا

سب کا کوئی نہ کوئی دنیا میں آسرا ہے

میرا بجز تمہارے آقا کوئی نہیں سہارا

اے وارث غریباں تیرے در پر آپڑا ہوں

اچھا ہوں یا برا ہوں آخر تو ہوں تمہارا

میراں بنے ہیں دولہا شادی رچی ہوئی ہے

سب اولیاء براتی کیا خوب سے نظارا

جھولی کو میری بھر دو ورنہ کیا کہے گی دنیا
میراں کا دیکھو منگتا پھرنا ہے مارا مارا
ہو چشم کرم دائم سرکار سکندر پر
ملکڑوں پر تمہارے ہی ہے سائل کا گزارا

نواں قصیدہ

سَقَانِي حَبِيبِي مِنْ شَرَابِ ذَوِي الْمَجْدِ
فَأَسْكَرَنِي حَقًّا فِغْبَتْ عَلِيٍّ وَجَدِي
مجھے میرے دوست نے اصحاب فضیلت والی شراب پلائی بس اس نے مجھے
درحقیقت مست کر دیا تو میں عشق میں گم ہو گیا

وَأَجْلَسَنِي فِي قَابِ قَوْسَيْنِ سَيِّدِي
عَلَى مَنبَرِ التَّخْصِیصِ فِي حُسْنِ مَقْعَدِي
اور میرے سردار نے مجھ کو قاب قوسین میں تخصیص کے منبر پر خوبصورت
نشست میں بٹھادیا

حَضَرْتُ مَعَ الْأَقْطَابِ فِي حَضْرَةِ اللَّقَا
فِغْبَتْ بِهِ عَنْهُمْ وَشَاهَدْتُهُ وَحْدِي
میں قطبوں کے ہمراہ دیار محبوب حقیقی کے دربار میں حاضر ہوا تو میں ان سے
جدا ہو گیا اور اکیلے میں نے اس کا مشاہدہ کیا

فَمَا شَرِبَ الْعُشَّاقُ إِلَّا بَقِيَّتِي
وَفَضْلَهُ كَمَا سَاتَى بِهَا شَرِبُوا ابْعَدِي
پس جملہ عشاق نے میرا بچا کچھا ہی پیا اور میرے بعد انہوں نے میرے
پیالوں کا پس ماندہ پیا

وَلَوْ شَرِبُوا قَدْ شَرِبْتُ وَعَايَنُوا

مِنَ الْحَضْرَةِ الْعُلَيَّا صَافِي مَوْرِدِي

اور اگر وہ پی لیتے جو میں نے پیا ہے اور دربار عالی سے میرے صاف گھاٹ کو
پی لیتے

لَا مُسْرًا سُكَارَى قَبْلَ أَنْ يَشْرَبُوا الْمُدَامَ

وَأَمْسُوا حَيَارَى مِنْ صَادِمَةِ الْوَرْدِ

تو ضرور شراب پینے سے پہلے مست ہو جاتے اور گلاب (حسن محبوب) کی
پچھاڑ سے حیران ہو جاتے

أَنَا الْبَذْرُ فِي الدُّنْيَا وَغَيْرِي كَوَاكِبُ

وَكُلُّهُ فَتَى يَهْوَى فَذَا لَكُمْ عُنْدِي

میں دنیا میں چودہویں کا چاند ہوں اور دوسرے ستارے ہیں اور ہر جوان محبت
کرنے والا پس سب میرے غلام ہیں

وَبَخْرِي مُحِيطٌ بِالْبَحَارِ بِأَسْرِهَا

وَعِلْمِي حَوَى مَا كَانَ قَبْلِي وَمَا بَعْدِي

اور میرا دریا محیط ہے سارے دریاؤں کو اور میرا علم حاوی ہے سب کو جو کچھ مجھ
سے پہلے تھا اور جو میرے بعد ہوگا

وَمِسْرِي فِي الْأَسْرَارِ يَزْجُرُ فِي الزُّجُرِ

كَزَجْرِ سَحَابِ الْأَفْقِ مِنْ مَلِكِ الرُّعْدِ

اور میرا بھید بھیدوں میں زجر و تونخ کرنے والا ہے جیسا کہ رعد فرشتے کی
طرف سے زجر و تونخ آسانی بادلوں کو

فَيَا مَادِخِي قُلْ مَا تَشَاءُ وَلَا تَخَفْ

لَكَ الْأَمْنُ فِي الدُّنْيَا لَكَ الْأَمْنُ فِي الْغَدِ

پس اے میرے مدح خواں جو چاہیے کہہ اور خوف نہ کرتیرے لیے دنیا اور کل
قیامت کے دن امن ہے

فَإِنْ شِئْتَ أَنْ تَحْظِيَ بِعِزِّ وَقُرْبَةِ

فَدَاوِمٍ عَلَى حُبِّي وَحَافِظٌ عَلَى عَهْدِي

پس اگر تو عزت اور قرب خداوندی چاہتا ہے تو میری محبت پر دائم رہ اور
میرے وعدے کی حفاظت کر

(الفيوضات الربانية)

در پر مجھے بلانا یا شاہ غوث اعظم

جلوہ مجھے دکھانا یا شاہ غوث اعظم

روح حسن کا صدقہ بہر شہید اعظم

بغداد میں بلانا یا شاہ غوث اعظم

روشن ہو سینہ جس سے ہو قلب بھی منور

وہ علم دین پڑھانا یا شاہ غوث اعظم

کشی ہے بحر غم میں فریاد درس تہی ہو

پار اس کو آ لگانا یا غوث اعظم

سب اولیاء جہاں مہندی کے گردنیں جھکائے

کہتے ہیں عاجزانہ یا شاہ غوث اعظم

وفات میری جب جاں نکل رہی ہو

میرے سرہانے آنا یا شاہ غوث اعظم

ساکی ہے یہ منشا دیکھے تمہارا روضہ

بغداد میں بلانا یا شاہ غوث اعظم

(علامہ محمد منشا تابش قصوری)

غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی وصیتیں اور آخری کلمات:

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے مرض الموت کے دوران اپنے صاحبزادوں کو بہت سی وصیتیں فرمائی تھیں، جو فی الحقیقت سنہری حروف کے ساتھ لکھنے کے قابل ہیں اور مسلمانوں کے لیے حرز جان اور حکمت کے جواہرات ہیں۔

ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان وصایا کا یہاں ذکر کیا جائے۔

آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت شیخ عبدالوہاب علیہ الرحمۃ نے دوران علالت آپ سے عرض کیا کہ اے میرے قبلہ گاہ! اے میرے آقا! مجھے کوئی ایسی وصیت فرمائیے جس پر میں آپ کے وصال کے بعد عمل پیرا ہوں، تو آپ نے فرمایا:

عَلَيْكَ بِتَقْوَى اللَّهِ وَطَاعَتِهِ وَلَا تَخَفْ أَحَدًا وَلَا تَرْجُءَ وَكُلِ
الْحَوَائِجَ كُلَّهَا إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَاطْلُبْهَا مِنْهُ وَلَا تَتَّقِ بِأَحَدٍ
سِوَاللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا تَعْتَمِدْ إِلَّا عَلَيْهِ سُبْحَانَهُ التَّوْحِيدُ،
التَّوْحِيدُ، التَّوْحِيدُ وَجُمَاعُ الْكُلِّ التَّوْحِيدُ.

اللہ کا تقویٰ اور اس کی اطاعت کو لازم کر لے، نہ کسی سے خوف رکھ، اور نہ طمع، ساری حاجتیں حق تعالیٰ کے حوالے کر اور اسی سے مانگ حق تعالیٰ کے سوا نہ کسی پر بھروسہ رکھ اور نہ اعتماد، توحید، توحید، توحید، سب چیزوں کا مجموعہ توحید ہے۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ:

إِذَا صَحَّ الْقَلْبُ مَعَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَخْلُو مِنْهُ شَيْءٌ وَلَا يَخْرُجُ
مِنْهُ شَيْءٌ أَنَا لُبٌّ لَا قِشْرٌ

جب قلب حق تعالیٰ کے ساتھ درست ہو جاتا ہے تو نہ کوئی شے اس سے خالی رہتی ہے اور نہ کوئی چیز اس سے باہر نکلتی ہے، میں سراسر مغز ہوں پوست نہیں ہوں۔

نیز صاحبزادوں سے آپ نے فرمایا:

أَبْعُدْ وَامْنُ حَوْلِي فَإِنَّا مَعَكُمْ بِالظَّاهِرِ وَمَعَ غَيْرِكُمْ بِالْبَاطِنِ بَيْنِي

وَبَيْنَكُمْ بَعْدَ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَلَا تَقِيسُوا لِي عَلَى أَحَدٍ وَلَا تَقِيسُوا أَحَدًا عَلَيَّ

میرے ارد گرد سے دور ہٹ جاؤ کہ میں بظاہر تمہارے ساتھ ہوں اور باطن میں کسی اور کے ساتھ ہوں، میرے اور تمہارے بلکہ ساری مخلوق کے درمیان اتنا بعد ہے، جتنا آسمان و زمین میں لہذا مجھ کو کسی پر قیاس نہ کرو، اور نہ کسی کو مجھ پر نیز آپ نے فرمایا کہ:

قَدْ حَضَرَ عِنْدِي غَيْرُكُمْ فَأَوْسَعُوا لَهُمْ وَتَادَّبُوا مَعَهُمْ هَهُنَا رَحْمَةً عَظِيمَةً وَلَا تُضَيِّقُوا عَلَيْهِمُ الْمَكَانَ

میرے پاس تمہارے سوا (فرشتے) آئے ہیں، لہذا جگہ خالی کر دو اور ان کے ساتھ باادب رہو، یہاں (ملائکہ اور ارواح انبیاء کا) بڑا انبوه ہے، ان پر جگہ تنگ نہ کرو۔

آپ کے ایک صاحبزادہ سے مروی ہے کہ وفات سے قبل کامل ایک دن اور رات اکثر دفعہ آپ یہ فرماتے رہے

وَعَلَيْكُمْ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ غُفِرَ اللَّهُ لِي وَلَكُمْ وَتَابَ اللَّهُ عَلَيَّ وَعَلَيْكُمْ بِسْمِ اللَّهِ غَيْرَ مُؤَدِّعِينَ.

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! اللہ مجھے بھی بخشے، اور تمہیں بھی اور مجھ پر بھی توجہ فرمائے اور تم پر بھی، بسم اللہ تشریف لائیے، خدا کرے، ہر وقت رہو اور رخصت نہ کئے جاؤ،

وفات سے کچھ وقت پیشتر آپ نے فرمایا کہ:

أَنَا لَا أَبَالِي بِشَيْءٍ لَا بِمَلِكٍ وَلَا بِمَلِكِ الْمَوْتِ يَا مَلِكِ الْمَوْتِ تَنَحَّ لَنَا مَنْ يَتَوَلَّانا سِوَاكَ.

میں کسی شے کی بھی پرواہ نہیں کرتا، نہ فرشتہ کی نہ ملک الموت کی، اے ملک الموت! تم ہٹ جاؤ، ہمارے اور تمہارے سوا، اور ہی کوئی ہے، جو (قبض روح کا) متکفل ہوگا۔

آپ کے کسی صاحبزادے نے آپ سے آپ کی طبیعت کا حال پوچھا، تو آپ نے فرمایا کہ:

لَا يَسْأَلْنِي أَحَدٌ عَنْ حَسِيٍّ أَنَا هُوَذَا أَتَقَلَّبُ فِي عِلْمِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ

مجھ سے کوئی کچھ نہ پوچھے، میں وہی ہوں کہ علم خداوندی میں کروٹیں لے رہا ہوں آپ کے صاحبزادگان سیدنا عبدالرزاق اور سیدنا موسیٰ رحمۃ اللہ علیہما روایت کرتے ہیں کہ وفات سے قبل آپ بار بار ہاتھ اٹھاتے اور یہ کلمات فرماتے

وَعَلَيْكُمْ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ تَوْبُوا وَادْخُلُوا فِي الصَّفِّ هُوَذَا أَجِي إِلَيْكُمْ.

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! توبہ کرو، اور صف میں داخل ہو جاؤ میں تمہارے پاس آتا ہوں

آپ کے صاحبزادہ شیخ عبدالجبار نے دریافت کیا، کہ حضور کے بدن کا کوئی عضو درد کرتا ہے؟ فرمایا، دل کے سوا میرے سب اعضاء مجھے ستاتے ہیں، دل کو مطلقاً کوئی درد نہیں، وہ اپنے مولیٰ کے ساتھ صحیح اور ثابت ہے اس کے بعد آپ کے عالم جاودانی کو رخصت ہونے کا وقت آ گیا، اور آپ نے یہ کلمات پڑھے۔

اسْتَعْنْتُ بِإِلَهِ إِلَّا إِلَهُ الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَلَا يَخْشَى
سُبْحَانَ مَنْ تَعَزَّزَ بِالْقُدْرَةِ وَقَهَرَ الْعِبَادَ بِالْمَوْتِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ.

میں مدد لیتا ہوں، اس رب العزت سے جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، جو زندہ ہے، نہ اُسے موت ہے اور نہ خوف، پاک ہے وہ جو قدرت سے با عزت ہے، بندوں پر موت طاری کرنے میں قاہر ہے، نہیں ہے کوئی معبود، مگر اللہ تعالیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔

آپ کے صاحبزادے شیخ موسیٰ علیہ الرحمۃ بیان کرتے ہیں، کہ جب آپ نے

تَعَزَّزَ كالْفَظْ كَمَا، تو آپ کی زبان اس کو ٹھیک طور پر ادا نہ کر سکی، پس آپ بار بار اس کو دہراتے رہے یہاں تک کہ آپ نے با آواز اس کو صحیح طور پر ادا کر دیا، اس کے بعد تین بار اللہ اللہ فرمایا، پھر آپ کی آواز پست ہو گئی، اور زبان مبارک تالو سے چٹ گئی معارف روح مبارک قفصِ عنبری سے پرواز کر گئی۔
رضی اللہ عنہ وارضاه وجمع بیننا وبینہ فی مقعد صدق عند
ملیک مقتدر

۔ میں ہوں تیرا دیوانہ اے سید جیلانی
اک جلوہ دکھا جانا اے سید جیلانی
بلو ا کے حضوری میں میخانہ وحدت میں
بھر دے میرا پیانہ اے سید جیلانی
ہے شمع تجلی کا جلوہ رخ روشن پر
عالم تیرا دیوانہ اے سید جیلانی
ہاں چشمِ فلک نے بھی دیکھی نہ کبھی ہوگی
شوکت ہے وہ شاہانہ اے سید جیلانی
مشتاق زیارت ہیں یہ اثرنی پروانے
بغداد ہمیں بلو اے سید جیلانی

۔ ہر ولی دی گردن تے قدم جس دا غوث اعظم دی ذات بغداد وچ اے
اوہدا ناں جاں لوواں دکھ دور ہوون روح نوں ملدی نجات بغداد وچ اے
اوہدے درتے موت نوں موت اوندی ملدی ابدی حیات بغداد وچ اے
ہر دن اصغر اوتھے عید ورگا ہر اک رات ثبرات بغداد وچ اے

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی گیارہویں شریف

یہ بات قاعدہ کلیہ کے طور پر ذہن نشین رہے کہ گیارہویں شریف سے لے کر قل، تیجہ، دسواں، چالیسواں اور سالانہ ختم تک یہ سب ایصالِ ثواب کی صورتیں ہیں اور ان کا حکم جزئیات کا ہے جب کہ ان کی کل ایصالِ ثواب ہے اور ایصالِ ثواب یعنی فوت شدہ کو ثواب پہنچانا ایک ایسا عمل ہے کہ کوئی بھی شخص جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے اس کا تعلق کسی بھی فرقے کے ساتھ ہو تو وہ ایصالِ ثواب کا انکار نہیں کرے گا۔ کیونکہ قرآن مجید کی متعدد آیات اور حضور علیہ السلام کی بے شمار احادیث مبارکہ ایصالِ ثواب کے جائز ہونے پر شاہدِ عادل ہیں جن میں سے بعض کو عنقریب ذکر کیا جائے گا یہی وجہ ہے کہ اس دور میں جو لوگ ایصالِ ثواب کی مروجہ صورتوں کو ناجائز اور بدعت کہتے ہیں ان حضرات کے بڑے ایصالِ ثواب کے تحت انہی صورتوں کے جواز کے قائل تھے۔ ان شاء اللہ اس کا بھی تذکرہ ہوگا۔

تو جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ ایصالِ ثواب ایک کُلّی ہے اور اس کی مروجہ صورتیں اس کُلّی کی جزئیات ہیں (یاد رہے کل جز اور کُلّی جز میں فرق ہے کہ کل اپنے ہر جز میں نہیں پایا جاتا مثلاً سببیں ایک کل ہے لیموں، چینی، پانی اس کے اجزاء ہیں تو ان اجزاء میں سے ایک ایک کو آپ سببیں نہیں کہہ سکتے جب کہ کُلّی اپنی ہر جز کے ضمن میں ضرور پائی جاتی ہے مثلاً انسان ایک کُلّی ہے زید، عمرو، بکر، خالد اس کی جزئیات ہیں تو یہ کُلّی اپنی ہر جز میں مکمل موجود ہے اس لیے زید بھی انسان ہے، عمرو بھی انسان ہے بکر اور خالد بھی انسان ہے) تو جو شخص ایصالِ ثواب یعنی کُلّی کو تو مانے اور اس کی جزئیات یعنی گیارہویں شریف، عرس مبارک، قل، چالیسویں کا انکار کرے وہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی کہے میں انسان کو تو مانتا ہوں مگر زید، عمرو، بکر کو نہیں مانتا تو اس عقل کے اندھے کو کہا جائے

گا کہ درحقیقت تو انسان ہی کو نہیں مانتا کیونکہ انسان تو کلی ہے اور کلی جب بھی پائی جاتی ہے کسی نہ کسی جزی کے ضمن میں پائی جاتی ہے جیسے زید عمرو بکر کے بغیر انسان نہیں ایسے ہی ایصال ثواب کی جو بھی صورت ہوگی وہ زید عمرو بکر کے حکم میں ہوگی اور مطلقاً ایصال ثواب انسان کے حکم میں ہوگا۔ جو بھی انسان ہوگا یا زید ہوگا یا عمر ہوگا یا بکر، خالد ہوگا اور جو بھی ایصال ثواب ہوگا یا گیارہویں ہوگی یا قل ہوں گے یا چالیسواں ہوگا یا دعا ہوگی یا فاتحہ ہوگا۔ تو جیسے زید عمرو کا منکر انسان ہی کا منکر ہے ایسے ہی ایصال ثواب کی مروجہ صورتوں کا منکر درحقیقت ایصال ثواب ہی کا منکر ہے

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

اس کلیے کو یاد رکھ لیا جائے تو کچھ نہ کچھ پڑھا ہوا منکر بھاگ کر نہیں جاسکے گا اور جہالت و ضد کا علاج کوئی نہیں ہے۔ واللہ لا یھدی القوم الظلمین ۝ اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔

ایصال ثواب قرآنی آیات کی روشنی میں:

والذین جاء وامن بعهدهم يقولون ربنا اغفر لنا ولا خواننا الذین سبقونا بالا یمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انک رؤوف رحیم ۝ (الحشر پارہ ۲۸ آیت ۱۰)۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے نزول سے لے کر تا قیامت اہل ایمان کے تین گروہ بنائے ایک انصار، دوسرے مہاجرین اور تیسرے قیامت تک بعد میں آنے والے مسلمان، تو فرمایا ان انصار و مہاجرین کے بعد میں آنے والے جو اہل ایمان ہیں ان کی نشانی یہ ہے ”اور جو ان کے بعد آئے وہ اللہ تعالیٰ سے (ان کے حق میں دعا کرتے ہوئے) یوں عرض کرتے ہیں، اے ہمارے رب! ہمیں بھی بخش دے اور ہمارے بھائیوں (انصار و مہاجرین) کو بھی بخش دے جو ایمان میں ہم سے سبقت لے گئے اور ہمارے دلوں میں ان کے

متعلق کھوٹ نہ رکھائے ہمارے رب! بے شک تو بھی مہربان، رحم والا ہے۔
اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ فوت شدگان کے لیے ایصالِ ثواب اور دعائے خیر کا منکر تو اہل ایمان سے ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ انصار و مہاجرین تو اس دنیا سے رخصت ہو گئے لہذا بعد میں آنے والے وہی ایماندار ہوں گے جو ان کے لیے دعائے خیر کریں گے اور ان کو ایماندار سمجھیں گے لہذا صحابہ کے ایمان کا منکر بھی جاء وامن بعدہم میں شامل نہیں ہو سکتا اور ایصالِ ثواب کا منکر بھی اسی کھاتے میں جائے گا

۔ یوں نہ نکلیں آپ بر چھان کر

اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

(۲) حضرت نوح علیہ السلام اپنے والدین اور تمام اہل ایمان کے لیے دعا فرماتے ہیں اور ان کی دعا کا ذکر قرآن مجید کی سورۃ نوح میں ہے:

رب اغفر لی والوالدی وللمؤمنین
والمؤمنات ولا تزد الظلمین الا تبارا (پارہ ۲۹ آیت ۲۸)

اے میرے رب! مجھے بخش دے اور میرے والدین کو اور ان تمام اہل ایمان کو جو میرے گھر میں داخل ہوئے اور دیگر تمام مومنین و مومنات کو اور ظالموں کے لیے ہلاکت اور زیادہ کر دے۔

ثابت ہوا کہ ایصالِ ثواب اور دعائے خیر کا معاملہ صرف اس امت کا نہیں بلکہ پہلی امتوں میں بھی یہ سلسلہ جاری و ساری تھا اور اللہ کے نبی بذاتِ خود یہ عمل سرانجام دیتے تھے اگر اس کا فائدہ نہ ہوتا تو اہل ایمان کے لیے دعا اور ظالموں کا فروں کے لیے بدعا کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ ایمان والوں کے لیے دعا کرنا بتاتا ہے، کہ کافروں کو دعا کا کوئی فائدہ نہیں ہے اور کافروں کے لیے بد دعا کرنا ظاہر کرتا ہے کہ جب بد دعا سے ظالموں کو نقصان ہوتا ہے تو دعا سے ضرور اہل ایمان کو فائدہ پہنچتا ہے بلکہ زندوں کی دعا سے ان دعا کرنے والے زندوں کو اور جن فوت شدگان کے لیے دعا کر رہے ہیں دونوں

کو فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ طبرانی نے الاوسط میں مرفوعاً روایت کیا ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا میری امت مرحومہ ہے قبروں میں تو گناہ اپنے ساتھ لے کر جائے گی مگر قبروں سے نکلے گی تو گناہ کوئی نہ ہوگا اور یہ گناہ اہل ایمان (زندوں) کی دعائے مغفرت سے معاف ہوں گے۔ (تفسیر مظہری)

اسی لیے امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے متعدد اہل اسلام کا اس بات پر اجماع بیان کیا ہے کہ زندوں کی دعاؤں سے مردوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔
اسی طرح قرآن مجید میں ابراہیم علیہ السلام کی دعائیں ساستغفر لک ربی انہ کان بی حفیاً ۵ (سورہ مریم آیت ۴۷) قریب ہے میں تیرے لیے اپنے رب سے معافی چاہوں گا جو مجھ پر بڑا مہربان ہے۔

ربنا اغفر لی ولوالدی وللمؤمنین یوم یقوم الحساب ۵

(سورہ ابراہیم آیت ۴۱)

”اے اللہ! مجھے اور میرے ماں باپ کو بخش دے اور تمام اہل ایمان کو جس دن حساب قائم ہوگا۔“

پھر حضرت یوسف علیہ السلام کی بھائیوں کے لیے دعا:

لا تشریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وهو ارحم الراحمین ۵

(سورہ یوسف آیت ۹۲)

”آج تم پر کوئی ملامت نہیں اللہ تمہیں معاف فرما دے گا اور وہ بہت زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔“

حضرت یعقوب علیہ السلام کی اپنے بیٹوں کے لیے دعا۔ (جب بیٹوں نے دعا کی درخواست کی)

یا اباانا استغفر لنا ذنوبنا انا کنا خاطئین ۵ (یوسف آیت ۹۷)

”اے ہمارے باپ! ہمارے گناہوں کی رب سے معافی مانگیے! بے شک ہم خطاوار ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا:

سوف استغفر لکم ربی انہ هو الغفور الرحیم ۵ (یوسف ۹۸)

میں عنقریب تمہارے لیے اپنے رب سے بخشش چاہوں گا بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے۔ چنانچہ تفاسیر میں آتا ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹوں کے لیے تہجد کے وقت دعا فرمائی جو قبول ہوئی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے لیے اور اپنے بھائی کے لیے دعا فرمائی:
رب اغفر لی ولا خی وادخلنا فی رحمۃک۔ (اعراف آیت ۱۵۱)
اے اللہ! مجھے اور میرے بھائی کو معاف کر دے اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل فرما۔

فرشتے بھی اہل ایمان کے لیے بخشش کی دعا کرتے ہیں:

والملائکۃ یسبحون بحمد ربہم ویستغفرون لمن فی الارض (سورہ شوریٰ آیت ۵)

اور فرشتے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور زمین والوں کے لیے بخشش کی دعا کرتے ہیں۔
اسی طرح حاملین عرش (مقرب ترین فرشتے) بھی اہل ایمان کے لیے بخشش کی دعا کرتے ہیں۔

الذین یحملون العرش الی اخر الایۃ (پ ۲۳ سورہ المؤمن)

اہل ایمان کو ان کے مال اور اولاد فائدہ دیتے ہیں:

ان الذین کفروا لن تغنی عنهم اموالہم ولا اولادہم من اللہ شینا۔ (المران)

بے شک جو کافر ہیں ان کے مال و اولاد ان کو ذرہ برابر بھی فائدہ نہیں دیں گے ظاہر ہے یہاں مراد اخروی فائدہ ہے جس کی نفی فرمائی گئی ہے ورنہ دنیا میں تو وہ لوگ مال و اولاد سے نفع حاصل کر رہے ہیں تو ثابت ہوا کہ مرنے کے بعد کافر کو اس کا مال و اولاد کوئی نفع نہ دے گا اور ایمان والوں کو مال بھی نفع دے گا اولاد بھی۔ مال خرچ کر کے (صدقہ جاریہ اور خلق خدا کو فائدہ پہنچا کر) اور اولاد دعا کر کے اپنے والدین کو فائدہ پہنچائے گی۔ اس سے اس عقیدے کا بھی رد ہو گیا کہ کوئی کسی کو نفع نہیں پہنچا سکتا۔

سوال: قرآن پاک میں ہے: ان لیس للانسان الا ما سعی (النجم ۳۹)۔
انسان کو اس کا فائدہ ہوگا جو اس نے خود کمایا اور لہا ما کسبت ولکم
کسبتم (البقرة) جس نے نیکی کی اس کا فائدہ اس کو ہوگا۔ لہذا نیکی کر کے
دوسرے کو ثواب پہنچانا کیسا؟

جواب: ایسا ہی جیسا حضور علیہ السلام نے حضرت سعد کی ماں کو حضرت سعد کے (محنت
سے کھودے ہوئے) کنوئیں کا ثواب پہنچایا اور فرمایا ہذہ لام سعد۔

(مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۱۶۹، سنن نسائی، ابوداؤد)

ظاہر ہے یہ کنواں حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کھدوایا کیونکہ حدیث شریف کے
الفاظ ہیں فحفر بئرا۔ انہوں نے کنواں کھودا۔ تو ان کی اس سعی اور محنت کو حضور
علیہ السلام نے کیسے ان کی ماں کے کھاتے میں ڈال دیا۔ ہذہ لام سعد۔ یہ
سعد کی ماں کے لیے ہے حالانکہ کنواں سعد کا تھا مگر ثواب سعد کی ماں کے لیے
ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے ذریعے سوال کرنے والوں
کو ایک دوسری آیت کے ذریعے جواب دیا:

والذین امنوا واتبعتهم ذریعتهم بایمان الحقنا بهم ذریعتهم۔

(الطور: ۲۱)

فرمایا لیس للانسان الا ما سعی۔ والی قرآنی آیت اس آیت سے
منسوخ ہے کہ اس میں فرمایا گیا ہے جن ایمان والوں کی اولاد نے ایمان
کے ساتھ ان کی پیروی کی ہم نے ان کی اولاد کو ان سے ملا دیا۔

(تفسیر مظہری ج ۱۱ صفحہ ۱۷۶)

روح البیان میں بھی لیس الانسان..... کو منسوخ الحکم فرمایا گیا ہے

(صفحہ ۲۳۷)

اور اگر منسوخ نہ بھی مانا جائے تو الانسان سے مراد کافر انسان ہوگا کیونکہ اس کو
تو اپنے عمل کا بھی اخروی فائدہ نہیں ہوگا تو دوسرے کے عمل کا اس کو کیا فائدہ؟ اس کی ساری

کوشش (ماسعی) تو دنیا کے لیے ہے جب کہ و مالہ فی الاخرۃ من نصیب (شوری)
حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کے مطابق یہ حکم حضرت موسیٰ و ابراہیم علیہما السلام کی
امتوں کے لیے تھا:

و اما هذه الامة فلهم ما سعوا وما سعى لهم غيرهم .

(روح البیان صفحہ ۲۴۷، جلد ۹)

رہی یہ امت (امت محمدیہ) تو اس کے لیے اپنے کیے کا بھی ثواب ہے اور
دوسرے جو ان کے لیے (مرنے کے بعد) کریں گے اس کا بھی ثواب ہے کیونکہ اگر منکرین
کے اس استدلال باطل کو مان لیا جائے تو قرآن پاک کی مذکورہ تمام آیات اور ان کے علاوہ
دیگر کئی آیات قرآنیہ جن میں دوسروں کو فائدہ پہنچنے کا ذکر ہے بے معنی ہو کر رہ جاتی ہیں۔

متعدد قرآنی آیات سے استدلال:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

هو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً۔ (البقرہ)

اللہ وہی ہے جس نے تمہارے فائدے کے لیے زمین کی ہر شے پیدا فرمائی۔
اس آیت مبارکہ سے اصول فقہ کا ایک مشہور قاعدہ اخذ کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے
فی اصل الاشیاء الا باحۃ کہ ہر شے میں اصل جائز ہونا ہے۔ پھر جو
نا جائز ہوتا گیا اس کو بیان کر دیا، زنا، فحاشی کو حرام کیا تو فرمایا قل انما حرم
ربی الفواحش ما ظهر منها وما بطن (اعراف ۳۳) اولاد کو قتل نہ کرنا۔
زنا کے قریب نہ جانا۔ ناحق قتل، ناپ تول میں کمی بیشی وغیرہ وغیرہ احکام
نازل فرمائے۔ (الانعام، الاسراء) شرک نہ کرنے کا حکم دیا۔ قل تعالوا
اتل ما حرم ربکم علیکم ان لا تشرکوا بہ شینا (انعام) والدین
کی نافرمانی کو حرام کیا تو آیت نازل کی:

وقضی ربک ان لا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احساناً۔

(بنی اسرائیل)

مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا جانے والا جانور حرام کیا تو انما حرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر..... الی آخرہ کی آیت نازل ہوئی الغرض جو حرام و ناجائز ہوتا گیا اس کے بارے میں حکم نازل ہوتا گیا۔ جب کہ پاکیزہ چیزوں کی حلت کو بھی کئی مقامات پر بیان کیا گیا ہے مثلاً:

یا ایہا الذین امنوا لا تحرموا طیب ما احل اللہ لکم .
اے ایمان والو! پاک اور حلال چیزوں کو حرام نہ کہو کیونکہ یہ یہود کے لیے تھا۔
کہ ان کے ظلم کی وجہ سے اللہ نے پاک چیزیں ان کے لیے حرام فرمادیں۔
فبظلم من الذین ہادوا احرمنا علیہم طیب ما احلت لہم (النساء)
ہمیں حکم دیا:

ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب هذا حلال وهذا حرام
لتفتروا علی اللہ الکذب . (القرآن)

اپنی زبانوں سے جو چاہو حلال اور جس کو چاہو حرام نہ بناتے پھرتا کہ اللہ پر جھوٹا بھتان باندھو۔ کیونکہ ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون ۝ اللہ پر بہتان باندھنے والے کبھی فلاح نہیں پاتے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما و ان الشیطن لیوحن الی اولیائہم (شیطان اپنے دوستوں کی طرف وحی کرتے ہیں) آیہ قرآنی کی تفسیر میں فرماتے ہیں کانوا یقولون ما ذکر علیہ اسم اللہ فلا تاكلوا وما لم یذكر اسم اللہ علیہ فكلوه (سنن ابن ماجہ صفحہ ۲۳۶)

شیاطین ان کو یہ کہتے کہ جس پر اللہ کا نام لیا جائے وہ نہ کھایا کرو اور جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے وہ کھالیا کرو۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

ولا تاكلوا مما لم یذكر اسم اللہ علیہ وانه لفسق .
اور اسے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے اور وہ بے شک نافرمانی ہے۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فكلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ ان کنتم بایتہ مومنین ۝ (الانعام)

(خیال رہے: مَنْ دُونَ اللّٰہ سے مراد اولیاء اللہ نہیں ہیں بلکہ دشمنانِ خدا و رسول ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ہے افْتَحْذَوْا نَہْ وَذَرِیْتِہٖ اَوْلِیَاءَ مَنْ دُونِیْ وَہُمْ لَکُمْ عَدُوٌّ)

جس پر اللہ کا نام لیا جائے اگر ایمان والے ہو تو کھاؤ۔ نیز فرمایا:

وَمَا لَکُمْ اِنْ لَا تَاکُلُوْا مِمَّا ذَکَرَ اِسْمَ اللّٰہِ عَلَیْہِ۔

تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے اسے کیوں نہیں کھاتے وقد فَصَّلَ لَکُمْ مَا حَرَّمَ عَلَیْکُمْ۔ حالانکہ اللہ نے حرام چیزوں کو تفصیل سے بیان فرمادیا ہے۔

یہ بات یاد رہے کہ جانور کو ذبح کرتے وقت اللہ کا نام جان بوجھ کر نہ لینا اور غیر اللہ کا نام لینا اس سے جانور حرام ہو جاتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ مخلوق میں سے کسی کا نام اس کو ثواب پہنچانے کے لیے لے لینا بھی جائز بلکہ حدیث سے ثابت ہے کیونکہ حضور علیہ السلام نے قربانی کے جانور کو ذبح فرماتے ہوئے کبھی اللھم تقبل من محمد فرمایا کبھی من محمد و امۃ محمد فرمایا، کبھی منی ومن لم یضح من امتی فرمایا اور کبھی منی ومن زوجتی فرمایا اور پھر اس جانور کا گوشت بھی حضور علیہ السلام نے حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کے گھر بھیجا۔ معلوم ہوا کہ غوثِ پاک کا لنگر پکا کر آپ کے ماننے والوں میں بانٹنا جائز بلکہ حدیث سے اشارۃً ثابت ہے پھر کسی کا یہ کہنا کہ گیارہویں اور ختم کا کھانا نعوز باللہ خنزیر سے بدتر ہے بقول مولانا محمد عمر اچھروی علیہ الرحمۃ اس نے پھر خنزیر کھایا ہوگا کہ اس کو بدتر ہونے کا اندازہ ہو گیا۔

یہودیوں نے چند حلال چیزوں کو اپنے اوپر حرام کیا ان کو بندر اور سور بنا دیا گیا۔ حالانکہ وہ جن چیزوں کو حرام کہتے تھے ان کو کھاتے بھی نہ تھے اور گیارہویں، ختم شریف کے منکر حرام بھی کہتے جاتے ہیں کھاتے بھی جاتے ہیں اس لیے ہی تو آنکھیں دھنسی ہوئی ہیں چہرے مَرے مَرے

کبھی کہیں داتا صاحب جانا حرام، حلوہ کھانا حرام، سر جھکانا حرام اور جب ایکشن کا زمانہ آئے تو سارے کام حلال۔

مفتی اور عبید ہیں حاضر مزار پر
داتا نے منکروں کو در پر بلا لیا
دستار بندی کے وقت منظر عجیب تھا
داتا کے در پہ آئے تو سر کو جھکا لیا
لوگوں کو ہم نے دیکھا ہے ابنائے وقت ہیں
دین اپنا جیسا وقت ہو ویسا بنا لیا

(علامہ ابوالنور مولانا محمد بشیر صاحب کوٹلوی)

گیارہویں کا حلوہ حرام اور ہولی دیوالی کی پوریاں حلال
امام حسین کی سبیل کا پانی حرام اور ہندوؤں کا سب کچھ حلال
اصل بات یہ ہے کہ:

کہاں کا حلال کہاں کا حرام جو صاحب کہے اسے چٹ کیجئے
داتا کے دربار پر قرآن خوانی حرام اور اندرا گاندھی مر جائے تو ساری دنیا نے
ٹی وی پر ان حضرات کو قرآن خوانی کرتے دیکھا۔ اس سے کیا یہ معلوم نہیں ہوتا
گاندھی سے یہ آباء نے تیرے عہد کیا تھا

ہر عبد خدا عبد صنم ہو کے رہے گا
ہمیں کوئی حسد اور دکھ نہیں ہے اگر یہودی و مرزائی بھی ختم پڑھنے شروع کر
دیں تو ختم ختم نہیں ہوں گے لیکن جب تم لوگ حرام بھی کہتے ہو اور کھا بھی جاتے ہو۔
غریب کے ختم کو حرام کہہ دیا اور چوہدری ظہور الہی کے ختم میں خود شامل ہو گئے ختم پڑھا
بھی اور ختم کر بھی دیا، یہ کیا انصاف ہے؟ کبھی بہانہ بناؤ کہ گیارہویں غوث پاک کی ہے
نہ کہ اللہ کی، تو غیر اللہ کے نامزد کر دینے سے حرام ہو گئی۔ اس طرح تو صرف گیارہویں ہی
نہیں ہر شے حرام ہو گئی تیری دوکان، تیرا مکان، تیری بیوی، تیرے بچے کیونکہ یہ سب

کچھ تیرے ہیں۔ بیوی تیری بیوی ہے نہ کہ اللہ کی، بچے تیرے بچے ہیں نہ کہ اللہ کے (لم يتخذ صاحبة ولا ولدا) پھر تو مسجد بھی غیر اللہ کے نامزد ہیں یہ فلاں فرقے کی ہے، وہ فلاں فرقے کی بلکہ نمازیں بھی غیر اللہ کے نامزد ہیں یہ فجر کی ہے یہ ظہر کی ہے یہ عصر و مغرب کی۔ کیا یہ ظہر، عصر، مغرب اللہ ہے؟

کچھ خدا کا خوف کرو دین کو مذاق نہ بناؤ، اگر کوئی جانور بت کے نام نامزد ہوا اور کوئی مسلمان اس کو اللہ کے نام پر ذبح کر دے تو ساری عمر بت کے نامزد رہنے والا جانور حرام نہیں ہے کوئی نجد و دیوبند کا مفتی اس کے حرام ہونے کا فتویٰ نہیں دے سکتا۔ رد المختار اور عالمگیری میں اس کو حلال لکھا گیا ہے اور ما جعل اللہ من بحيرة ولا سائبة ولا وصلية ولا حام۔ آیہ قرآنی کے تحت خود تمہارے مفسرین نے اس جانور کو حلال لکھا ہے، تو غوث اعظم کے ایصال ثواب کے لیے پالا جانے والا بکرا کیوں حرام ہے؟

بتوں سے تم کو امیدیں خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے

وہابیہ کے چند عقائد:

دراصل ہاتھ نہ پہنچے تو کہہ دیا تھو کوڑے۔ یہ اپنی اپنی قسمت کی بات ہے کوئی گیارہویں کا حلوہ کھائے شبرات کے لڈو کھائے اور آنجناب زانیہ کا مال کھائیں

(اخبار اہل حدیث امرتسر صفحہ ۹، ۱۹۱۵ء)۔

(اخبار اہل حدیث صفحہ ۱۲، اپریل ۱۹۳۰ء)

(نزل الابرار صفحہ ۷۸ جلد ۳)

(فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۱۳۵، جلد ۲)

بنک کا سود جائز کہہ کر کھائیں۔

کافر کا ذبیحہ شوق سے کھائیں۔

کو اکھا کر ثواب کمائیں۔

بجو کھانا مباح فرمائیں۔

(فقہ محمدی صفحہ ۱۲۳، جلد ۵، عرف الجادی صفحہ ۲۳۳، فتاویٰ ستاریہ صفحہ ۲۱، جلد ۲)

(فقہ محمدیہ جلد ۵، صفحہ ۱۲۳)

جنگلی گدھا حلال بتائیں۔

کچھوا، کوکرا، گھونگا بڑے شوق سے تناول فرمائیں۔ (فتاویٰ ثنائیہ صفحہ ۵۵۷، ۵۹۸)
گوہ اور سانڈ (ساہنا) بھی حلال فرمائیں۔

(تفسیر ستاری صفحہ ۴۲۶، فقہ محمدیہ صفحہ ۱۲۳، جلد ۵، فتاویٰ ثنائیہ صفحہ ۱۷۲، جلد ۲)
غیر مسلموں کا صدقہ و چندہ وصول فرمائیں۔

(اخبار اہل حدیث نومبر، مارچ، ۱۹۱۳، ۱۹۳۳، فتاویٰ رشیدیہ جلد ۳، صفحہ ۱۱۸)
نسلی مرزائی کا ذبیحہ جائز فرمائیں۔ (کفایت المفتی صفحہ ۳۱۱ تا ۳۱۷، جلد ۱)
اور ”سوسار کی ایک لوہار کی“ آپ کے مجتہد و امام قاضی شوکانی پانی کے کتے
خنزیر اور سانپ کو بھی حلال فرمائیں۔

حل جميع حيوانات البحر حتی کلبہ و خنزیرہ و ثعبانہ .

(نیل الاوطار صفحہ ۲۷، جلد ۱ مطبوعہ مصر)

کفر کی رغبت دل میں ہے، اور بتوں کی چاہ بھی
کہتے جاتے ہیں مگر منہ سے معاذ اللہ بھی

(اکبر الہ آبادی)

حالانکہ حکماء کے نزدیک خشکی اور دریائی جانوروں کے اوصاف تقریباً ایک ہی
طرح کے لکھے گئے ہیں۔

(خزان الاودیہ صفحہ ۳۸۵، ۳۷۶، جلد ۵ از حکیم محمد نجم الغنی رائے پوری)

جب مرغوب غذا میں ایسی مقوی و مرغن ہوں گی تو طبیعت میں ایسا جلال کیوں
نہ ہو کہ ہر اچھی چیز کو حرام و ناجائز بتاتے جائیں اور سبحان اللہ ہماری غذا

یہ گھی اور چینی کا عمدہ نوالہ

ملے اس کو جو ہے قسمت والا

عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم یحب الحلوا والعسل . (بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۸۱۷)

حضرت عائشہ رضی اللہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام کو حلوا

اور شہد بہت پسند تھے۔

جیسے موسم و علاقے کا طبیعت میں اثر ہوتا ہے یقیناً غذا کا بھی ضرور اثر ہوتا ہے یہ حکماء کے نزدیک مسلمہ اصول ہے۔ ہمارے ایک بزرگ ممتاز عالم دین حضرت قاری محمد یوسف سیالوی صاحب فرماتے ہیں مجھے ایک بزرگ ڈیرے دار غیر مقلد کہتا ہے مولوی صاحب ایک بات تو بتاؤ یہ وہابی (بڑی گالی دے کر) اتنے خشکے کیوں ہوتے ہیں۔ انہوں نے کہا کبھی گوہ کھاتے ہیں کبھی کوا کبھی کچھوا۔ ان کو گیارہویں کا حلوہ اور شبرات کے لڈو کھلاؤ تا کہ ان کی خشکی دور ہو۔ جب تک قوم موسیٰ کی بات مانتی رہی ان کو من و سلوی ملتا رہا نا فرمان ہوئی تو مسور کی دال پر گزارا کرنا پڑا

شبرات کا حلوہ ہم کھائیں میلاد کے لڈو ہم کھائیں

اور تیری قسمت میں کوا، کہو لا الہ اللہ

لطیفہ: ایک مناظرے میں جب ایصالِ ثواب کو مد مقابل باوجود دلائل کے نہیں مان رہا تھا اور ”ثواب نہیں پہنچتا“ کی رٹ لگا رہا تھا تو سنی مناظر نے اس کی فوت شدہ ماں کو گالی دے دی، بس اب نوبت لڑائی تک آگئی تو سنی عالم نے کہا لڑنے کی کیا بات ہے مسئلہ حل ہو گیا اور تم نے در پردہ مان لیا جب فوت شدہ کو گالی پہنچ سکتی ہے تو قرآن کا ثواب کیوں نہیں پہنچ سکتا۔

سوال: بندہ اگر جنت میں پہنچ گیا ہے تو اس کو ان قل کے چنوں کی، امرود اور آم کے ٹکڑوں کی کیا ضرورت ہے کیا جنت میں یہ نعمتیں نہیں ہیں؟

جواب (۱): ہم کب کہتے ہیں کہ یہ چنے اور امرود یا آم ہی پہنچتے ہیں، یہ تو اس دنیا کی کرنسی ہے عالم برزخ میں اس کو ثواب کی کرنسی میں تبدیل کر کے اس کو ثواب کا تحفہ ملتا ہے جیسے قربانی کے بارے فرمایا گیا:

لن ینال اللہ لحومہا ولا دماءہا ولكن ینالہ التقویٰ منکم (الحج)
یہ گوشت اور خون اللہ کو نہیں پہنچتا بلکہ تقویٰ پہنچتا ہے کیونکہ گوشت تو گھروالے کھا جاتے ہیں خون گندی نالیوں میں بہہ جاتا ہے اور کھال لشکر طیبہ یا

جماعت اسلامی کو پہنچ جاتی ہے، تو کیا پھر قربانی ہی نہ کی جائے کہ اللہ کو گوشت کی کیا ضرورت؟ یا نماز نہ پڑھیں کہ فرشتے کیا کم ہیں نماز پڑھنے والے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو ان کی ماں کے ایصالِ ثواب کے لیے حضور علیہ السلام نے کنواں کھدوانے کا حکم دیا وہ کہہ سکتے تھے حضور! کیا جنت میں پانی کی کمی ہے وہاں تو دودھ اور شہد کی نہریں چل رہی ہیں۔ جانتے تھے کہ یہ پانی نہیں بلکہ ثواب پہنچے گا کیونکہ بندوں کو کھلانا پلانا ثواب کے لحاظ سے ایسے ہے جیسے رب کو کھلایا پلایا ہے جیسا کہ

حدیث شریف میں ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایک صاحبِ ثروت شخص کو فرمائے گا میں دنیا میں بھوکا تھا پیاسا تھا ننگا تھا تو نے مجھے کھلایا، پلایا، پہنایا کیوں نہیں؟ وہ کہے گا یا اللہ! تو تو ان چیزوں سے بے نیاز ہے۔ تو اللہ فرمائے گا میرا بندہ بھوکا پیاسا ننگا تھا اگر تو اس کو کھانے پینے پہننے کو دے دیتا تو مجھے اس کے پاس ہی پاتا (یعنی تجھے اتنا ثواب ملتا جیسے تو نے اپنے رب کو کھلایا، پلایا، پہنایا ہے)

جواب (۲): ہاں! کبھی کرم فرما کر جس شے پر ختم پڑھا گیا ہے وہ قبولیت کی علامت کے طور پر بعینہ وہی چیز کھا کر بھی ختم دلانے والے کی خوشیوں میں اضافہ فرماتے ہیں، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اخبرنی سیدی الوالد قال كنت اصنع في ايام المولد طعاما صلة بالنبي صلى الله عليه وسلم فلم يفتح لي سنة من السنين شيئا اصنع به طعاما فلم اجد الا حمصا مقلنا فقسمته بين الناس فرأيتہ صلى الله عليه وسلم وبين يديه هذه الحمص متبہجا بشاشا. (درثین صفحہ ۴۱)

میرے والد ماجد نے فرمایا میں ہر سال میلاد شریف کے موقع پر اظہار خوشی کے لیے کھانا پکا کر تقسیم کرتا ایک دفعہ تنگدستی کی وجہ سے میرے پاس سوائے بھنے ہوئے چنوں کے کچھ نہیں تھا، میں نے وہی چنے تقسیم کر دیئے۔ خواب

پہنچا سکیں گے اور ایک دوسرے کا بوجھ نہ اٹھا سکیں گے۔ مذکورہ آیات اور ان سے پہلی آیات یعنی سورۃ النجم کے تیسرے رکوع کے شروع سے لے کر مذکورہ آیات تک بھی ولید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئیں جو حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں آ کر قرآن سُنتا اور بے اختیار ہو کر کہہ اُٹھتا کہ ”یہ بڑا سرسبز کلام ہے، اس کی شاخیں پھلوں سے لدی ہوئی ہیں، اس کی رونق دل کو موہ لینے والی ہے، نہ یہ جادو ہے نہ شعر“۔

اس کے ساتھیوں کو جب معلوم ہوا تو اس کو ملامت کرنے لگے کہ کہیں یہ اسلام ہی نہ قبول کر لے، چنانچہ اس کے ایک بے تکلف دوست نے اس بارے جب اس سے بات کی تو اس نے جواب دیا! مجھے عذاب قیامت سے بہت ڈر لگتا ہے۔ تو اس کے دوست نے کہا! کہ تو مجھے اتنا مال دے دے اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ قیامت کے دن تیرا عذاب اپنے سر لے لوں گا۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔ بالکل ایسے ہی شفاعت کے بارے میں فرمایا! کہ کوئی (شفاعت) نہ کر سکے گا یعنی کافروں کی اور نہ وہ کسی کی کر سکیں گے جب کہ ایمان والے ایمان والوں کی شفاعت کریں گے۔

مذکورہ آیات کی تفسیر میں پیر کرم شاہ الازہری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں
حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پہلے یہ قانون رائج تھا کہ اگر ایک شخص کسی کو قتل کرتا تو قتل کی سزا اس کے باپ، اس کے بیٹے، اس کے بھائی اور اس کی بیوی یا اس کے غلام کو بھی دی جاتی۔ ان میں سے کسی کو پکڑ کر قتل کر دیا جاتا۔

قال البغوی عن عکرمۃ عن ابن عباس قال کا ہوا قبل ابراہیم علیہ السلام یا خذون الرجل بذنب غیرہ وکان الرجل یقتل بقتل ابیہ وابنہ اخیہ امراتہ وعبدہ

جب آپ مبعوث ہوئے تو آپ نے اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام سنایا:

ولا تسزروا ذرۃ اخریٰ کہ کسی کا گناہ کسی دوسرے پر نہیں ڈالا جائے گا۔ یوں اس ظالمانہ قانون کا قلع قمع ہوا۔ یہ نہ سمجھا جائے کہ کسی سابق رسول کی شریعت کا کیا مسئلہ تھا، بلکہ یہ ان کے دور جاہلیت کا ایک رواج تھا جو صدیوں سے ان میں چلا آ رہا تھا اور کبھی کسی نے اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند نہ کی تھی۔ بعینہ اس طرح جیسے حضور

سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے عربوں میں یہ دستور تھا کہ اگر کسی غریب قبیلے کا غلام یا عورت طاقت ور قبیلے کے کسی فرد کو قتل کر دیتے تو طاقت ور قبیلہ بطور قصاص اس قاتل غلام یا عورت کو قتل کر کے مطمئن نہ ہوتا، بلکہ عورت کے بجائے ان کے کسی مرد اور غلام کے بجائے ان کے کسی آزاد مرد کو قتل کیا جاتا اور جب الحر بالحر والعبد بالعبد نازل ہوئی تو جہالت کے اس ظالمانہ دستور کا خاتمہ ہوا۔

بظاہر بعض آیتیں اور حدیثیں اس آیت سے متعارض معلوم ہوتی ہیں۔ مثلاً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے من سن سنة سيئة فله وزرها ووزر من عمل بها الى يوم القيامة۔ (اخرجه احمد ومسلم من حديث جرير ابن عبد الله)

یعنی امام احمد اور مسلم نے جریر بن عبد اللہ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو شخص بُرا طریقہ رائج کرتا ہے اس پر اس کا بوجھ بھی لا دا جائے گا اور قیامت تک جو لوگ اس طریقے کو اختیار کریں گے، ان کا بوجھ بھی اس پر لا دا جائے گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ دوسروں کے گناہ کا بوجھ بھی کسی پر لا دیا جاتا ہے، حالانکہ آیت اس کی نفی کرتی ہے۔ اس کا جواب یہ دیا گیا کہ چونکہ یہ شخص قیامت تک آنے والے بدکاروں کی بدکاری کا سبب بنا ہے، اس لیے وہ ان بدکاریوں میں شریک ہے۔ اسی کی سزا سے ملے گی۔ یہ نہیں کہ ان بدکاروں کو کوئی سزا نہ دی جائے گی اور ان سب کی سزا اس شخص کو دی جائے گی۔

دوسری حدیث ہے جس کے راوی ابن عمر رضی اللہ عنہ ہیں: اذا انزل الله بقوم عذاباً اصاب العذاب من كان فيه ثم بعثوا على اعمالهم (متفق علیہ) یعنی جب کسی قوم پر اللہ تعالیٰ عذاب نازل کرتا ہے تو اس قوم کے تمام افراد (نیک و بد) اس عذاب میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ پھر قیامت کے دن وہ اپنے اعمال کے مطابق قبروں سے اُٹھائے جائیں گے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عذاب ان لوگوں پر بھی نازل ہوتا ہے جو

مجرم نہیں ہوتے، حالانکہ آیت اس کی تردید کرتی ہے، تو اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ جو لوگ ان جرائم کا ارتکاب نہیں کیا کرتے تھے، لیکن مجرموں کو منع بھی نہیں کرتے تھے، بلکہ خاموشی سے ان گناہوں کو دیکھتے رہتے تھے، ان کی یہ خاموشی ان کا گناہ تھا جس کی وجہ سے وہ اس عذاب میں مبتلا کیے گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک حدیث جو سنن اربعہ میں مروی ہے اس میں یہ تصریح موجود ہے کہ جب لوگ ظالم کو دیکھتے ہیں اور ظلم سے اس کا ہاتھ نہیں پکڑ لیتے تو ان پر بھی عذاب نازل ہوگا۔ اسی طرح ایک اور حدیث میں بتایا گیا ہے کہ جب انسان فوت ہو جاتا ہے اور اس کے رشتہ دار ماتم کرتے ہیں تو ان کے ماتم کرنے کے گناہ کا عذاب اس میت کو دیا جاتا ہے۔ یہ حدیث بھی اس آیت کے بظاہر منافی ہے۔ اس کے بارے میں علما فرماتے ہیں کہ میت کو اس وقت عذاب ہوگا جب یا تو وہ وصیت کر جائے کہ مجھ پر ماتم کرنا یا اسے معلوم تھا کہ اس کے گھر والے اس کے مرنے پر ماتم کریں گے اور اس نے ان کو منع نہیں کیا۔ اب یہ عذاب اس کے اپنے گناہ کا ہوگا۔

بہر حال اس آیت سے معلوم ہو گیا کہ حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کے صحیفوں میں جو یہ حکم نازل ہوا تھا وہ شریعت محمدیہ میں بھی باقی ہے۔ کسی کے گناہ کے بدلے میں کسی دوسرے کو سزا نہیں دی جائے گی۔ ہر شخص اپنے فعل کا خود ذمہ دار ہے۔

یہ حکم صحیف موسیٰ اور ابراہیم علیہما السلام میں بھی موجود تھا اور شریعت اسلامیہ میں بھی یہ قانون باقی ہے، لیکن بعض کج فہموں نے اس آیت کو ایسے معانی پہنائے ہیں جن سے متعدد دوسری آیات کی تردید اور تکذیب ہوتی ہے، اس لیے ہمیں بڑے اطمینان سے ان باطل معانی کا جائزہ لینا چاہیے اور اس کے حقیقی مفہوم کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے، کیونکہ یہ طریقہ کسی طرح بھی مستحسن نہیں کہ ایک آیت کی ایسی من مانی تشریح کی جائے جس سے متعدد آیات کی تغلیط ہوتی ہو۔

اشتراکی ذہنیت رکھنے والے جو محنت کو ضرورت سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں وہ

اس آیت کا یہ مفہوم بیان کرتے ہیں کہ ہر انسان صرف اسی چیز کا حقدار ہے جو اس نے اپنی محنت اور کوشش سے حاصل کی ہو اور اپنے اس نظریے کو قرآن کریم کی اس آیت کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو ہمیں ان سے کسی بحث کی ضرورت نہ تھی۔ ہر شخص اپنی پسند کے مطابق جس نظریے کو چاہے اپنائے، ہمیں اس پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے، لیکن اپنے من گھڑت نظریات کو قرآن پاک کی طرف منسوب کرنا ایک ایسی زیادتی ہے جس پر خاموش رہنا ہمارے لئے ممکن نہیں۔ ہم ان صاحبان سے پوچھتے ہیں کہ کیا قرآن کریم کی متعدد آیات میں میراث کے احکام مذکور نہیں۔ باپ کے مرنے کے بعد اولاد کو جو جائیداد منقولہ اور غیر منقولہ ورثہ میں ملتی ہے، کیا اس میں ان کی محنت اور کوشش کا کوئی دخل تھا؟ ایسی جائیداد کا قرآن نے انہیں کامل مالک ٹھہرایا ہے، خصوصاً بچیاں یا شیرخوار بچے جنہوں نے کسی طرح بھی اس جائیداد کے بنانے میں کوئی حصہ نہیں لیا وہ بھی وارث ہوتے ہیں اس کے علاوہ زکوٰۃ، صدقات جب کوئی شخص کسی مستحق کو دیتا ہے تو مستحق اس کا کامل مالک بن جاتا ہے۔ اس میں ہر قسم کا تصرف کر سکتا ہے، حالانکہ اس نے اس مال کے کمانے میں ایک قدم تک نہیں اٹھایا۔ آیت کا خود ساختہ مفہوم اختیار کر کے کیا یہ لوگ ان صد ہا آیات پر قلم تنسیخ پھیر دیں گے جن میں میراث، وصیت، زکوٰۃ، صدقات اور ہبہ کے احکام مذکور ہیں۔

ان شترا کی اذہان کے علاوہ ایک اور فرقہ گذرا ہے جو تاریخ اسلام میں معتزلہ کے نام سے مشہور ہے، انہوں نے اس آیت کا یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ کسی کے عمل کا ثواب کسی دوسرے انسان کو نہیں پہنچ سکتا۔ ہر شخص کو انہی اعمال کا اجر ملے گا جو اس نے خود کیے ہیں، کیونکہ قرآن کریم کی اس آیت میں تصریح کی گئی ہے کہ لیس للانسان الا ما سعی ۵

ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ اگر کسی کا عمل کسی کے لئے نفع بخش نہیں ہے تو قرآن کریم کی متعدد آیات میں مسلمانوں کے لئے استغفار کا حکم دیا ہے اور متعدد آیات میں یہ بتایا گیا ہے کہ فرشتے مسلمانوں کی بخشش کے لئے استغفار طلب کرتے ہیں۔ کئی

ایسی آیات ہیں جن میں انبیائے کرام علیہم السلام نے اپنے والدین، اولاد اور مومن مردوں اور عورتوں کے لئے بخشش کی دعا میں مانگی ہیں۔ اگر استغفار اور دعاؤں کا میت کو کوئی نفع نہیں پہنچتا تو پھر ان لا حاصل کاموں میں انبیاء اور ملائکہ وقت کیوں ضائع کرتے رہے اور ہمیں مسلمان بھائیوں کے لئے مغفرت کا کیوں حکم دیا گیا ہے ساری امت مسلمہ نماز جنازہ ادا کرتی ہے۔ اس میں کسی فرقہ کی تخصیص نہیں۔ یہ نماز جنازہ بھی دعائے مغفرت ہے۔ اگر یہ بے سود اور لا حاصل ہے تو اس تکلف کو بجالانے کا حکم اسلام نے کیوں دیا؟ معتزلہ کے اس مفہوم کو اگر صحیح تسلیم کر لیا جائے تو قرآن کریم کی کثیر التعداد آیات بے معنی ہو کر رہ جاتی ہیں، اس لئے امت کا جماع بھی اسی بات پر ہے کہ ہم اپنے اعمال کا ثواب اپنے والدین اور دوسرے مومنین کو پہنچا سکتے ہیں اور اس سے انہیں فائدہ بھی پہنچتا ہے۔ اصولی طور پر تو علمائے اسلام کا اس پر اتفاق ہے، تفصیلات میں کچھ اختلاف ہے جس کا خلاصہ پیش نظر ہے:

عبادات کی تین قسمیں ہیں۔ خالص بدنی عبادات مثلاً نماز، روزہ، تلاوت قرآن پاک۔ خالص مالی عبادات جیسے صدقات وغیرہ۔ مالی اور بدنی عبادات کا مرکب جیسے حج وغیرہ۔

امام مالک اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں کہ خالص بدنی عبادت کا ثواب دوسرے کو نہیں پہنچتا، البتہ عبادات کی دوسری دو قسموں کا ثواب دوسروں کو پہنچ سکتا ہے، لیکن احناف کا مسلک یہ ہے کہ ہر شخص اپنے نیک عمل کا ثواب دوسرے کو پہنچا سکتا ہے خواہ اس نیک عمل کا تعلق عبادت کی کسی بھی قسم سے ہو نماز، روزہ، تلاوت قرآن، ذکر، صدقہ، حج، عمرہ یا جو نیک عمل بھی وہ کرے، اس کے بارے میں وہ اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کر سکتا ہے الہی! اس کا ثواب فلاں شخص کو پہنچا۔ اس بارے میں اتنی کثرت سے صحیح احادیث موجود ہیں کہ کوئی مسلمان ان کے انکار کی جرأت نہیں کر سکتا۔ یہاں پر ہم ان میں سے چند احادیث ہدیہء ناظرین کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں:

(1) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا مات الانسان انقطع عمل الا من ثلاث صدقة جاریة و علم ينتفع به او ولد صالح يدعو له. (صحیح مسلم)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے، بجز تین اعمال کے کہ ان کا سلسلہ منقطع نہیں ہوتا۔ صدقہء جاریہ، ایسا علم جس سے نفع حاصل کیا جائے یا نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔

پہلے دو کام تو ایسے ہیں جن میں اس شخص کا بھی کچھ عمل دخل ہے، لیکن لڑکے کی دعا لڑکے کا اپنا فعل ہے۔ اس سے بھی میت کو فائدہ پہنچتا ہے۔

(2) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لیرفع الدرجة للعبد الصالح فی الجنة و یقول یارب انی لی ہذہ فیقول باستغفار ولدک لک. (طبرانی شریف)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جنت میں کسی عبد صالح کے درجے کو بلند فرمادیتا ہے۔ وہ بندہ پوچھتا ہے یارب! میرا درجہ کیسے بلند ہوا؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تیرے لڑکے نے تیرے لیے استغفار کی، اس کی برکت سے تیرا درجہ بلند ہوا۔

(3) عن ابن عباس قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما المیت فی قبرہ الا شبه الغریق المتغوث ینتظر دعوة ملحقة من اب وام او ولد او صديق ثقة واذا الحقته كانت احب الیہ من الدنیا وما فیہا وان اللہ لیدخل علی القبور من دعاء اهل الارض امثال

الجبال وان هدية الاجباء الى الاموات الاستغفار
لہم (رواہ البیہقی والدیلی)

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قبر میں میت کی مثال ڈوبنے والے کی طرح ہوتی ہے جو فریاد کر رہا ہوتا ہے اور اس چیز کا منتظر ہوتا ہے کہ اس کے باپ، اس کی ماں یا لڑکے یا باؤفا دوست کی دعا سے پہنچے اور جب وہ دعا سے پہنچتی ہے تو اس کی قدر و منزلت اس کے نزدیک دنیا و مافیہا سے زیادہ ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اہل زمین کی دعاؤں کی برکت سے قبروں پر رحمت کے پہاڑ بھیجتا ہے اور مرے ہوؤں کے لیے دوستوں کا تحفہ یہ ہے کہ وہ ان کے لیے دعائے مغفرت کیا کریں۔

(4) عن عائشہ ان رجلا قال یا رسول اللہ ان امی
افتلت نفسہا لم توص و اظنہا لو تکلمت تصدقت
فہل لہا اجر ان تصدقت عنہا قال نعم (متفق علیہ)
ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری ماں اچانک فوت ہو گئی
اور کوئی وصیت نہ کر سکی۔ میرا خیال ہے اگر اسے بولنے کا موقع ملتا
تو وہ صدقہ دیتی۔ اگر میں اس کی طرف سے صدقہ دوں تو کیا اسے
اس کا اجر ملے گا۔ حضور نے فرمایا بے شک!

(5) عن ابن عباس ان سعد بن عبادہ توفیت امہ و هو
غائب فاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان امی ماتت و انا
غائب فہل ینفعہا ان تصدقت عنہا قال نعم وقال انی
اشہدک ان حایطی صدقۃ عنہا۔ (صحیح البخاری)

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ سعد ابن عبادہ کی والدہ نے
وفات پائی تو آپ موجود نہ تھے جب واپس آئے تو حضور کی

خدمت میں حاضر ہوئے اور گزارش کی یا رسول اللہ! میری والدہ نے میری غیر حاضری میں وفات پائی۔ اگر میں اس ک طرف سے صدقہ دوں تو کیا اسے کوئی نفع پہنچے گا تو حضور نے فرمایا ہاں! پہنچے گا۔ انہوں نے عرض کی حضور آپ گواہ رہیں میں نے اپنا باغ اس کی طرف سے صدقہ کیا۔

(6) عن انس سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول ما من اهل بيت يموت منهم و يتصدقون عنه بعد موته الا اهدى له جبریل علی طبق من نور ثم يقف علی شفير القبر فيقول يا صاحب القبر العميق هذه هدية اهداها اليك اهلك فاقبلها فیدخل علیہ فیفرح بها فیستبشر و یحزن جیرانه الذین لا یهدی الیہم شیء. (راوہ الطبرانی فی الاوسط)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب کوئی شخص کسی گھر سے فوت ہوتا ہے اور گھر والے اس کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں تو جبریل امین نور کے تھال پر اسے رکھتے ہیں، پھر اس کی قبر کے دہانے پر کھڑے ہو کر کہتے ہیں اے گہری قبر کے رہنے والے! یہ ہدیہ ہے جو تیرے گھر والوں نے تیری طرف بھیجا ہے، تو اسے قبول کر۔ اس کی خوشی اور مسرت کی کوئی حد نہیں رہتی اور اس کے پڑوسی جن کی طرف کوئی ہدیہ نہیں بھیجا جاتا، وہ بڑے غمناک ہوتے ہیں۔

(7) عن انس قال جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان ابی مات ولم یحج حجة الاسلام فقال ارایت لو کان علی ابیک دین ککنت تقضیه عنه قال نعم قال فانه دین علیہ فاقضه (رواہ بولال و الطبرانی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میرا باپ فوت ہو گیا ہے اور اس نے حج نہیں کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بتاؤ اگر تیرے باپ پر قرضہ ہوتا تو کیا تو اسے ادا کرتا۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہاں ادا کرتا۔ حضور نے فرمایا یہ حج بھی اس پر قرض ہے۔ تم اس کو ادا کرو۔

(8) عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ من مر علی المقابر وقرأ قل هو اللہ احد احد عشر مرة و وہب اجرہ للاموات اعطی من الاجر بعدد الاموات.

(رواہ ابو محمد السمرقندی)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قبرستا میں سے گزرے اور گیارہ مرتبہ قل شریف پڑھ کر اہل قبرستان کو بخشے تو جتنے لوگ وہاں دفن ہوں گے، ان کی تعداد کے برابر اسے ثواب ملے گا۔

(9) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من دخل المقابر ثم قراء فاتحۃ الكتاب وقل هو اللہ احد والہا کم التکاثر ثم قال انی جعلت ثواب ما قرأت من کلامک لاهل المقابر من المومنین والمومنات کانوا شفعاء لہ الی اللہ (رواہ ابو القاسم سعد ابن علی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قبرستان میں داخل ہو، پھر سورۃ فاتحہ، قل شریف اور سورۃ الکاکثر پڑھے، پھر یہ کہے کہ الہی میں نے تیرے کلام سے جو پڑھا ہے اس کا ثواب اس مقبرہ کے مومن مردوں اور عورتوں کو بخشا ہوں، تو یہ لوگ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی جناب میں اس کی شفاعت کریں گے۔

(10) عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من دخل المقبرة فقرأ سورة يس خفف الله عنهم. (اخرجه عبد العزيز الخلال بسندہ)

حضرت انس سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قبرستان میں داخل ہوتا ہے اور سورۃ یس پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اہل قبور پر تخفیف کر دیتا ہے۔

کثیر التعداد احادیث میں سے یہ چند مرفوع احادیث ہیں جو اوپر نقل کی گئی ہیں۔ صحابہ کرام کا بھی اسی پر تعامل تھا۔

حضرت امام حسن اور حسین رضی اللہ عنہما حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت کے بعد آپ کو ایصالِ ثواب کرنے کے لیے غلام آزاد کیا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی حضرت عبدالرحمن وفات پا گئے تو انہوں نے اپنے بھائی کے لیے غلام آزاد کیا اور فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ وفات کے بعد یہ چیز انہیں نفع پہنچائے گی۔

مسلمانوں کا ہمیشہ سے یہ معمول رہا ہے کہ وہ اپنے وفات پانے والوں کی روح کو ایصالِ ثواب کرتے ہیں۔ علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں۔

قال الحافظ شمس الدین ابن عبد الواحد

ما زالوا فی کل مصر یجتمعون ویقرؤن لموتہم
من غیر نکیل فکان ذلک اجماعاً.

ترجمہ: حافظ شمس الدین ابن عبدالواحد کہتے ہیں ہر شہر میں مسلمانوں کا یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ اکٹھے ہوتے ہیں اور اپنے فوت شدگان کے لیے قرآن کریم کی قرأت کرتے ہیں اور کبھی کسی عالم نے اس پر اعتراض نہیں کیا، گویا اس پر امت کا اجماع ہے۔

(11) اخرج الخلالی عن الشعبي كانت
الانصار اذا مات لهم الميت اختلفوا الى قبره
یقرؤن القرآن.

امام شعبی سے مروی ہے کہ انصار کا یہ طریقہ تھا کہ جب ان کا کوئی آدمی فوت ہوتا تو وہ اس کی قبر پر جایا کرتے اور وہاں قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتے۔

(12) وفي الاحياء عن احمد ابن حنبل قال
اذا دخلتم من مقابر فاقرؤ ابفاتحة الكتاب
والمعوذتين وقل هو الله احد وجعلوا ذلك
لاهل المقابر فانه يصل اليهم.

امام احمد بن حنبل نے فرمایا جب تم قبرستان میں داخل ہو تو سورہ فاتحہ اور تینوں آخری قل پڑھو، پھر اس کا ثواب قبرستان والوں کو پہنچاؤ تو وہ انہیں پہنچے گا۔

جب اس کثرت سے ایصالِ ثواب کے بارے میں احادیث موجود ہیں تو پھر اس کا انکار کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتا، لیکن آیت کے بارے میں کیا کہا جائے گا؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد یہ ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے اور اس کی ناسخ یہ آیت ہے:

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ
ذُرِّيَّتَهُمْ.

یعنی جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کرتی رہی تو ہم (مدارج اور مراتب ہیں) ان کی اولاد کو ان کے ساتھ ملا دیں گے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ آباؤ اجداد کی نیکیاں اولاد کے مراتب کو بلند کر دیتی ہیں۔ بعض نے اس آیت کی توجیہ یہ کی ہے کہ یہاں انسان سے مراد کافر ہے کہ کفار کو کسی کی نیکیاں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتیں اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو الجھن خود بخود دور ہو جاتی ہے۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ ایصالِ ثواب سے صرف اس شخص کو نفع پہنچتا ہے جو ایمان کی حالت میں فوت ہوا ہو۔ جس کی موت کفر پر ہوئی ہو اسے قطعاً کوئی نفع نہیں پہنچتا تو معلوم ہوا کہ یہ سارے اعمالِ صالحہ جن کا ثواب ایک مومن کو پہنچایا جا رہا ہے درحقیقت اس کے ایمان کے درخت کا پھل ہیں اور ایمان کا درخت اس شخص کی اپنی سعی کا نتیجہ ہے تو گویا یہ ساری چیزیں اس کی ذاتی کوشش میں شمار ہوں گی۔ یہی وجہ ہے کہ جو لوگ اپنے ایمان کے درخت کی اعمالِ صالحہ سے آبیاری کرتے رہتے ہیں اور گناہوں کی ڈالہ باری سے اس کو بچائے رکھتے ہیں ان پر پھل بھی زیادہ لگتا ہے اور لوگ کثرت سے ان کی ارواح کو ایصالِ ثواب کرتے ہیں۔ اولیائے کرام کے مزارات پر فاتحہ پڑھنے والوں کا ہجوم اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ ان مقبول ترین بندوں نے ایمان کا جو درخت لگایا اور عمر بھر اپنے گریہ سحری سے اسے سینچتے رہے اس کی بہار اور اس کا جو بن قابل دید ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

مَثَلُ كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ
وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ تُؤْتِي أَكْلَهَا كُلَّ حِينٍ بِأَذْنٍ

ربھا۔ (ابراہیم: ۲۴، ۲۵)

کہ کلمہ طیبہ کی مثال ایک پاکیزہ درخت کی طرح ہے جس کی جڑیں پاتال تک چلی گئی ہیں اور اس کی شاخیں آسمان تک پہنچی ہوئی ہیں۔ یہ درخت ہر لحظہ پھل دے رہا ہے۔ مسئلہ ایصال ثواب کے دیگر مباحث کو بیان کرتے ہوئے حضرت پیر کرم شاہ علیہ الرحمۃ تفسیر ضیاء القرآن کی دوسری جلد سورہ النحل کی آیت نمبر ۱۱۵ کے تحت لکھتے ہیں۔

یہ آیت اس سے پہلے تین مرتبہ گزر چکی ہے۔ اب چوتھی اور آخری بار یہاں مذکور ہے۔ اس آیت کا یہ حصہ خصوصی توجہ کا مستحق ہے کیونکہ اس کو صحیح طور پر نہ سمجھنے کے باعث ملت اسلامیہ میں افتراق و انتشار کا دروازہ کھل گیا ہے اور ایک فریق دوسرے کو کافر و مرتد کہنے سے بھی گریز نہیں کرتا اور بڑی شد و مد سے ان تمام جانوروں کو حرام و مردار کہتا ہے جنہیں کسی بزرگ کی روح کو ایصال ثواب کے لیے ذبح کیا گیا ہو خواہ اسے ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام ہی لیا گیا ہو۔ آئیے اس آیت کریمہ کو اپنی آراء اور اہواء کا اکھاڑا نہ بنائیں۔ بلکہ اسے سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور لغت عرب کی روشنی میں سمجھنے کی مخلصانہ کوشش کریں تاکہ حقیقت عیاں ہو جائے اور باہمی اختلافات و منافرت کے بڑھے ہوئے سیلاب پر قابو پایا جاسکے۔ وباللہ التوفیق۔

آیت کا جو مفہوم سلف صالحین اور علماء متقدمین نے خود سمجھا ہے اور ہمیں سمجھایا ہے۔ وہ تو یہ ہے کہ اگر کسی جانور کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کا نام لے کر ذبح کیا جائے تو وہ جانور حرام ہے۔ جس طرح مشرکین باسمہ اللات والعزیٰ کہہ کر جانوروں کو ذبح کیا کرتے تھے۔ امام ابو بکر جصاص حنفی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق تفسیر احکام القرآن میں اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔ ولا خلاف بین المسلمین ان المراد به الذبیحة اذا اهل لغير الله عند الذبح یعنی سب مسلمان اس بات پر متفق ہیں کہ اس سے مراد وہ ذبح ہے جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے۔ بیضاوی قرطبی رازی اور دیگر مفسرین اسلاف نے اس آیت کی یہی تفسیر بیان کی ہے۔ لیکن علماء متاخرین میں سے بعض لوگوں نے اسلاف اور قدماء مفسرین کی

متفقہ رائے سے اختلاف کیا اور اس آیت سے ایک نیا مفہوم اخذ کیا جس سے تکفیر کا دروازہ کھل گیا۔ غیروں کو اپنا بنانے کی توفیق سے جو لوگ محروم تھے انہوں نے اپنوں کو بیگانہ بنانے کا شغل اختیار فرمایا اور اس فن میں وہ جدت طرازیوں اور موثر گافیاں کیں کہ عقل دنگ رہ گئی اور دل لرز اٹھا۔ آئیے پہلے ان کے دلائل کو سنیں تاکہ ان کی اسی غلط فہمی کا ماخذ آپ کو معلوم ہو جائے۔ پھر ان میں غور فرمائیے۔ ان دلائل کی بے سرو پائی آپ پر واضح ہو جائے گی۔

وہ اس آیت کا یہ معنی بیان کرتے ہیں کہ جس جانور پر غیر اللہ کا نام لے دیا جائے اور وہ اس غیر کے نام سے مشہور ہو جائے تو ایسے جانور کو اگر اللہ تعالیٰ کا نام لے کر بھی ذبح کیا جائے تو وہ حلال نہیں ہوگا بلکہ حرام ہوگا۔ جس طرح کتے اور خنزیر کو اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کیا جائے تو وہ ناپاک ہی رہتا ہے۔ وہ اپنے اس مفہوم کی تائید کے لیے کہتے ہیں کہ لغت عرب اور عرف میں اہل کا معنی ذبح کرنا نہیں ہے کوئی شعر کوئی عبارت ایسی پیش نہیں کی جاسکتی جس میں کسی فصیح و بلیغ نے اہل کو ذبح کرنے کے معنی میں استعمال کیا ہو بلکہ اہل لغت کے نزدیک اہل کا معنی کا آواز بلند کرنا ہے۔ اور کسی چیز کو شہرت دینا ہے۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ اگر مان بھی لیا جائے کہ اہل کا معنی ذبح کرنا ہے تو بھی آیت کا یہ معنی ہوگا کہ وہ جانور جسے غیر اللہ کے لیے ذبح کیا جائے اور اس کا جو معنی تم نے کیا ہے کہ ”وہ جانور جسے غیر اللہ کے نام سے ذبح کیا جائے“ یہ تو کسی طرح مراد نہیں ہو سکتا۔ اس لیے آیت کا جو معنی تم نے کیا ہے وہ تو صراحتہ تحریف آیت ہے۔ یہ اُن کا استدلال ہے جو آپ نے پڑھ لیا۔

اب ہم بصد ادب ان کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ اہل کا معنی اگر وہ لیا جائے جو تم نے لیا ہے کہ آواز بلند کرنا یا شہرت دینا تو چاہیے یہ کہ تمام ایسے جانور جن پر غیر اللہ کا نام لے دیا جائے یا انہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے لیے نامزد کر دیا جائے تو وہ ابدی حرام ہو جائیں اور اگر تکبیر پڑھ کے ان کے گلے پر چھری پھیری جائے تب بھی وہ حلال نہیں ہوں گے حالانکہ ایسا نہیں۔ کیونکہ بحیرۃ سائبۃ وغیرہ جانور وہ اپنے بتوں کے لیے نذر مانتے تھے۔ اور ان سے کسی طرح کا فائدہ اٹھانا اپنے اوپر حرام کر دیتے تھے

۔ حالانکہ اگر کوئی مسلمان ان کو اللہ کا نام لے کر ذبح کرے تو وہ حلال ہیں۔ ان جانوروں کو بتوں کے نام پر نامزد بھی کیا گیا۔ انہیں کے نام سے وہ مشہور ہوئے۔ حالانکہ انہیں اگر تکبیر پڑھ کر ذبح کیا جائے تو وہ اس کے باوجود حلال ہیں۔

فتاویٰ عالمگیری میں صراحۃً مرقوم ہے کہ اگر کسی مجوسی نے اپنے آشکدہ کے لیے یا کسی مشرک نے اپنے باطل خداؤں کے لیے کسی جانور کو نامزد کیا اور کسی مسلمان نے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اسے ذبح کر دیا تو اسے کھایا جائے گا۔ کیونکہ مسلمان نے اسے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کیا ہے مسلم ذبح شاة المجوسی لبيت نارهم او الکافر لا لہتمہم توکل لانہ سمی اللہ و یکرہ للمسلم (فتاویٰ عالمگیری کتاب الذبائح) تو اس سے یہ امر واضح ہو گیا کہ کسی چیز پر محض غیر اللہ کا نام لے دینے سے وہ حرام نہیں ہو جاتی۔

نیز ان کا یہ دعویٰ کرنا کہ اہل کالفظ ذبح کے معنی ہیں لغتہً اور عرفاً مستعمل نہیں ہوتا یہ بھی درست نہیں۔ کیونکہ فصاحت و بلاغت کے امام حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اہل کوزبح کرنے کے معنی میں استعمال کیا ہے اور آپ کا قول بلا اختلاف حجت اور سند ہے۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں: اذا سمعتم الیہود والنصارى یہلون لغير الله فلا تاكلوا و اذا لم تسمعوہم فكلوا فان اللہ قد احل ذبائحہم و هو یعلم ما یقولون (فتح البیان جلد اول ص ۲۲۲)

یعنی جب تم سنو کہ یہود و نصاریٰ غیر خدا کا نام لے کر ذبح کرتے ہیں تو ان کا ذبیحہ نہ کھاؤ اور اگر نہ سنو تو کھا لو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے ذبیحہ کو حلال کیا ہے اور وہ جانتا ہے جو کچھ وہ کہتے ہیں۔

آپ کے اس قول میں یہلون بمعنی یذبحون مستعمل ہے۔ اس لیے ان کا یہ کہنا کہ اہل کالفظ ذبح کے معنی میں مستعمل نہیں ہوتا صحیح نہ ہوا۔ قداماء مفسرین نے بھی اہل کے لفظ کی تحقیق کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اہل کالغوی معنی تو آواز بلند کرنا ہے لیکن اب عرف میں یہ ذبح کرنے کے معنی ہیں یا ذبح کے وقت آواز بلند کرنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ لغت کے امام اصمعی سے لفظ

اہل کی تحقیق نقل کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

قال الاصمعی الاھلال اصلہ رفع الصوت فكل
رافع صوتہ فھو مہل..... وهذا معنی الاھلال
فی اللغۃ ثم قيل للمحرم مہل لرفعہ الصوت
بالتلبیۃ عند الاحرام..... والذابح مہل لان
العرب كانوا یسمون الاوثان عند الذبح
ویرفعون اصواتہم بذکرھا.

اصمعی نے کہا کہ اھلال اصل میں آواز بلند کرنے کو کہتے ہیں۔ تو ہر آواز بلند
کرنے والا مہل کہلائے گا۔ یہ اھلال کا لغوی معنی ہے پھر محرم کو بھی مہل کہتے
ہیں۔ کیونکہ مشرکین عرب جانوروں کو ذبح کرتے وقت بلند آواز سے اپنے بتوں کو نام لیا
کرتے تھے۔ علامہ ابوالفضل جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور اپنی لغت کی شہرہ آفاق
کتاب لسان العرب میں اس لفظ کی تشریح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: واصل
الاهلال رفع الصوت و كل رافع صوتہ فھو مہل و كذلك قوله عز وجل
وما اهل لغير الله به هو ما ذبح للآلہة و ذلك لان الذابح كان یسمیھا
عند الذبح فذلك هو الاھلال۔

صاحب تفسیر خازن لکھتے ہیں:

اصل الاھلال رفع الصوت..... حتی قيل لكل ذابح مہل وان
لم یجھر بالتسمیۃ: اھلال کا لغوی معنی آواز بلند کرنا ہے..... یہاں تک کہ ہر ذبح
کرنے والے کو مہل کہا جانے لگا۔ اگرچہ وہ بلند آواز سے تکبیر نہ بھی کہے۔ علامہ سیوطی
علیہ الرحمۃ نے حضرت ابن عباس سے اھل کا معنی ذبح نقل کیا ہے اور امام تفسیر مجاہد نے
ما اهل کا معنی ما ذبح لغير الله کیا ہے۔ علامہ ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر
منظہری میں اس لفظ کی تحقیق کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: قال الربیع بن انس

یعنی ما ذکر عند ذبحہ اسم غیر اللہ والا ہلال حتی قیل لكل ذابح
مہل وان لم یجہر مہل۔

ازراہ اختصار ان چند حوالوں پر اکتفاء کیا جا رہا ہے ورنہ بے شمار حوالے پیش
کیے جاسکتے ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اہل بمعنی ذبح مستعمل ہوتا رہتا ہے۔ ان
ان گنت اور واضح تصریحات کے باوجود یہ کہنا کہ اہل ذبح کے معنی میں نہ لغۃ استعمال
ہوتا ہے اور نہ عرفاً یہ حق و انصاف سے اعراض کرنا ہے۔

نیز ان صاحبان کا یہ کہنا کہ ما اہل لغیر اللہ بہ کا یہ معنی بیان کرنا کہ غیر
اللہ کے نام سے کسی جانور کو ذبح کرنا تحریف ہے یہ بھی درست نہیں۔ کیونکہ علامہ نووی
شارح مسلم نے حدیث شریف کے ان الفاظ لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ کا یہ معنی کیا
ہے اما الذبح لغیر اللہ ان یدبح باسم غیر اللہ یعنی جس کو اللہ کے نام کے سوا
کسی نام سے ذبح کیا جائے۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے فارسی
ترجمہ قرآن میں اس آیت کا یہی معنی کیا ہے۔ ”وآنچه ذکر کردہ شد نام غیر خدا بر ذبح
وے۔“ یعنی ذبح کے وقت جس پر غیر خدا کا نام ذکر کیا جائے۔ کیا اس تحریف کا الزام یہ
حضرات سلف صالحین پر بھی عاید کرنے کی جسارت کر سکتے ہیں۔

اس تفصیل سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ آیت کا معنی وہی ہے جو علامہ ابو
بکر حصاص نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے جو ابتداء بحث میں نقل ہو چکا ہے۔

نیز بخاری اور مسلم کی صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت سعد بن معاذ نے
حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق اپنی والدہ کے لیے جو کنواں کھدوایا
تھا اس کا نام ہی بشر اُم سعد رکھا گیا تھا۔ یعنی سعد کی ماں کا کنواں۔ اگر کسی غیر کا صرف
نام لے دینے سے کوئی چیز ناپاک ہو جاتی تو اس کنویں کا پانی بھی ناپاک ہو جاتا۔ اسے پینا،
وضو یا غسل کرنا اور اس سے کپڑے دھونا سب ممنوع قرار پاتا۔ حضور رحمت عالمیان صلی
اللہ علیہ وسلم ہر سال ایک دنبہ اپنی طرف سے قربانی دیا کرتے اور دوسرا امت کی طرف
سے۔

کئی لوگ کسی ولی کے نام کی نذر مانتے ہیں۔ کیا اس طرح وہ چیز حرام ہو جاتی

ہے یا نہیں؟ تو اس کے متعلق مختصراً عرض ہے کہ نذر کے دو معنی ہیں۔ شرعی اور عرفی۔ نذر شرعی عبادت ہے اور عبادت کسی غیر اللہ کے لیے جائز نہیں۔ اس لیے شرعی معنی میں تو نذر اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے اور اس کے علاوہ کسی اور کی نذر ماننا شرک ہے۔ چنانچہ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد بزرگوار حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے فتاویٰ میں یہ عبارت نقل کرتے ہیں۔

لیکن حقیقت اس نذر آنست کہ اهداء ثواب طعام و انفاق و بذل مال بروح میت کہ امریت مسنون و از روئے احادیث صحیحہ ثابت است مثل ماورونی الصحیحین من حال ام سعد و غیرہ اس نذر مستلزم ے شود پس حال اس نذر آنست کہ اهداء ثواب ہذا القدر الی روح فلاں و ذکر ولی برائے تعین عمل منذ و راست نہ برائے مصرف و مصرف اس نذر نزد ایشاں متوسلاں آں ولی ے باشند از اقارب و خدم و ہمطر یقان و امثال ذالک و ہمیں است مقصود نذر کنندگاں بلاشبہ و حکمہ انہ صحیح یجب الوفاء بہ لانہ قربۃ معتبرۃ فی الشرع. (فتاویٰ عزیزی جلد اول صفحہ ۱۲۱ مطبوعہ دیوبند)

ترجمہ: اس نذر کی حقیقت یہ ہے کہ اس طعام و غیرہ کا ثواب میت کی روح کو پہنچایا جاتا ہے اور یہ امر مسنون ہے اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ جیسے حضرت سعد کی والدہ کے کنویں کا ذکر صحیحین میں موجود ہے۔ اس نذر کا پورا کرنا ضروری ہوتا ہے۔ پس اس نذر کا حاصل یہ ہے کہ اس طعام و غیرہ کا ثواب فلاں ولی کو پہنچے۔ نذر میں ولی کا ذکر اس لیے نہیں کیا جاتا کہ وہ اس نذر کا مصرف ہے۔ اس کا مصرف تو اس ولی کے قریبی رشتہ دار خدام درگاہ اور ہم مشرب لوگ ہوتے ہیں۔ ولی کا نام صرف اس عمل کو متعین کرنے کے لیے لیا جاتا ہے۔ نذر کرنے والوں کا بلاشبہ بس یہی مقصد ہوا کرتا ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ ایسی نذر صحیح ہے۔ اور اس کو پورا کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ یہ ایسی طاعت ہے جو شرعاً معتبر ہے۔

حضرت حکیم الامت کی اس ایمان افروز وضاحت کے بعد کسی قسم کا شبہ باقی نہیں رہتا۔ اگرچہ مزید کسی تشریح کی ضرورت نہیں لیکن محض مزید اطمینان کے لیے ایک دو حوالے اور پیش خدمت ہیں۔

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ عزیز یہ میں فرماتے ہیں:

اگر مالیدہ و شیر برائے فاتحہ بزرگے بقصد ایصالِ ثواب بروحِ ایساں پختہ بخور اند جائز است مضائقہ نیست۔

یعنی اگر مالیدہ اور دودھ کسی بزرگ کی فاتحہ کے لیے ان کی روح کو ثواب پہنچانے کے ارادے سے پکا کر کھلائیں تو کچھ مضائقہ نہیں جائز ہے۔

(فتاویٰ عزیزی جلد اول صفحہ ۵۰ مطبوعہ دیوبند)

اسی صفحہ پر حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں:

اگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شد پس اغنیاء را ہم خوردن جائز است واللہ اعلم۔

یعنی اگر کسی بزرگ کے نام فاتحہ دی گئی تو مالداروں کو بھی اس میں سے کھانا جائز ہے۔

حضرت شاہ صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں:

طعامیکہ ثواب آن نیاز حضرت اما میں نمایند و برآں فاتحہ و قل و درود خوانند تبرکے شود و خوردن بسیار خوب است۔ (فتاویٰ عزیزی جلد اول صفحہ ۷۸)

یعنی وہ کھانا جس کا ثواب حسنین کریمین کو پہنچایا جائے اور اس پر فاتحہ قل شریف اور درود شریف پڑھا جائے وہ تبرک ہو جاتا ہے اور اس کا کھانا بہت اچھا ہے۔

شاہ اسماعیل دہلوی کی عبارت بھی ملاحظہ فرمائیے:

پس در خوبی اس قدر امر از مور مرسومہ فاتحہ ہا و اعراس و نذر و نیاز اموات شک و شبہ نیست۔ (صراط مستقیم ص ۵۵)

اب فاتحہ خوانی کا طریقہ بھی شاہ اسماعیل دہلوی کے الفاظ میں سن لیجئے۔

اول طالب را باید کہ با وضو دوزانو بطور نماز بنشیند و فاتحہ بنام اکابر اس طریق یعنی حضرت خواجہ معین الدین سنجر و حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہا خواندہ

التجانب جناب حضرت ایزد پاک تبوسط ایں بزرگان نماید و بینا ز تمام وزاری بسیار دعائے کشود کار خود کرده ذکر دو ضربی شروع نماید۔ (صراط مستقیم ص ۱۱۱)

یعنی طالب کو چاہیے کہ پہلے وضو کرے اور نماز کے طریقہ پر دو زانو ہو کر بیٹھے اور اس طریقہ کے اکابر یعنی حضرت خواجہ معین الدین سنجرى اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہما کے نام کی فاتحہ پڑھے اور پھر درگاہ الہی میں ان بزرگوں کے وسیلہ سے التجا کرے اور انتہائی عجز و نیاز اور کمال تضرع و زاری کے ساتھ اپنے حل مشکل کی دعا کر کے دو ضربی ذکر شروع کرے۔

البتہ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے نام کے علاوہ کسی اور کا نام لے کر کسی جانور کو ذبح کرے تو وہ ذبیحہ حرام ہوگا۔ اور ذبح کرنے والا مشرک ہوگا۔ اسی طرح اگر کسی شخص کے ذہن میں ایصال ثواب کا تصور تک نہیں بلکہ کسی ولی یا نبی کے لیے محض اس جانور کا خون بہانے (اراقۃ الدم) کو ہی وہ درجہ قربت سمجھ کر ذبح کرتا ہے تب بھی وہ جانور حرام ہوگا۔ کیونکہ جان کا مالک وہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ہے جس نے جان کو پیدا فرمایا۔ اس لیے اس کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اللہ تعالیٰ کی چیز کو کسی کے لیے قربان کرے چنانچہ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاویٰ میں متعدد بار اس مسئلہ کی تحقیق فرمائی اور ایسے جانور کی حلت و حرمت کا فیصلہ کرنے کے لیے یہی معیار مقرر فرمایا۔ آپ لکھتے ہیں:

”فمتیٰ کان اراقۃ الدم للتقرب الی غیر اللہ حرمت الذبیحۃ ومتی کان اراقۃ الدم للہ تعالیٰ والتقرب الی غیر بالا کل والا نفع حلت الذبیحۃ لان الذبح عبارة عن الاراقۃ لا عن المذبوح ای الذی یحصل بعد الذبح من اللحم والشحم وعلیٰ هذا قلنا لو اشترى لحماً من السوق او ذبح بقرة او شاة لاجل ان یطبخ مرقاً وطعاماً لیطعم الفقراء ویجعل ثوابها لروح فلان حلت بلاشبہة“

(فتاویٰ عزیزی جلد اول ص ۵۷)

”یعنی اگر کسی جانور کا خون اس لیے بہایا جائے کہ اس خون بہانے سے غیر کا تقرب حاصل ہو تو وہ ذبیحہ حرام ہو جائے گا اور اگر خون اللہ تعالیٰ کے لیے بہائے اور اس کے کھانے اور اس سے نفع حاصل کرنے سے کسی غیر کا تقرب مقصود ہو تو ذبیحہ حلال ہوگا۔ کیونکہ ذبح کا معنی خون بہانا ہے نہ وہ جانور جسے ذبح کیا گیا۔ اسی لیے ہم نے کہا ہے کہ اگر کسی نے بازار سے گوشت خریدا یا گائے یا بکری ذبح کی تاکہ اسے پکا کر فقیروں کو کھلائے اور اس کا ثواب کسی کی روح کو پہنچائے تو یہ (گوشت ‘ گائے ‘ بکری) بلاشبہ حلال ہوگی۔“

میں علی وجہ البصیرت کہہ سکتا ہوں کہ مسلمان نہ اللہ تعالیٰ کے نام پاک کے سوا کسی کا نام لے کر ذبح کرتے ہیں اور نہ وہ محض اراقۃ الدم (خون بہانے) کو وجہ تقرب سمجھتے ہیں بلکہ ان کے پیش نظر صرف ایصالِ ثواب ہوتا ہے۔ بفرض محال اگر کوئی شخص اپنی جہالت کی وجہ سے ایسا کرتا ہے تو اسے فوراً تائب ہونا چاہیے۔ مبادا اس گمراہی پر اس کی موت آجائے۔ نیز ان لوگوں کو بھی خدا کا خوف کرنا چاہیے جو ہر مسلمان پر بلا امتیاز شرک و کفر کا فتویٰ جڑ دیتے ہیں اور اس کو اپنی سستی شہرت کے حصول آسان اور موثر ذریعہ سمجھتے ہیں حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

کفار نے حلت و حرمت کے خود ساختہ قوانین مقرر کر رکھے تھے۔ اپنی مرضی سے جسے چاہتے حلال کر لیتے اور جسے چاہتے حرام کر دیتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اشیاء کو حلال و حرام کرنے کا اختیار تمہیں کس نے تفویض کیا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں حلال و حرام کرنے کا اختیار بھی نہیں دیا اور نہ خود انہیں حرام کیا ہے تو تمہارا ان چیزوں کی حلت و حرمت کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا سراسر جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے۔ اس کذب بیانی سے باز آ جاؤ ورنہ اس کا انجام بجز خسران و نادمی کے اور کچھ نہ ہوگا۔ آیت میں الکذب، لاتقولوا کا مفعول ہے اور هذا حلت و هذا حرام بدل ہے اور الکذب مبدل منہ ہے اور لہما میں ما مصدریہ ہے۔ میں نے ترجمہ اسی ترکیب کے مطابق کیا ہے۔

لطیفہ: شیرِ ہمیشہ اہل سنت حضرت مولانا حشمت علی خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ایک شخص الجھنے لگا کہ تمہارا یہ عقیدہ ہے کہ مردے ختم والی چیزیں کھاتے ہیں آپ نے فرمایا اچھا اگر تم یہ عقیدہ ہم پر ٹھونسنا ہی چاہتے ہو تو ٹھیک ہے وہ کھاتے ہیں۔ اس نے کہا پھر پیشاب پاخانہ بھی کرتے ہوں گے؟ فرمایا ہاں! کرتے ہیں۔ بولا! پھر ان کی قبروں میں تو بہت گندگی جمع ہوگئی ہوگی جا کر صفائی بھی کیا کرو۔ فرمایا ہمیں جا کر صفائی کرنے کی ضرورت نہیں ہے تم جو اپنے مردوں کو کچھ نہیں بھیجتے تو وہ بیچارے بھوکے پیاسے ہوتے ہیں جا کر ساری غلاظت وہ کھا آتے ہیں۔

خالص شہد کی ایک یہ بھی پہچان ہے کہ کتاب سب کچھ لیتا ہے مگر خالص شہد کو کتاب نہیں کھاتا، یہ حضرات بھی ہر شے کھا جاتے ہیں مگر جس پر قرآن پڑھا جائے وہ نہیں کھاتے۔

الخبیثات للخبیثین والخبیثون للخبیثات.

کسی شے کے بارے میں یہ مطالبہ نہیں کریں گے ”قرآن میں دکھاؤ“ ختم شریف کی بات آئے تو پھر ”قرآن میں دکھاؤ“ کہا گیا ”ختم اللہ“ قرآن میں آگیا۔ اُجی اس کا معنی تو مہر ہے۔ سنی نے عرض کیا نماز قرآن میں دکھاؤ کہنے لگا صلوٰۃ کا لفظ سینکڑوں بار آیا ہے، سنی نے کہا صلوٰۃ کا معنی تو دعا بھی ہے۔ اس طرح تو صدقہ و دعا کا معنی ایصالِ ثواب اور ختم کیوں نہیں ہو سکتا۔ غریب کا ختم جو ہم پڑھیں وہ ناجائز ہے اور امیروں کا تم بھی پڑھ لیتے ہو تو وہ جائز ہے کیا ہم دیسی ختم پڑھتے ہیں اور تم دلائی اور امریکی ختم پڑھتے ہو۔ کونڈوں کے دن دیکھو تو ٹولیوں کی ٹولیاں ٹخنے ننگے کر کے ان کے مدارس سے کبھی ادھر ختم پڑھنے جا رہے ہیں کبھی ادھر کسی غریب کے کونڈے کرنے جا رہے ہیں، کھا بھی رہے ہیں مسکرا بھی رہے ہیں گھبرا بھی رہے ہیں اور ساتھ شرما بھی رہے ہیں۔ کھاتے جاؤ شرما تے جاؤ

فاتحہ سے گھبراہٹ:

فاتحہ سے بہت گھبراتے ہیں حالانکہ نماز کی ایک رکعت بھی بغیر فاتحہ کے نہیں پڑھی جاسکتی، نماز کا پہلا ہی فرض قیام ہے اور اسی میں ہی فاتحہ بھی ہے اور زیادہ حیرانگی ان پہ ہے جو ساری دنیا کو لا صلوة الا بفاتحة الكتاب پڑھ کر سناتے نہیں تھکتے وہ مرنے والے کے لیے فاتحہ شریف سے زیادہ گھبراتے ہیں۔ اللہ کے قربان جائے! اس نے چار بار صبح میں پڑھوادی، بارہ مرتبہ ظہر میں، آٹھ مرتبہ عصر میں، سات بار مغرب اور سترہ بار عشاء میں پڑھوادی، جب اللہ کو اتنی پسند ہے تو ملاں کو کیوں نہیں پسند۔ پھر ”قل“ کی مخالفت کرتے ہیں جس کو ”ثلث القرآن“ فرمایا گیا ہے۔ پتہ نہیں جو چیز اللہ و رسول کو اتنی پیاری ہے جناب ملاں کو اس سے کیا بیماری ہے۔ پھر اس کا نام اخلاص اور اخلاص کے بغیر تو کوئی عمل قبول نہیں۔ اگر ایک بار فاتحہ، تین بار قل پڑھ کر کسی کو ثواب بخش دیا جائے تو اس میں بدعت کہاں سے آگئی؟ قرآن ہی تو پڑھا ہے۔ قرآن میں بدعت کہاں سے آگئی۔ یہ تو بدعت توڑ ہے اس لیے قرآن میں فاتحہ ہے پاکستان میں رہیں تو فاتحہ، افغانستان میں رہیں تو فاتحہ، ہندوستان میں جاؤ تو فاتحہ، انگلستان میں جاؤ تو فاتحہ، اور قبرستان میں جاؤ گے تو فاتحہ اور یہ ہیں کہ نماز کے اندر کتنی ہی بار پڑھتے ہیں مگر نماز سے باہر فاتحہ کا نام ہی لے لو تو چہرے کا جغرافیہ ہی بدل جاتا ہے۔ پہلے کہتے تھے جو چیز قرآن میں نہیں وہ بدعت ہے اب جو قرآن میں ہے اس کو بھی بدعت کہہ رہے ہیں۔ جو رسول کے زمانے میں نہ تھا وہ بدعت، تو بتاؤ اگر فاتحہ اور قل رسول کے زمانے میں نہیں تھے تو نازل کس پر ہوئے۔ پھر یہ زمانہ بھی تو رسول کا ہی زمانہ ہے، ہر زمانہ ہمارے رسول کا زمانہ ہے اسی لیے فرمایا اگر آج موسیٰ علیہ السلام ہوتے تو میری ہی اتباع کرتے اور اگر عیسیٰ علیہ السلام بھی آئیں گے تو حضور کی اتباع کریں گے۔

اللہ کی قدرت کے قربان

۔ خدا جب دین لیتا ہے حماقت آہی جاتی ہے

نماز میں پڑھ پڑھ کے تھک جاتے ہیں اور نماز کے علاوہ پڑھنے کو بدعت کہتے

ہیں ہم نماز کے اندر بھی پڑھتے ہیں باہر بھی پڑھتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم سرور ہو کر پڑھتے ہیں اور یہ بھی پڑھتے تو ہیں مگر مجبور ہو کر پڑھتے ہیں اور لا اکراہ فی الدین۔ دین میں مجبوری نہیں ہے۔ لہذا بدعت تمہارا پڑھنا ہوا نہ کہ ہمارا۔ پھر جب قرآن کی ابتداء فاتحہ سے ہے تو اگر مومن کی دنیوی زندگی کی انتہا اور برزخی زندگی کی ابتداء فاتحہ سے ہو جائے تو اس میں اعتراض بھی کیا ہے حالانکہ اللہ نے رسول کو قرآن دیا تو اس کی ابتداء فاتحہ سے نہ تھی بلکہ اقراء سے تھی مگر رسول نے اس کی ابتداء فاتحہ سے کر دی۔ نبی کو قرآن اقراء سے ہمیں فاتحہ سے ملا، حالانکہ اقراء والا بھی مکمل فاتحہ والا بھی مکمل، مگر ایسا کیوں ہوا؟ اس لیے کہ فاتحہ کے منکروں کی ضد ٹوٹے اور ان کی نادانی ظاہر ہو کہ پڑھتے بھی ہیں اور انکار بھی کرتے ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ پتہ چلے ہم قرآن پانے میں بھی رسول کی طرح نہیں ہیں، تو جب قرآن پانے میں رسول کی طرح نہیں تو سمجھانے میں رسول کی طرح کیسے ہو سکتے ہیں۔ تیسری حکمت یہ تھی کہ پہلی آسمانی کتابیں مرتب ہو کر آئیں اور قرآن رسول نے خود مرتب فرمایا اور یہ وہی ترتیب ہے جو لوح محفوظ میں ہے تاکہ رسول اللہ کے لیے لوح محفوظ کا علم بھی ثابت ہو جائے اور اختیار بھی ثابت ہو جائے کہ ساری کائنات مل کر بھی ایک لفظ آگے پیچھے نہ کر سکے اور رسول وہ ہیں کہ سب سے پہلے نازل ہونے والی آیت کو تیسویں پارے میں رکھ دیں اور سب سے آخر نازل ہونے والی آیت کو چھٹے پارے میں رکھ دیں۔

۔ خالق کل نے آپ کو مالک کل بنا دیا

دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ و اختیار میں

(سید محمد ہاشمی میاں کچھوچھوی کی ایک تقریر سے کا اقتباس)

نکتہ عجیبہ:

جونبی کا وفادار ہو وہ زندہ ہوتا ہے چاہے یہاں رہے یا قبر میں اس لیے فرمایا بیل

احیاء ولكن لا تشعرون۔ اور جونبی کا غدار ہو وہ مردہ ہے چاہے کھاتا پیتا چلتا پھرتا

ہو فرمایا اموات غیر احیاء۔ اسی لیے بولنے والوں کو گونگا فرمایا، دیکھنے والوں کو اندھا

فرمایا اور سننے والوں کو بہرہ قرار دیا صم بکم عمی فہم لا یعقلون۔ جڑ کے ساتھ درخت کا تعلق رہے تو شاخیں سوکھ بھی جائیں تو پھر ہری ہو جاتی ہیں اور یہ تعلق کٹ جائے تو اگرچہ ابھی ہری نظر آرہی ہیں مگر ابھی ایسی خشک ہوں گی کہ دوبارہ کبھی ہری نہ ہو سکیں گی۔ جن کے زندہ ہیں وہ ان کو یہاں سے بھیجتے ہیں وہ آگے سے وصول کرتے ہیں اور ادھر سے فیض بھیجتے ہیں اور جن کے مر گئے مٹ گئے ان کا نہ ادھر سے ثواب جا رہا ہے نہ ادھر سے فیض آرہا ہے۔ یاد رکھو جب فرشتوں کو پڑھانے والا اور چھ کروڑ سال عبادت کرنے والا غدار ہو سکتا ہے تو بچوں کو پڑھانے والا اور چند سال کا عبادت گزار غدار کیوں نہیں ہو سکتا اور غداری کا نتیجہ ایک ہی ہے جب اس کے سجدے آدم علیہ السلام کی گستاخی پر منہ پہ مارے جاسکتے ہیں تو رسول اکرم علیہ السلام کی گستاخی پر ان کے سجدے کہاں قبول ہوں گے۔ جب حضرت آدم علیہ السلام کے گستاخ کے لیے جائے پناہ کہیں نہیں تو رسول اعظم کے گستاخ کے لیے کہاں پناہ اس لیے

۔ آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
کل نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

احادیث اور ایصال ثواب:

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:
اذا مات الانسان انقطع عمله الا من ثلاث صدقة جاریۃ او
علم ینتفع بہ او ولد صالح یدعولہ۔ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۳۲ باب العلم رواہ
مسلم)

جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کے علم کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے سوائے
تین کاموں کے (ان کا ثواب ملتا رہے گا) صدقہ جاریہ، نفع دینے والا علم (جو
دنیا میں کسی کو پڑھا گیا) اور نیک اولاد دنیا میں چھوڑ گیا (جو ایصال ثواب کی
منکر نہ ہو بلکہ) اس کے لیے دعا گورہے۔

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اللہ

تعالیٰ جنت میں نیک بندے کا درجہ بلند فرما دے گا وہ عرض کرے گا یا اللہ! یہ کیسے ہو گیا؟ (یہاں تو کوئی عمل ایسا کیا نہیں جس سے درجہ بلند ہو کیونکہ یہ جہان دارا لعمل نہیں بلکہ دارا لجزاء ہے) اللہ تعالیٰ فرمائے گا باستغفار ولدک۔ تیرے بیٹے نے تیرے لیے دعا کی ہے جس کی وجہ سے تیرا درجہ بلند کر دیا گیا۔ (مشکوٰۃ شریف)

(۳) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

ما المیت فی قبرہ الا کالغریق المتغوث۔

میت کی مثال قبر میں ایسے ہے جیسے پانی میں ڈوبنے والا (ڈوبتے کو تنکے کا سہارا) وہ اپنے باپ ماں بھائی اور دوست کی دعاؤں کی انتظار میں ہوتا ہے۔ جب کوئی ان میں سے اس کے لیے دعا کرتا ہے تو یہ دعا اس کے لیے دنیا و مافیہا سے بہتر ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کی دعائیں پہاڑوں کی مانند ثواب بنا کر ان کو ثواب دیتا ہے:

وان ہدیۃ الاحیاء الی الاموات الاستغفار لہم۔

اور زندوں کی طرف سے دعائیں مرنے والوں کے لیے عظیم تحفہ ہیں۔

(مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۲۰۶)

(۴) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک شخص نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ میری ماں اچانک فوت ہو گئی ہے، میرا خیال ہے اگر اسے بولنے کا موقع ملتا تو ضرور صدقہ و خیرات کر جاتی کیا اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو اس کو ثواب ملے گا؟ قال نعم فرمایا ہاں کیوں نہیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۷۲ باب صدقہ المرأة)

اسی طرح ایک صحابی نے اپنی ماں کے ایصال ثواب کے لیے حضور علیہ السلام کو گواہ بنا کر پورا باغ میں صدقہ کر دیا (بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۳۸۷)

(۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام سے سنا آپ

نے فرمایا جب کوئی شخص فوت ہو جاتا ہے اور اس کے گھر والے اس کی طرف سے صدقہ و خیرات کرتے ہیں تو جبریل امین اس صدقہ کو نور کے تھال میں رکھ کر اس کی قبر کے دھانے پہ کھڑے ہو کر کہتے ہیں:

يا صاحب القبر العميق هذه هدية اهداها اليك اهلك فاقبلها فیدخل عليه فيفرح بها فيستبشر ويحزن جيرانه الذين لا يهدى اليه شيء. (تفسیر مظہری ج ۱ ص ۱۷۹)

اے گہری قبر میں رہنے والے یہ ہدیہ وصول کر لے تیرے گھر والوں نے تیرے لیے بھیجا ہے تو اس کی خوشی کی انتہا نہیں رہتی اور اس کے پڑوسی (جس کے گھر والے ایصالِ ثواب کے قائل نہیں ہوتے) جن کی طرف کوئی ہدیہ نہیں بھیجا جاتا وہ پریشان ہوتے ہیں (کہ کاش ہمیں بھی کوئی پڑھ کر بخشے والا ہوتا) ایصالِ ثواب کے موضوع پر احادیث کا ایک معتد بہ ذخیرہ کتب احادیث میں موجود ہے طوالت کے خوف سے انہی پانچ احادیث پر ہی اکتفا کیا گیا ہے میت کی طرف سے حج کرنا۔ قل شریف اور دیگر سورتوں کا ثواب بخشنا بھی احادیث سے ثابت ہے اور کلام اللہ کی برکت سے عذاب میں تخفیف ہونا بھی منقول ہے بلکہ حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے مرفوعاً بیان کیا کہ جو شخص قبرستان سے گزرے اور گیارہ مرتبہ قل شریف پڑھ کر اہل قبرستان کو بخشے تو جتنے لوگ وہاں دفن ہیں ان کی تعداد کے برابر اس پڑھنے والے کو ثواب ملے گا۔

(تفسیر مظہری صفحہ ۱۸۱، تفسیر روح البیان)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کی طرف سے روایت کی ہے کہ جو قبرستان میں داخل ہو کر سورۃ فاتحہ، اخلاص، تکاثر پڑھ کر کہے:

انسی جعلت ثواب ما قرأت من کلامک لا اهل المقابر من المؤمنین والمؤمنات کانوا شفعاء له الی اللہ.

یا اللہ میں نے تیرے کلام میں سے جو کچھ پڑھا اس کا ثواب اس قبرستان میں

مدفون تمام اہل ایمان کو بخشا ہوں تو وہ تمام قبرستان والے قیامت کے دن اس پڑھنے والے کی شفاعت کریں گے۔ (تفسیر مظہری صفحہ ۱۸۱، ج ۱۱)

اہل اسلام کا شروع سے یہ (ایصال ثواب کا) عمل رہا ہے:

ایک عجیب واقعہ:

ایک عورت حسن بصری علیہ الرحمۃ کے پاس آئی اور کہنے لگی: میری ایک جوان بیٹی تھی، وہ فوت ہو گئی، میں چاہتی ہوں کہ اسے خواب میں دیکھوں۔ میں آپ کے پاس آئی ہوں تاکہ آپ کوئی ایسی بات بتا دیں جس سے میں اسے دیکھ لوں۔ آپ نے عمل بتا دیا۔ اس عورت نے دیکھا کہ اس کی لڑکی نے تارکول کا لباس پہنا ہوا ہے، اس کی گردن میں زنجیر اور پاؤں میں بیڑیاں ہیں۔ اس نے حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتایا، تو انہیں بہت غم ہوا۔

پھر ایک مدت گزر گئی کہ حضرت حسن بصری نے اس نو جوان لڑکی کو جنت میں دیکھا، اس کے سر پر تاج تھا۔ اس نے کہا: اے حسن! مجھے پہنچاتے نہیں ہو؟ اس عورت کی بیٹی ہوں جو آپ کے پاس آئی تھی اور یہ یہ بات کی تھی۔ آپ نے پوچھا: یہ کیسے ہوا جو میں یہ تم پر انعام دیکھ رہا ہوں؟ کہنے لگی ایک بار ایک آدمی یہاں سے گزرا۔ اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھا۔ اس وقت قبرستان میں پانچ مردوں کو عذاب ہو رہا تھا، آواز آئی کہ اس آدمی کے درود شریف پڑھنے کی برکت سے ان سے عذاب ہٹا دو۔

(القول البدیع صفحہ ۱۳۱، سعادة الدارين صفحہ ۱۲۲ اور نزہۃ المجالس صفحہ ۳۲)

مکاشفۃ القلوب از امام غزالی علیہ الرحمۃ صفحہ ۶۷ پہ ستر ہزار کی تعداد بیان کی گئی ہے واللہ اعلم)

ایصال ثواب اجماعی مسئلہ ہے:

ما ز الوافی کل مصر یجتمعون ویقرءون لموتاهم من غیر
نکیر فکان ذلک اجماعاً۔

ہر جگہ لوگ اپنے مردوں کے لیے پڑھائی کرتے کسی نے اس کا انکار نہ کیا اور

یہ اجماعی مسئلہ ہے۔ (المنظہری)

دعا سے مردے کو فائدہ ہوتا ہے۔ میت کے لیے دعا کرنا حضور علیہ السلام کی سنت ہے۔ مردوں کو صدقہ۔ روزے۔ طعام۔ حج۔ قرآن خوانی کا ثواب ملتا ہے۔ (کتاب الروح لابن قیم، بخاری۔ مسند امام احمد، ترمذی، ابن ماجہ) ابن قیم نے لکھا ہے کہ جب زندہ شخص مردہ کو معاف کر دیتا ہے تو اس کی معافی ہو جاتی ہے۔ (کتاب الروح)

فتاویٰ نذیریہ اور فتاویٰ ثنائیہ میں بھی ایصالِ ثواب کو جائز لکھا گیا ہے۔ (فتاویٰ نذیریہ جلد ۱ صفحہ ۱۵، فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۳۵، ۳۹)

اس طرح فتاویٰ ستاریہ جلد ۴، صفحہ ۱۵۰ ایصالِ ثواب کا جواز موجود ہے۔ علماء دیوبند کے پیشوا حاجی امد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ نے مثنوی شریف کے ختم پر شربت بنانے کا حکم دیا اور مولانا روم علیہ الرحمۃ کی نیاز دلا کر گیارہ گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھائی اور مولائے روم کو ثواب بخشا اور فرمایا کہ لوگ اس طریقہ (مروجہ) کا انکار کرتے ہیں۔ اس میں کیا خرابی ہے اگر کچھ لوگ اس میں خلاف شرع کام کرتے ہیں تو ان کاموں کو روکنا چاہیے نہ کہ اصل شے کو۔

(شائم امدادیہ صفحہ ۱۲۹ ملخصاً)

مولوی رشید احمد گنگوہی نے ایک سوال کے جواب میں لکھا کہ بخاری شریف کا ختم مصیبت کے وقت جائز ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۸۲، جلد ۱)

حالانکہ بخاری شریف تو حضور علیہ السلام کے دور میں تھی ہی نہیں جب کہ قرآن تو تھا، تو ختم بخاری کو جائز کہنے والے ختم قرآن کو کیوں ناجائز کہتے ہیں۔

مولوی بارک اللہ پیشوائے اہل حدیث نے اپنی کتاب احوال الاخرت میں لکھا ہے ”اگرچہ روایت ضعیف ہے مگر فضائل اعمال میں مقبول ہے کہ جمعرات کو روحمیں اپنے اپنے گھروں میں آکر ایصالِ ثواب کا تقاضا کرتی ہیں اسی لیے مسلمانوں کی اکثریت جمعرات کو اپنے فوت شدگان کا ختم دلاتی ہے۔“

(احوال الاخرت منظوم پنجابی صفحہ ۱۷)

نیز لکھا:

ہزار چھتر کلمہ طیب ہے پڑھ بخشے کوئی
ثرت خلاص عذابوں ہو دے جس نوں بخشے سوئی
یعنی جس مردے کو چھتر ہزار مرتبہ کلمہ پڑھ کر بخشو گے اس کی عذاب سے فوراً
خلاصی ہو جائے گی۔

ایک عجیب واقعہ:

بانی مدرسہ دیوبند جن کو قاسم العلوم والخیرات کہا جاتا ہے تحذیر الناس کے صفحہ
۳۴ پر لکھتے ہیں:

حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کے ایک مرید کا رنگ اچانک متغیر ہو گیا
آپ نے سبب پوچھا تو اس نے عرض کیا کہ میں نے مکاشفہ میں اپنی ماں کو دوزخ میں
پایا ہے، آپ نے چھتر ہزار بار کلمہ شریف پڑھا ہوا تھا یوں سمجھ کر کہ بعض روایات میں
اس قدر کلمہ شریف کے ثواب پر وعدہ مغفرت ہے اپنے جی ہی جی میں اس مرید کی ماں کو
بخش دیا اور اس کو اطلاع نہ دی۔ اچانک نوجوان ہشاش بشاش ہو گیا آپ نے پھر سبب
پوچھا تو اس نے کہا کہ میں اپنی ماں کو جنت میں دیکھتا ہوں سو اس پر آپ نے فرمایا کہ
اس جوان کے مکاشفہ کی صحت تو مجھ کو حدیث سے معلوم ہوئی اور حدیث کی تصحیح اس کے
مکاشفہ سے ہوئی۔

چند اعتراضات اور ان کے جوابات:

اگرچہ کسی چیز کو ناجائز حرام کہنے کے لیے ایک مضبوط دلیل کا سہارا ضروری
ہے حدیث شریف میں ہے حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام
نے رشاد فرمایا:

الحلال ما احل الله في كتابه والحرام ما حرم الله في كتابه

وما سكت عنه فهو مما عفا عنه. (جامع ترمذی صفحہ ۲۰۶ جلد ۱)

حلال وہ ہے جو اللہ نے اپنی کتاب میں حلال کیا، حرام وہ ہے جو اللہ نے اپنی کتاب میں حرام فرمایا اور جس سے خاموشی فرمائی وہ معاف ہے۔

دوسری حدیث میں ہے کہ جو رسول اللہ نے حلال حرام فرمایا وہ اللہ کے حلال حرام فرمائے ہوئے کی طرح ہے۔ لہذا کسی کو حق نہیں ہے کہ یہ اختیار اپنے ہاتھ میں لے کر جس کو چاہے حلال اور جس کو چاہے حرام کرتا پھرے۔ پھر جواز کے لیے دلیل کی ضرورت نہیں ہے بلکہ جواز کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ ناجائز ہو ورنہ ہزاروں کام اور اشیاء جن کا وجود پہلے زمانوں میں نہیں تھا اور آج ہم ان سے استفادہ کر رہے ہیں یکسر ناجائز ٹھہریں گی۔ تاہم بعض لوگ ان باتوں کی پرواہ کیے بغیر ہی اعتراض جڑ دیتے ہیں ان کے اعتراضات بمعہ مختصر جوابات ملاحظہ فرمائیں۔

اعتراض:

ایصال ثواب کے مروجہ تمام طریقے اگر صرف جواز کی حد تک ہوں تو ہمیں تسلیم ہے جب کہ تم قل چالیسواں وغیرہ کرانا تو فرض و لازم سمجھتے ہو۔

جواب: ہمارے کسی معتبر عالم نے اگر فرض و لازم لکھا ہو تو دکھاؤ ہم ذمہ دار ہیں ورنہ کسی جائز اور مستحب عمل کو پابندی کے ساتھ کرنا بلکہ از خود اپنے لیے ضروری اور لازم کی طرح کر لینا تو حدیث سے ثابت ہے اور اللہ کے رسول کے ہاں محبوب ہے چنانچہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السلام نے ایک دن صبح کے وقت بلا کر پوچھا اے بلال! تم کس وجہ سے جنت میں مجھ سے پہلے پہنچ گئے میں جب جنت میں گیا سمعت خشخش تک اماسی۔ تمہاری آہٹ کو اپنے آگے سنا، تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں جب اذان پڑھتا ہوں اس کے بعد دو رکعتیں ادا کرتا ہوں اور جب بھی بے وضو ہو جاؤں فوراً وضو کر لیتا ہوں۔ روایت ان للہ علی رکعتیں اور میں نے سمجھ رکھا تھا کہ

مجھ پر اللہ کے لیے دور کعتیں لازم ہیں۔ آپ نے فرمایا ابھما۔ ہاں انہی دو کاموں کی وجہ سے تجھے یہ مرتبہ ملا ہے۔ (ثابت ہوا کہ کسی اچھے عمل کو پابندی کے ساتھ کرنا اور اس کی ادائیگی لازم کر لینا ناجائز اور گناہ نہیں بلکہ بلندی درجات کا باعث ہے)۔ (جامع ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۰۹)

اسی طرح نماز چاشت کے بارے میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اور عروہ بن زبیر مسجد نبوی شریف میں گئے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روضہ پاک کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور لوگ مسجد میں نماز چاشت ادا کر رہے تھے پس ہم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اس بارے مسئلہ پوچھا کہ کیا حضور علیہ السلام نے ایسا فرمایا تھا؟ فقال بدعة۔ تو انہوں نے جواب دیا یہ بدعت ہے۔ (یعنی حضرت ابن عمر نے لوگوں کو اس کام سے منع نہ فرمایا اگرچہ حضور علیہ السلام نے یہ عمل نہ کیا تھا اور اس کو بدعت حسنہ بتا دیا تبھی منع نہ کیا)

(مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۴۰۹، کتاب الحج)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے کبھی حضور علیہ السلام کو نماز چاشت پڑھتے نہ دیکھا تھا حالانکہ میں خود یہ نماز پڑھتی تھی۔ اور حضور علیہ السلام کبھی پسندیدہ عمل کو بھی ترک فرما دیتے تاکہ کہیں امت پہ فرض ہو جائے۔

(مسلم شریف صفحہ ۲۴۹، جلد ۱)

اور چونکہ امتی کے پسندیدہ عمل پر دوام سے فرض ہونے کا خطرہ نہیں ہوتا اس لیے فرمایا: واعلموا ان احب العمل الى الله ادمه وان قل۔

جان لو! کہ اللہ کے نزدیک (نفلی کاموں میں سے) محبوب تر عمل یہ ہے کہ جو

ہمیشہ کیا جائے اگرچہ تھوڑا ہو۔

(مسلم شریف صفحہ ۳۷۷، جلد ۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت مسروق کو حضور علیہ السلام کے بارے میں بتایا! کان يحب الدائم (مسلم شریف صفحہ ۲۵۵، جلد ۱) کہ آپ کو ہمیشگی والا عمل پسند تھا۔

خود حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا اپنا حال یہ تھا اذا عملت العمل لزمته (مسلم شریف صفحہ ۲۶۶، جلد ۱) جب کوئی (مستحب) عمل بھی شروع کرتی تو اپنے اوپر لازم کر لیتی۔ ان تمام تصریحات سے معلوم ہوا کہ باعث برکت کاموں کو پابندی کے ساتھ کرنا گناہ نہیں بلکہ سلف صالحین کا طریقہ ہے اور حضور علیہ السلام کا حکم ہے۔

اعتراض:

یہ اعتراض بڑے زور و شور سے کیا جاتا ہے کہ تم لوگ وقت متعین کر کے یہ عمل کرتے ہو لہذا ناجائز ہے۔

جواب: دنیا میں کونسا کام ہے جو وقت متعین کر کے نہیں کیا جاتا کیا خود تمہارے مدارس کے اجلاس اور دیگر تقریبات اس تعین کی زد میں آتے ہیں یا نہیں؟ باقاعدہ اشتہارات مہینہ مہینہ پہلے چھپائے جاتے ہیں کہ فلاں دن فلاں وقت فلاں مقام پر پروگرام ہوگا۔ متعین مقرر وقاری بلایا جاتا ہے (جب کہ نعت کے تم ویسے ہی دشمن ہو) یہی حال شادی بیاہ اور خوشی غمی کے مواقع کا ہے۔ ہم لوگ بھی اس تعین کو ضروری نہ سمجھتے ہوئے صرف لوگوں کی اطلاع اور سہولت کے لیے دن متعین کرتے ہیں کہ سب کو پتہ ہوتا ہے فلاں دن گیارہویں شریف کا پروگرام ہوگا۔ ورنہ اس خاص دن سے پہلے کر لو بعد میں کر لو ہر طرح جائز ہے۔ اور اس کو علماء دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ صاحب نے بھی جائز فرمایا ہے۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ صفحہ ۸)

احادیث سے تعین کا ثبوت:

علاوہ ازیں احادیث مبارکہ سے بھی اس کے واضح اشارات ملتے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے تعین کے ساتھ پیر اور جمعرات کا روزہ رکھا۔ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۱۷۹) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میرے گھر حضور علیہ السلام کا قیام ہوتا تو رات کے آخری حصے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنت البقیع میں تشریف لے جاتے اور فرماتے السلام علیکم دار قوم مومنین (مسلم

شریف صفحہ ۳۱۳ جلد ۱)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ لوگوں نے حضور علیہ السلام سے بارش نہ ہونے کی شکایت کی تو آپ نے منبر رکھنے کا حکم دیا و وعد الناس یوما یخرجون فیہ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۱۳۲)

اور ایک خاص دن کا وعدہ کیا کہ اس دن نماز استسقاء کے لیے نکلیں۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا جس نے سترہ، انیس اور اکیس تاریخ کو سنگی (پچھنے) لگوائے کان شفاء من کل
۱۵ء۔ وہ ہر بیماری سے بچ گیا۔ (ابوداؤد صفحہ ۵۴۰ جلد ۲)

ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر ہفتے پیادہ یا سوار ہو کر مسجد قبا تشریف لے جاتے ویصلی فیہ رکعتین۔ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۶۸ جلد ۱)

اور دو رکعت نماز ادا فرماتے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی ایسا ہی کرتے (مسلم صفحہ ۴۴۸ جلد ۱) امام نووی فرماتے ہیں فیہ جواز تخصیص بعض الایام بالزیارۃ وهذا هو الصواب۔ اس میں زیارت کے لیے دن مقرر کرنے کا ثبوت ہے اور یہی حق و صواب ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو وعظ و نصیحت کرنے کے لیے ہر جمعرات کا دن مقرر فرمایا ہوا تھا۔ ایک بندے نے کہا آپ روزانہ وعظ فرمایا کریں، آپ نے فرمایا:

یمنعنی من ذلک انی اکرہ ان املکم۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۴۔ مسلم شریف ۳۷۷)

میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ تمہیں روزانہ تھکا تارہوں۔
مذکورہ تمام روایات سے کسی بھی دینی یا دنیوی مصلحت کے لیے تاریخ کا تعین جائز اور ثواب کے زمرے میں آنا ثابت ہوا، اس لیے گیارہویں شریف یا

عرس وغیرہ کے لیے تاریخ مقرر کرنا جائز ٹھہرا۔

اعتراض:

کھانا سامنے رکھ کر ختم پڑھنا یا دعا کرنا کہیں ثابت نہیں
جواب: براہ کرم تم کھانا پیچھے رکھ کر ختم پڑھ لیا کرو۔ جہاں تک ثبوت کا تعلق ہے تو اتنا بھی کافی ہے کہ کھانا اللہ کی نعمت ہے اور اس نعمت کے ادب کا تقاضا ہے کہ اس کو پیٹھ پیچھے نہ رکھا جائے اور پھر کھانے والی شے سامنے ہی رکھی جاتی ہے۔ تاہم حدیث شریف میں ہے کہ خندق کے موقع پر جب حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کی دعوت کی تو آپ نے ہانڈی سامنے رکھ کر دعا بھی کی اور اس میں لعاب دہن بھی ڈالا جس کی برکت سے چند افراد کا کھانا ستر افراد نے کھالیا۔ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۵۳۷) مسلم شریف میں ہے جو کھانا بچ گیا آپ نے اس کو جمع فرما کر پھر دعا کی وہ پہلے کی طرح ہو گیا فقال دونکم هذا۔ فرمایا اور کھالو۔

غزوہ تبوک کے سفر میں بھی یہی ہوا فدعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالبرکۃ۔ آپ نے دعائے برکت فرمائی تمام لشکر نے خوب سیر ہو کر کھالیا۔ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۵۳۸)

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ جب آپ نے نکاح فرمایا تو حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حلوہ لے کر حاضر ہوا آپ نے تین سو کے قریب صحابہ کو بلایا اور اس حلوہ پر ہاتھ رکھ کر دعا کی۔ تو تین سو کو پورا ہو گیا۔

(بخاری شریف صفحہ ۷۷۶، جلد ۲، مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۵۳۹)

اعتراض:

جس چیز کی نسبت غیر اللہ کی طرف کی جائے وہ حرام ہو جاتی ہے جیسے گیارہویں شریف کی نسبت غوث پاک کی طرف ہے نہ کہ خدا کی طرف۔
وما اهل به لغير الله :

جواب: اس طرح تو تمام مدارس و مساجد بھی حرام کے زمرے میں آ گئیں۔

اگر غیر اللہ کو ثواب پہنچانا مقصود ہو تو اس شے سے اصل مقصود اللہ کی رضا ہی ہوتی ہے اور مذکورہ آیت سے باتفاق مفسرین جانور پر بوقت ذبح غیر اللہ کا نام لینا مراد ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مدینہ شریف میں بیر رومہ (کنواں) خریدا اور فرمایا فجعلتها للغنی والفقیر وابن السبیل

(ترمذی صفحہ ۲۱۱ جلد ۲)

میں نے یہ کنواں ہر غنی و فقیر و مسافر کے لیے وقف کر دیا۔ نہ غنی و فقیر خدا ہے نہ مسافر، تو کیا اس کنوئیں کا پانی حرام ہو گیا۔

جانور پر بھی بوقت ذبح غیر اللہ کا نام لینے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کا نام بالکل جان بوجھ کر نہ لیا جائے ورنہ اگر اللہ کے نام کے ساتھ دوسروں کا نام ثواب کی نیت سے لیا جائے تو کئی حرج نہیں بلکہ حدیث سے ثابت ہے۔

چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے قربانی کے دن جانور ذبح کیا تو یوں کہا:

بسم اللہ اللہم تقبل من محمد ومن امة محمد ومن ال محمد صلی اللہ علیہ وسلم ثم ضحی بہ۔

(مسلم، ابوداؤد مترجم صفحہ ۳۹۳)

یعنی اللہ کے نام کے ساتھ اپنا، اپنی امت اور اپنی ال کا نام لے کر ذبح کیا۔ ایک حدیث میں ہے:

اللہم منك ولك عن محمد وامتہ بسم اللہ اللہ اکبر۔

(احمد، ابوداؤد)

نماز جو خالصتاً اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے حضرت سالم بن درہم سے روایت ہے کہ ہم لوگ حج کے لیے نکلے ایک آدمی (حضرت ابو ہریرہ) نے ہم سے کہا تمہارے علاقے میں الابلہ بستی ہے؟ ہم نے کہا ہاں۔ اس نے کہا مجھے ضمانت ہے کہ اس بستی کی مسجد عشر میں میرے لیے (ان یصلی لی) دو یا چار رکعت

نماز پڑھ کے کہو گے کہ ہذہ لابی ہریرۃ یہ نماز ابو ہریرہ کے لیے ہے کیونکہ میں نے حضور علیہ السلام (اپنے خلیل) سے سنا ہے آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مسجد عشر کے شہیدوں کو بدر کے شہیدوں کے ساتھ اٹھائے گا ان کے علاوہ کوئی اور نہ کھڑے ہوں گے۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۴۶۸)

کیا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مسجد عشر میں اپنے لیے نماز پڑھنے کا حکم دے کر نعوذ باللہ شرک کے مرتکب ہوئے نہیں ہرگز نہیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ نماز تو اللہ ہی کے لیے ہوگی مگر ثواب مجھے پہنچنا دینا۔ ثابت ہوا کہ گیارہویں کی نسبت غوث پاک کی طرح ہونے کا مطلب بھی یہی ہے کہ عبادت اللہ کی ہے مگر ثواب غوث اعظم کے لیے ہے۔

ایصال ثواب کے جواز پر چند حوالہ جات:

عبادت مالیہ سے مردوں کو ثواب اور نفع پہنچتا ہے اس پر امت کا اتفاق ہے۔ (جامع البرکات، مسائل اربعین شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

شرح فقہ اکبر۔ امام اعظم، امام احمد، اور جمہور سلف صالحین کا عقیدہ۔ تذکرۃ الموتی والقبور۔ فتاویٰ عزیزی، شاہ عبدالعزیز۔ صراط مستقیم، اسماعیل دہلوی۔ التذکیر صفحہ ۹۵ جلد ۱۳ اشرف علی تھانوی۔ تذکرۃ الرشید صفحہ ۲۶ گنگوہی)

اگر کسی بزرگ کی روح پاک کو ایصال ثواب کرنے کے لیے مالیدہ، دودھ اور چاول پکا کر فاتحہ پڑھی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ (فتاویٰ عزیزی صفحہ ۳۹ جلد ۱)

امام حسن و حسین کی نیاز کا کھانا جس پر سورۃ فاتحہ، سورۃ اخلاص اور درود شریف پڑھا گیا ہو وہ متبرک ہو جاتا ہے اور اس نیاز کا کھانا بہت ہی بہتر ہے۔

(فتاویٰ عزیزی صفحہ ۷۱، جلد ۱)

شاہ ولی اللہ کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم ہر سال حضور علیہ السلام کے نام پر فاتحہ بارہ ربیع الاول شریف کو دلایا کرتے تھے۔ (درمبین صفحہ ۷، دعوات عبدیت)

پورے عالم اسلام میں شیخ عبدالقادر جیلانی کے ایصال ثواب کے لیے

گیارہویں شریف کا ختم دلایا جاتا ہے (ما ثبت من السنۃ صفحہ ۱۲۲ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی، اور فرمایا کہ میرے استاذ پیر امام عبدالوہاب مفتی مکی علیہ الرحمۃ اور ان کے مشائخ بھی ایسا ہی کرتے)۔

پاک و ہند میں تمام علماء کے علم حدیث میں استاذ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک پر گیارہ تاریخ کو بادشاہ اور شہر کے تمام اکابرین اکٹھے ہوتے کلام اللہ کی تلاوت کرتے، غوث پاک کی مدح میں قصائد اور مناقبت پڑھتے بعد از مغرب سجادہ نشین تشریف لاتے ذکر یا لجمہر ہوتا لوگوں پر وجدانی کیفیت طاری ہوتی بعد ازاں طعام شیرینی جو بھی نیاز تیار ہوتی تقسیم کی جاتی اور بعد العشاء لوگ اپنے اپنے گھروں کی طرف رخصت ہو جاتے۔ (ملفوظات عزیزی فارسی صفحہ ۶۲)

(مزید حوالہ جات کے لیے دیکھئے کلمات طیبات فارسی صفحہ ۷۸ شاہ ولی اللہ خزینۃ الاصفیاء صفحہ ۹۹ جلد ۱، سفینۃ الاولیاء صفحہ ۷۳، اخبار الاخیار صفحہ ۲۲، تحفہ قادریہ صفحہ ۹۰، فیصلہ ہفت مسئلہ صفحہ ۸)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ يَشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۝
(النساء آیت ۱۱۵)

اور جو رسول پاک کا خلاف کرے راہ ہدایت واضح ہو جانے کے بعد، اور اہل ایمان کی راہ کے خلاف چلے ہم اس کو چھوڑ دیں گے اور جہنم میں داخل کریں گے جو بری جگہ ہے پلٹنے کی۔

ناظرین کرام! ایصال ثواب کے متعلق رسول خدا اور اہل ایمان کا راستہ سینکڑوں کتب کے حوالے سے آپ کو معلوم ہو گیا۔ لیکن میں نہ مانوں گا کوئی علاج نہیں

اب جس کے دل میں آئے پائے وہ روشنی
ہم نے تو دل جلا کے سر ”عام“ رکھ دیا

بانداز دیگر سمجھانے کی کوشش:

ایک صحابی (حضرت سعد رضی اللہ عنہ) نے حضور علیہ السلام کے حکم سے اپنی ماں کے ایصالِ ثواب کے لیے کنواں کھدوا دیا۔ ہم کنواں نہیں کھدوا سکتے پانی کا گلاس ختم میں رکھ لیتے ہیں۔ دوسرے صحابی نے پورا باغ ہی ایصالِ ثواب کے لیے وقف کر دیا۔ ہم پورا باغ نہیں کر سکتے تو مختلف قسم کے تھوڑے بہت پھل رکھ لیتے ہیں۔ حضور علیہ السلام اور حضرت علی المرتضیٰ ہر سال دو قربانیاں کرتے۔ حضور علیہ السلام تو اس لیے کہ ایک اپنی اور ایک اپنی امت کے لیے اور حضرت علی المرتضیٰ ایک اپنی اور ایک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے۔ ہم اس سنت پر عمل کرتے ہوئے گوشت پکا لیتے ہیں اب ختم پر کیا اعتراض رہ گیا صرف یہ کہ آگے رکھ کر ختم پڑھتے ہیں؟ چلو تم پیچھے رکھ لیا کرو۔

☆ حضور علیہ السلام نے فرمایا! جس کام سے پہلے بسم اللہ نہ پڑھی جائے تو شیطان بھی ساتھ شامل ہو جاتا ہے اگر درمیان میں یاد آ جائے تو یوں پڑھ لو بسم اللہ اولہ و آخرہ۔ تو شیطان نے جو کھایا ہوتا ہے قے کر دیتا ہے اور بھاگ جاتا ہے برکت واپس آ جاتی ہے۔ حالانکہ بسم اللہ شریف قرآن پاک کی پوری آیت بھی نہیں بلکہ سورۃ نمل کی آدھی آیت ہے تو جب اس آدھی آیت کی اتنی برکت ہے تو اگر ساتھ اور آیات و سورتیں پڑھ لی جائیں تو پھر کیسے ناجائز ہو گیا۔ قرآن تو ایمان والوں کے لیے شفا ہے اور رحمت ہے۔

ولا تؤذ الظلمین الا خساراً ○

اور ظالموں کے لیے نقصان و بے برکتی کا باعث ہے تم خواہ مخواہ کیوں اپنے آپ کو ظالموں میں شمار کرتے ہو۔ اچھی چیز کو اپنے منہ سے حرام کہتے ہو اور جس کو زبان رسالت نے فاسق قرار دیا ہے اس کو شوق سے کھاتے ہو۔

پڑی ہے اندھے کو عادت کہ شور بے ہی سے کھائے

بیٹر ہاتھ نہ آئے تو زاغ لے کر چلے

☆ عاص بن وائل دشمن رسول تھا اس کے بیٹوں میں سے دو مسلمان تھے ہشام اور عمرو۔ اس نے مرتے وقت اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد میرے فائدے کے لیے غلاموں کو آزاد کیا جائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام سے مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا:

انہ لو کان مسلما فاعتقتم او تصدقتم عنہ او حججتم عنہ بلغه ذلک۔ (سنن ابوداؤد)

اگر وہ مسلمان ہوتا اور تم غلام آزاد کرتے یا اس کی طرف سے صدقہ کرتے یا حج کرتے تو اس کو ضرور فائدہ ہوتا۔

جو اپنے مردوں کو مسلمان سمجھتے ہیں وہ یہ کام کر کے ان کو فائدہ پہنچاتے ہیں اور جو یہ کام نہیں کرتے وہ پتہ نہیں اپنے مرنے والوں کو کیا سمجھتے ہیں۔

ہے سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ..... پاکستان بننے سے پہلے ایک قوم تھی جو بارہ سے بہت گھبراتی تھی اگر صحیح ثائم بھی بتا دیا جاتا تو لڑنے مرنے پر تیار ہو جاتے کہ ہمیں چھیڑنے کی وجہ سے ”بارہ بجے“ کہا جاتا ہے اور یہ بھائی گیارہ سے گھبراتے ہیں، نہ ان کا بارہ سے گھبرانا، ہمیں سمجھ آیا نہ ان کا گیارہ سے گھبرانا سمجھ میں آیا۔ یہ خود ہی ایک دوسرے کو جانتے ہوں گے کیونکہ طبیعتیں ملتی جلتی ہیں صرف ایک گھنٹے کا ہی فرق ہے۔

ثبوت کیا ہے؟ کس کا گیارہ کا؟ من جاء بالحسنہ فله عشر امثالها۔ جو ایک نیکی کرے اس کو دس اور ملیں۔ دس یہ ایک وہ گیارہ۔ ایک کو دو بارہ لکھو تو گیارہ ہو گیا۔ گیارہ کے عدد کو دائیں سے دیکھو پھر بھی ایک (توحید کا جلوہ) نظر آئے بائیں سے دیکھو تو بھی توحید کا رنگ ہی نظر آئے گا۔ گیارہ کا کام سوئی کو بارہ کی طرف لے جانا ہے اور بارہ کا کام پھر ایک کی طرف لے کر آنا ہے

گیارہویں غوث پاک کی بارہویں رسول پاک کی، گیارہویں والا بارہویں والے کی طرف لے کر جاتا ہے اور بارہویں والا (الہکم الہ واحد) ایک اللہ کی طرف لے کر جاتا ہے بارہ پر وقت کی انتہا ہے اور بارہویں والے پہ عظمت انسانیت کی انتہا ہے اور گیارہویں والے پہ ولایت کی انتہا ہے۔ دوسرے ولیوں کا عرس سال بعد آتا ہے اور غوث پاک کا ہر مہینے میں آتا ہے ان کے صرف مرید عرس مناتے ہیں غوث پاک کا عرس سارے پیر مناتے ہیں کیونکہ دوسرے صرف مریدوں کو نوازتے ہیں۔ غوث پاک کا فیض تمام سلسلوں تک جانا ہے اس لیے ہر سلسلے والے گیارہویں دیتے ہیں۔ اور صرف بغداد میں نہیں ساری دنیا میں۔ کیونکہ جس سے کام لینا ہو اس کو تحائف دیئے جاتے ہیں۔ غوث پاک وہ ہیں کہ جو اس دنیا میں اور آخرت میں سب کے کام آنے والے ہیں۔

لوہا معمولی سا بھی ہو تو پانی میں ڈوب جاتا ہے اور کشتی میں ہزاروں لوہے کے کیل ہوتے ہیں مگر کشتی کے دامن میں آ کر تیرتے رہتے ہیں ہمارے اعمال تو ہمیں ڈبوئے والے ہیں غوث پاک کا دامن نصیب ہوا تو کہیں بارہ سال کا ڈوبا ہوا بیڑا تر رہا ہے کہیں ہم جیسے گنہگار غوث پاک کی غلامی پر ناز کرتے ہوئے چل رہے ہیں کیونکہ المرء مع من احبہ (حدیث)

اہل اللہ پل صراط سے گزرنے لگیں گے تو جہنم ٹھنڈی ہو جائے گی کیوں؟ اس لیے تاکہ ان اللہ والوں کے دامن سے وابستہ مریدین اسی دوران جہنم کو عبور کر جائیں کہ اللہ کو اپنے محبوب بندوں کی نسبت کا بڑا حیا ہے۔ غوث پاک نے اسی شان محبوبیت میں فرمایا

مریدی لا تخف اللہ ربی

اے مرید گھبرا نہیں اللہ اپنا ہی رب ہے۔ اور فرمایا میرا مرید مسلمان ہو کر ہی مرے گا یہی تو اللہ چاہتا ہے کہ فلا تموتن الا وانتم مسلمون ○ نہ مرد مگر مسلمان ہو کر۔

گیارہویں شریف حالات و واقعات کی روشنی میں:

سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کو گیارہویں والا پیر اس لیے بھی کہا جاتا ہے کہ ایک روایت کے مطابق آپ کے گیارہ صاحبزادے تھے اور سارے کسی نہ کسی مہینے کی گیارہ تاریخ کو ہی پیدا ہوئے، گیارہ کو ہی فوت ہوئے، آپ کا سلسلہ والدہ کی طرف سے گیارہ واسطوں کے ساتھ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک اور والد کی طرف سے گیارہ ہی واسطوں سے امام حسن رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے، جو آپ کے مدرسہ میں طالب علم داخل ہوتا اس کو چاند کی گیارہ تاریخ کو ہی فارغ کر کے سند فراغت اور دستار فضیلت سے نوازا جاتا۔

یہ حقیقت ساری دنیا کے سامنے عیاں ہے کہ ایک مدرسہ ہندوستان میں قائم ہوا جب اس کے قیام کو سو سال ہوئے تو ”صد سالہ جشن دیوبند“ بڑی دھوم دھام سے منایا گیا علماء کے اجتماع میں اندرا گاندھی کی صدارت رکھ کر علماء کی تذلیل کی گئی۔ ہمیں اعتراض نہیں لیکن اس سے یہ تو ثابت ہوا کہ جس دن کوئی اہم واقعہ ہوا ہو اس کو جشن یا یادگار کے طور پر منانا جائز ہے آئیے دیکھتے ہیں گیارہ تاریخ کو کون کون سے واقعات رونما ہوئے جس سے آپ جان جائیں گے کہ اگر ایک مدرسہ کے قیام کے دن جشن منایا جا سکتا ہے تو اس قدر عظیم الشان، بے شمار واقعات کے ظہور والے دن محفل گیارہویں شریف کیوں نہیں منائی جاسکتی۔ لیکن اس سے پہلے گیارہویں شریف کے موضوع پر ایک دلچسپ منظوم مکالمہ قارئین کی نظر کیا جاتا ہے۔

بلسلسلہ گیارہویں شریف ایک دلچسپ مکالمہ:

بندہ مسلمان ایک تھا، عقیدہ اس کا نیک تھا،
تھا غوث پر اس کو یقین، اس نے پکائی گیارہویں
اور سادگی سے بے خبر، لے آیا اک ملاں کو گھر

ملاں تھا سنی ظاہراً، پکا وہابی باطناً.....
 کھانے کا سن کر آگیا، سب اس کے چاول کھا گیا
 پھر پوچھنے کھا کر لگا، دعوت یہ کیسی تھی بتا
 کہنے لگا وہ مرد دیں، تھی غوث کی یہ گیارہویں
 یہ نام عالی جب سنا، نجدی وہیں جل بھنا
 غصہ میں یوں بکنے لگا، یہ شرک تو نے کیا کیا؟
 الفاظ سن لے تو میرے، چاول تیرے ضائع گئے
 نجدی بڑا بے باک ہے بے باک اور چالاک ہے
 پہلے تو کھانا کھالیا، پھر شرک کا فتویٰ دیا
 سنی نے پھر اس سے کہا، میرا بھی فتویٰ سنتا جا
 چاول جو تو نے کھا لیے بے شک وہ ضائع ہو گئے
 مجھ کو مگر پر وا نہیں، میرا تو کچھ بگڑا نہیں
 ناغہ میرا اس پل سہی، یہ گیارہویں پھر کل سہی
 اور آج میں سمجھوں گا یوں دل کو تسلی دوں گا دوں
 کتا میرے گھر آگیا، سب میرے چاول کھا گیا

وہ عظیم واقعات دن دسواں اور رات گیارہویں کو وقوع پذیر ہوئے

وَذَكِّرْهُمْ بِآيَاتِ اللَّهِ (القرآن)

اور ان کو اللہ کے دن یاد کراؤ۔

☆ حضرت آدم علیہ السلام کا خمیر بنایا گیا۔

☆ حضرت آدم علیہ السلام جنت سے باہر آئے۔

☆ حضرت آدم علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی۔

- ☆ حضرت آدم علیہ السلام دوبارہ جنت میں داخل ہوئے۔
- ☆ حضرت حوا علیہا السلام کی پیدائش کا دن۔
- ☆ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش کا دن۔
- ☆ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آپگ گلزار بنی۔
- ☆ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیٹے کی قربانی دی۔
- ☆ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جو دی پہاڑ پر لگی۔
- ☆ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا دن۔
- ☆ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے دریا میں راستے بنے۔
- ☆ حضرت موسیٰ علیہ السلام پہلی دفعہ کوہ طور پر گئے۔
- ☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے زندہ آسمان پر اٹھایا۔
- ☆ حضرت زکریا علیہ السلام کو آرا چلا کر شہید کیا گیا۔
- ☆ حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ سے باہر آئے۔
- ☆ حضرت داؤد علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔
- ☆ حضرت یعقوب علیہ السلام کی یوسف علیہ السلام سے دوبارہ ملاقات ہوئی۔
- ☆ حضرت یوسف علیہ السلام کنویں سے باہر تشریف لائے۔
- ☆ حضرت یوسف علیہ السلام تخت نشین ہوئے۔
- ☆ حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی واپس ہوئی۔
- ☆ حضرت ایوب علیہ السلام کی مصیبت دور ہوئی۔
- ☆ حضرت سلیمان علیہ السلام کو بادشاہی ملی۔
- ☆ حضرت ادریس علیہ السلام کو جنت کی طرف اٹھایا گیا۔
- ☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کا اظہار اس دن ہوا۔
- ☆ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو کربلا میں شہید کیا گیا۔
- ☆ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی پیدائش کا دن۔
- ☆ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو سدرۃ المنتہی کا مقام ملنے کا دن۔

- ☆ قلم قدرت کو پیدا کیا گیا۔
- ☆ لوح محفوظ کو پیدا فرمایا گیا۔
- ☆ قلم نے لوح محفوظ پر تقدیر عالم کو لکھنا شروع کیا۔
- ☆ چاند، سورج، ستاروں کو پیدا فرما کر منور کرنے کا دن۔
- ☆ آسمانوں کو چاند، سورج، ستاروں سے زینت دینے کا دن۔
- ☆ دوزخ، جنت اور حوض کوثر کو پیدا کیا گیا۔
- ☆ حوروں، فرشتوں، غلمان، رضوان کو پیدا فرمایا۔
- ☆ جنت کے محلات تعمیر کرنے کا دن۔
- ☆ زندگی کو زندگی ملنے اور موت کو پیدا کرنے کا دن۔
- ☆ پہاڑوں کو زمین کی میخیں بنانے کا دن۔
- ☆ زمین و آسمان کو پیدا کرنے کا دن۔
- ☆ سمندروں، دریاؤں کو پیدا کرنے کا دن۔
- ☆ پہلی بارش کے نزول کا دن۔
- ☆ خانہ کعبہ کی بنیاد رکھنے کا دن۔
- ☆ حج بیت اللہ کے قبول ہونے کا دن۔
- ☆ قربانی دینے کا دن۔
- ☆ یزید کی حقیقی موت کا دن۔

اور

- ☆ حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کو بارگاہ رسالت مآب علیہ السلام سے دستار ملنے کا دن

مسلمان بھائیو! جب قیامت آئے گی، ہر شخص کو اپنی اپنی پڑی ہوگی، اس دن نہ باپ بیٹے کا اور نہ بیٹا باپ کے کام آئے گا۔ ہر آدمی ایک ایک نیکی کے لیے ترس رہا ہو گا وہ بھی دن دسواں اور رات گیارہویں کی ہوگی۔
دیوبند کے قیام کے دن جشن منانا جائز؟ اور اتنے عظیم واقعات کے ظہور

والے دن محفل کرنا جائز؟ آخر کیوں؟

ہے سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ

(فیض القدر شرح جامع الصغیر للمناوی صفحہ ۳۴ جلد ۳، عجائب المخلوقات صفحہ ۴۴،

غنیۃ الطالبین صفحہ ۵۳، جلد ۲، نزہۃ المجالس صفحہ ۱۷۴، جلد ۲، ماثبت من السنۃ صفحہ ۱۹)

کسی پنجابی شاعر نے ان تمام واقعات کو شعروں میں یوں قلم بند کیا ہے۔

دن دسواں تے رات یار ہو یں

رب دی رحمت دا مینہہ پیا پہلا

دن دسواں تے رات نوں یار ہو یں سی

حکم اکتب دا قلم نوں ہویا جس دن

دن دسواں تے رات نوں یار ہو یں سی

جس دن زمیں آسمان تے فرش بنیاں

دن دسواں تے رات نوں یار ہو یں سی

نور نبی وچوں لوح و قلم بنیاں

دن دسواں تے رات نوں یار ہو یں سی

پیدا ہوئے پہاڑ دریا جس دن

دن دسواں تے رات نوں یار ہو یں سی

ایہہ تارے ، ملائکہ ہوئے پیدا

دن دسواں تے رات نوں یار ہو یں سی

حضرت آدم ، عیسیٰ ، دی ہوئے پیدا

دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
 حضرت آدم دا ہویا وصال جس دن
 دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
 ابراہیم تے نار گلزار ہوئی
 دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
 حضرت نوح دا بیڑا جد پار لگا
 دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
 اسماعیل دے گلے تے چھری چلی
 دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
 اور یس عیسیٰ آسمان تے گئے زندہ
 دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
 نبی پاک دا دند شہید ہویا
 دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
 آیت ماتقدم جد ہوئی نازل
 دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
 ٹل گئی بلا ایوب اتوں
 دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
 نکلے مچھلی دے پیٹ چوں بنی یونس
 دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
 ہوئی بخشش سی نبی داؤد اُتے
 دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی

ملیا ملک واپس سلیمان تائیں
 دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
 حضرت یوسف یعقوب دا میل ہویا
 دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
 علی اصغر دے گلے تے تیر لگا
 دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
 جس دن شاہ حسین شہید ہوئے
 دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
 مولا کُن فرمایا تے بنی دنیا
 دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
 ایس دنیا دا سازو سامان بنیاں
 دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
 جسم آدم دا بنیاں تے روح پھونگی
 دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
 سجدہ آدم نوں کیتا فرشتیاں نے
 دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
 خانے کعبے دی بنی دیوار جس دن
 دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
 ابراہیم نوں چخا دے وچہ پایا
 دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
 ویلے نوح دے بڑا طوفان آیا

دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
 یوسف کھوہ وچہ سٹیا سی جد بھائیاں
 دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
 قوم لوط دی تے ہویا قہر نازل
 دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
 حضرت موسیٰ نوں طور تے پیا جلوہ
 دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
 توبہ آدم دی جدوں منظور ہوئی
 دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
 بنیاں مصر دا یوسف سردار جس دن
 دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
 ملیا یوسف نوں ویر غمنخوار جس دن
 دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
 غوث آیا بغداد دیار جس دن
 دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
 میراں تاریا سی بیڑا پار جس دن
 دن دسواں تے رات نوں یارہویں سی
 ے ہمارا کام کہہ دینا ہے ”یارو“
 کوئی آگے مانے یا نہ مانے

خیراندیش:-

اضعف العباد: غلام حسن قادری، خادم مرکزی دارالعلوم حزب
 لاجنات حضرت داتا گنج بخش روڑلاہور۔

۶ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۵ھ بروز پیر وار، پیران پیر کی عظمت کا یہ مجموعہ مکمل ہوا۔

سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کی الہامی دُعا

”جس کی وجہ سے وہ فرشتوں میں مقبول ہوئے“

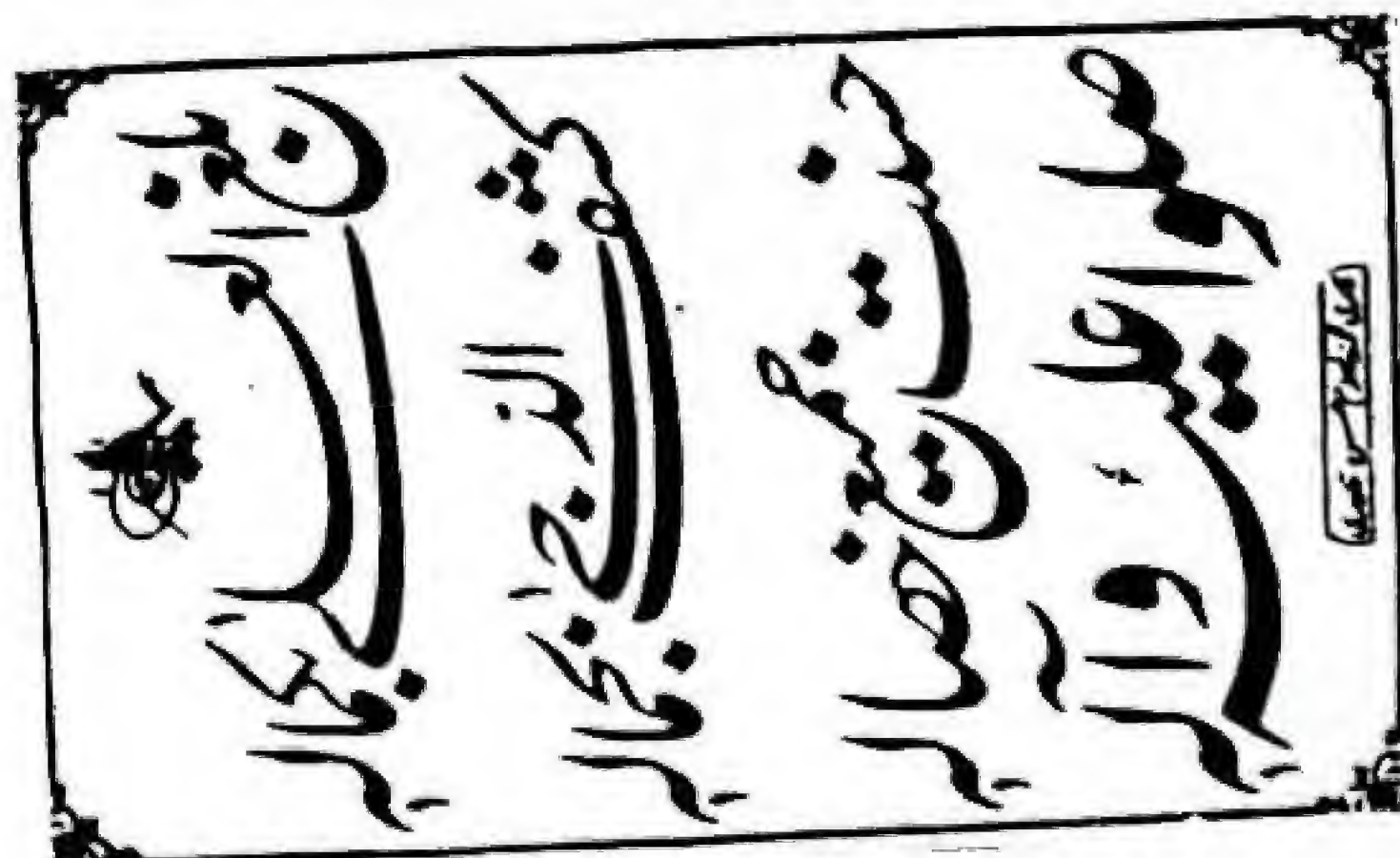
سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! میرے پاس جبریل امین آئے ابھی وہ موجود ہی تھے کہ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ آگئے۔ جبریل امین نے انہیں دیکھا تو کہنے لگے یہ ابو ذر ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبریل امین! آپ ابو ذر کو جانتے ہیں؟ وہ بولے جی ہاں! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو سچا نبی بنا کر بھیجا۔ یقیناً ابو ذر زمین والوں سے زیادہ آسمان والوں میں جو مشہور و مقبول ہیں۔ تو اس دعا کی وجہ سے ہیں جو یہ روزانہ دو بار مانگتے ہیں۔ اس پر فرشتوں کو حیرت ہے، آپ انہیں بلا کر دعا کے بارے میں پوچھیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ابو ذر! کون سی دعا ہے جو تم روزانہ دو بار مانگتے ہو؟ حضرت ابو ذر نے عرض کیا! جی ہاں! میرے آقا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر میرے ماں باپ فدا ہوں یہ دعا میں نے کسی انسان سے نہیں سنی۔ بلکہ یہ دس جملے اللہ نے مجھے الہام کیے ہیں۔ اور ہر روز میں دو بار انہی کے ذریعے دعا مانگتا ہوں۔ پہلے قبلہ رو ہو کر تھوڑی دیر تسبیح کرتا ہوں۔ پھر لا الہ الا اللہ تھوڑی دیر پڑھتا ہوں پھر تھوڑی دیر الحمد للہ پڑھتا ہوں۔ پھر تھوڑی دیر تکبیر پڑھتا ہوں پھر یہ دعا پڑھتا ہوں جبریل امین نے یہ سن کر کہا! اے اللہ کے پیغمبر! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا آپ کی امت کا کوئی شخص بھی یہ دعا مانگے تو اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ وہ گناہ سمندر کی جھاگ اور زمین کی ریت سے زیادہ ہوں۔ آپ کے کسی بھی اُمتی کے سینے میں یہ دعا ہوگی تو جنت اس کی مشتاق ہوگی اور دو فرشتے اس کے لیے مغفرت مانگتے رہیں گے۔ اور جنت کے دروازے اس کے لیے کھول دیئے جائیں گے۔ فرشتے اعلان کریں گے اے اللہ کے دوست! جس

دروازے سے تو چاہے جنت میں داخل ہو جا۔

(کنز العمال صفحہ ۶۷۹ جلد ۲، حدیث نمبر ۵۰۵۵)

”اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ إِيْمَانًا دَائِمًا وَأَسْأَلُكَ قَلْبًا خَاشِعًا وَأَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَأَسْأَلُكَ يَقِيْنًا صَادِقًا وَأَسْأَلُكَ دِيْنًا قَيِّمًا وَأَسْأَلُكَ الْعَافِيَةَ مِنْ كُلِّ بَلِيَّةٍ وَأَسْأَلُكَ تَمَامَ الْعَافِيَةِ وَأَسْأَلُكَ دَوَامَ الْعَافِيَةِ وَأَسْأَلُكَ الشُّكْرَ عَلَى الْعَافِيَةِ وَأَسْأَلُكَ الْغِنَى عَنِ النَّاسِ“

ترجمہ: ”یا اللہ! میں تجھ سے ہمیشہ رہنے والے ایمان کا سوال کرتا ہوں اور میں تجھ سے عاجزی و انکساری کرنے والے دل کا سوال کرتا ہوں اور تجھ سے کارآمد علم کا سوال کرتا ہوں اور تجھ سے سچے یقین کا سوال کرتا ہوں اور تجھ سے سختہ اور مضبوط دین کا سوال کرتا ہوں اور میں ہر بلا سے امن میں رہنے کا تجھ سے سوال کرتا ہوں اور پوری طرح امن میں رہنے کا تجھ سے سوال کرتا ہوں اور ہمیشہ عافیت میں رہنے کا تجھ سے سوال کرتا ہوں اور میں امن ملنے پر شکر گزار رہنے کا تجھ سے سوال کرتا ہوں اور میں لوگوں سے بے پرواہ رہنے کا تجھ سے سوال کرتا ہوں۔“



ماخذ و مراجع

﴿ ۱ ﴾

- (1) القرآن الکریم
- (2) انحصار النسخ الکبریٰ فی معجزات خیر الوریٰ از حافظ جلال الدین عبدالرحمان بن ابوبکر سیوطی شافعی
- (3) احیاء علوم الدین از علامہ ابوالحامد محمد بن غزالی شافعی
- (4) الطبقات الکبریٰ از علامہ عبدالوہاب شعرانی
- (5) اخبار الاخیار از شیخ عبدالحق بن سیف الدین دہلوی
- (6) الافاضات الیومیہ از مولوی اشرف علی تھانوی
- (7) امداد الفتاویٰ المعروف فتاویٰ اشرفیہ از مولوی اشرف علی تھانوی
- (8) التذکیر از مولوی اشرف علی تھانوی
- (9) امداد المشاق الی اشرف الاخلاق از مولوی اشرف علی تھانوی
- (10) ائمة الممعات از شیخ عبدالحق بن سیف الدین دہلوی
- (11) الفرقان بین الاولیاء الرحمان والاولیاء الشیطان از ابن تیمیہ
- (12) المنجلی فی تطور الولیٰ از حافظ جلال الدین سیوطی عبدالرحمان بن ابوبکر سیوطی
- (13) انحصار النسخ الصغریٰ از حافظ جلال الدین عبدالرحمان بن ابوبکر سیوطی شافعی
- (14) الاتقان فی علوم القرآن از حافظ جلال الدین عبدالرحمان بن ابوبکر سیوطی
- (15) الابریز از شیخ محمد عبدالعزیز دباغ
- (16) القول الجمیل از شاہ ولی اللہ دہلوی
- (17) الیواقیت الجواہر از علامہ عبدالوہاب شعرانی
- (18) القول البدیع از علامہ محمد بن عبدالرحمان سخاوی

- (19) الشفاء بجمع حقوق المصطفیٰ ﷺ از علامہ ابوالفضل قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی
- (20) الوفاء باحوال المصطفیٰ ﷺ از علامہ ابوالفرج جمال الدین ابن جوزی حنبلی
- (21) امداد السلوک از مولوی رشید احمد گنگوہی
- (22) اتحاف النبلاء از نواب صدیق حسن خان بھوپالی (غیر مقلد)
- (23) اشرف السوانح از مولوی عزیز الحسن دیوبندی
- (24) احوال الآخرت از مولوی بارک اللہ لکھنوی
- (25) القاموس الوحید از علامہ وحید الزمان قاسمی کیرانوی
- (26) المنجد فی اللغة والاعلام از لؤیس معلوف
- (27) المحقائق فی شرح الحدائق (شرح حدائق بخشش) از علامہ محمد فیض احمد اویسی
- (28) البرہان الموید از
- (29) الترغیب والترہیب از حافظ زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری
- (30) الفیوضات الربانیہ از
- (31) العطاء النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ از اعلیٰ حضرت امام محمد احمد رضا خاں بریلوی

﴿ ب ﴾

- (32) ہجۃ الاسرار از شیخ نور الدین ابوالحسن علی بن یوسف شطنوفی
- (33) بہار شریعت از علامہ مفتی امجد علی اعظمی
- (34) بحر الرائق شرح کنز الاقائق از علامہ محمد ابن نجیم
- (35) بوادر النوادر از مولوی اشرف علی تھانوی
- (36) بغیۃ الوعاہ از حافظ جلال الدین عبدالرحمان بن ابوبکر سیوطی شافعی
- (37) بوستان سعدی از شیخ شرف الدین مصلح سعدی شیرازی

﴿ ت ﴾

- (38) تقویۃ الایمان از مولوی اسماعیل دہلوی
- (39) تفسیر قرطبی از علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد قرطبی انصاری
- (40) تحفہ قادریہ از علامہ ابوالمعالی محمد سلمیٰ قادری

- (41) تذکرۃ الرشید از مولوی عاشق الہی میرٹھی
- (42) تبلیغی نصاب از مولوی محمد زکریا سہارنپوری
- (43) تاریخ اہل حدیث از مولوی ابراہیم میرسیالکوٹی
- (44) تفسیر کبیر (مفتاح الغیب) از امام فخر الدین محمد بن عمر ضیاء الدین الرازی
- (45) تفسیر مظہری از قاضی محمد ثناء اللہ مظہری پانی پتی
- (46) تفسیر ستاری از مولوی عبدالستار دہلوی
- (47) تفسیر عزیزی از شاہ عبدالعزیز دہلوی
- (48) تحذیر الناس از مولوی محمد قاسم نانوتوی
- (49) تفسیر احکام القرآن از امام ابو بکر احمد بن علی بھصاص حنفی
- (50) تفسیر ضیاء القرآن از جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری
- (51) توحید و شرک کا صحیح معنی اور مفہوم از مفتی غلام حسن قادری
- (52) تفریح الخاطر از علامہ عبدالقادر اربلی
- (53) تفسیر روح البیان از علامہ اسماعیل حقی حنفی
- ﴿ پ ﴾
- (54) پیمان شب از پیر سید نصیر الدین نصیر گولڑوی
- ﴿ ج ﴾
- (55) جامع کرامات اولیاء از امام محمد یوسف بن اسماعیل نبھانی
- (56) جامع ترمذی از امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی
- (57) جمال الاولیاء از مولوی اشرف علی تھانوی
- (58) جلیل الفتوح از
- (59) جامع الاحادیث از مولانا محمد حنیف خان بریلوی
- ﴿ ح ﴾
- (60) حدائق بخشش از اعلیٰ حضرت امام محمد احمد رضا خان بریلوی
- (61) حصن حصین از علامہ ابوالخیر محمد بن محمد الجزیری

- (62) حیۃ الحیوان از علامہ کمال الدین دیمیری
- (63) حلیہ شریف از مولوی غلام احمد کولوتار
- (64) حسن المحاضرہ از حافظ جلال الدین عبدالرحمان بن ابوبکر سیوطی شافعی
- (65) حیات اشرف از مولوی غلام محمد

﴿ خ ﴾

- (66) خزائن العرفان فی تفسیر القرآن از علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی
- (67) خلاصۃ الوفاء از شیخ سید شریف الدین علی بن احمد سہودی
- (68) خزینۃ الاصفیاء از مولانا غلام سرور قادری لاہوری
- (69) خزائن الادویہ از حکیم محمد نجم الغنی رائے پوری

﴿ د ﴾

- (70) دعوات عبدیت از مولوی اشرف علی تھانوی
- (71) دلائل النبوة از امام مستغفری
- (72) در تمین از شاہ ولی اللہ دہلوی
- (73) دلائل النبوة از امام ابوبکر احمد بن الحسین بیہقی
- (74) ذوق نعت از میاں محمد حسن رضا خاں بریلوی
- (75) ذکر رضا (منظوم سیرت اعلیٰ حضرت) از مولانا محمود جان رضوی جودھپوری

﴿ ر ﴾

- (76) رد المختار المعروف فتاویٰ شامی از علامہ محمد امین الشہیر بابا بن عابدین
- (77) روض الریاحین از علامہ عبداللہ بن اسعد یافعی
- (78) ریاض الصالحین از امام محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی

﴿ ز ﴾

- (79) زبدۃ الآثار از شیخ عبدالحق بن سیف الدین دہلوی

﴿ س ﴾

- (80) سفینۃ الاولیاء از دار شکوہ
- (81) سخن رضا مطلب حائے حدائق بخشش از صوفی محمد اول شاہ قادری رضوی
- (82) سیرت غوث الثقلین از علامہ ابوالحامد محمد ضیاء اللہ قادری
- (83) سیرت غوث اعظم از علامہ ابوالبلیان داؤد احمد فاروقی
- (84) سنن نسائی از امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی
- (85) سنن ابن ماجہ از امام ابو عبد اللہ محمد ابن ماجہ
- (86) سنن ابوداؤد از امام سلیمان بن اللاحث ابی داؤد بختانی
- (87) سر الاسرار فی مایحتاج الیہ الابرار از شیخ عبد القادر جیلانی المعروف غوث اعظم
- (88) سیرت ابن اسحاق از محمد بن اسحاق بن یسار
- (89) سعادة الدارين از امام محمد یوسف بن اسماعیل نبھانی
- (90) سیرت ابن ہشام از علامہ محمد بن عبد الملک ہشام

﴿ ش ﴾

- (91) شمائل ترمذی از امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی
- (92) شان مصطفیٰ ﷺ بزبان مصطفیٰ ﷺ بخط آقا از مفتی غلام حسن رضا قادری
- (93) شعب الایمان از امام ابوبکر احمد بن الحسین بیہقی
- (94) شرح مسلم الثبوت از علامہ عبد الحق خیر آبادی
- (95) شفا للعلیل وبل الغلیل فی ترجمہ القول للجلیل از علامہ ابن عابد بن محمد امین آفندی
- (96) شام امدادیہ از مولوی اشرف علی تھانوی
- (97) شاہنامہ اسلام از ابوالاثر حفیظ جالندھری

﴿ ص ﴾

- (98) الصحیح البخاری از امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری
- (99) الصحیح المسلم از امام ابو الحسن مسلم بن حجاج قشیری
- (100) صراط مستقیم از مولوی اسماعیل دہلوی

﴿ ط ﴾

- (101) طریقہ مولود شریف از مولوی اشرف علی تھانوی
(102) طبرانی شریف از امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی

﴿ ع ﴾

- (103) عیون زم زم از مولوی عنایت اللہ گجراتی
(104) عوارف المعارف از شیخ شہاب الدین الدین سہروردی
(105) عجائب المخلوقات از

﴿ غ ﴾

- (106) غیاث اللغات از
(107) غنیۃ الطالبین از شیخ عبدالقادر جیلانی المعروف غوث اعظم

﴿ ف ﴾

- (108) فتاویٰ نذیریہ از مولوی نذیر احمد دہلوی
(109) فتوحات مکیہ از شیخ اکبر محی الدین محمد بن علی طائی المعروف ابن عربی
(110) فیض الباری شرح صحیح البخاری از مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی
(111) فتاویٰ رشیدیہ از مولوی رشید احمد گنگوہی
(112) فی مراۃ الجنان از سید عبداللہ بن اسعد یافعی
(113) فقہ شہنشاہ از اعلیٰ حضرت امام محمد احمد رضا خان بریلوی
(114) فتوح الغیب از شیخ عبدالقادر جیلانی المعروف غوث اعظم
(115) فقہ محمدی از مولوی ابوالحسن
(116) فتاویٰ ستاریہ از مولوی عبدالستار دہلوی
(117) فتاویٰ ثنائیہ از مولوی ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری
(118) فتاویٰ ہندیہ المعروف فتاویٰ عالمگیریہ از علامہ نظام الدین بمعہ پنج صد علمائے ہند
(119) فتح البیان از نواب صدیق حسن خان بھوپالی
(120) فتاویٰ عزیزی از شاہ عبدالعزیز دہلوی

- (121) فیصلہ ہفت مسئلہ از حاجی امداد اللہ مہاجر مکی
 (122) فیض القدر شرح جامع صغیر از علامہ عبدالرؤف مناوی شافعی
 (123) فیروز اللغات (اردو جامع) از مولوی فیروز الدین لاہوری

﴿ ق ﴾

- (124) قصیدہ بردہ شریف از امام شرف الدین بوسیری
 (125) قلائد الجواہر از علامہ محمد بن یحییٰ حلبی

﴿ ک ﴾

- (126) کرامات امدادیہ از مولوی اشرف علی تھانوی
 (127) کلیات اقبال (اردو، فارسی) از ڈاکٹر علامہ محمد اقبال
 (128) کفایت المفتی از
 (129) کشف الظنون عن اسلامی کتب والفنون از علامہ کاتب چلبی
 (130) کتاب العقائد از علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی
 (131) کبریت احمر از علامہ عبدالوہاب شعرانی
 (132) کتاب الروح از علامہ شمس الدین محمد بن ابوبکر ابن قیم جوزی
 (133) کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال از علامہ محمد علی متقی بن حسام الدین
 (134) کلمات طیبات از شاہ ولی اللہ دہلوی
 (135) کلام باہو لذ سلطان باہو
 (136) کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن از اعلیٰ حضرت امام محمد احمد رضا خاں بریلوی
 (137) کشف المحجوب از ابوالحسن علی بن عثمان ہجویری المعروف داتا گنج بخش
 (138) کلام میاں محمد بخش از میاں محمد بخش

﴿ گ ﴾

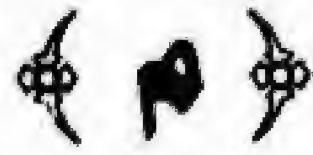
- (139) گیارہویں شریف از علامہ ابوالحامد محمد ضیاء اللہ قادری
 (140) گلستان سعدی از شیخ شرف الدین مصلح سعدی شیرازی

﴿ ل ﴾

- (141) لمعات لتقیح شرح مشکوٰۃ المصابیح از شیخ عبدالحق بن سیف الدین دہلوی

(142) لمعات علی شرح مشکوٰۃ از امام ابو الحامد محمد بن غزالی شافعی

باب التاویل المعروف تفسیر خازن از علامہ علاء الدین علی بن محمد ابراہیم الخازن شافعی



(143) مشکوٰۃ المصابیح از امام ولی الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب

(144) مکتوبات شریف از شیخ احمد فاروقی سرہندی المعروف مجدد الف ثانی

(145) ملفوظات فیوض الرحمان از

(146) ملفوظات اعلیٰ حضرت از اعلیٰ حضرت امام محمد احمد رضا خان بریلوی

(147) مدارک التنزیل المعروف تفسیر نسفی از امام عبد اللہ بن احمد نسفی

(148) مواہب الدنیہ از امام احمد بن محمد عسقلانی

(149) مدارج النبوة از شیخ عبد الحق بن سیف الدین دہلوی

(150) مہر منیر از مولانا فیض احمد فیض

(151) مثنوی از مولانا جلال الدین رومی

(152) مقالات احسان از نواب صدیق حسن خان بھوپالی (غیر مقلد)

(153) مسند الفردوس از شہر دار بن شیروہ دیلمی

(154) مکائد الشیطان از امام ابو بکر بن ابی الدنیا

(155) مسند ابو یعلیٰ موصلی از علامہ احمد بن علی موصلی تمیمی

(156) مواعظ الکبریٰ از علامہ عبد الوہاب شعرانی

(157) مظہر جمال مصطفائی از صوفی نصیر الدین ہاشمی رضوی

(158) مرثیہ از مولوی محمود الحسن دیوبندی

(159) منصب امامت از مولوی اسماعیل دہلوی

(160) ملفوظ الغاشیہ از

(161) مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح از علامہ علی بن سلطان محمد القاری حنفی

(162) مکاشفۃ القلوب از امام ابو الحامد محمد بن غزالی شافعی

(163) مسند امام احمد بن حنبل از امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل

- (164) ما ثبت من السنۃ از شیخ عبدالحق بن سیف الدین دہلوی
- (165) ملفوظات عزیز از شاہ عبدالعزیز دہلوی
- (166) مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح از مفتی احمد یار خاں نعیمی گجراتی



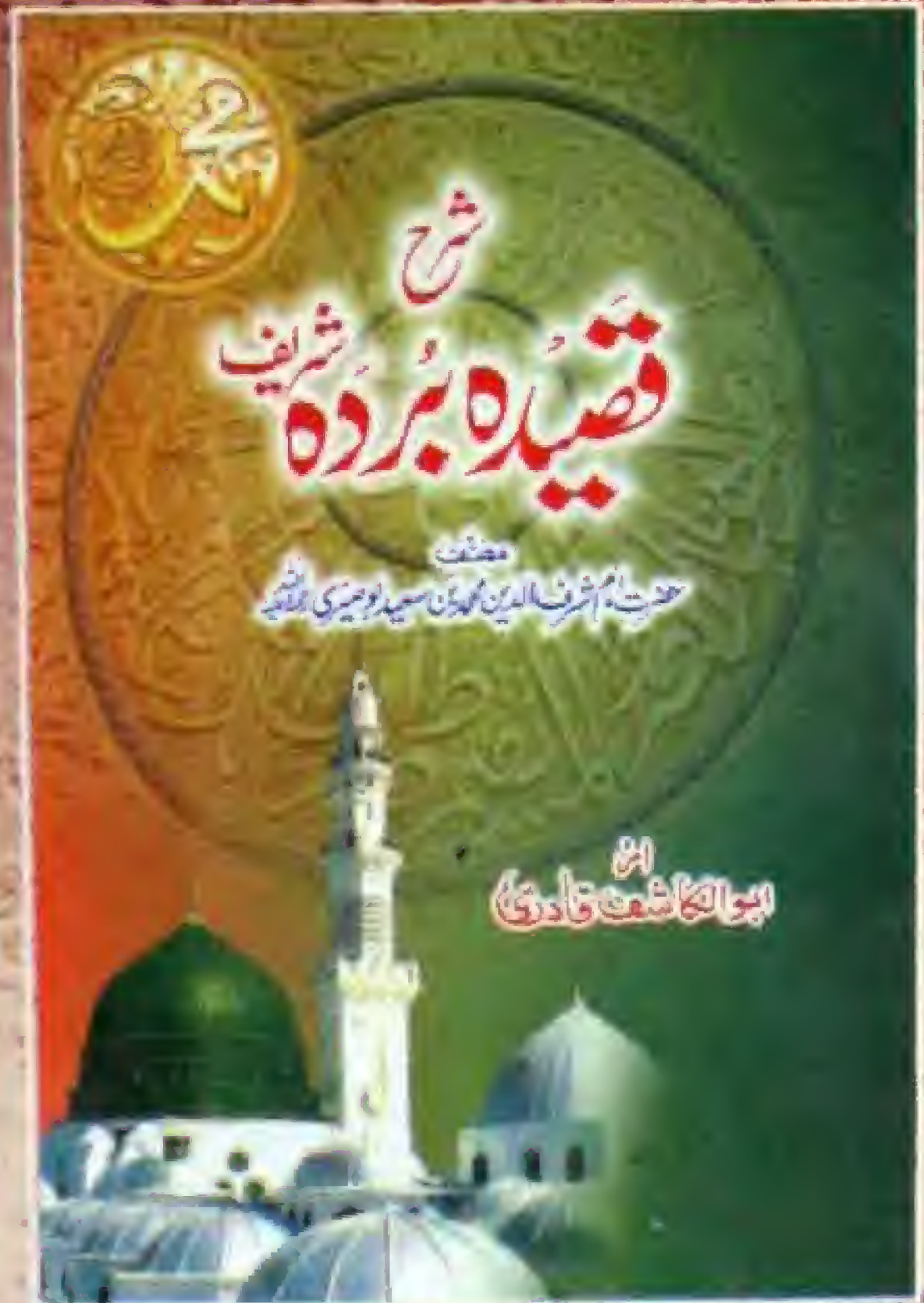
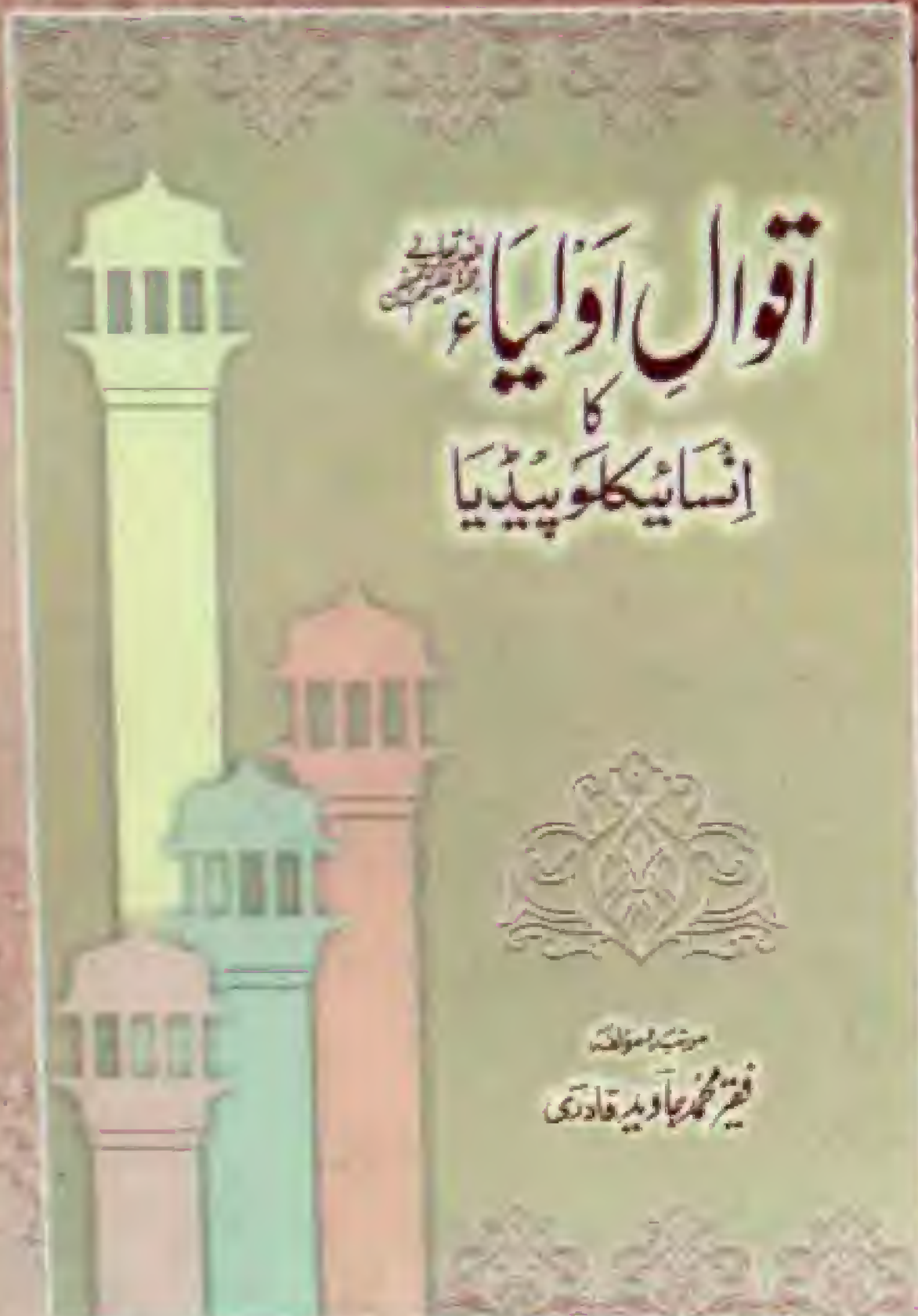
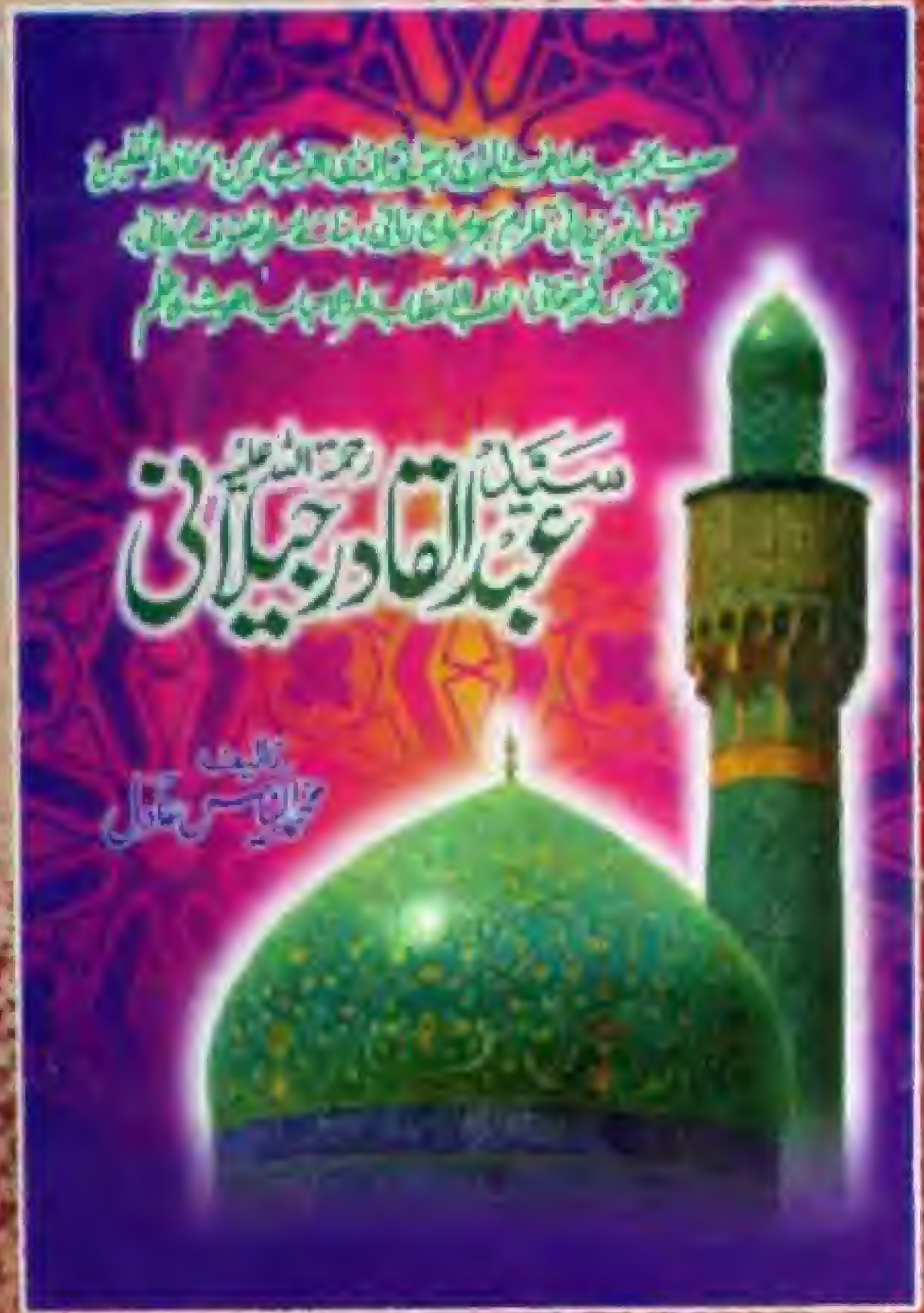
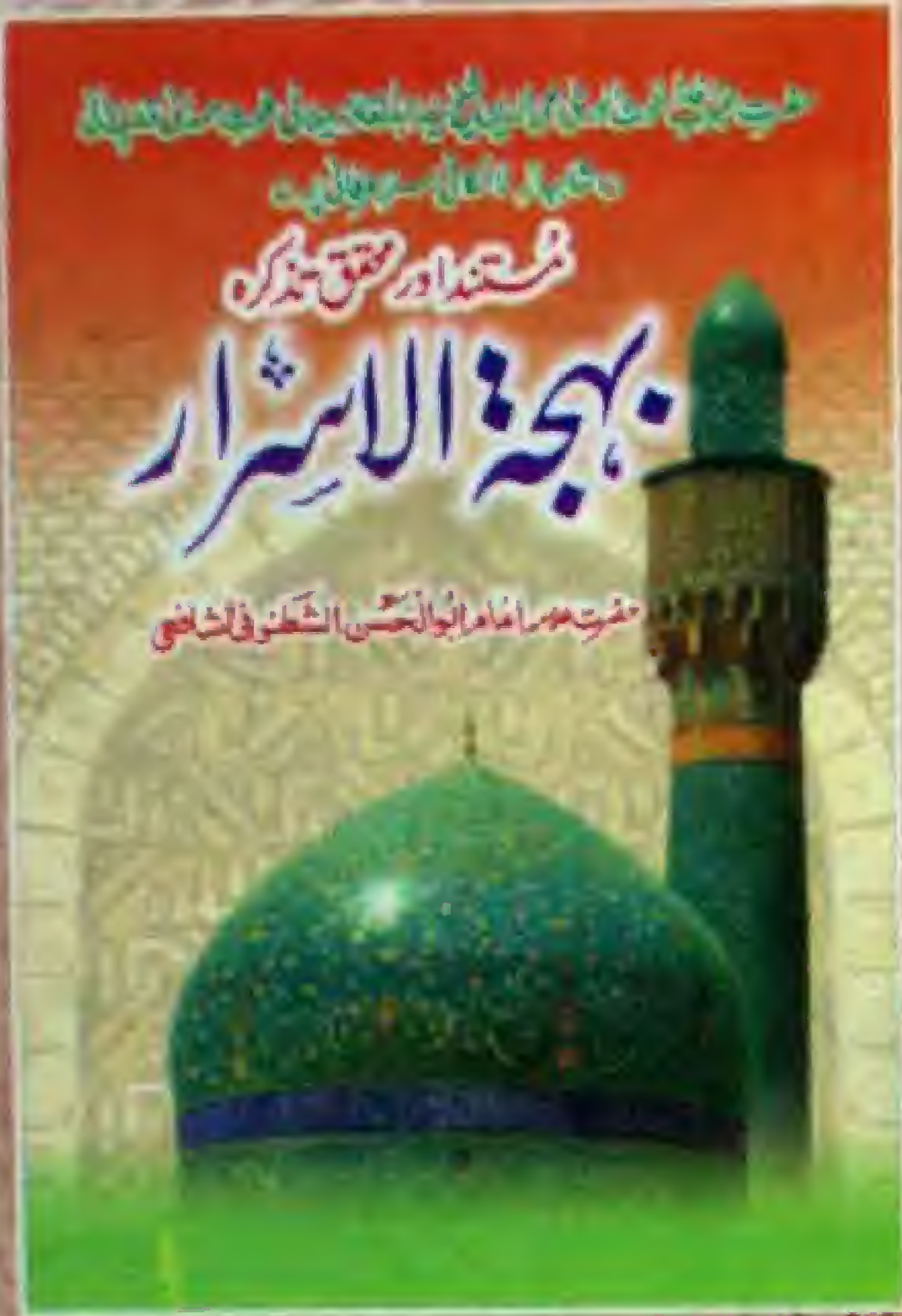
- (167) نزهۃ المجالس از حافظ جلال الدین عبدالرحمان بن ابوبکر سیوطی شافعی
- (168) نزهۃ المجالس از امام عبدالرحمان صفوری
- (169) نیل الاوطار از قاضی محمد بن علی شوکانی
- (170) نزل الابرار از مولوی وحید الزمان حیدر آبادی (غیر مقلد)
- (171) نوادراصول از امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی
- (172) نہایۃ الدرایۃ فی اسماء الرجال القرآۃ از ابوالخیر محمد بن محمد الجزری
- (173) نزهۃ البساطین از مولوی اشرف علی تھانوی
- (174) نفحات الالسن از مولانا عبدالرحمان جامی
- (175) نزهۃ الخاطر الفاتر از علامہ علی بن سلطان محمد القاری حنفی



- (176) ہمعات از شاہ ولی اللہ دہلوی
- (177) ہدیۃ المہدی از مولوی وحید الزمان (غیر مقلد)

اخبارات و رسالہ جات

- (1) نوائے وقت، 1 جنوری، 1964ء، لاہور
- (2) خدام الدین، 1 اکتوبر، 1971ء
- (3) اخبار اہل حدیث، ستمبر، 1954ء، امرتسر
- (4) اخبار اہل حدیث، 1915ء، امرتسر
- (5) اخبار اہل حدیث، اپریل 1930ء، امرتسر
- (6) اخبار اہل حدیث، نومبر 1913ء، امرتسر
- (7) جہان رضا، فروری، 2005ء، لاہور



مشافہ کتب خانہ
 اکرمیہ لکچر ہاؤس لاہور